ہو الکریم

کشف المحجوب اردو

تصنیف لطیف حضرت اقدس برگزیدۂ زمان قطب دوران

اعلیٰ حضرت جناب فیضمآب شیخ مخدوم علی ہجویری معروف بہ

داتا گنج بخش

رحمۃ اللہ علیہ

بفرمائش صاحب الصدق والیقین

جناب شیخ الٰہی بخش صاحب و محمد جلال الدین

تاجران کتب کشمیری بازار لاہور

۱۳۲۲ھ

در مطبع عزیزی واقع لاہور باہتمام محمد عبد الرشید محمد عبد العزیز زیور انطباع یافت

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا - اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَشَفَ لِاَوْلِيَائِهٖ بَوَاطِنَ مَلَكُوْتِهٖ وَقَشَعَ لِاَصْفِيَائِهٖ سَرَائِرَ جَبَرُوْتِهٖ وَاَرَاقَ دَمَ الْمُحِبِّيْنَ بِسَيْفِ جَلَالِهٖ وَاَذَاقَ سِرَّ الْعَارِفِيْنَ بِرَوْحِ وِصَالِهٖ هُوَ الْمُحْيِیْ لِمَوَاتِ الْقُلُوْبِ بِاَنْوَارِ اِدْرَاكِ صَمَدِيَّتِهٖ وَكِبْرِيَائِهٖ وَالْمُنْعِشُ مَلَهَا بِرَاحَةِ رَوْحِ الْمَعْرِفَةِ وَنَشْرِ اَسْمَائِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ **ترجمہ** اے ہمارے بے غرض پروردگار اپنی پاک جناب سے ہم عاجزوں کو اپنی رحمت کاملہ سے کامیاب فرمایئے اور ہمارے واسطے ہمارے کام سے راہ راست عطا فرمایئے۔ سب ثنائین اور شایستہ تعریفین اُس ذات علے کو سزاوار ہین جسنے اپنے دوستون پر ملکوت کے مخفی راز کھولدیئے اور اپنے برگزیدہ بندون کو جبروت کے بھیدون سے آگاہ فرمایا اور محبّون کا خون اپنی جلالت کی تلوار سے بہایا اور اپنے وصل کی شراب سے عارفون کو ذوق یاب عنایت کیا اور اپنی بے نیازی اور عظمت کی دریافت کی نورون سے وہی مُردہ دلون کا زندہ فرمانے والا ہے اور اپنی معرفت کی شراب اور اسمار عظام کی مہک سے مردہ دلون کو وہی جلانے والا ہے۔ اور دعا اور رحم اور سلام جناب رب العزت کے رسول پر جس کا نام مبارک محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور رسول کی

آل اور اصحاب اور شریف حرمون پر [illegible] مدام وارد ہے۔

عنوان - ای طالب صادق اللہ تعالے تجھے سعادت مند کرے مین کہ علی عثمان جلالی کا [illegible] مینے استخارہ کیا جس سے دریافت ہوا کہ یہ کتاب تیری مراد برلاویگی [illegible] اور اس کتاب کا نام **کشف المحجوب** رکھا اور تیرے مطلب کی بات کئی مضمون پر تقسیم کی اور اس کتاب کے پورا کرنے کے لیئے اللہ تعالی سے توفیق اور مدد چاہتا ہون اور اپنی طاقت اور قوت کو بالائے طاق رکھکر ہر قول و فعل مین ذات رب العزت کی توفیق موفق جانتا ہون - وہی موفق اور معین ہے۔

پہلی فصل - اس کتاب کے ابتدا مین جو مینے اپنا نام درج کیا اسمین دو غرضین مدنظر ہین - ایک غرض تو عام سے متعلق ہے وہ یہ ہے کہ جب بعض نابلد آدمی خود کسی علم سے ناواقف ہوتے ہین اور دیکھتے ہین کہ اس علم کی کتاب مین فلان مصنف نے اپنا نام نہین لکھا تو افترا سازی سے اس کتاب کو اپنی تصنیف ظاہر کرنے کو اسمین اپنا نام بجائے مصنف کے درج کرتے ہین تب انکی اس تحول سے اصل مصنف کا مطلب فوت ہو جاتا ہے کیونکہ مصنف کا اصل منشا یہ ہوتا ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ سے میرا نام یادگار رہے اور پڑھنے پڑھانے والے مجھ مصنف کے حق مین دعائے خیر کرین - مجھ سے دو مرتبہ افترا سازون نے ایسا برتاو کیا - **ایکدفعہ** ایک شخص نے میرے شعر کا دیوان مجھسے عاریتاً لیا چونکہ میرے پاس اس اصل کی نقل موجود نہ تھی اسنے چالاکی سے میرا نام تراش کر اپنا نام مصنفانہ لکھا اس سے میری تمام محنت ضائع ہوئی - خیر اللہ تعالے اسکی توبہ منظور فرمائے - **دوسرا** یہ کہ مینے منہاج العابدین نام کتاب علم تصوف مین تصنیف کی خدا تعالے اسکو مرحج فرمائے - ایک ناتوان مدعی جسکا نام مین ظاہر نہین کرتا میرا نام اس سے مٹادیا اور عوام الناس مین مشہور کیا کہ یہ میری تصنیف ہے گو خاص لوگون نے جو اسکی سرمایۂ علمی سے آگاہ تھے اسکی اس جسارت کو ہنسی مین اڑایا اور اللہ تعالے نے اسے اس کی برکت سے بے بہرہ فرمایا - اور اسکا نام طالبان درگاہ حق جل وعلا کے دفتر سے مٹایا یہ تو عام لوگون کو نصیب ہے اب خاص لوگون کا نصیب بیان کیا جاتا ہے کہ انکا قاعدہ ہے کہ جب دیکھتے ہین کہ اس کتاب

کا مصنف اس علم مین محقق ہوا ہے تو اسکے حقوق [illegible] پاسداری کرتے ہین اور اسکے پڑہنے اور یاد کرنے مین بڑی کوشش بجالاتے ہین جس سے پڑہنے والے اور مصنف کا مطلب کامل حاصل ہوجاتا ہے واللہ اعلم بالصواب ؞

دوسری فصل - اور جو مین نے استخارہ کی بابت لکھا ہے اس [illegible] مراد ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اسکی امت کو فرمایا ہے کہ اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ یعنے جب تم قرآن پڑہو تو اللہ تعالی کی پناہ چاہو تاکہ شیطان مردود کے وسوسہ اور شرارت سے بچو - استعاذت اور استخارہ اور استعانت قریباً مرادف یعنی ہم معنے ہین ہر ایک سے مراد مدد طلب کرنا اور پناہ چاہنا اور اپنے کام کا سرانجام اللہ سبحانہ وتعالی کو سونپنا اور ہر طرح کی آفات سے نجات پانا حضرت پیغامبر صاحب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہین کہ حضرت علیہ السلام ہمکو ایسی تاکید سے استخارہ کا حکم فرماتے جیسا کہ قرآن مجید کا پس جب بندہ سمجہتا ہے کہ کامون کی بہتری اسکے کسب اور تدبیر سے متعلق نہین اسلیئے کہ بندہ کی بہتری بندہ کی نسبت خداوند تعالی بہت اچھا جانتا ہے اور نیکی یا بدی بندہ پر اسی ذات پاک کے حکم سے وارد ہوتی ہے چنانچہ پہلے ہی سب کچھہ مقرر ہوچکا ہے پھر اسکے حوالہ کرنے کے بدون اور کیا ہوسکتا ہے چاہیئے کہ اسی سے مدد چاہین اور اسی کی قضا پر رضا اختیار کرین تاکہ اللہ تعالے اپنے فضل وکرم سے نفس کی شرارت اور سرکشی بندہ سے دور فرمائے اور اسکے کامون اور حالات مین اسکی بہتری اور صلاحیت شامل حال رکھے پس ہر ایک کام کے شروع مین استخارہ لازم ہے تاکہ اللہ تعالے بندہ کے اس کام کو سب مخاطرات اور فساد اور آفات اور لغزشون سے نگاہ رکھے وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ ؞

تیسری فصل - اور جو زنگار نفسانی غرضون کا دل کے شیشے سے دور کرنا لکھا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ ہر ایک کو معلوم ہوجاوے کہ جس کام مین نفسانی غرض ہوتی ہے اسمین برکت نہین رہتی اور دل سیدہی راہ سے پھر کر ٹھہرا ہوجاتا ہے اور دنیاوی کامون مین مشغول ہوکر راہ ہدایت سے الٹا جاتا ہے

آور وہ دو حال سے خالی نہین ہوتا یا تو نفس [illegible] کی غرض حاصل ہوئی یا نہوئی اگر اُسکی غرض نکل آئی تو
ہلاک ہوا اسلیئے کہ دوزخ کے دروازے کی چابی بدون حصول مراد نفس کے نہین ہی آور اگر نفس کی غرض حاصل
[illegible] پہلے ہی دور کردیا ہوگا۔ اور اسمین اسکی نجات ہوجاتی ہے اور نفس کو
اسکی [illegible]ن سے دور رکہنا بہشت کے دروازہ کی چابی ہے جیساکہ خداوند تعالی نے فرمایا ہے وَنَهَى
النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ترجمہ اور اسنے نفس کو خواہشون سے روکا پس ضرور جنت
اسکا مکان ہوا آور نفسانی غرضون کا کام مین آنا یون ہوتا ہے کہ جو کام بندہ کرے اسمین اللہ تعالے
کی رضا جوئی نہو۔ آور نہ اسمین نفس کو عذاب سے بچانا مطلوب ہو آور ہر حال مین غرور نفس کی کوئی حد نہین
اور یہان نفس کے مافی الضمیر ظاہر نہین ہوئی اس کتاب مین اپنی موقع پر اس مطلب کا بیان ہوگا انشاء اللہ

چوتھی فصل ۔ اور جو مینے تیری خواہش کے مطابق قائم ہونے کی بابت کہا ہے نیز مینے مستقل ارادہ
کیا ہے کہ تیری مراد اس کتاب سے کامل طور پر جلوہ نما ہو اس سے یہ مراد ہے کہ تونے مجہسے سوال کا جواب
دینے کے لائق جانکر مجہ سے اپنا حال پوچھا اور مجہسے اس کتاب کی درخواست کی ہی اور اس کتاب سے تیری
غرض فائدہ حاصل کرنا تھا بالضرور مجہ پر واجب ہوا کہ تیرے سوال کا حق ادا کرون آور جب مین اسیوقت تیرے
سوال کا حق سمجہ لیا تو مستقل ارادے اور کامل نیت سے اُس سوال کا جواب دینا واجب جانا اور جبکہ شروع کام
مین بندہ کا قصد نیت سے قرین ہوتا ہی گو اس کام مین خلل ظاہر ہو مگر بندہ معذور ہوتا ہے اسی سبب سے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهِ ترجمہ ابتدا کام مین نیت کرنا بے نیت
کام کرنے سے بہتر ہے آور نیت کامون پر بڑا تصرف یا اختیار رکھتی ہی آور بندہ نیت مین ایک طرف
سے دوسری طرف ہوجاتا ہی حالانکہ ظاہر مین اُسکی کچھ تاثیر معلوم نہین ہوتی اس قول کی سچی دلیل یہ ہے
جیسا کوئی شخص بدون نیت روزہ کے کچھ مدت بھوکا رہے اُسکو اسپر کچھ ثواب نہین ہوتا آور جب دل مین
صرف روزہ کی نیت کرے تو وہ ثواب پانے والے مقربون سے ہوتا ہے حالانکہ ظاہر مین اسکا اثر معلوم
نہین پہلے روزہ رکھا ہو۔ دوسرا یہ کہ جب کوئی شخص کسی شہر مین وارد ہو تو جب تک وہ نیت اقامت کے
نکرے وہ مقیم نہین گو کچھ مدت شہر مین سکونت پذیر ہو لیکن اگر اقامت کی نیت پندرہ روز یا زیادہ تک

رکھے تو وہ مقیم ہو جاتا ہے اور کئی ایسی تمثیلین ہین لیکن مین کے ابتدا مین نیت نیک کرنا اسکا حق
ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب ❊ **پانچوین فصل** — اور جو مینے اس کتاب کا نام کشف المحجوب
رکھنے بابت کہا ہے اس سے مطلب یہ ہے کہ کتاب کے نام سے حقیقت سمجھ لیو تاکہ جو خلق
آگاہ ہو جاوین اور جو لوگ اہل بصیرت ہین جب اس کتاب کا نام سنین تو معلوم کرین کہ اس کتاب
سے یہ غرض ہے اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ اولیاء اللہ اور عزیزان درگاہ کے ماسوا سب لوگ تحقیق
کے لطیفہ سے در پردہ ہین جبکہ یہ کتاب راہِ حق کو ظاہر کرتی ہے اور کلمات تحقیق کی تشریح اور
بشریت کے پردون کو کھولنے والی ہے اسلیئے یہی نام لائق تھا اور حقیقت مین حقیقت کا کھل جانا
چھپی ہوئی چیز کی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے جیسا کہ پردہ حاضر موجود رہنے والیکو ہلاکت کا سبب ہوتا
ہے دیکھو جیسا نزدیک رہنے والا دوری کی برداشت نہین کر سکتا ویسا ہی دور رہنے والے مین نزدیکی
کی طاقت نہین ہوتی جیسے سرکہ کا جانور جب سرکہ سے باہر خواہ کسی چیز مین گرے تو زندہ نہین
رہتا اور جو جانور اور چیزون مین پیدا ہوتا ہے سرکہ مین گرنے سے ہلاک ہو جاتا ہے اور معانی کا
سراغ اوسی کو ملتا ہے جنکو اسی کام یعنے دریافت معانی کے واسطے پیدا کیا گیا ہو۔ اور رحم اور فضل
الٰہی سے اسکی سرشت مین یہ دولت عظمٰی دریافت معانی کی مخمر ہے اور ون کیواسطے محال ہوتا ہے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ یعنے اللہ تعالٰی نے ہر ایک کو
کسی چیز کے واسطے پیدا کیا ہے اور اسپر اسکے حاصل کرنیکا طریق آسان فرما دیا ہے مگر حجاب و
صورت پر ہین ایک کا نام رینی ہے اور یہ کبھی نہین اُٹھتا نعوذ باللہ منہا دوسرے کا نام غینی جو
خداوند کریم کے فضل سے جلدی اُٹھ جاتا ہے اسکا بیان اس طرح پر ہے کہ کوئی بندہ ایسا ہوتا ہے جسکا
ذات یا طبع خود پردہ ہوتی ہے یعنی وہ اپنے آپ مین ایسا محو ہوتا ہے کہ حق اور باطل مین فرق معلوم
نہین کرتا اور باطل مین ہی غرق رہتا ہے اور کوئی بندہ ایسا ہوتا ہے کہ اسپر حجاب وصفی یعنی عارضی
ہوتا ہے جو حق سے دور رکھتا ہے مگر اسکی سرشت طالب حق ہوتی ہے اور باطل سے بھاگتا ہے
لیکن رینی یعنے ذاتی حجاب ہمیشہ حائل رہتا ہے اور رین اور طبع اور ختم کے معنے ایک ہی ہین

ف یعنی اصل حقیقت سے ناواقف ہین ۱۲

ف یعنی جب حقیقت ظاہر ہوئی تو پردہ اخفا کا جاتا رہا ۱۲

قولہ تعالیٰ کلا بل ران علیٰ [damaged] ما کانوا یکسبون ترجمہ یہ نہین جو تم خیال کرتے ہو بلکہ انکے اعمال سے انکے دلونپر میل یا زنگ [damaged] ہوا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسکی تفسیر یعنی تشریح اسرار آیت شریف مین فرمائی ہے۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْہِمْ ءَاَنْذَرْتَہُمْ اَمْ لَمْ [damaged] ترجمہ ضرور جو لوگ اصل سرشت یا طبع مین کافر ہوئے عذاب کا خوف بیان کرنا یا نکرنا انپر برابر ہے یعنے وہ باطل مین غرق ہین کچھ نہین سمجھتے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسکی وجہ بیان فرمائی کہ وہ کیون ایسے ہو رہے ہین قولہ تعالیٰ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ یعنے اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادے بے نیازی اور حکمت مخفی کے سبب انکو دلونپر مہر کردی ہے یعنے انکی سزا برمؑ کا فرمان ناطق ختم کردیا ہے اب گفت و شنید کا انکو موقع نہین رہا یہ اخیری فیصلہ ہو چکا ہے +

عہ الناقل ۱۲

اب جاننا چاہیے کہ غینی حجاب کسی نہ کسی وقت البتہ دور ہو جاتا ہے کیا وجہ کہ تغیر طبعی یا ذاتی بڑا بدیع یا غیر ممکن ہے اور غینی یعنے وصفی حجاب کا دور ہونا روا ہے اور مشائخ علیہم الرحمۃ نے رین غین کی معانی مین لطیف اشارے فرمائے ہین چنانچہ جنیدؒ نے فرمایا ہے اَلرَّیْنُ مِنْ جُمْلَۃِ الْوَطَنَاتِ وَالْغَیْنُ مِنْ جُمْلَۃِ الْخَطَرَاتِ یعنی رین وطنات کے قبیل سے ہو اور غین خطرات کے قبیل سے ہے وطنات جمع وطن یعنی پائیداری اور خطرات جمع خطر یعنی عارضی دیکھو کسی پتھر سے تم شیشہ بنا نہین سکتے گو کئی صیقل کرنے والے جمع ہو کر صیقل کرین کیونکہ پتھر کے اصل یا طبع مین تاریکی ہے مگر جب شیشہ پر زنگ یعنے پھپھوندی چھا جائے تو آلہ صیقل سے صاف ہو جاتا ہے کیونکہ شیشہ اصل یا سرشت روشن ہی اور اسپر پھپھوندی عارضی ہے جب اصل قائم رہتا ہے اور عارضی صفت دور ہو جاتی ہے اس لیئے مینے یہ کتاب ان شخصون کے واسطے تیار کی ہے جن کے دلونپر پردہ غینی ہو لیکن نور حق کا سرمایہ یا مادہ انمین موجود ہو لیکن کسی عارضہ کے سبب در پردہ ہین تاکہ اس کتاب کے پڑھنے کی برکت سے وہ پردہ ہٹ جائے اور اصل معنی کا راستہ پا لین مگر جو لوگ کہ حق کا انکار اور باطل کا اختیار کرنا انکی سرشت مین ہی وہ اس سے فائدہ نپائینگے اور مشاہدہ حق کے رستہ پر نہ آوینگے وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی نِعْمَۃِ الْعِرْفَانِ سب تعریف اور شکر خاص اللہ کو ہے جسنے معرفت کی نعمت عطا فرمائی +

چھٹی فصل - لیکن جو مینے کہا ہے کہ میرا مطلب معلوم ہوا اور اس کتاب مین تیری غرض کی بابت تقسیم ہوئی اس قول سے مراد یہ ہے کہ جب تک مسئول الیہ کو سائل کی غرض معلوم نہو تب تک اسکو بیان سے سائل کا مقصود حاصل نہین ہوتا کیونکہ مشتبہ باتون سے کیونکہ ... خلق ... اور جب مسئول الیہ سائل کے اشتباہ دور کرنے مین مشغول نہوا اور اسکے سوال کا جواب مذکور نہوا تو فائدہ حاصل نہین ہوتا اور جو مینے یہ کہا ہے کہ تیری غرض کی بابت کی تشریح ہوئی یعنے جملہ یا جامع سوال کا جواب بھی جملہ یا جامع ہوتا ہے اور جب سائل اپنے سوال کے سب درجات پر آگاہ ہو پھر مبتدی کو تفصیل کی ضرورت ہوتی ہے اور اسکے اقسام اور حدون کا بیان بھی ضروری ہے خاصکر خدا تجھے نیک کرے تیری غرض اس سوال مین یہ ہو کہ تا مفصل اور شرح کرون اور تیرے سوال کے مطابق کتاب تصنیف کرون وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ ترجمہ اور اللہ تعالے توفیق دینے والا ہے ۔

ساتوین فصل - اور جو مینے یہ کہا ہے کہ مین خداوند تعالی سے توفیق اور مدد چاہتا ہون اس سے یہ مقصود ہے کہ تا تجھے معلوم ہو جائے کہ بندہ کا مددگار اللہ جل جلالہ کے سوا اور نہین وہی ہے جو بندہ کو نیک اعمال پر مدد دیتا ہے اور بڑھنے کی توفیق دیتا ہے اور اصل مین توفیق اسکو کہتے ہین کہ تائید خداوندی موافق فعل بندہ کے ہو تا کہ وہ ثواب کے عمل مین مستعد رہے اور کتاب الٰہی اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توفیق کی صحت ظاہر کرتے ہین اور اجماع امت کا بھی اسی پر ہے مگر معتزلہ اور قدریہ لوگ توفیق کے لفظ کو مہمل یعنے بے معنے سمجھتے ہین اور اس طریقت کے مشائخ کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اَلتَّوْفِیْقُ هُوَ الْقُدْرَۃُ عَلَی الطَّاعَۃِ عِنْدَ الْاِسْتِعْمَالِ یعنے توفیق کیا ہے کہ اللہ تعالی اور رسول اللہ کی اطاعت پر عمل کرنیکے وقت طاقت کا ملنا جب بندہ اللہ تعالی کا فرمان بردار ہوتا ہے تو اسکو قوت اور مدد جناب ربانی سے زیادہ ملتی ہے اور پہلے کی نسبت ترقی پاتا ہے غرض یہ کہ ہر حال مین ساعت بساعت حرکت یا سکون بندہ کا جو کچھ ظہور پاتا ہے سب خداوند تعالی کا فعل اور تخلیق ہے پس جس قوت خداداد سے بندہ اطاعت کرتا ہے اسکو توفیق کہتے ہین اور اس کتاب مین اس مسئلہ کی بحث کا موقعہ نہین کیونکہ اس سے اور چیز مراد ہے جو

ما [illegible]ن فیہ نہین آب مین پھر تیرے مقصد اصلی کی طرف رجوع کرتا ہون انشاء اللہ عزّوجلّ اور اصل سخن مین شروع ہونے سے پہلے بعینہٖ تیرا سوال واضح کرتا ہون اور وہان سے ابتدا ے [illegible] وباللہ التوفیق ۔ صورۃ السوال سائل یعنے ابوسعید نے کہا ہی کہ [illegible] واضح فرماوین طریقت تصوّف کی حقیقت اور انکے مقامات کی کیفیت اور اہل حقیقت کے مذہبون اور قولون کے بیان اور انکے اشارات اور رموزات سے بھی مطلع فرماوین اور خداوند عزّوجل کی محبت کے حالات اور اسکے دلون پر ظاہر ہونے کی کیفیت اور اسکی دریافت ماہیت سے عقلون پر حجاب ہونیکا باعث اور اسکی حقیقت سے نفس کے نفرت کرنیکا موجب اور روح کا اسکی صفائی سے آرام پانا اور جو اس سے تعلق رکھتا ہے اور اسکے برتاؤ سے صفائی ملتی ہے مسئول یعنی علی ابن عثمان جلابی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہمارے اس زمانہ مین یہ تصوف کا علم حقیقت مین بودا ہوگیا ہے خاصکر اس ولایت مین کہ لوگ نفسانی خواہشون سے مغلوب ہوگئے ہین اور رضا کی راہ سے مُنہ موڑ بیٹھے ہین اور اسوقت کے عالمون اور مدعیون نے اس طریقت کی صورت اصل کے برخلاف بنادی ہے پس ہمت اس بات پر چاہیئے کہ زمانہ کے لوگون کا ہاتھ اُسپر پہونچے اور جو خاصان جناب حق ہین اس میدان مین جولان اور رونق افروز ہین حالانکہ سب ارادتمندونکی مراد اُس سے جُدا ہے اور سب اہل معرفت کے ادراک اس سے بیکار خلقت مین جو خاص و عام ہین صرف عبارت پر مکتفی ہوئے اور دل وجان سے اُسکے حجاب کے خریدار ہوئے تحقیق سے رہکر تقلید مین مبتلا ہوئے اور تحقیق نے ان سے مُنہ چھپالیا اور عام لوگون نے اسی کو کافی سمجھا اور کہتے ہین کہ ہمنے حق کو خوب جان لیا ہی اور خاص لوگ اس بات پر خوش ہوئے کہ ہمارے دلون مین اسکی آرزو ہے اور ہمارے نفسون مین محبت ہی اور ہمارے سینہ مین اسکی طرف میلان ہے اپنے مشغول ہونے کے خیال سے کہتے ہین کہ یہ دیدار اور لقاء اللہ تعالیٰ کا شوق ہے اور جو نیک اندیشہ دلمین آتا ہے وہ سوز محبت کا جوش ہے اور مدعی لوگ اپنی دعوے کے سبب بالکل اُس سے محروم رہے اور مریدون نے ریاضت اور مجاہدہ چھوڑ دیا اور ظن معلول یعنے جو

کسی سبب سی خیال آجاتا ہی اسکا نام مشاہدہ رکھا۔ تحقیق کہ مینے اس سی پہلے اس بیان مین بہت
کتابین تصنیف کی ہین لیکن وہ سب ضائع ہوئین مگر بعض باقی ہین اُن سی جھوٹے مدعیون نے لوگونکی
قابو کرنیکے لئے نکال لین اور باقی سب گم کردین اور انکا نام بھی مٹادیا کیونکہ اُنہونے خلق کو
انکار کو خداوند تعالیٰ کی نعمت جانتے ہین اور کسی ایک پڑہنے کو بیٹھے لیکن نہ پڑہا یعنے غور سے نہ پڑہا اور
کسی ایک نے پڑہا لیکن معنی کا سراغ نہ پایا صرف عبارت پر کفایت کی تاکہ لکھین اور یاد کرین اور کہتے ہین
کہ ہم تصوف اور معرفت کے عالم ہین اور یہ عین کم بختی ہین ہین اور یہ سب کام اس سبب سی ہوتے ہین کہ علم تصوف
کی باتین سُرخ گندھک کی مانند نایاب ہین کیونکہ وہ بڑی نادر چیز ہے جب ملجائے تو کیمیا ہوتی ہے اور اسکا
چھ رتی بھر وزن بہت سی تانبے اور کانسی کو زرِ خالص بنادیتا ہے۔ غرض کہ ہر ایک وہی دوا چاہتا ہی
جو اسکے درد کے موافق ہو بدون اسکے اور کو نہین چاہتا چنانچہ ایک بزرگ کا قول ہے **شعر**
كُلُّ مَنْ فِي فُؤَادِهِ وَجَعٌ ٭ يَطْلُبُ شَيْئًا يُوَافِقُ الْوَجَعَا ٭ ترجمہ جس کے دلمین درد ہوتا ہے وہ
وہی چیز ڈہونڈتا ہے جو اسکے درد کے موافق ہو جسکی بیماری کی دوا بہت ہی حقیر چیز ہو وہ موتی اور
جواہر نہین چاہتا البشلیشا اور دوار المسک ملاکر اسکو درکار ہے اور یہ بات زیادہ تر اس سبب سی عزیز ہے
کہ ہر ایک کو اس سی حصہ ہو اور اس سی پہلے اس علم کے جاہل مشایخون نے کتابون کا اسی طور پر استعمال
کیا ہے جب الٰہی بھیدون کے خزانے انکے ہاتھ آئے اور اسکے معنی سے ناواقف ہی تو جاہل کلاہ دوزون
اور ناپاک جلد بندون کے ہاتھ مین دیدیئے انہون نے کلاہون کے استر اور دیوان ابو نواس اور ہزلیات
جاحظ کی جلدون مین ٹھوس دیا یہ ضرب مثل ہے کہ جب بادشاہ کا باز بوڑہیا کے گھر کی دیوار پر جا بیٹھے تو
اسکے پر اور بازو کاٹ دیتی ہین۔ خداوند عزوجل نے ہمکو ایسے زمانے مین پیدا کیا ہے کہ جس زمانے کے
لوگون نے نفسانی خواہشون کا نام شریعت رکھدیا اور رُتبہ اور ریاست اور تکبر کا نام عزت اور علم اور
ریاکاری کو خوفِ خدا اور دلمین کینہ پوشیدہ رکھنے کا نام حلم مقرر کیا اور لڑائی جھگڑے کا نام مناظرہ
اور لڑائی جہالت کا نام پند و نصیحت اور نفاق کو زہد سمجھا اور لالچ کا نام ارادت اور بکواس طبع کو معرفت
اور دل کے خیالات محبت کی باتین جان لین اور بیدینی کو فقر اور انکار شریعت کا نام صفائی اور زندگی

یعنے انکار آخرت کا نام فنا فی اللہ اور محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شریعت کا چھوڑنا طریقت نام رکھا۔ اور اہل زمانہ کی آفت کو معاملت کہا اس سبب سی صاحبان ہنر اور معرفت ان کے درمیان سے الگ ہو گئے ... غالب ہوئے جیساکہ پہلے فساد مین آل مروان نے اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و ... م پر غلبہ پایا جیساکہ واقفان حقیقت کی بادشاہ اور دقائق اہل تحقیق کے راہنما ابوبکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس زمانے کے بارہ مین کہا ہی۔ اُبْتُلِیْنَا بِزَمَانٍ لَیْسَ فِیْہِ اٰدَابُ الْاِسْلَامِ وَلَا اٰدَابُ الْجَاهِلِیَّةِ وَلَا اَحْکَامُ ذَوِی الْمُرُوَّۃِ یعنے ہم ایسے زمانہ مین مبتلا ہوئے ہین جسمین نہ تو آداب اسلام ہین اور نہ آداب جاہلیۃ ہین اور نہ صاحبان مروت کے حکم ہین۔ اور شیخ شبلی رحمہ اللہ نے اسکے مطابق بیت کہا ہی۔ لَجَاءَ اللّٰہِ ذِی الدُّنْیَا مَنَاخًا لِرَّاکِبِ + فَکُلُّ بَعِیْدِ الْھَمِّ فِیْھَا مُعَذَّبٌ + یعنے جناب الٰہی ہی دنیا دار کی آرزو اونٹ سوار کا فرودگاہ ہے۔ پھر جس سی دنیا مین غم دور رہے وہ آخرت مین عذاب دیا جائیگا۔

اٹھوان فصل

اے طالب حق خداوند تعالیٰ تجھے قوی کرے۔ جان تو کہ مین نے اس جہان کو اسرار خداوندی کا محل سمجھا ہے اور موجودات کو اسکی امانتون کا مکان اور مثبتات کو اسکے لطیفون کی جگہ مگر یہ خاص دوستان خداوند تعالےٰ کے حق مین ہین۔ دوسرے لوگ نہین جانتے اور جوہر اور عرض اور عناصر اور اجرام اور جسم اور طبیعتین سب ان اسرار کا حجاب ہین اور توحید کے محل مین انمین سی ہر ایک کا ثابت کرنا شرک ہے۔ پس خداوند تعالیٰ نے اس جہان کو جائے حجاب بنادیا تا اسکے حکم سے ہر ایک کی طبیعت نے اپنی حالت مین اطمینان پایا ہے۔ اور توحید حق سے اپنے وجود مین درپردہ ہوئے ہین اور ارواح دنیا مین اس وجود کے ملنے سے مغرور اور فریفتہ ہو گئے اور اسکی نزدیکی کی وجہ سے اپنی رہائی کے مقام سے دور رہے اس باعث سی ربانی اسرار عقلون کے حق مین مشکل ہوئے یعنے ادراک عقل سے دور ہوئی اور قرب حق کے لطیفے ارواح کیواسطے پوشیدہ ہوئے اسلیے آدمی غفلت کی اندھیرے مین اپنی ہستی مین درپردہ ہوا۔ اور خصوصیت کی محل مین اپنی حجاب مین عیدار رہا جیساکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ

جو عناصر سے مرکب ہو ۱۲

الاِنسَانَ لَفِی خُسْرٍ۔ یعنی زمانہ یا وقت کی قسم ہے کہ ضرور آدمی خسارہ مین ہی یعنے اپنی طرف مشغول
ہونا یہ خسارہ ہی۔ پھر یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا یعنے تحقیق آدمی بڑا
ظالم اور بڑا جاہل ہوا ہی اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے خَلَقَ الْخَلْقَ
فِی ظُلْمَۃٍ ثُمَّ اَلْقٰی عَلَیْہِ نُوْرًا یعنے پہلے اللہ تعالیٰ نے خلقت کو اندہیری مین پیدا کیا پھر اسکو نور بخشا۔ پس
یہ حجاب انسان کی مزاج کے عالم مین طبیعتون کے تعلق اور آہین عقلونکی تصرف کرنیسی واقع ہوا ہے اسلیے
ناچار بندہ جہالت پر مکتفی ہوا ہے اور خداوند تعالیٰ سے بدل وجان اپنے حجاب کا خریدار بنا ہے کیونکہ
اسکو جمال کشف کی خبر نہین اور سر سریت ربانی کی تحقیق سے اپنا مونہ موڑ لیا ہے اور بلیون کی جگہہ پر
آرام پایا ہے اور اپنی نجات کی جگہہ سے بھاگا ہے نہ تو توحید کی بو سونگہی اور نہ احدیت کا منہ دیکھا۔
اور توحید کے مزہ سے چاشنی نہ پائی اور ترکیب مین تحقیق کے مشاہدہ سے رہ چکا اور ارادت خدا ذدی
سے ہٹ کر دنیا کی طرف رجوع کیا اور حیوانی نفس نے جو زندگی حقیقی سے علیحدہ ہی نفس ناطقہ کو مغلوب
کردیا تاکہ اسکی حرکتین اور طلب سب حیوانیت کے حصہ مین آئین اب صرف کہانے اور سونے اور شہوات
کی اتباع کے سوا کچھ نہین جانتا اور اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے دوستون کو ان سب باتون سے روگردان
ہونا فرمایا ہے۔ ذَرْهُمْ یَاْكُلُوْا وَیَتَمَتَّعُوْا وَیُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ۔ یعنے اے محمد صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم جو دنیا کے بندے ہوے ہین اُنکو چھوڑ دے تاکہ کھاوین اور فائدہ مند ہون اور
آرزو انکو مشغول رکھی پس قریب ہے کہ جانینگی۔ اور انکے حق مین بجائے عنایت اور توفیق کے خوار ہونا
اور محروم رہنا حکم ہوا ہے کیونکہ نفس امّارہ بالسوء کے تابعدار ہوے ہین اور یہی بڑا حجاب اور برائی اور
شرارت کا متبع ہی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ تحقیق نفس برائی کا
حکم دینے والا ہے۔ اب مین شروع کرتا ہون اور تیرے مقصود کو مقامات اور پردون مین کہلم
کہلا ظاہر کرتا ہون اور صاحبان صفت کی عبارتون کی تشریح کرتا ہون اور کچھ تھوڑا سا مشایخ کی
کلام بھی اسمین جوڑتا ہون اور اچھی حکایتون سے تیری مدد کرتا ہون تاکہ تیری مراد حاصل ہو اور
ظاہری علمون کے عالم وغیرہ جان لین کہ علم طریق تصوف کی جڑ قوی اور شاخ میوہ دار ہی اور

سب مشایخ اہل علم ہوئے ہین اور انہون نے سب مریدون کو علم سکھایا ہے اور علم کی طرف ہمیشہ توجہ رکھنی کی ترغیب دی ہے اور کھیل اور واہیات مین مصروف نہین ہوئے۔ اور بیہودہ گوئی کے راستہ پر نہین چلے۔ اکثر مشایخ طریقت اور علمائے حقیقت نے طریقت کی معنون مین کتابین تصنیف کی ہین اور لطیف عبارتون مین اپنے اسرار ربانی کو دلیل سے واضح کیا ہے وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ ۔

پہلے باب مین علم کا ثبوت

اللہ تعالیٰ نے عالمون کی صفت مین فرمایا ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ ترجمہ اسکے سوا نہین کہ خداوند تعالیٰ کے بندون مین سے عالم لوگ ہی ڈرتے ہین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَۃٍ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور یہ بھی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالصِّیْنِ یعنے علم حاصل کرو اگرچہ ملک چین مین ہے چونکہ چین عرب سے بہت دور ہے اسلیے مراد اس سے دور فاصلہ اور مشقت ہے۔ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ علم کے اقسام بہت ہین سب کا حاصل کرنا بڑا عرصہ اور مدت دراز چاہتا ہے اور تھوڑی عمر اسپر وفا نہین کرتی اسلیے سب علمون کا حاصل کرنا فرض نہین جیسا نجوم یعنے ستارون کے خواص اور حرکات کا علم اور طب یعنے معالجہ بدنی اور علم حساب اور عجیب صنعتون کا اور اسکی مثل اور علم لیکن انہین سے ہر ایک اس قدر جو شریعت مبارک سے تعلق رکھتا ہے وہ حاصل کرنا ضروری ہے مثلاً نجوم سے اسقدر کہ رات دن مین وقت پہچان سکے اور طب سے اسقدر جو حفظ صحت رکھے اور حساب اتنا جو علم فرائض مین درکار ہے یا عدت کی مدت سمجھ سکے پس علم اسقدر فرض ہوتا ہے جسپر عمل درست ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگونکی مذمت فرمائی ہے جو علم بیفایدہ سیکھتے ہین جیسا اللہ تعالے عزّ وجلّ نے فرمایا ہے وَیَتَعَلَّمُوْنَ مَا یَضُرُّھُمْ وَلَا یَنْفَعُھُمْ یعنے ایسی چیز کو سیکھتے ہین جو انکو نقصان پہنچاوے اور نفع نہ دے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیفایدہ علم سے پناہ چاہی ہے اور فرمایا ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ یعنے

مین پناہ لیتا ہون خدا کی اس علم سے جو فائدہ نہ دے پس اگر علم کم بھی ہو تو بہت عمل ہو سکتا ہے اور چاہیے کہ علم اور عمل دونو موجود ہون کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُتَعَبِّدُ بِلَا عِلْمٍ کَالْحِمَارِ فِی الطَّاحُوْنَۃِ بے علم عبادت کرنیوالا خراس کے گدہے کی مانند ہے۔ یعنی جو عبادت کرتے ہین اور علم نہین رکھتے خراس کے گدہے کی مانند ہے گو رات دن چلتا ہے مگر کوئی مرحلہ طے نہین کرتا اپنے ایک مکان مین ہی گھومتے رہتے ہین عام لوگون سے مینے ایک گروہ کو دیکھا ہے کہ عمل سے علم کو اچھا جانتے ہین اور ایک گروہ عمل کو علم سے بہتر جانتا ہے اور حقیقت مین یہ دونو عقیدے درست نہین کیونکہ بدون جاننے کے کام کرنا با ارادت نہین ہوتا سرسری سمجھا جاتا ہے کیونکہ عمل تب ہی عمل ہوتا ہی جب جانے کہ اس سے ثواب ہی یا عذاب ہوگا پھر عمل نیک سے بندہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ جیسا کہ نماز جبتک کہ ارکان طہارت اور پانی کی پلید یا پاک کی پہچان اور قبلہ کی شناخت اور کیفیت نیت اور ارکان نماز کا علم نہو تب تک جائز نہین ہوتی۔ پس جبکہ عمل خاص علم سے عمل ہوتا ہے تو جاہل کیونکر عمل کو علم سے علیحدہ کرتا ہے اور جن لوگون نے علم کو عمل پر فائق سمجھا ہے یہ بھی محال ہے کیونکہ جو علم صرف بے عمل ہو وہ علم نہین ہوتا چنانکہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ نَبَذَ فَرِیْقٌ مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ کَاَنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنے جو لوگ کتاب دیے گئے ہین انہین سے ایک فرقہ نے اس اللہ تعالے کی کتاب شریف کو اپنی پیٹھ کے پیچھے پھینکا گویا وہ جانتے ہی نہین یعنے انکا پڑہنا ضایع ہے اگر وہ سچے دل سے جانتے تو ایسا نہ کرتے عالم بے عمل کا نام عالمون سے نکالدیا اسلیئے کہ سیکھنا اور یاد رکھنا اور یاد کرنا علم کا بھی عمل ہوتا ہے اسیواسطے بندہ ثواب پاتا ہے اگر عالم کا علم فعل اور کسب کے ساتھ نہ ہو تو اسکو اس سے کچھ ثواب نہین ملتا علم اور عمل کو جدا کرنے والے اور ایک دوسرے پر فضیلت دینے والے دو گروہ ہین ایک وہ کہ علم خلقت مین رتبہ پانے کو پڑھتے ہین اور اسکے برتاؤ کی طاقت نہین رکھتے وہ علم کی حقیقت کو نہین پہونچے اسلیئے عمل کو علم سے جدا کرتے ہین نہ تو علم کی خبر رکھتے ہین نہ عمل کی یہانتک کہ ایک جاہل کہتا ہے قال یعنے صرف کہنا نہ چاہیے حال یعنے عمل سے کام ہے دوسرا کہتا ہے کہ علم درکار ہے عمل کی ضرورت نہین ابراہیم ادہم رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ

اوسنے کہاہے مینے پتھر رستہ مین گراہو دیکھا اوس پتھر نے زبان حال سے کہا کہ مجھے الٹ کر پڑہو پس مینے اُسکو اُلٹا پایا اسپر لکھا ہوا تھا اَنْتَ لَا تَعْمَلُ بِمَا تَعْلَمُ فَكَيْفَ تَطْلُبُ مَا لَا تَعْلَمُ تو اپنے علم یعنے دانستہ پر عمل نہین کرتا تو جس چیز سے تو ناواقف ہو اُس کو کیون طلب کرتا ہے یعنے جس چیز کا تجھے علم ہے اوسپر عمل کرتا اوس عمل کی برکت سے جو بات تجھے معلوم نہین وہ بھی تجھے معلوم ہو جاوے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ هِمَّةُ الْعُلَمَاءِ الدِّرَايَةُ وَهِمَّةُ السُّفَهَاءِ الرِّوَايَةُ عالمون کی ہمّت جاننا اور دریافت کرنا ہوتا ہے اور جاہلون کی ہمّت صرف نقل کرنا اسلیئے کہ جہالت کے کام لوازمات عالمون سے دور ہوتے ہین جو شخص علم سے دنیا کی عزت اور رتبہ چاہتا ہے وہ عالم نہین ہوتا کیونکہ یہ جہالت کی لوازمات سے ہے اور رتبہ مین علم سے کوئی زیادہ اور بلند درجہ نہین ہے کیونکہ جب علم نہو تو اللہ تعالےٰ کی لطائف سے کوئی راز اسپر نہین کھلتا اور جب انسان مین علم موجود ہو تو مقامات اور مشاہدات اور مراتب کے لائق ہوتا ہے واللہ اعلم بالصّواب ✦

پہلی فصل

جاننا چاہیئے کہ علم دو صورت پر ہے۔ ایک خداوند تعالیٰ کا علم جو ایک آن مین جو کچھ کہ تھا۔ یا ہے یا ہوگا جواہر یا عوارض مجموع اللہ تعالےٰ کے علم مین محدود ہے۔ دوسرا بندہ کا علم کہ خداوند تعالیٰ کے علم کے مقابل ناقص اور طالب ظہور مقولات عشرہ ہر ایک جوہر کا ہے اور بحر محیط علم خداوندی سے ایک قطرہ سے بھی کم ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ کا علم قدیم اور قائم بذات سبحانہ وتعالیٰ اور نامحدود ہے اور اسکی صفات قدیمہ سے ایک صفت ہے اور ہمارا علم ہماری صفت ہماری ساتھ قائم اور حادث اور محدود ہے۔ اللہ جل جلالہٗ فرماتے ہین وَمَا اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا تفسیر تمکو علم سے تھوڑا سا دیا گیا ہے۔ غرض یہ ہے کہ علم تعریف کی قسمون یا صفتون سے ہے اور اسکی تعریف احاطۃ المعلوم اور معلوم کا واضح ہونا اور علم کی بہت اچھی تعریف یہ ہے اَلْعِلْمُ صِفَةٌ يَصِيْرُ الْجَاهِلُ بِهَا عَالِمًا یعنے علم ایک ایسی صفت ہے جس سے جاہل عالم ہوتا ہے۔ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا ہے وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ تفسیر اللہ تعالےٰ کافرون پر احاطہ

کرنے والا ہے ۔اور یہ بھی فرمایا ہے - وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ یعنے اور اللہ تعالے ہر شے کو جاننے
والا ہے ۔ اللہ تعالے کا علم ایک ایسا علم ہے جس سے سب اشیا موجودہ اور معدومہ کو جانتا ہوا ہے اور
خلقت سے اس علم مین کسیکو شراکت نہین نہ تو علم الٰہی کی جزین ہو سکتی ہین اور نہ اسکی ذات پاک سے جدا
ہے اور اس ذات پاک کے فعلون کا باترتیب ہونا اوسکے علم کی دلیل ہے کیونکہ فعل فاعل کے علم سے ہو سکتا ہے
پھر اللہ جل جلالہ کا علم بھیدون پر شامل ہے اور ظاہر کرنے پر احاطہ کرنے والا یعنے قادر ہے ۔ پس طالب
حق کو لازم ہے کہ یہ خوب سمجھے کہ جو کام مجھسے ظہور پاتا ہے جناب پاک ایزدی کا شہود ہے یعنی اللہ دیکھ رہے ہین
حکایت ۔ کہتے ہین کہ بصرہ مین ایک رئیس تھا وہ اپنے باغ مین گیا وہان اسکے کسان یعنے
کاشتکار کی حسین عورت تھی ۔ یہ رئیس اسکو دیکھکر مبتلا ہوا ۔ حیلہ سازی سے اسنے کاشت کار کو کسی
کام پر بھیجا اور عورت کو کہا کہ دروازے بند کرو ۔ عورت نے کہا کہ مینے اور دروازے تو بند کر دیے ہین
مگر ایک دروازہ مجھ سے بند نہین ہو سکتا اسنے پوچھا کہ وہ کونسا دروازہ ہے اسنے جواب دیا کہ جو
مشاہدے کا دروازہ ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے تب وہ رئیس اپنے ارادہ سے پریشان ہوا
اور استغفار پڑھا ۔ حاتم اصمؒ نے کہا ہے کہ مجھے چار علم اختیار ہوئے اور دنیا کے باقی علمون کی ضرورت
نہین رہی ۔ پوچھا گیا کہ وہ کونسے علم ہین اسنے جواب دیا کہ پہلا مینے جانا کہ میرا رزق مقسوم ہے جو میرے
حصہ مین ہو چکا ہے اس سے بڑھتا گھٹتا نہین اور زیادہ کی تلاش سے مجھے آرام ہوا ۔ دوسرا مین نے جان
لیا ہے کہ مجھپر خداوند تعالیٰ کا ایسا حق ہے کہ میرے سوائے کوئی اور شخص ادا نہین کر سکتا پھر مین اسکے ادا
کرنے مین مشغول ہوا ۔ تیسرا یہ کہ مینے جان لیا کہ میرا ایسا تلاش کرنیوالا ہے یعنی موت جس سے مجھے بھاگنے کی
طاقت نہین تو مین نے اسی پہچان لیا ۔ چوتھا یہ کہ میرا مالک میرے سر پر ظاہر باطن کا واقف ہے مجھے اس سے شرم آتی
ہے اور مینے بُرے کام چھوڑ دیے جب بندہ جانتا ہو کہ خداوند تعالیٰ اسکو دیکھ رہا ہے تو اس سے ایسا کام نہین
ہو سکتا ہے جو قیامت کے روز باعث شرم ہو ۔

دوسری فصل

لیکن بندہ کا علم چاہئیے کہ خداوند تعالے کے کامون اور اُس کی پہچان مین ہو یعنے اللہ تعالیٰ کے

ہر لمحہ اور ہر لحظہ لاکھوں قسم کے کام جو اسکی قدرت کاملہ سے عیان ہوتے ہین اور جن سے انسان
کی عقل حیران رہتی ہے دیکھ کر پہچان لے کہ ایسے کامون کا فاعل قادر مطلق ہے جس وقت پر جس
علم ظاہری یا باطنی کی ضرورت ہو اسکا حاصل کرنا بندہ پر فرض ہوتا ہے وہ علم دو قسم ہے ایک قسم کا نام
اصول ہے اور دوسرے کا نام فروع علم ظاہر کا اصول کلمہ شہادت ہی یعنے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ترجمہ مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی اور معبود سوائے
اللہ وحدہٗ لاشریک کے نہین اور گواہی دیتا ہون کہ تحقیق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس اللہ تعالے کا
بندہ اور رسول ہے اور باطنی علم کا اصول معرفت الٰہی کی تحقیق اور ظاہر کا اصول لوگون سے معاملہ
مین درستی رکھنا اور باطنی کا فروع نیت نیک اور صحیح اور انمین سے ہر ایک کا دوسرے کے سوائے قائم
ہونا محال ہے جو صرف ظاہر ہو اور باطن نہ ہو وہ نفاق ہے اور باطن بدون ظاہر کے بدینی اور ظاہر شریعت
بدون باطن نقصان ہے اور باطن بدون ظاہر کے محض ہوس ہے۔ پھر علم حقیقت کے تین رکن ہین
ایک تو اللہ تعالے کی ذات کو جاننا کہ وہ موجود ہے اور ایک ہے اور اس جیسا کوئی اور نہین۔ دوسرا
خداوند تعالے کی صفات کو جاننا اور اسکے احکام کو ماننا اور بجالانا تیسرا اُسکے فعلون کو اور اسکی حکمت کو جاننا

تیسری فصل

علم شریعت کی بھی تین رکن ہین۔ ایک کتاب مجید۔ دوسرا سنت یعنی حدیث۔ تیسرا اماموں کا اتفاق
جسکو اجماع امت کہتے ہین۔ خداوند تعالی کی ذات اور صفات اور افعال کے ثابت کرنے پر خداوند تعالے
کا قول ہی دلیل ہے جیسا کہ فرمایا ہے فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنے پھر جان لے کہ تحقیق کوئی
اور معبود سوا ذات اللہ تعالے کے نہین نیز یہ کہ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ یعنے پھر جان لو کہ اللہ
تعالے تمہارا صاحب ہے۔ نیز یہ فرمایا ہے کہ اَلَمْ تَرَ اِلٰى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ یعنے کیا تو نے اپنے
رب تعالے کی قدرت کاملہ کو نہین دیکھا کہ اُسنے کیسا سایہ کو دراز فرمایا اور بھی فرمایا ہے اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ
اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ یعنے جو خداوند تعالے کی قدرت اور وحدت کے قائل نہین وہ اونٹ کیطرف نہین

دیکھئے کہ کس ڈھنگ پر پیدا کیا گیا ہے اور ایسی بہت سی آیتین ہین جنہین اللہ تعالیٰ کے
فعلون پر نگاہ کر نیسے فاعل کی یعنے اللہ تعالیٰ کی شناخت ہو سکے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے بہی فرمایا ہے مَنْ عَلِمَ اَنَّ اللہَ تَعَالیٰ رَبُّہٗ وَاَنِّیْ نَبِیُّہٗ حَرَّمَ اللہُ لَحْمَہٗ وَدَمَہٗ عَلَی النَّارِ
یعنے جس شخص نے معلوم کیا کہ اللہ تعالیٰ اسکا رب ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے
بندہ ہین ۔ اللہ تعالیٰ نے اسکا گوشت اور خون دوزخ پر حرام کر دیا لیکن خداوند تعالیٰ کی
ذات جاننے کی یہ شرط ہے کہ عاقل اور بالغ جانے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے بذات خود قدیم
ہے نہ اسکی حد و حدود ہین نہ مکان نہ ظرف و اُس کی ذات سے آفت نہین اور خلقت مین
کوئی اسکی مانند نہین نہ اسکی عورت ہے اور نہ فرزند اور نہ شریک نہ مان نہ باپ اور جو چیز ہمارے وہم
مین آسکتی ہے اور عقل اسکا اندازہ کر سکتی ہے وہ اسکا پیدا کرنیوالا اور رکہنے والا اور پالنے
والا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَّھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ تفسیر اس خداوند تعالیٰ
کی مانند کوئی چیز نہین اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے لیکن اسکی صفات کا علم یہ ہے
کہ تو جان لے کہ اوسکی صفتین اسکے ساتھ موجود ہین کہ وہ صفتین نہ تو اوسکی ذات ہے اور نہ اس کے
سوا ہین قائم ۔ اور ہمیشہ ہین جیسے علم اور قدرت حیات ۔ ارادہ ۔ سننا ۔ دیکھنا ۔ کلام ۔ بقا
جیسے کہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّہٗ عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ تفسیر تحقیق اللہ تعالیٰ
تمہارے سینے والے یعنی دلون کے بہید سے واقف ہے پہر فرمایا ہے وَاللہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ
تفسیر اور اللہ تعالے اپنی قدرت کاملہ سے ہر شے پر قادر ہے جو چاہتا ہے سو کرتا ہی
پہر فرمایا وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ تفسیر اور وہ جل جلالہ موٹی اور باریک آواز کا سننے والا ہے ۔ اور
ظاہر باطن کا دیکھنے والا ہے ۔ پہر فرمایا ہے فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ جو ارادہ کرتا ہے وہ کر لیتا ہے
اور فرمایا ہے ھُوَ الْحَیُّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ تفسیر وہی قائم زندہ ہے سوا اسکے کوئی اور معبود نہین
یہ بھی فرمایا ہے قَوْلُہُ الْحَقُّ وَلَہُ الْمُلْکُ اسکا کہنا سچ ہے اور اسی کا ملک ہی لیکن اسکے فعلون کے
ثبوت کا علم اس طرح ہے کہ تو جان لے کہ خلقت اور خلقت کے فعلون کا پیدا کرنیوالا وہی ہی جیسا کہ

فرمایا ہے وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ تفسیر اللہ تعالٰی تمکو پیدا کیا اور جو تم عمل کرتے ہو وہ بھی پیدا کئے۔ دنیا نہ تھی اوسکے فعل سے موجود ہوئی نیکی اور برائی کا مقرر اور اندازہ کرنیوالا وہی ہے اور نفع اور نقصان کا خالق بھی وہی ہے جیسا کہ فرمایا ہے وَاللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ اور اللہ تعالے ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے اور شریعت مبارک کے حکم اس دلیل سے ثابت ہین کہ تو معلوم کرے کہ خداوند تعالی کیطرف سے ہماری طرف رسول تشریف لائے اور اُنہون نے خارق عادت معجزات دکہائے اور ہمارا رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم سچا ہے اور آپکے بڑے معجزے ہین اور جو ظاہر یا باطن کی خبر اُنہون نے فرمائی ہے سب سچ ہے۔ شریعت کا پہلا رکن کتاب ہے جیسا کہ فرمایا ہے عز من قال۔ فِیْہِ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ ھُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ تفسیر اس کتاب مین آیات محکم ہین وہ اصول کتاب ہین جنپر عمل کرنا واجب ہے دوسرا رکن سنت ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا تفسیر جو رسول اللہ تمکو دیتا ہے پس اُسکو پکڑو اور جس چیز سے تمکو منع کیا اُس سے باز رہو۔ تیسرا رکن شریعت کا اجماع امت ہے جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلَالَۃِ عَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ یعنے میری امت گمراہی پر اتفاق نہین کرتی تمکو بڑے گروہ کی پیروی لازم ہے بہر حال حقیقت کے حکم بہت ہین اگر کوئی سب کو جمع کرنا چاہے وہ نہ طاقت پائیگا اسلیے کہ خداوند عز اسمہ کے لطائف کی انتہا نہین ٭

چوتھی فصل

جان لو کہ ملحدون لعنہم اللہ کا ایک گروہ ہے جسکو سوفسطائیہ کہتے ہین اُنکا مذہب یہ ہے کہ کسی چیز کا علم درست نہین اور علم خود کوئی چیز نہین۔ ہم اُن سے پوچھتے ہین یہ علم اگر تم جانتے ہو۔ کہ کسی چیز کا علم صحیح نہین یہ تمہارا جاننا صحیح ہے یا نہین۔ اگر

جواب دین کہ یہ جاننا صحیح ہے تو انہوں نے خود اس علم کو تسلیم کیا اور مان لیا۔ اور اگر کہیں
کہ یہ جاننا ہمارا صحیح نہیں پس جو چیز درست نہو اُس سے بحث کرنا محال ہوتا ہے اور
ایسے شخص سے کلام کرنا عقل کا کام نہیں اور جو ملحدون کا گروہ اس طریق سے تعلق رکھتا
ہے وہ بھی کہتے ہین کہ ہمارا علم تو کسی چیز کو صحیح طور پر نہیں جانتا۔ پس ہمکو علم کی ترک اسکی
ثابت کرنے سے زیادہ کامل ہے اُنکی یہ بات اُنکی جہالت اور حماقت پر دلالت کرتی ہے
اسلیے کہ علم کا ترک کرنا دو حال سے خالی نہیں یا تو علم کے باعث یہ دانش ہوگی یا جہالت
کے سبب اگر علم کے باعث یہ معلوم ہوگا تو علم اپنی ذات یعنی علم کی نفی نہیں کرتا۔ اور نہ
ضد یعنے خلاف ہو سکتا ہے۔ اور علم سے علم کا ترک محال ہوتا ہے۔ پس یہان جہالت
رہی اور جب یہ درست ہؤا کہ علم کی نفی جہالت ہوتی ہے اور علم کی ترک جہل سے ہوتی
ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور جاہل بُرا ہے اور جہالت کفر اور بطلان کا قرینہ ہوتا ہے
کیونکہ حق کو جہل سے کچھ تعلق نہیں ہوتا اور یہ بات بعض مشائخ کی رائے کے برخلاف
ہے اور جب لوگون نے اس بات کو سنا اُسپر سوار ہو گئے اور کہنے لگے کہ سب اہل تصوف
کا مذہب یہی ہے اور انکی چال ایسی ہے تو انکا یقین آشفتہ ہو گیا اور حق کو باطل سے جدا
کرنیسے رہ گئے۔ اور ہمنے آج کے روز اُن سب باتون کو خداوند تعالےٰ کے حوالہ کر دیا تاکہ وہ
ملحد اپنی گمراہی مین بھٹکتے رہین اگر دین انکو قابو کرتا تو اُس سے اچھا تصرف کرتے اور رعایت
دین کو نہ چھوڑتے اور دوستان خداتعالی کو ایسا مکروہ نہ سمجھتے اور اپنی حالت مین اس سے
اچھی احتیاط کرتے یعنی سنبھل جاتے اور انکے جمال سے اپنی ناقص سمجھ کی آفت سے بچ جاتے
اور اُن کے عدل کے بزرگ سایہ مین زندگی کرتے۔ اور ایسا نہوتا کہ سب کو اُنپر قیاس کرتے
ہین اور ان کے معاملہ مین مکابرہ کھلم کھلا کرتے ہین یعنے اپنی دلیل کو بُرا جانتے ہین
اور انکی قدر کو روندتے ہین یعنے ناچیز سمجھتے ہین مصنف کہتا ہے کہ مجھے ایک شخص سے
بحث کا اتفاق ہوا جسکو علم سے نسبت دیتے تھے یعنی اہل علم کہلاتا تھا اور رعونت

یعنے تکبر کے کُلّہ کا نام علم کی عزت رکھا ہوا تھا اور نفسانی خواہش کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نام کیا ہوا اور شیطان کی موافقت کو اامان دین کی خصلت جانا ہوا تھا۔ اثنائے بحث مین اوس نے کہا کہ ملحد بارہ گروہ ہو گئے ہین ان مین سے ایک گروہ اہل تصوف کا ہے مینے کہا کہ اگر ایک گروہ صوفین کا ہے اور گیارہ گروہ تمہارے ہین۔ تو ایک گروہ گیارہ سے ایسا نہین بچ سکتا جیسا کہ گیارہ گروہ ایک گروہ سے۔ یہ سب زمانہ کی ان فسادون کا اور آفتون کا نتیجہ ہے جو اب ظاہر ہوئے۔ اور خداوند تعالی نے ہمیشہ اپنے دوستون کو ایک قوم کے درمیان چھپا رکھا ہے اور اس قوم کو انکی خاطر خلقت سے جدا رکھا ہے۔ اور پیر پیران اور آفتاب مریدان علے بن بندار صیرفی رحمۃ اللہ علیہ نے کیسا اچھا کہا ہے فَسَادُ الْقُلُوْبِ عَلٰی حَسْبِ فَسَادِ الزَّمَانِ وَاَهْلِهٖ ترجمہ دلون کا فساد زمانہ اور زمانے کے لوگون کے فساد کی مطابق ہوتا ہے۔ اب ہم انکی باتون سے ایک فصل لاتے ہین تاکہ اس گروہ کے منکرون سے جسکے حق مین اللہ تعالی کی سچی عنایت ہے اس منکر گروہ سے آگاہ ہو جائے وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ ترجمہ اور اللہ تعالے توفیق دینے والا ہے۔

پانچوین فصل

محمد بن فضل بلخی رحمہ اللہ علیہ کہتا ہے کہ علم تین ہین۔ علم من اللہ۔ علم مع اللہ۔ علم باللہ لیکن علم باللہ علم معرفت آلہی ہے کہ سب انبیاء اور اولیا نے اللہ تعالی کو اسی سے جانا ہے جب تک اوسکی تعریف اور شناخت نہ تھی انہون نے اللہ تعالی کو نہ پہچانا تھا۔ اسلیے کہ کوشش سے حاصل کرنیکے سب اسباب اوس پاک ذات کی شناخت سے جدا ہین آور بندہ کا علم اللہ تعالی کی شناخت کا سبب نہین کیونکہ اللہ تعالی کی شناخت کا سبب اوسی کی ہدایت اور معلوم کرانے سے ہی۔ اور علم من اللہ علم شریعت ہی کہ وہ اللہ تعالی سے ہمارے لئے حکم اور تکلیف ہے اور علم مع اللہ مقامات اولیا اور طریق حق اور درجات اولیا کا

علم ہے پس خدا کی معرفت یعنی شناخت پذیرائے شریعت کے بدون صحیح نہیں ہوتی اور شریعت پر چلنا مقامات کے ظاہر کرنیکے سوا ٹھیک نہیں ہوتا۔ ابو علی ثقفی رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے اَلْعِلْمُ حَیَاۃُ الْقَلْبِ مِنَ الْجَھْلِ وَنُوْرُ الْعَیْنِ مِنَ الظُّلْمَۃِ۔ ترجمہ علم دلکو جہالت کی موت سے زندہ کر دیتا ہے اور کفر کے اندھیرے سے ایمان اور یقین کی آنکھ میں نور دیتا ہے جسکو معرفت کا علم نہیں اُسکا دل جہالت سے مرا ہوا ہے اور جسکو شریعت کا علم نہیں اسکا دل نادانی کی مرض سے بیمار ہے پس کافروں کا دل مرا ہوا ہوتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالی سے بیخبر ہیں اور غافلوں کا دل بیمار ہوتا ہے کیونکہ وہ جو اللہ تعالی کے حکم میں سستی کرنیوالے ہیں۔ ابو بکر ورّاق ترمذی رح کہتا ہے مَنِ اکْتَفٰی بِالْکَلَامِ مِنَ الْعِلْمِ دُوْنَ الزُّھْدِ فَقَدْ تَزَنْدَقَ وَمَنِ اکْتَفٰی بِالْفِقْہِ دُوْنَ الْوَرَعِ فَقَدْ تَفَسَّقَ یعنے جس نے توحید کے علم سے اوسکی عبارت پر کفایت کی اور اسکی ضد یعنے شرک سے منہ نہ موڑا وہ زندیق یعنے بیدین ہوا۔ اور جس نے فقہ اور شریعت پر کفایت کی اور زہد اور ورع اختیار نہ کیا وہ فاسق ہوا۔ غرض یہ ہے کہ بدون عمل اور برتاؤ اور کوشش کے صرف توحید جبر ہوتا ہے اور موحد ایسا ہونا چاہیئے کہ جبر کے قول اور قدری فعل ہو تا کہ اوسکی رفتار قدر اور جبر کے درمیان درست ہو جائے اور اس پیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول اسکی حقیقت ہی اَلتَّوْحِیْدُ دُوْنَ الْجَبْرِ وَفَوْقَ الْقَدْرِ توحید جبر سے نیچے اور قدر کے اوپر ہے جو شخص علم توحید پر کفایت کرے اور اسپر عمل نہ کرے اور اُسکے خلاف کی ترک نہ کرے وہ زندیق یعنے بیدین ہوتا ہے لیکن فقہ کیواسطے پرہیز میں خبردار ہونا شرط ہوتا ہے اور جو شخص علم فقہ اور شریعت پر کفایت کرے اور پرہیز نہ کرے اور مباحات اور تاویلات اور تعلق اور شبہات میں مشغول رہے اور مذہب کے سوا مجتہدوں کی طلب میں آسانی کیواسطے تگ دو کرے وہ جلدی فاسق ہو جاتا ہے اور یہ باتیں سب غفلت سے ظاہر ہوتی ہیں اور شیخ المشائخ یحیی بن معاذ رازی نے کیا اچھا کہا ہے اِجْتَنِبْ صُحْبَۃَ ثَلٰثَۃِ اَصْنَافٍ مِّنَ النَّاسِ الْعُلَمَاۤءِ الْغَافِلِیْنَ وَالْفُقَرَاۤءِ الْمُدَاھِنِیْنَ وَالْمُتَصَوِّفَۃِ الْجَاھِلِیْنَ تین قسم کے آدمی کی صحبت سے بچ رہو۔ غافل عالموں اور چرب زبان خوشامد کار فقیروں

اور جاہل صوفیوں سے لیکن غافل عالم وہ ہین جو دلکو دنیا کی طرف متوجہ رکھتے ہین اور شریعت مبارک سے آسان باتین اختیار کرتے ہین اور بادشاہون اور ظالمون کی پرستش اختیار کرکے انکی درگاہ کو جائے طواف مقرر کیا ہوا اور لوگون مین رتبہ پانے کو اپنا جائے نماز بنایا ہوا اور اپنے بزرگی اور غرور پر مبتلا ہوئے اور اپنی کلام مین مشغول۔ اماموں اور استادون پر طعنہ زنی سے زبان دراز۔ دین کے بزرگون پر قہر کرنے اور فضول کلام مین مشغول۔ اسوقت اگر دونو جہان کو انکے ترازو کے پلہ مین رکھے تو کچھ وزن نہین رکھتے یعنی ناچیز سمجھتے ہین پھر کینہ اور حسد کو اپنا مذہب بنایا ہوا غرض کہ یہ سب باتین علم کی نہین اور علم کی ایسی صفت ہی کہ جس سے جہالت کی صفتین دور ہون لیکن مداہن کی صفت یہ ہے کہ جب کوئی آدمی اسکی مرضی کے موافق کام کرے اگرچہ وہ باطل کام ہو پھر بھی اسکی تعریف اور ثنا کہے اور اگر کوئی اسکی مرضی کے برخلاف کام کرے اگرچہ حق ہو اسکو برا کہے اور خلقت سے اپنے برتاو کے سبب جاہ کی طمع رکھے اور باطل بات پر لوگون سے نرمی اور موافقت کرے۔ لیکن جاہل صوفی اسکو کہتے ہین کہ پیر کی صحبت مین نرہا ہو اور نہ کسی بزرگ سے ادب پایا ہو اور خلقت مین ظاہر ہوا ہو اور زمانہ کی ملامت کا مزہ نہ پایا ہو اور اندھاپن سے سبز پوش بن رہا ہو اور بےعزتی کر خوش رہا ہو انکی صحبت مین حماقت نے اسے اس بات پر آمادہ کیا ہو کہ سب کو اپنے جیسا جانے اسوقت حق اور باطل کا طریق اسپر پوشیدہ ہوتا ہے۔ پس یہ تین فریق جنکا پیر توفیق یافتہ نے بیان کیا ہے اور مریدونکو انکی صحبت سے منع فرمایا ہے اس مین یہ غرض تھی کہ یہ اپنے دعوے مین جھوٹے ہوے ہین اور رفتار مین ناقص۔ ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے عَمِلْتُ فِي الْمُجَاهَدَةِ ثَلٰثِیْنَ سَنَةً فَمَا وَجَدْتُ شَيْئًا اَشَدَّ عَلَيَّ مِنَ الْعِلْمِ وَمُتَابَعَتِهِ یعنے مینے تیس سال مجاہدہ کیا مگر کوئی مشقت علم پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے زیادہ سخت نہ پائی خلاصہ یہ کہ جلتی آگ پر قدم رکھنا۔ علم پڑھکر اسپر عمل کرنے کی نسبت طبع پر بہت آسان ہے اور جاہل کے دل پر ہزار بار پل صراط پر گذرنیکی نسبت ایک مسلہ علم کا سیکھنا زیادہ مشکل ہے اور دوزخ مین ڈیرہ کرنا فاسق کا ایک مسلہ علم پر عمل کرنے سے بہت پسند ہے پس تجکو علم سیکھنا اور اسمین کمال حاصل کرنا

چاہیے اور بندہ کا کامل علم اللہ تعالیٰ کے علم کے آگے جہالت ہے اور اتنا جان لے کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میں کچھ نہیں جانتا اور اس سے یہ مراد ہے کہ بندہ صرف بندگی کو جانتا ہے اور بندگی خداوندگی جناب میں بڑا حجاب ہے اور اسی بارہ میں کہتا ہے اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ وَالْوُقُوفُ فِی طُرُقِ الْاَخْیَارِ اِشْرَاکٌ دریافت کے گُنہ سے عاجز ہونا ہی ادراک ہے اور نیکیوں کے راستے پر چلنے میں توقف کرنا شرک ہے جو علم حاصل نہیں کرتا وہ اپنے جہالت کا قائل اور مشرک ہوتا ہے اور جو علم سیکھتا ہے اسکو علم کامل کرنے میں معنے ظاہر ہو جاتے ہیں اور علم کا غرور اس سے اُٹھ جاتا ہے اور جان لیتا ہے کہ اُسکا علم یہی ہے کہ وہ عاقبت کے علم میں عاجز ہے کیونکہ ناموں کے معنے کی حق میں تاثیر نہیں ہوتی۔ دریافت علم سے اسکا عاجز ہونا ہی تحصیل علم ہے۔

باب الثانی فی الفقر

جان لے کہ راہ حق میں درویشی کا بڑا مرتبہ ہے اور درویشوں کو بڑا خطرہ ہے جیسا کہ خداوند عزوجل نے فرمایا ہے لِلْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِیَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ یعنے فی سبیل اللہ ان فقیروں کو دینا چاہیے جو راہ خدا تعالیٰ میں گھرے ہوئے ہیں یعنے صرف اللہ تعالیٰ کی یاد میں ایسے مصروف رہتے ہیں کہ کسی کے پاس جا کر سوال کرنے کی فرصت نہیں پاتے اور انکی فقر و فاقہ چھپانے سے جاہل آدمی انہیں تونگر یعنے مالدار سمجھتا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْکًا لَّا یَقْدِرُ عَلٰی شَیْءٍ بیان فرمائی اللہ تعالیٰ نے مثال اپنے خاص لوگوں کی کہ وہ غلام مملوک کی طرح آپ کو جانتے ہیں کہ وہ اپنی کمال پر متصرف اور قادر نہیں ہوتا سب کچھ اپنے مالک کا جانتا ہے جس قدر مالک چاہتا ہے اوسے دیتا ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا یعنے اُنکے پہلو بستر خواب سے

دور رہتے ہین اور شب بیداری کرتے ہین اور اللہ تعالی کی جناب مین عجز اور پکار کرتے ہین
پہر نا پسند ہونیکا خوف اور پذیرائی کی امید بہی رکہتے ہین۔ اور رسول علیہ الصلوۃ علیہ السلام نے
فقر اختیار فرمایا ہے اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَّاَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا وَّاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنِ
یعنے ای خداوند تعالی مجہے زندگی کی حالت مین مسکین رکہ اور موت کے وقت بہی مسکین اور
روز قیامت مجہے مسکینون کے گروہ مین اُٹھانا اور یہ بھی حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے
روز اللہ جل شانہ فرماینگے۔ اُدْنُوا مِنِّیْ اَحِبَّائِیْ فَيَقُوْلُ الْمَلٰٓئِكَةُ مَنْ اَحِبَّاؤُكَ فَيَقُوْلُ
اللّٰهُ فُقَرَاءُ الْمَسَاكِيْنِ یعنے ای دوستو میرے نزدیک آؤ پہر فرشتے پوچھینگے کہ ای رب العزت
آپکے دوست کون لوگ ہین اللہ جل جلالہ فرماینگے کہ مسکین فقیر میرے دوست ہین اور
اور کئی آیات اور خبرین ایسی ہین اوس حد تک کہ مشہوری کے باعث انکے ثابت کرنیکی ضرورت
نہین تاکہ صحیح دلیلون سے اونکو ثابت کیا جائے اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیوقت
مہاجر فقیر ہوئے ہین جو کہ اللہ تعالی کی بندگی کے آداب اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین
بیٹھے رہتے تہے اور حضرت صلعم کی مسجد مین رونق افروز تہے اور سب کام چہوڑے ہوئے اور معاوضہ
مباحثہ کی ترک کی ہوئی اور اپنی روزی پہونچانے مین اللہ تعالے پر یقین اور بہروسہ کیا ہوا
اسلیے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انکی صحبت اور اُنکے حق قائم کرنے پر مامور ہوئی جیسا کہ اللہ
تعالی نے فرمایا ہے وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ
یعنے اُن لوگون کو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہین اور اسکی ذات پاک کی خواہش رکہتے
ہین دور مت کر اور یہ بھی کہا ہے وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔
یعنے اپنی آنکہین یعنے توجہ کی نگاہ اُنکی طرف رکہ اور انکو نظر حقارت سے مت دیکہ کیا تو دنیا کی
زندگی مین زینت چاہتا ہے اسلیے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جہان کہین اُن
مین سے کوئی دیکہتے فرماتے۔ کہ میرا ماں باپ تمپر قربان ہو کیونکہ اللہ تعالی نے تمہاری خاطر
مجہے عتاب فرمایا ہے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے انکو بڑا رتبہ و درجہ عطا فرمایا ہے

اور خاص فقر کو یہ عزت بخشی ہے اسلئے کہ انہوں نے ظاہری اور باطنی اسباب کو چھوڑ دیا ہے اور
دل وجان سے بالکل سبب یعنے سبب بنانیوالے کیطرف رجوع کیا ہے۔ یہانتک کہ فقر ان کے لئے
فخر ہوا ہے اور اسکے چلے جانیسے آہ وزاری کی اور اُسکے موجود ہونے مین خوش ہوئے اور
اُسی کو گود مین لیا یعنے پیارا جانا اور اُسیکی لوازمات او محبت کے سوا اور سب کو حقیر جانا لیکن
فقر کا نرالا ڈھنگ ہے اور اسکی اصلی تعریف بادستور مفلسی اور بیقراری ہے اور اسکی حقیقت قبول
اور اختیار کرنا ہر ایک حالت وارده کا ہے۔ جس نے صرف رسم اور دستور دیکھا اوس نے اوسی پر
کفایت کی جب اُسکی رسم سے کچھ کامیابی حاصل نہ ہوی تو حقیقت سے نفرت کی اور جس نے
حقیقت حاصل کی اُسنے مخلوقات کو پیٹھ دی اور رویت یعنی دیدار کلی مین باقی سب ہستی کو
فنا کر کے کل بقا مین پہونچا مَنْ لَمْ یَعْرِفْ سِوَا رَسْمِهٖ لَمْ یَسْمَعْ سِوَا اِسْمِهٖ یعنے جس نے فقر کی رسم
کے سوا کچھ اور معلوم نکیا اوس نے اسکی اسم کے سوا کچھ نہ سنا۔ فقیر وہ ہوتا ہے جسکے پاس
کوئی چیز نہو اور کسی چیز کے ملنے سے اوسکے خیال پاک مین کچھ خلل راہ نپائے نہ تو اسباب موجود
ہونے سے غنی ہو اور نہ اسباب کے نابود ہونے سے محتاج ہو اسباب کا ہونا یا نہ ہونا اسکے فقر
کے نزدیک یکسان ہو اور اگر اسباب ووسائل کا نہونا اس کی خوشی کا باعث ہو اور اسباب کا
موجود رہنا ناجائز ہو اسلئے کہ مشایخ تصوف نے کہا ہے کہ جسقدر درویش زیادہ تنگدست ہو
اس کا حال زیادہ کشادہ ہوتا ہے کیونکہ وجود معلوم درویش کے حق مین مذموم ہوتا ہے یہانتک
کہ کسی چیز کو بند نہ کرے نہین تو اتنا ہی حال اسپر بند ہو جاتا ہے پس دوستان خدا کی زندگی
خفی اسرار اور لطف حق مین بہت اچھی ہوتی ہے۔ نہ بدکارون کے گہر اور سکار دنیا کی
اسباب سے پس دنیا کا مال ومتاع راہ رضا سے مانع ہے (**حکایت**) کہتے ہین کہ ایک
درویش اور بادشاہ مین ملاقات کا اتفاق ہوا بادشاہ نے کہا کہ مجھہ سے کچھ درخواست کر درویش
نے جواب دیا کہ مین اپنے غلامون کے غلام سے کچھ نہین چاہتا بادشاہ نے کہا کہ یہ کس طرح
ہے درویش نے کہا کہ میرے دو غلام ہین جو وہ تیرے صاحب ہین ایک حرص دوسرا آرزو

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْفَقْرُ عِزٌّ لِاَهْلِهٖ فقر فقیرون کے لئے عزت ہے پس
جو چیز لائق آدمی کی عزت کا باعث ہوتا ہے نالائق کیواسطے وہ ذلت کا سبب ہے اور فقیر
کی عزت یہین ہے کہ اپنے اعضاؤن کو نامناسب چیزون سے بچا رکھے اور اپنی حالت کاملہ
مین خلل نہ آنے دے نہ تو اوسکے بدن سے گناہ اور لغزش ہو اور نہ اوس کی صفای حال
مین خلل اور آفت راہ پائے چونکہ اسکا ظاہر حال ظاہری نعمتون مین محو ہو اور اسکا باطن نعمت
باطنہ سے آراستہ ہو جب اُسکے بدن مین روحانیت ہو اور اسکا دل ربانی ہو اور خلقت کو
اُس سے سروکار نہو اور نہ صفات بشریت یعنی ناسوت اوسمین پائے جاوین بلکہ عالم ملکوت
یعنے صفات ملکی اوسمین موجود ہون دنیا مین اور دنیا کے ملک سے آپ کو غنی نہ سمجھے یعنی جایداد
اور مراتب دنیا کی پرواہ نہ رکھے اور عاقبت مین درجات آخرت یعنے بہشت وغیرہ کو پسند نہ کرے
اور اُس کے فقر کے ترازو کے پلہ مین دونو جہان مجھر کے پر کے برابر وزن رکھین تو اُس کے ایک
سانس کے نعمت اور لذت دونو جہان مین نہ سمائے گی۔

دوسری فصل

مشائخ رحمہم اللہ نے فقر اور غنا کے قصہ مین اختلاف کیا ہے کہ اُن مین سے دنیا مین کونسی
سی صفت افضل ہے اسلئے کہ خداوند تعالے حقیقت مین غنی ہے اور سب صفتون مین کامل
ہونا اوس ذات پاک کا خاصہ ہے یحییٰ بن معاذ رازی اور احمد بن ابی الحواری اور حارث
محاسبی اور ابو العباس بن عطار اور ابو الحسن بن شمعون رحمہم اللہ جو متقدمین سے ہین اور شیخ
المشائخ ابو سعید فضل اللہ بن محمد المہنی رحمہم اللہ جو متاخرین سے ہوئے ہین سب اسپر متفق ہین
کہ فقر کی نسبت غنا بہت اچھا ہے اونکی دلیل یہ ہے کہ غنا صفات حق تعالے و تقدس ہے
اور فقر شان ایزدی سے بہت دور ہے پس جس دوست مین وہ صفت موجود ہو جو بندہ
اور خداوند مین مشترک ہو وہ دوست زیادہ کامل ہوتا ہے اوس شخص سے کہ جسمین ایسی صفت

ہو جو خداوند تعالے میں نہو۔ میں کہتا ہوں کہ یہ شراکت اسمی ہی معنوی نہیں کیونکہ معنوی شرکت میں مشابہت ہوتی ہے چونکہ اللہ تعالی کی صفت قدیم ہوتی ہے اور خلقت کی صفت محدث اسلیئے یہ دلیل باطل ہے۔ میں۔۔۔ کہ علی بن عثمان جلابی ہوں کہتا ہوں کہ غنی صرف اللہ تعالی کا نام لائق ہے اور خلقت اس نام کے لائق نہیں ہوتی اور فقر کا نام خلقت کو لائق ہے خداوند تعالے کو وہ نام لائق نہیں اور جسکو مجازاً غنی کہدیتے ہیں وہ حقیقت میں غنی نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی زیادہ واضح دلیل ہے کہ ہمارا غنی ہونا اسباب کے موجود ہونے سے ہوتا ہے اور جب ہم اسباب قبول کر لیتے ہیں تو مسبب اسباب کے محتاج ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالی مسبب الاسباب ہے اور اسکے غنی ہونیکے واسطے سبب نہیں۔ پس اس صفت میں شرکت باطل ہوتی ہے اور یہ بھی خیال کرنا چاہیئے کہ جبکہ عین ذات تقدس و تعالے میں شرکت روا نہیں تو اسکی صفت میں بھی کسیکو شراکت روا نہیں اور نہ اسم میں شراکت جائز ہے باقی رہا نام کہنا اور نام رکھنا خلق میں ایک نشان تعیین ہے اور خداوند تعالے کا کوئی نشان نہیں پس خداوند تعالے کا غنی ہونا وہ ہے کہ اسکو کسی کی پرواہ نہیں اور جو چاہے کرتا ہے اسکے ارادے کو کوئی روک نہیں سکتا اور اسکی قدرت کے آگے کوئی کچھ نہیں کر سکتا اور جوہروں کے الٹ پلٹ دینے اور مختلف چیزوں کے پیدا کرنے پر طاقتور ہے اور ہمیشہ اسی صفت پر رہا اور رہیگا اور مخلوق کا غنا وہ ہے کہ اسباب معاش مہیا ہوں اور خوشی میں اوقات بسر کرے۔ یا کسی آفت سے بچے یا کسی چیز کے دیکھنے سے آرام پائے اور یہ سب حدث یعنی جسکا اول اور آخر فنا ہو اور بدل جانیوالے اور طلب و حسرت کا سرمایہ اور عاجزی اور ذلت کا مکان ہے پس یہ بندے کیلئے مجازی اور اللہ تعالے کا حقیقی اسم ہے اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ یَا اَیُّھَا النَّاسُ اَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَ الۡغَنِیُّ الۡحَمِیۡدُ۔ اے لوگو تم خداوند تعالے کی جناب میں محتاج ہو اور خدا وہ ہے جو بے پرواہ اور تعریف کیا گیا ہے اور یہ بھی اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَاللّٰہُ الۡغَنِیُّ وَاَنۡتُمُ الۡفُقَرَآءُ یعنے اللہ تعالی بے نیاز ہے اور تم حاجتمند ہو۔ عوام الناس سے ایک گروہ کہتا ہے کہ ہم مالدار کو درویش سے اچھا جانتے

ہین اسلیئے کہ خداوند تعالی نے اسکو دو نو جہان مین خوش نصیب پیدا کیا ہے اور مالدار کرنیکا
احسان جتایا ہے یہ گروہ غنا سے کثرت دینا اور بستر مردون کا حاصل کرنا۔ اور خواہش نفسانی
کا ملنا مراد رکھتے ہین اسپر یہ دلیل بیان کرتے ہین کہ اللہ تعالی نے غنا پر شکر کا حکم دیا اور فقر مین
صبر فرمایا ہے پہر صبر بلا مین اور شکر نعمت پر ہوتا ہے اور حقیقت مین نعمت بلا سے اچھی ہوتی
ہے۔ مین کہتا ہون کہ نعمت پر شکر فرمایا اور شکر کو نعمت زیادہ ہونیکا سبب کر دیا اور فقر پر صبر
فرمایا اور صبر کو قربت زیادہ ہونیکا باعث کیا اور فرمایا وَلَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ یعنی اگر
تم شکر کروگے تو تم کو زیادہ دونگا اور یہ بہی فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ یعنے ضرور اللہ تعالے
صبر کرنیوالون کے ساتہہ ہے جو شخص نعمت کی حالت مین جسکا اصل غفلت ہی شکر کرے اوسکی
غفلت پر زیادہ غفلت کر دیتے ہین اور جو شخص فقر مین جسکی اصل بلا ہے صبر کرے اوسکو نزدیکی
سے زیادہ نزدیک کر دیتے ہین۔ لیکن وہ غنا جسکو مشائخ فقر سے افضل کہتے ہین اُنکی مراد یہ
غنا نہین جسکو عوام الناس غنا کہتے ہین کیونکہ یہ غنا نعمت پانے سی مراد ہے اور وہ غنا جسکو
جس کو مشائخ کہتے ہین وہ منعم کا پانا ہے پس وصل کا پانا اور چیز ہے اور غفلت کا پانا دوسری
چیز ہے شیخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین اَلْفَقْرُ ھُوَ الْغِنٰی بِاللّٰہِ۔ فقر وہ ہے جو صرف اللہ تعالے
کے ساتہ غنی ہو اس سے مشاہدہ ربانی مین کشف ابدی ہونا مراد ہے۔ مین کہتا ہون کہ مکاشفہ
یعنے جو مشرف بمشاہدہ ہو ممکن ہے کہ اسمین حجاب یعنے پردہ ہو جائے پس اگر یہ صفت اہل مشاہدہ
کو مشاہدہ سے محجوب کرے تو وہ اس مشاہدہ کا محتاج ہوتا ہے یا نہین اگر کہے کہ محتاج نہین
ہوتا تو محال ہے اگر کہے کہ محتاج ہوتا ہے۔ اب مین کہتا ہون کہ جب محتاج ہوا تو غنا کا نام
اُٹہہ گیا اور غنا باللہ اوس شخص کو ہوتا ہے جو قائم الصفت اور ثابت المراد ہو اور مراد کے قائم ہونے
اور آدمیت کی اوصاف ثابت رہنے سے غنا درست نہین ہوتا کیونکہ آدمی کی ذات غنا کے
لائق نہین اسلیئے کہ بشریت کا وجود عین احتیاج ہوتا ہے اور حدث کی علامت ہی احتیاج
ہے پس باقی الصفۃ غنی ہوتا ہے اور فانی الصفۃ کسی نام کے لائق نہین پس اَلْغَنِیُّ ھُوَ مَنْ

اغناہ اللہ یعنی غنی وہی ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ غنی کرے اسلیئے کہ غنی باللہ فاعل ہوتا ہے اور اغناہ اللہ مفعول اور فاعل بذات خود قائم ہوتا ہے اور مفعول فاعل سے قائم ہوتا ہے پس اپنے آپ قائم ہونا صفت بشریت ہے اور حق کے ساتھ قائم ہونا محو صفت بشریت ہے مین کہ علی عثمان جلابی کا بیٹا ہون کہتا ہون کہ جب عالم بندگی مین درست ہوا کہ حقیقت مین غنا صفت بشریت کے باقی رہنے پر صحیح نہین آتا کیونکہ بقا آدمیت کی صفت ہوتا ہے اور صفت علت کا محل اور آفت کا باعث ہوتا ہے دلائل مذکورہ سے ثابت ہی کہ صفت کا فنا ہونا ہی غنا نہین ہوتا اسلیئے کہ جو بذات خود باقی نہو اُسکا نام نہین ہوتا۔ پس فنائے صفت کا نام غنا رکھنا چاہیئے اور جب صفت فنا ہوئی تو محل اسم نہ رہا۔ اس پر نہ تو فقر کا نام بولا جاتا ہے اور نہ غنا کا۔ پس غنا کی صفت حضرت جل ذکرہ سی باہر نہین ہوتی اور فقر کی صفت بندہ کی جدا نہین ہوسکتی۔ پہر سب مشائخ اور اکثر عام لوگ فقر کو غنا سے اچھا جانتے ہین اسلیئے کہ آیت اور حدیث فقر کی فضیلت بیان کرتے ہین اور اکثر امت کی آدمی اسی پر اتفاق کرتے ہین۔ مینے حکایتون مین پایا ہی کہ ایک روز جنید اور ابن عطا رحمہما اللہ کے درمیان اس مسلہ کی بحث تھی۔ ابن عطا غنا کی فضیلت پر یہ دلیل لایا کہ قیامت کی روز غنا کی بابت اُن سے حساب ہوگا۔ اور حساب محنت عتاب مین بلا واسطہ کلام سنانا ہوتا ہے اور عتاب دوست کو دوست کرتا ہے جنید رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ جب اللہ جل جلالہ اغنیا سے حساب کرینگے تو درویشون سی عذر پوچھینگے اور عذر حساب سے بہت اچھا ہوتا ہے۔ اسمین ایک عجیب لطیفہ پیدا ہوا مین کہتا ہون کہ محبت ثابت کرنے مین بیگانگی سے عذر کیا جاتا ہے اور عتاب یگانگت سے مخالفت ہے اور دوست ایسے محل مین ہوتے ہین کہ یہ دو تو باتین انکی حالت کے واسطے آفت ہوتی ہین اسلیئے کہ عذر کسی قصور کے سبب ہوتا ہے جو دوست کی حکم ماننے مین سرزد ہو پہر دوست اُس قصور پر اُسکو عتاب کرے اور یہ دونو باتین بھی محالات سی ہین۔ غرض کہ فقیر لوگ صبر کا تقاضا کرتے ہین اور غنی لوگ شکر کا اور دوستی ثابت ہونے مین نہ تو دوست دوست سے کچھ چاہتا ہے اور

نہ دوست کا حکم دوست سے فروگذاشت ہوتا ہے پس ظَلَمَ مَنْ سَمّٰی اِبْنَ اٰدَمَ اَمِیْرًا وَّقَدْ سَمَّاہُ رَبُّہٗ فَقِیْرًا یعنے اوس شخص نے ظلم کیا جس نے ابن آدم کا نام امیر رکھا حالانکہ رب تعالی شانہٗ نے اُسکا نام فقیر رکھا ہے۔ جسکا نام اللہ تعالی کی جناب سے فقیر ہے گو وہ امیر ہے تو بہی وہ فقیر ہے وہ شخص ہلاک ہوا جس نے انسان کو رتبہ تخت پر دیکھہ کر اس کو اسیر نہ جانا۔ اسلیئے کہ غنی صاحب صدقہ ہوتے ہین اور فقیر صاحب صدق اور صاحب صدق کبہی صاحب صدقہ کے برابر نہین ہوتا پس حقیقت مین سلیمان کا فقر سلیمان کے غنا کی مثل ہے اسلیئے کہ ایوب علیہ السلام کو سخت صبر کی حالت مین اللہ تعالی نے فرمایا نِعْمَ الْعَبْدُ یعنے اچھا بندہ ہے اور سلیمان علیہ السلام کو ملک کی استقامت مین فرمایا نِعْمَ الْعَبْدُ جب سلیمان علیہ السلام نے اللہ جل جلالہٗ کی رضا حاصل کی تو حق تعالی نے اسکے فقر اور غنا کو یکسان کردیا **حکایت** مصنف کہتا ہی کہ مینے استاد ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ سے سنا کہ انہون نے کہا کہ لوگون نے فقر اور غنا کی بارہ مین کلام کہی ہے اور آپ ایک چیز کو اختیار کرلیا ہے اور مین وہ اختیار کرتا ہون کہ اللہ تعالی مجہے پسند فرمائے اور مجہے اپنی پسند مین نگاہ رکھے۔ اگر مجہے تونگری عطا فرمائی تو اسمین غافل نہو جاؤن اور اگر اپنی مشیت سے مجہے فقیر رکہے تو حریص اور روگردان نہو جاؤن پس غنا نعمت ہے اور غفلت اسمین آفت ہی اور فقر نعمت ہے اور حرص اسمین آفت ہے معنے مین تو سب اچھی ہین لیکن برتاؤ اور چال مین مختلف ہین ماسوائے اللہ سے دلکو فارغ کرنا اسکا نام فقر ہے اور غنا دل کا غیر کی طرف مشغول ہونا جب فارغ ہوا یعنے فراغت حاصل ہوئی تب فقر غنا سے بہتر ہوگا اور غنا فقر سے اچھا ہوگا وہ غنا نہین جو کثرت مال و اسباب سے ہی اور نہ وہ فقر جو قلت مال و متاع سے ہو اور متاع کا مالک اللہ تعالی ہے جب طالب تارک ملک ہوا تو شرکت جاتی رہی اور ہر دو اسم سے فارغ ہوا **تیسری فصل** مشایخ طریقت سے ہر ایک نے فقر اور غنا کی باب مین رمز بیان کی ہے اور مین حسب مقدور انکی باتین بیان کرتا ہون انشاء اللہ عزوجل۔ متاخرین سے ایک نے کہا ہے لَیْسَ الْفَقِیْرُ مَنْ خَلٰی مِنَ الزَّادِ اِنَّمَا الْفَقِیْرُ مَنْ خَلَا مِنَ الْمُرَادِ یعنے فقیر وہ نہین ہوتا جس کا ہاتہہ خرچ اور متاع سے

خالی ہو بلکہ فقیر وہ ہوتا ہے جسکی طبع مراد سے خالی ہو جیسا کہ اگر خدا تعالے کسیکو مال دے اور وہ حفاظت مال کی چاہے تو غنی ہوگا اور اگر مال کی ترک چاہے تو بھی غنی ہوگا کیونکہ یہ دونو ملک غیر مین تصرف کرنے سے ہین اور فقر حفاظت اور تصرف کی ترک ہے یحیی بن معاذ رازی نے کہا ہے عَلَامَةُ الْفَقْرِ خَوْفُ الْفَقْرِ یعنے فقر وہ ہے کہ بندہ کامل ولایت اور مشاہدے کے قائم رہنے اور صفت کے فنا کی حالت مین انکے قطع ہونے اور زوال سے ڈرتا ہے کہ یہ حالت حاصل شدہ جاتی نرہے۔ رویم ابن محمد رحمہ اللہ کہتے ہین مِنْ نَعْتِ الْفَقْرِ حِفْظُ سِرِّہٖ وَصِیَانَةُ نَفْسِہٖ وَاَدَاءُ فَرَائِضِہٖ یعنی فقیر کی صفت یہ ہے کہ اُسکا باطن غرضون سے بچا ہے اور نفس آفت سے محفوظ ہو اور احکام فریضہ اُسپر جاری ہون چنانچہ جو باطن مین آوے ظاہر کو اُسکی طرف متوجہ نہ کرے اور جو ظاہر مین ہو اوسکی طرف باطن کو مشغول نکرے اور اس سری جہری حالت کا غلبہ اُسکو امر الٰہی ادا کرنیسے نہ روکے اور یہ علامت بشریت زائل ہونیکی ہے کہ بندہ کا کل یعنے ظاہر و باطن حق سے موافق ہو اور یہ معنے بھی حق سے ہوتے ہین۔ بشر حافی رحمہ اللہ علیہ کہتے ہین۔ اَفْضَلُ الْمَقَامَاتِ اِعْتِقَادُ الصَّبْرِ عَلَی الْفَقْرِ اِلَی الْقَبْرِ یعنے جو مقامات فقیر کو حاصل ہوتے ہین انمین سے بہتر مقام فقر مین صبر پر اعتقاد کرنا اور قبر تک اس اعتقاد کا ہونا یعنے درویشی پر ہمیشہ صبر کا اعتقاد کرنا و صبر اور اعتقاد بندہ کے مقامات سے ہے۔ فقر مقامات کا فنا کرنا ہوتا ہے پس فقر پر صبر کا اعتقاد کرنا آفت اعمال و افعال کے دیکھنے کا نشان ہے اور فناء اوصاف کی علامت ہے لیکن اس قول کے ظاہری معنے فقر کو غنا پر فضیلت دینا اور یہ اعتقاد کرنا کہ مین ہرگز فقر کے راستے سے منہ نہ موڑونگا۔ شبلی علیہ الرحمہ کہتے ہین اَلْفَقِیْرُ مَنْ لَا یَسْتَغْنِیْ بِشَیْءٍ دُوْنَ اللّٰہِ یعنے فقیر وہ ہے کہ سواء اللہ تعالی کے کسی چیز کی پرواہ نہ رکھے۔ فقیر آدمی اللہ جل جلالہ کے سوا کسی چیز سے آرام نہین پاتا اور جو بدون اللہ تعالی کے ہے اُسکو نہین چاہتا اور ظاہر لفظ یہ ہے کہ اللہ تعالی کے سوا تو غنا نہ پائیگا جب تو نے اُسکو پا لیا تو غنی ہو گیا پس اوس کے ماسوا سے تیری ترک ہوئی اور جب کہ غنا ترک ماسوائے کے بدون نہین ملتے تو تونگری خود حجاب ہوا جب اس رستہ پر چلے تو غنی ہو جاوے اور یہ بات پوشیدہ اور لطیف ہے۔ اہل حقیقت کے نزدیک اسکے معنے یہ ہوئے۔ اَلْفَقِیْرُ

اَنْ لَا یَسْتَغْنِیْ عَنْہُ یعنے فقیر وہ ہوتا ہے کہ جسکو ہرگز غنا نہو اور یہ وہ مراد ہی جو پیر یعنے خواجہ عبد اللہ انصاری رضہ فرماتی ہین کہ ہمارا غم ہمیشہ رہنے والا ہے اسلئے کہ نہ تو ہماری ہمت مقصود حاصل کرتی ہے اور نہ دین اور دنیا مین بالکل میت ہوتی ہی اسلئے کہ خبر پانیکے واسطے ہمجنس ہونا چاہئے اور وہ جنس اور اس کلام سے روگردان ہونیکے واسطے غفلت درکار ہے اور درویش غفلت نہین پس ہمیشہ کے لئے کام پڑا ہے اور مشکل رستہ پیش آیا ہے اور ایسا دوست ہی جسکے دیکھنے کے لئے کسب کی راہ نہین اور اسکا وصل خلقت کی مقررہ جنس سے نہین اور فنا کی صورت بدل نہین سکتی اور نہ بقا کو تغیر ہے۔ فانی کبھی باقی نہین ہوتا تاکہ وصال ہو اور نہ باقی فانی ہوتا ہے تا قربت ہو۔ انکے دوستون کا کام سراسر محنت ہی۔ دل کی تسلی کیواسطے بناوٹی عبارتین بنائی ہین اور جان کے آرام کیواسطے مقامات اور بہترین طریق ظاہر کردیئے انکی عبارت مین اسباب آپ اور انکے مقامات کئی قسم پر اگندہ اللہ تعالیٰ خلقت کی اوصاف اور حالات سی پاک۔ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین نَعْتُ الْفَقِیْرِ السُّکُوْتُ عِنْدَ الْعَدَمِ وَالْبَذْلُ عِنْدَ الْوُجُوْدِ وَقَالَ اَیْضًا الْاِضْطِرَابُ عِنْدَ الْوُجُوْدِ یعنے فقر کی تعریف یہ ہی کہ جب نپائی تو چپ ہے اور جب پائی تو اسمین دوسریکو اپنی نسبت اچھا جانے اور خرچ کرے پس جسکی مراد لقمہ ہو جب اس مراد سے رہجائی اوسکے دل مین آرام ہے اور جب وہ لقمہ ملجائی وہ اس شخص کو دے جسکو آپ سے اچھا جانتا ہے۔ یہ بڑا کام ہوتا ہے اس قول مین دو معنے مین ایک تو یہ کہ رضا حاصل نہوئی کیحالت مین صبر کیجے اور محبت موجود ہونیکی حالت مین خرچ کری اسلئے کہ ازروئی معنے راضی خلعت کے لائق ہوتا ہے اور خلعت قربت کا نشان ہے اور محب خلعت کا تارک ہوتا ہی کیونکہ خلعت مین جدائی کا نشان ہے، دوسرا یہ موجودگی کے انتظار نکرنے مین اسکو صبر ہو اور جب جود ہوا وہ وجود غیر حق ہوتا ہے اور اسکو غیر کے ساتھ آرام نہین ہوتا تو ترک اختیار کرتا ہے اور یہ معنی شیخ المشائخ جنید بن محمد بن جنید نے بیان فرمائے ہین اَلْفَقْرُ خُلُوُّ الْقَلْبِ عَنِ الْاَشْکَالِ فقر کیا ہے دلکو سب اشکال سی خالی کرنا جب اسکا دل شکل کے اندیشہ سی خالی ہو اور شکل کا وجود غیر ہوتا ہی تو اسکے دور کرنے کی سوا کیا ہو سکتا ہے شبلی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے اَلْفَقْرُ بَحْرُ الْبَلَاءِ وَبَلَاءُہٗ کُلُّہٗ عِزٌّ

یعنے فقر بلا کا سمندر ہے اور اسکی بلا سب کی سب عزت ہے اور عزت غیر کے نصیب ہے اسلئے کہ وہ
عین بلا مین گرفتار ہے اُسکو غیر سے کیا خبر ہے جبتک کہ بلا سے بلا دینے والے کی طرف نگاہ
کرتا ہے تب تک اُسکی بلا سب کی سب عزت جانتا ہے اور اُسکی عزت ہر وقت ہوتی ہے اور اسکا
وقت سب محبت اور اسکی محبت بالکل مشاہدہ یہانتک کہ طالب کا دماغ خیال کے غلبہ سے تمام
محل دیدار ہوجاتا ہے بن دیکھے بینا ہوتا ہے اور بدون کان کے شنوا ہوتا ہے اور یہ عزیز بندہ
ہے کیونکہ دوست کی بلا کا بوجھ اُٹھاتا ہے اور بلا حقیقت مین عزت ہے اور نعمت حقیقت مین بیقدری
اسلئے کہ عزت وہ ہوتی ہے جو بندہ کو جناب باری مین حاضر کرے اور ذلت وہ ہے کہ اُس جناب سے
غائب کرے اور فقیر کی بلا حضور کا نشان ہے اور غنا کی راحت غائب ہونیکا نشان ہے اور حاضر بحق
عزیز ہوتا ہے اور غائب ذلیل ہے جس بلا کی مراد مشاہدہ ہو اور اسکا دیدار انس ہو جس صورت پر اُس سے
تعلق ہو غنیمت ہوتی ہے۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے یَا مَعْشَرَ الْفُقَرَاءِ اِنَّکُمْ اِنَّمَا تُعْرَفُوْنَ
بِاللّٰہِ وَتُکْرَمُوْنَ لِلّٰہِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ تَکُوْنُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِذَا خَلَوْتُمْ بِہٖ یعنے اے گروہ درویشان
تمکو باخدا پہچانتے ہین اسلئے تمہاری عزت کرتے ہین دیکھو کہ خلوت کی حالت مین یعنے جب
علیحدہ ہوتے ہو تو اس سے کس کیفیت سے ہوتے ہو یعنے جب خلقت تمکو درویش کہے گی اور تمہارا حق ادا کریگی
تو تم طریقت درویش کا حق کس طرح ادا کروگے اور اگر خلقت تمہارے دعوے کی خلاف تمکو کسی اور نام
سے یاد کرین اُنکی وہ بات پسند مت کرو۔ تم ہی اپنے دعوے کا انصاف کرو کہ بہت کم درجہ کا
آدمی وہ ہے کہ خلقت اسے خدا کا درویش کہے اور وہ درویش نہ ہو۔ زیادہ عزت دار وہ ہے جسکو
خلقت درویش نہ کہے اور وہ درویش ہو جیسے کہ بڑا باعزت وہ ہے خلقت اوسکو درویش باخدا
سمجھین اور وہ درویش خداوند تعالیٰ کا نہو۔ جیسا کہ ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ مین طبیب ہون
اور بیمارون کی دوا ہی کرے حالانکہ وہ کچھ نہین جانتا اور خلقت کو زیادہ بیمار کرتا ہے بلکہ جب خود
بیمار ہوجاوے تو دوا کرنے سے عاجز ہے اور اپنی دوا نکر سکے تب اسکو کوئی اور طبیب لیا چاہیے کہ جو
اسکی دوا جانتا ہو اور جس شخص کو لوگ درویش حق جانین اور وہ درویش حق ہی ہو تو اُس طبیب کے

مانند ہے جو بیمارون کی دوا کرتا ہے اور جب خود اُسکو بیماری لاحق ہو تو اُس کو اور طبیب کی ضرورت نہ ہو۔ اور وہ اپنا دوا بھی جانے اور اُس شخص کی مثل جسکو درویش با خدا جانتے ہون اور وہ خود ہی درویش حق ہو اس طرح ہے کہ ایک مرد طبیب ہے اور خلقت کو اُسکی طبابت کی خبر نہین اور وہ رجوعات خلقت سے فارغ ہو اور موافق غذائین اور مفرح شربت اور معتدل ہوائین پسند رکھے تاکہ بیمار نہو جائے اور سب خلقت کو اُسکا حال معلوم نہو۔ اَلْفَقْرُ عَدَمٌ بِلَا وُجُوْدٍ یعنے فقر کیا ہے فنا ہونا بلا وجود۔ اس کلام کے معنے عبارت مین بیان نہین ہو سکتے اس لئے کہ معدوم کوئی چیز نہین ہوتی اور بیان وجود شئے کی سوا نہین ہو سکتا اور جو عبارتین اس بارہ مین لکھی گئے ہین اور جسپر سب اولیا اللہ تعالی کا اتفاق ہے اوسکی اصل نہین کیونکہ وہ بذات خود فانی اور معدوم ہے اور یہان اس عبارت سے عین کا عدم مراد نہین بلکہ عین عدم آفت مراد ہے اور آدمی کی سب صفتین آفت ہین جب آفت جاتی رہے تو وہ صفت کا فنا ہے اور صفت کا فنا ہونا جناب حق مین پہنچنے اور نہ پہنچنے کا حجاب اُنکے آگے سے دور کرتا ہے۔ انکے حال کی عدم یعنے عین نفی کرتا ہے اور اسمین ہلاک کرتا ہے۔ مصنف کہتا ہے کہ بعضے کلام کرنیوالونکا ایک گروہ دیکھا جسکو ان معنے کی صورت معلوم نتھی اور ہنستے تہے کہ یہ قول معقول نہین اور ایک اور گروہ مدعیون کا دیکھا پہلے گروہ کے ناپسندیدہ بات کو قبول کیا ہوا تھا اور اُسپر یقین اور بھروسہ کیا ہوا حالانکہ اصل قصہ سے ناواقف تھے اور کہتے تہے اَلْفَقْرُ عَدَمٌ بلا وجود یعنی فقر عدم بلا وجود ہے اور دو لوگ خطا پر تہے ایک تو جہالت سے حق کا منکر ہوا۔ اور دوسرے گروہ نے نادانی کو اپنا حال بنایا اور اسمین ٹہہر پکڑا اس گروہ کی عبارتون کے بُرے سامان۔ اور ناپسندیدہ صفتون مین اسیر ہو کر صفت پسندیدہ اور قابل تعریف کے طلب مین ہونا یقین کہ سامان طلب کے وجود مین فنا ہونا خلاصہ یہ کہ درویش فقر کے کل معانی سے خالی ہے اور اصل کے کل اسباب مین بیگانہ ہے لیکن اسرار ربانی کی گذرگاہ ہے جبتک کہ اوسکی کام عمل کرنے سے فعل کو اسکی طرف نسبت کرین اور معنے کو بھی فقیر سے نسبت ہو جب اُس کے کام کو کسب کی قید سے رہائی ہو۔ تو فعل کی نسبت اوس سے قطع ہوتی ہے پھر جو کچھ

اسپر وارد ہو فقیر اوسکی گذرگاہ ہوتا ہے نہ راہ چلنے والا پہر وہ کسی چیز کو اپنی طرف نہیں کھینچتا اور نہ آپسے دفع کرتا ہے سب حق سے جانتا ہے اور نشان مشاہدہ حق سمجہتا ہے مصنف کہتا ہے کہ مینے ایک زبان آور گروہ کو دیکہا کہ اُنکا اس قضیہ کے ادراک کامل ہونیسے نفی ہونا ظاہر کرتا تھا کہ عین فقر مین اُنہوں نے نفی وجود کیا ہے یعنی فقر مین فنا ہین اور یہ کام خود ہی بہت عزیز ہوتا ہے۔ مینے دیکہا کہ ان کا حقیقت فقر سے نا کام ظاہر کرنا عین فقر مین نفی صفت کرنا تہا۔ اور مینے دیکہا کہ طلب حق اور حقیقت کی نفی کا نام فقر و تصوف رکھا ہوا اور مینے دیکہا کہ انکی خواہش نفسانی کا ثبوت بالکل نفی کرتا تھا اور ہر ایک درجہ مین فقر کے حجاب مین پڑا ہوا تہا اسلئے کہ اس بات کا سمجہنا ہر مرد کیواسطے علامت ولایت کمال ہے اور اس بات کے قصد کرنیکی محبت انتہا حد و وہے عین ان معنے سے دوستی کرنا محل کمال ہے پس اس قصہ طلبگارانکے راستہ پر چلنا اور انکی مقامات کا طے کرنا اور انکی عبارات کا جاننا ضروری ہے تاکہ خصوصیت کی محل مین عامی نہو کیونکہ عام اصول سے اصول سی جدا ہوتے ہین اور عام فروع فروع سے رہجاتے ہین جب فروع سے رہجاوے تو وہ اصول سے کچہ نسبت رکہتا ہے اور جب اصول سے رہجاوے تو اسکو کسی چیز سے نسبت نہین رہتی اور یہ سب مینے اسواسطے کہا ہے تاکہ تو ان معنے کے راستے پر چلے اور اسکے حق کی رعایت مین مشغول ہو جاوے اب مینے تہوڑے سی اصول اور رموز اور اشارات اس گروہ کے کہ جو تصوف کے باب مین ہین ظاہر کرتا ہوں اور پہر مین راہ خدا پر چلنے والوں کے نام ذکر کرتا ہوں اور پہر مشائخ تصوف کی مذہبون کا اختلاف بیان کرتا ہوں پہران کے اداب اور رموز مقامات تا مقدور ظہور مین لاتا ہوں تاکہ تجہپر اور پڑہنے والون پر اسکی حقیقت کہل جاوے وَبِاللّٰہِ التَّوفِیقُ

تیسرا باب تصوف مین

خداوند عز وجل نے فرمایا ہے وَعِبَادُ الرَّحمٰنِ الَّذِینَ یَمشُونَ عَلَی الاَرضِ ھَوناً وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الجَاھِلُونَ قَالُوا سَلَاماً یعنے اللہ تعالی کے بندے وہ ہین جو زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہین

اور جب جاہل انکے مقابلہ میں آویں تو سلام کہتے ہیں یعنے انکی کلام جہالت کا جواب خوبی سے دیتے ہیں
اور جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ سَمِعَ صَوْتَ اَهْلِ التَّصَوُّفِ فَلَا یُؤْمِنُ
عَلٰی دُعَائِهِمْ کُتِبَ عِنْدَ اللهِ مِنَ الْغَافِلِیْنَ یعنے جس شخص نے اہل تصوف کے آواز سنی اور
انکی پکار کو نہ مانا وہ جناب باری میں غافلون سے لکھا جاتا ہے اور لوگون نے تصوف کی نام میں بہت
کلامین کی ہین اور کتابین تصنیف کی ہین اور انہین سے ایک گروہ نے کہا ہے کہ صوفی کو اسواسطے
صوفی کہتے ہین کہ وہ صوف یعنی پشم کے کپڑے رکھتا ہے۔ اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ صوفی کو اس سبب سے
صوفی کہتے ہین کہ یہ گروہ صف اولین مین ہوگا اور بعض نے کہا ہے کہ اسلیے صوفی کہلاتے ہین کہ
انہون نے اہل صفہ کی محبت اور کام اختیار کیے ہین اور بعض کا قول ہے کہ یہ اسم صفا سے مشتق ہے اور
ہر ایک کیواسطے ان معنون مین اس طریقت کی تحقیق کرنے مین بہت لطیفے ہین لیکن مقتضا لغت کا
ان معنون سے دور ہے پس ہر حال مین صفائی اچھی ہوتی ہے اور کدورت اسکے خلاف ہے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے ذَهَبَ صَفْوُ الدُّنْیَا وَبَقِیَ کَدَرُهَا۔ دنیا مین جو صفائی تھی وہ جاتی رہی اور
کدورت باقی رہگئی اور لطیف چیز کے نام سے اس چیز کی صفائی مراد ہوتی ہے اور چیزون کی کثافت کا
نام کدورت ہے جب اس قصہ والون نے اپنے خلق اور معاملات درست کیے ہین اور آفات طبیعت سے بیزار ہوئے
ہین تب انکو صوفی کہتے ہین اور یہ نام اسامی مخصوصہ معینہ یعنے انکی اعلام سے ہے اسلیے کہ اس گروہ کے
خطرات اوس سے بہت بڑے ہین کہ انکی معاملہ کو چھپا سکے تا کہ انکے نام کے لئے صورت اشتقاق ہو اور
اس زمانہ مین اللہ تعالی نے اکثر خلقت کو اس قصہ تصوف اور صاحبان تصوف سے در پردہ رکھا ہے
اور اس تصوف کا قصہ انکے دلون سے چھپا دیا۔ تا کہ کوئی گروہ یہ نہ سمجھے کہ تصوف صرف صلاحیت
ظاہر کے ورزش ہے کو مشاہدہ باطن نہو اور بعض لوگ جانتے ہین کہ یہ ایک رسم ہے جس کے
اصل نہین اور یہ انکی ضد نہین جو تمام اہمیت اور خصوصیت کو بیان کرے یہ اس سبب سے ہے کہ مسخرون
اور ظاہر مین عالمون کو دیکھکر بالکل اس سے منکر ہوئے اور یہ پردہ جو انپر چھا گیا اسی سے راضی
ہوئے یہانتک کہ عام لوگون نے بھی تقلید کی ہے اور صفائی باطن کی تلاش دل سے دور کردی

ہے اور متقدمین اور صحاب کو طریق کو نکما سمجھا شعر:- اِنَّ الصَّفَا صِفَتُ الصِّدِّیقِ + اِنْ اَرَدْتَ
صُوفِیًا عَلَی التَّحْقِیقِ۔ صفائی حقیقی صدیق یعنے دوست خدا کی صفت ہی اگر تو حقیقی صوفی کو چاہتا
ہے تو یہ دیکھ لے اسلیئے کہ صفائی کیواسطے اصل اور فرع ہے اصل اسکا دلکو اس جہان سے ہٹانا اور اسکی
فرع دلکو دنیا بیوفا سے فارغ کرنا اور یہ دو باتین صدیق اکبر کی صفت ہین ابوبکر عبد اللہ بن ابی قحافہ رضو
چونکہ اس طریقت والون کو امام ہو ہین اُسکا غیر ولا سے دل کا ہٹانا اس صفت پر تھا کہ سب اصحاب جناب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضرت تقدس و تعالی مین جانیسے دل شکستہ ہوئے تھے عمر رضی اللہ عنہ
نے تلوار سونت کر جو شخص حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم پر موت کا لفظ بولیگا مین اُسکا سر کاٹ ڈالونگا
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ باہر نکل آئے اور باواز بلند فرمایا: اَلَا مَنْ عَبَدَ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ
مَاتَ وَمَنْ عَبَدَ رَبَّ مُحَمَّدٍ فَاِنَّہٗ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ یعنے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے محمد
صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت کی ہی پس تحقیق محمد صاحب انتقال فرما گئے اور جس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم
کے رب کی عبادت کی ہے پس تحقیق وہ زندہ ہے۔ پھر پڑھا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ
الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓی اَعْقَابِکُمْ یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم محض رسول خدا ہین
انکے پہلے بھی رسول راہرو عالم آخرت ہوئے کیا اگر حضرت انتقال فرما گئے یا قتل کیئے گئے تو تم پیچھے
قدم ہٹ جاوگے یعنے الٹی چال چلوگے۔ القصہ جس کا معبود محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھے دیکھو کہ وہ تو الگ
ہوگئے اور جو محمد صلعم کے خداوند تعالی کی پرستش کرتے تھے وہ خدا تعالی تو زندہ ہے جو کبھی نہین مرتا۔ جو
شخص فانی چیز مین دل لگاتا ہے وہ فنا فانی ہوتا ہے اور اسکو سب رنج موجود ہوتا ہے اور جو جناب
تعالی و تقدس مین پہنچا ہے اُسکا نفس تو فنا ہوتا ہے لیکن وہ باقی بقا ہوتا ہے پس جس نے محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کو آدمیت کی نظر سے دیکھا ہی یعنے محمد صاحب کو صرف بشر سمجھا ہے جب آپ دنیا سے رحلت
فرما گئے تب اوس شخص کی بشریت کی نگاہ کے باعث دل سے حضرت کی تعظیم چلی گئی اور جس نے حضرت
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو نگاہ حقیقت سے دیکھا ہے اُسکے لئے حضرت کا دنیا سے تشریف لیجانا۔ یا
دنیا مین رہنا یکسان ہے کیونکہ زندگی کی حالت مین اون سے حضرت کی بقا کو بقاء حق دیکھا اور

فنا ہونیکی حالت مین انکا فنا حکم حق سے دیکھا۔ الٹائی ہوئے سے منہ موڑ کر الٹا نیوالیکے طرف متوجہ ہوا۔ اور الٹائے ہوئی یعنے پھیرے ہوئیکا قیام پھیر نیوالے سے دیکھا اوسنے حسب اندازہ عزت حق دادہ انکی تعظیم کی ہے اور کسی غیر کیطرف نہ باندہا اور زنلہ کی تپلی خلقت پر نہ کہولی اس لئے کہ۔ شعر مَنْ نَظَرَ اِلَی الْخَلْقِ هَلَكَ + وَمَنْ رَجَعَ اِلَی الْحَقِّ مَلَكَ جس نے خلقت کی طرف نگاہ کی وہ ہلاک ہوا۔ اور جس نے اللہ تعالی کی طرف رجوع کیا وہ مالک ہوا۔ غرض کہ خلقت کیطرف نظر کرنا ہلاکت کا نشان ہے اور اللہ تعالی کیطرف رجوع کرنا فرشتے کا نشان ہے۔ چونکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نگاہ حقیقت سے دیکھا ہوا تھا اور خلقت کی طرف آپکی نگاہ نہ تھی بلکہ دنیا ر غدار سے دل خالی رکہتے تھے اس لئے جو مال و اسباب اور غلام وغیرہ رکہتے تھے سب راہ حق مین دیدیا اور خود کنبل پہن لیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیخدمت مبارک مین حاضر ہوئے۔ حضرت نے پوچھا کہ مَا خَلَّفْتَ لِعِيَالِكَ یعنے تونے اپنے عیال کیواسطے کیا پیچھے چھوڑا ہے ابو بکر صدیق رضؓ نے جواب دیا کہ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ یعنے مین اپنے عیال کیواسطے دو خزانے بے نہایت چھوڑ آیا ہون اور دو گنج بیشمار انہوں نے کہا کہ کیا چیز جواب دیا ایک تو خداوند تعالی کی محبت دوسرا اوس کے رسول کی متابعت۔ جب دل دنیا کی صفات سے آزاد ہوا تو مین اُسکی کدورت سے ہاتھ خالی کرتا ہون اور یہ سب صفی صادق کی صفتین ہین اور انکا انکار حق ہے اور مکابرہ ظاہر مینے کہا ہے کہ صفائی کدورت کی ضد ہے اور کدورت صفات بشری سے ہے اور حقیقت مین صوفی وہ ہوتا ہے جو کدورت سے نکلجائے جیساکہ یوسف علیہ السلام کے مشاہدہ مین محو ہونیکی حالت مین اور اس کے جمال کے لطائف حاصل ہونیسے مصر کی عورتوں پر بشریت غالب ہوئی اور وہ غلبہ برخلاف ظاہر ہوگیا جب انتہا تک پہونچا تو حد کو پہونچا جب حد پر پہونچا تو وہان انکا گذر ہوا اور بشریت کی فنا پر انکی نظر پڑی اور انہون نے کہا کہ مَا هٰذَا بَشَرًا۔ یعنے یہ بشر نہیں ہے۔ نشانہ تو یوسف علیہ السلام کو بنایا اور مراد اپنے حال سے رکھی اسی قبیل سے ہوتا ہے کہ مشائخ اہل طریقت رحمہم اللہ نے کہا ہے لَيْسَ الصَّفَا مِنْ صِفَاتِ الْبَشَرِ لِاَنَّ الْبَشَرَ مَدَرٌ وَالْمَدَرُ لَا يَخْلُوْا مِنَ الْكَدَرِ یعنی صفائی صفات بشریہ سے

نہین کیونکہ بشر خاک کا ڈھیلہ ہے اور ڈھیلہ کدورت سے خالی نہین ہوتا۔ ایسا ہی بشر کدورت سے نکل نہین
سکتا پس صفائی مشل فعلون کے نہین اور مجاہدہ کے رو سے بشریت کو زوال نہین اور صفا کی صفت
کو فعلون اور حالتون سے کچہ نسبت نہین اور صفائی کے نام کو اسم اور لقب سے تعلق نہین اور صفا
دوستون کی صفت ہے اور وہ ایسے آفتاب ہین جنکے آگے بادل نہین ہوتا اسلئے کہ صفا ان دوستون
کی صفات سے ہے جو اپنی صفت سے فنا اور دوست کی صفت مین باقی ہون۔ دوست وہ ہے کہ جنکا
حال صاحبان حال کے نزدیک آفتاب کی طرح ظاہر ہے جیسا کہ لوگون نے حبیب خداوند تعالی
محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو حارثہ کے حال سے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ بندہ ہے جسکا دل اللہ تعالے
نے ایمان سے روشن فرمایا اس لئے اسکا چہرہ اسکی تاثیر سے روشن ہے اور وہ نور ربانی سے صورت
پذیر ہے۔ بزرگان طریقت سے ایک نے کہا ہے۔ شعر۔ ضِیَاءُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ اِذَا اشْتَرَکَا + نَمُوْذَجٌ
مِّنْ صِفَاءِ الْحُبِّ وَالتَّوْحِیْدِ اِذَا اشْتَبَکَا۔ آفتاب اور چاند کی روشنی جب شریک ہون تو وہ
نمونہ بن جاتے ہین حب اور توحید کا جبکہ غٹ پٹ ہو جائین مگر جہان کہین محبت اور توحید کا
نور جلوہ فرما ہو وہان آفتاب اور چاند کے نور کی کیا حیثیت ہے۔ جہان جیار کی محبت اور توحید
کا نور روشن ہو وہان انکے نور کی کیا نسبت ہے لیکن چونکہ دنیا مین اُن دونو نور سے زیادہ ظاہر
نہین کہ انکہون کا کامل نور با وصف کمال برہان کے آفتاب اور چاند کے نور دیکہہ نہین سکتی
آفتاب اور چاند کے غلبہ نور مین آسمان کو دیکہتا ہے اور نور معرفت اور توحید اور محبت سے عرش کو
دیکہتا ہے اور دنیا مین ہی عاقبت کے حالات پر واقف ہو جاتا ہے اور سب مشائخ طریقت کے
اسبات پر متفق ہین کہ جب بندہ مقامات کی بند سے نجات پائی۔ اور حالات کی کدورت سے خالی
ہو جائے اور تغیر و تبدل کے مکان سے نکل جائے تو سب حالات مین جائے تعریف اور وصف ہو
جاتا ہے اور سب صفتون سے جدا ہوتا ہے یعنی کسی عمدہ صفت کی قید مین نہین رہتا اور اس صفت
کیطرف خیال نہین کرتا اور اسپر غرہ نہین ہوتا تب اسکا حال دریافت عقل سے غائب ہے تا ہی
وقت خیالون کے تصرف سے پاک ہوتا ہے اور اسکی حضور مین فرق نہین آتا اور اس حالت کی

وجود کیلئے اسباب درکار نہیں لِاَنَّ الصَّفَا حُضُوْرٌ بِلَا ذِھَابٍ یعنی صفائی ایسا نور ہے جسکو زوال نہیں اور جو وجود بلا اسباب ہو ہمیشہ حاضر رہتا ہے اور غائب نہیں ہوتا اور دریافت بے علت اور سبب ہوتی ہے اسلئے کہ جس حاضری پر غائب ہونا صورت پذیر ہو وہ حضور نہیں اور جسکے لئے سبب وجہ وجد ہو اور وہ وجدان میں آجائے وہ واجد نہیں جب اس درجہ تک پہونچے تو دنیا اور عاقبت میں فانی ہو جاتا ہے اور جب انسانی ورزش میں باقی ہو جائے تو اُس کے نزدیک زر اور ڈھیلہ یکساں ہوتا ہے اور حفاظت احکام تکلیف جو خلقت پر مشکل ہوتی ہے اُسپر آسان معلوم ہوتی ہے جیسا کہ حارثہ پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں آیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کَیْفَ اَصْبَحْتَ یَا حَارِثَۃُ قَالَ اَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا بِاللّٰہِ حَقًّا فَقَالَ اُنْظُرْ مَا تَقُوْلُ یَا حَارِثَۃُ اِنَّ لِکُلِّ شَیْءٍ حَقِیْقَۃً فَمَا حَقِیْقَۃُ اِیْمَانِکَ فَقَالَ عَزَفَتْ نَفْسِیْ عَنِ الدُّنْیَا فَاسْتَوٰی عِنْدِیْ حَجَرُھَا وَذَھَبُھَا وَفِضَّتُھَا وَمَدَرُھَا فَاَسْھَرْتُ لَیْلِیْ وَاَظْمَأْتُ نَھَارِیْ حَتّٰی صِرْتُ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی عَرْشِ رَبِّیْ بَارِزًا وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَھْلِ الْجَنَّۃِ یَتَزَاوَرُوْنَ فِیْھَا وَکَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَھْلِ النَّارِ یَتَصَارَعُوْنَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یَتَعَاوَوْنَ یعنے جب حضرتؐ نے پوچھا کہ اے حارث تو صبح کو کیسے ہوا ہے اُس نے جواب دیا کہ میں صبح کو اللہ تعالیٰ پر سچا ایمان لایا ہوا ہوں پھر حضرتؐ نے پوچھا کہ اے حارثہ اچھی طرح دیکھ تو کیا کہتا ہے ضرور ہر شے کیواسطے حقیقت اور دلیل ہے پس تیرے ایمان کی کیا حقیقت ہے پھر اُسنے جواب دیا کہ میں دنیا سے جدا ہوا چنانچہ پتھر اور سونا اور چاندی اور ڈھیلا میری نظر میں برابر ہے پس رات کو جاگتا ہوں اور دنکو پیاسی ہوتا ہوں یہانتک کہ میں ایسا ہوا کہ گویا میں اپنے رب کو ظاہر دیکھتا ہوں گویا میں اہل بہشت کو بہشت میں ایک دوسری کی زیارت دیکھتا ہوں گویا میں دوزخیوں کو باہم کشتی کرتے دیکھتا ہوں اور ایک روایت میں باہم عار کرتے دیکھتا ہوں حضرتؐ نے فرمایا کہ تو نے پہچان لیا۔ فَالْزَمْ قَالَھَا ثَلٰثًا یعنے جب تو نے پہچان لیا پس ملازمت کر یعنے حاضر باش رہ اسبات پر کہ اسکے سوائے کوئی نہیں صوفی ایسا نام ہے کہ کامل اور محقق ولیوں کو اسی نام سے نامزد کرتے ہیں اور پہلے بھی کہتے رہے ہیں۔ ایک شیخ کہتا ہے مَنْ صَفَّاہُ الْحُبُّ فَھُوَ صَافٍ

وَمَنْ صَفَاهُ الْحَبِيْبُ فَهُوَ صُوْفِيٌّ جو شخص محبت مین صفا ہو وہ صافی ہوتا ہے اور جو مشاہدہ
دوست مین محو ہو اور غیر دوست سے بری ہو وہ صوفی ہوتا ہے اور لغت کی رو سے اس اسم کا اشتقاق
کسی چیز سے درست نہین ہوتا اسلئے کہ یہ معنے اس سے بہت بڑے ہین کہ انکے لیے جنس ہو تاکہ اُس
جنس سے مشتق ہو کیونکہ ایک شے کا دوسرے سے مشتق ہونا جنسیت باہمی چاہتا ہے اور جو کدورت
ناک ہو وہ صفا کی ضد ہے اور کسی چیز کا اشتقاق ضد سے نہین کرتے پس یہ معنے اہل تصوف کے
نزدیک آفتاب سے زیادہ مشہور ہین اور عبارت کے محتاج نہین اور اشارت کی حاجت نہین رکھتے
لِاَنَّ الصُّوْفِيَّ مَمْنُوْعٌ مِنَ الْعِبَارَةِ وَالْاِشَارَةِ یعنی اسلئے کہ صوفی عبارت اور اشارت مین نہین
آسکتا جب صوفی کل عبارتون سے ہٹایا گیا ہے سب لوگ اگر اسکے معنی بیان کرنیوالے ہون اگر جانین
یا نجانین اس اسم کو معنے حاصل کرنیکے وقت کیا خطر ہے پس کامل لوگ انکو صوفی کہتے ہین اور انکے
متعلقین اور طالبون کو متصوف کہتے ہین اور تصوف تفعّل سے مشتق ہو کر تکلف کا تقاضا
کرتا ہے اور یہ اصل کی فرع ہے اور ان معنے کا فرق حکم لغت اور معنے سے ظاہر ہے اَلصَّفَاءُ وِلَايَةٌ وَلَهَا
اٰيَةٌ وَرِوَايَةٌ وَالتَّصَوُّفُ حِكَايَةٌ لِلصَّفَاءِ بِلَا شِكَايَةٍ یعنے صفا ولایت ہے اور اُسکے
لئے نشان اور روایت ہے اور تصوف صفا کیواسطے حکایت ہے جسمین شکایت نہین پس صفا
کے معنے روشن اور ظاہر ہین اور تصوف ان معنے سے حکایت ہے جن لوگون مین صفا ہے وہ اسدرجہ
مین تین قسم ہین ایک صوفی دوسرا متصوف اور تیسرا مستصوف پس صوفی وہ ہوتا ہے کہ آپ سے
فانی اور حق کے ساتھ باقی ہو اور طبیعت کی اختیار سے باہر اور حقیقت میں ملا ہوا ہو اور متصوف
وہ جو مجاہدہ اور مشقت سے اس درجہ کا طلبگار ہے اور طلب میں آپکو انکے معاملہ مین درست کرتا ہے
اور مستصوف وہ ہے کہ مال اور رتبہ اور عزت اور دنیا کے سنبھالنے کی خاطر انکی صورت اختیار کرلے
اور صفا اور تصوف سے کچھ خبر نرکھے یہانتک کہ بزرگون نے کہا ہے اَلْمُسْتَصْوِفُ عِنْدَ الصُّوْفِيَّةِ
كَالذُّبَابِ وَعِنْدَ غَيْرِهِمْ كَالذِّئَابِ یعنی مستصوف آدمی صوفیون کے نزدیک مکھی ہے یعنے حقیر چیز اور
جو کچھ کرتا ہے اوس کے نزدیک ہوس ہوتی ہے اور دوسرے لوگون کے نزدیک بھیڑیئے کی طرح ہے

بے لگام ہوتا ہے اور سب ہمت مردار خواری پر خرچ کرتا ہے پس صوفی واصل ہوتا ہے اور متصوف صاحب
اصل ہوتا ہے اور مستصوف فضول شخص جسکے نصیب مین وصل ہوا وہ اپنا مقصد کرنے اور مراد لینے کے
باعث کوئی مراد باقی نہین رکہتا اور کسی مقصد کیطرف قصد نہین کرتا اور جسکے نصیب مین اصل ہوا
وہ طریقت کی حالات پر قائم ہوا اور طریقت لطیفون مین جاگزین اور محکم ہوا۔ اور جسکے نصیب مین فضول ہوا
سب چیزون سے رہگیا اور رسم مین غرق ہوا اور رسم مین رہنے کے سبب معنے سے رکا گیا۔ اور وصل و اصل سے
محجوب اور محروم رہنے کی وجہ سے داغدار ہوا۔ مشائخ صوفیہ کو اس امر مین کئی رمزین ہین اوس حد تک
کہ اُن سب کا حصر اور شمار نہین ہو سکتا لیکن بعض رمزین اس کتاب مین بیان کیجاتی ہین۔
بفضل اللہ تعالیٰ و باللہ التوفیق **چوتھی فصل** ذوالنون مصری رحمۃ اللہ کہتے ہین اَلصُّوفِی
اِذَا نَطَقَ بَانَ نُطْقُہٗ عَنِ الْحَقَائِقِ وَاِنْ سَکَتَ عَنْہُ یُبَیِّنُ الْجَوَارِحُ بِقَطْعِ الْعَلَائِقِ صوفی
وہ ہوتا ہے کہ جب بولتا ہے اُسکی گفتگو اُس کے حال کی حقیقتون کا بیان کرتی ہے یعنی وہ ایسی بات
نہین کرتا جو خود اسمین موجود نہو اور جب چپ چاپ ہوتا ہے تو اسکا عملدرآمد اور کارگذاری اُسکے
حال کو بیان کرتی ہے اور اوسکی حال سے تعلقات کا چھوڑنا ظاہر ہوتا ہے یعنی اُسکی کلام سب اصل
کے مطابق ہوتی ہے اور اُس کے فعل سب کے سب محض تجرید جب کلام کرتا ہے تو اسکا کہنا سب حق
ہوتا ہے اور جب چپ رہتا ہے تو اُسکے کامون سے فقر ٹپکتا ہے۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ
اَلتَّصَوُّفُ نَعْتٌ اُقِیْمَ الْعَبْدُ فِیْہِ قِیْلَ نَعْتٌ لِلْعَبْدِ اَمْ لِلْحَقِّ فَقَالَ نَعْتُ الْحَقِّ حَقِیْقَۃً وَ
نَعْتُ الْعَبْدِ رَسْمًا یعنی تصوف ایک نعت ہے کہ بندہ اسمین قائم ہوتا ہے پوچھا گیا کہ تصوف نعت حق کی ہے
یا نعت خلق ہے پہر آپنے جواب دیا کہ اسکی حقیقت تو حق کی نعت ہے اور اسکی رسم خلقت کی نعت
ہے کیا معنے کہ تصوف کی حقیقت بندہ کی صفت کا فنا ہونا چاہتا ہے اور بندہ کی صفت کا فنا
ہونا صفت حق کے باقی رہنے سے ہوتا ہے اور یہ حق کی نعت ہے اور تصوف کی رسم بندہ کی کوشش
اور مجاہدہ کو چاہتی ہے اور ہمیشہ کوشش اور مجاہدہ بندہ کی صفت ہے اور جب دوسرے معنے بیان
کرے تو اس طرح پر ہے کہ توحید کی حقیقت مین کسی بندہ کی نعت درست نہین اسلئے کہ بندہ

کی صفتین اسکے لئے ہمیشہ نہین اور خلقت کی نعت یعنے صفت محض رسم ہے کیونکہ خلقت کی نعت باقی نہین ہوتی بلکہ وہ اللہ تعالی کا فعل ہے پس حقیقت مین خداوند تعالی کی ہے نعت اسکے معنے یہ ہین کہ خداوند تعالے نے بندہ کو فرمایا کہ روزہ رکھہ اور روزہ رکھنے سے بندہ کا نام صایم کر دیا رسم کے روسے وہ روزہ بندہ کا ہوتا ہے اور حقیقت مین از روئے حق تعالی کا ملک ہی چنانچہ خداوند تعالی نے فرمایا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمکو اس سے خبر دی کہ اَلصَّوْمُ لِی وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ یعنے روزہ میرا ملک ہی اور مین اسکی جزا دونگا چونکہ مفعولات سب ذات حق تعالے کا ملک ہی اور جو خلقت سب چیزون کو اپنی طرف نسبت کرتی ہے وہ رسم اور مجاز ہے حقیقت نہین اور ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ کہتے ہین اَلتَّصَوُّفُ تَرْکُ کُلِّ حَظٍّ لِلنَّفْسِ۔ یعنے تصوف سب نفسانی حظون کا چھوڑ دینا ہے۔ یہ دو وجہ پر ہے ایک رسم دوسرا حقیقت۔ اسکے یہ معنی ہین کہ اگر وہ حظ کا تارک ہے تو ترک بھی حظ ہوتا ہے اور یہ رسم ہے اور اگر حظ اوسکی تارک ہو تو یہ حظ کا فنا ہے اور ان معنون سے تعلق کرنا حقیقت مین مشاہدہ ہوتا ہے پس حظ کی ترک بندہ کا فعل ہوتا ہے اور حظ کا فنا خداوند تعالی کا فعل ہے اور بندہ کا فعل رسم اور مجاز ہوتا ہے اور حق تعالی کا فعل حقیقت اور اس قول سے جنید علیہ الرحمۃ کا قول واضح ہوا جو پہلے بیان ہو چکا ہے اور ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ اَلصُّوْفِیَّۃُ ھُمُ الَّذِیْنَ صَفَتْ اَرْوَاحُھُمْ فَصَارُوْا فِی الصَّفِّ الْاَوَّلِ بَیْنَ یَدَیِ الْحَقِّ یعنے صوفی وہ لوگ ہین جنکی جانین بشریت کی کدورت سے صفا ہوئین اور نفسانی آفت سے صفائی حاصل کی اور خواہش نفسانی سے رہائی پا کر پہلی صفت اور اعلے درجہ مین حق تعالی کے مشاہدہ سے آرام پایا اور غیر اللہ تعالی سے نفرت کی اور ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ یہی کہتے ہین اَلصُّوْفِیُّ لَا یَمْلِکُ وَلَا یُمْلَکُ صوفی وہ ہوتا ہے کہ نہ تو کسی چیز کا مالک ہو یعنے کوئی چیز اسکی قید مین نہ ہو اور نہ وہ کسی چیز کی قید مین ہو یہ عین فنا سے مراد ہے کہ فانی صفت کا آدمی نہ مالک ہوتا ہے اور نہ مملوک اسلیئے کہ صحبت موجودات پر درست ہے اور اس سے یہ مراد ہے کہ صوفی دنیا کے سامان اور عقبے کی زینت سے کسی چیز کو اپنا ملک نہین کرتا

بلکہ خود اپنے نفس کے حکم اور ملک کی ماتحت نہیں ہوتا۔ بادشاہ اپنے ارادت غیر سے تو ٹوٹتا ہی
تاکہ غیر اس سے بندگی کا طمع نہ کرے اور جو لوگ فنا کل کہتے ہیں اوس گروہ کیواسطے یہ لطیف قول
ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم تجھے معلوم کرانیکے لئے انکی غلط کاریاں اس کتاب میں لاتے ہیں۔ ابن
جلال کہتا ہے کہ تصوف کے لئے رسم نہیں ہے بلکہ حقیقت ہی اسلئے کہ رسم خلقت کی معاملات
میں نصیب ہوتی ہے اور اسکی حقیقت خاص خدا کیواسطے ہی۔ چونکہ خلقت سے روگردان ہونا
تصوف ہے پس ضرور اسکے لئے رسم نہیں ہوتی۔ اور ابو عمر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اَلتَّصَوُّفُ
رُؤْيَةُ الْكَوْنِ بِعَيْنِ النَّقْصِ بَلْ غَضُّ الطَّرْفِ عَنِ الْكَوْنِ۔ تصوف دو نو جہان کو عین
نقصان میں دیکھتا ہے اور یہ بقاء صفت کی دلیل ہی بلکہ دو نو جہان سے آنکھ بند کرنا ہے اور یہ
فناء صفت کی دلیل ہے اسلئے نظر موجود چیز میں ہوتی ہے جب چیز موجود نہو تو نظر بھی
نہیں رہتی اور موجودات آنکھ کا بند کرنا بقاء ربانی ہوتا ہے یعنی جو شخص اپنی ہستی کو نہ دیکھے وہ
حق کو دیکھتا ہے اسلئے کہ ہستی کا طالب بھی طالب ہوتا ہے اور اسکا کام اوس سے اوسی کیطرف
ہوتا ہے اور اپنی ہستی سے باہر اسکو رستہ نہیں ملتا پس ایک تو صرف اپنے آپ کو دیکھتا ہے لیکن
بصارت ناقصہ سے اور ایک اپنی ہستی سے آنکھ بند کرتا ہے اور نہیں دیکھتا اور جو دیکھتا ہے
گو اسکا دیکھنا ناقص ہو تو بھی اسکی آنکھ پر پردہ ہے اور جو دیکھتا ہے وہ اپنی نظر میں پردہ
ہوتا ہے اور جو نہیں دیکھتا وہ نابینائی میں در پردہ نہیں ہوتا اور صاحبان معنے کے طریق میں
یہ تصوف کا اصل قوی ہے لیکن یہ موقع اس کلام کا نہیں۔ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے
ہیں اَلتَّصَوُّفُ شِرْكٌ لِاَنَّهُ صِيَانَةُ الْقَلْبِ عَنْ رُؤْيَةِ الْغَيْرِ تصوف شرک ہے کیونکہ یہ دلکو غیر کے
دیکھنے سے نگاہ رکھنا ہوتا ہے اور غیر کا تو وجود نہیں یعنے توحید کی ثابت کرنے میں غیر کا دیکھنا شرک
ہوتا ہے اور جب دل میں غیر کی قدر و قیمت نہو تو اسکو غیر کے ذکر سے نگاہ رکھنا محال ہوتا ہے
اور حصری رح کہتے ہیں اَلتَّصَوُّفُ صَفَاءُ السِّرِّ مِنْ كُدُوْرَةِ الْمُخَالَفَةِ یعنے تصوف دل اور
سر کو مخالفت کی کدورت سے صفا کرنا ہوتا ہے یعنی سر کو مخالفت حق سے بچا رکھے اسلئے کہ اسکی

موافقت ہوتی ہے اور موافقت مخالفت کی ضد ہے اور دوست کو سب جہان مین فرمان دوست کی محافظت کرسوا اور کچھ نچاہیے اور جب مراد ایک ہو تو مخالفت کب صورت پذیر ہوتی ہے محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم بن ابو طالب کہتا ہے۔ اَلتَّصَوُّفُ خُلُقٌ فَمَنْ زَادَ عَلَيْكَ فِي الْخُلُقِ زَادَ عَلَيْكَ فِي التَّصَوُّفِ تصوف نیک خوئی ہے جو زیادہ نیک خو ہو وہ زیادہ صوفی ہوتا ہے اور نیک خو دو طرح پر ہوتی ہے ایک حق سے دوسرے خلقت سے نیک خوئی حق سے وہ ہے کہ اسکی قضا پر راضی ہو۔ اور خلقت سے نیک خوئی حق کیواسطے ہے وہ انکی صحبت کا بوجہ اُٹھاتا ہوتا ہے اور یہ دونو صورت طالب کی طرف رجوع کرتی ہین اور اللہ تعالی کو طالب کی رضا اور غضب سے استغنا کی صفت ہے اور یہ دو صفتین حق کی واحدنیت کے نظارہ واحدانیت سے متعلق ہین۔ ابو محمد رحمہ مرتعش کہتے ہین اَلصُّوْفِيُّ لَا يَسْبِقُ هِمَّتَهٗ خُطْوَةَ الْبَتَّةَ صوفی وہ ہوتا ہے جسکا اندیشہ اوسکے قدم سے برابر ہو یعنے آگے نہ بڑھے یعنی کل اسکا حاضر ہو یعنے تن اور دل ایکجا ہو جہان دل ہو وہان بدن ہو اور جہان بدن ہو وہان دل ہو اور یہ قصور بے غیبت کا نشان ہے بخلاف قول کے جو کہتے ہین آپ سے غایب ہے اور حق کے ساتھ حاضر بلکہ حق سے ظاہر اور اپنے آپ پر حاضر اور یہہ جمع الجمع سے مراد ہے اسلئے کہ جبتک اپنے آپکو دیکھتا ہے وہ آپ سے فنا نہین ہوتا جب رویت جاتی ہے تو حضوری بے غیبت حاصل ہوئی اور اُن معنون کے تعین کا تعلق شبلی رحمہ اللہ کی قول سے ہے جو کہ انہون نے فرمایا ہے اَلصُّوْفِيُّ لَا يَرٰى فِي الدَّارَيْنِ مَعَ اللّٰهِ غَيْرَ اللّٰهِ صوفی وہ ہوتا ہے کہ دونو جہان مین کو کسی اور چیز بدون اللہ تعالی کے نہ دیکھے اور ہر حالت مین بندہ کی ہستی غیر اللہ ہے اور جب وہ غیر اللہ کو نہین دیکھتا تو اپنی ہستی کو نہین دیکھتا اور اپنی ہستی سے بالکل فارغ ہو جاتا ہے یعنی نفی اور اثبات کی حالت مین ہرگز اپنی کو خیال مین نہین لاتا جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین اَلتَّصَوُّفُ مَبْنِيٌّ عَلٰى ثَمَانِ خِصَالٍ اَلسَّخَاءُ وَالرِّضَاءُ وَالصَّبْرُ وَالْاِشَارَةُ وَالْغُرْبَةُ وَلُبْسُ الصُّوْفِ وَالسِّيَاحَةُ وَالْفَقْرُ اَمَّا السَّخَاءُ فَلِاِبْرَاهِيْمَ وَاَمَّا الرِّضَاءُ فَلِاِسْمَاعِيْلَ اَمَّا الصَّبْرُ فَلِاَيُّوْبَ اَمَّا الْاِشَارَةُ فَلِزَكَرِيَّا اَمَّا الْغُرْبَةُ فَلِيَحْيٰى اَمَّا لُبْسُ الصُّوْفِ فَلِمُوْسٰى اَمَّا السِّيَاحَةُ فَلِعِيْسٰى

اَمَّا الفقر فَلِمُحَمَّدٍ صَلَّے اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْھِم اَجْمَعِیْنَ یعنے جنید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے
کہ تصوف کی بنا آٹھ خصلت پر ہے جو آٹھ پیغمبرونکے پیرو ہے سخاوت مین ابراہیم علیہ السلام کے اتباع
ہے کہ انہون نے خداوند تعالیٰ کے حکم سے راضی ہو کر اپنی عزیز جان کی پرواہ نہ رکھی اور صبر مین ایوب
کی متابعت ہو کہ اللہ جل جلالہ کی غیرت پر صبر کیا اور کرمون کی بلا کو گوارا کیا اور اشارت مین ذکریا علیہ
السلام کی تابعداری ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ شانہ نے فرمایا اَنْ لَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ اِلَّا
رَمْزًا ترجمہ وہ کہ تو لوگون سے کلام مت کرنا مگر اشارت سے اور اسی صورت مین یہ بھی فرمایا اِذْ
نَادٰی رَبَّہٗ نِدَآءً خَفِیًّا جب اُس نے اپنے رب کو چپکے سے پکارا۔ اور غربت مین یحییٰ علیہ السلام
کی پیروی ہے کہ وہ اپنے وطن مین بھی اپنے خویشون سے بیگانہ ہے اور صوف پوشی مین موسیٰ علیہ
السلام کی مطابقت ہو کہ وہ اپنے سب کپڑے پشم سے رکھتے تھے اور سیر مین حضرت عیسیٰ علیہ کی راہ پر چلنا ہے
کہ وہ راہ خدا تعالیٰ مین ایسے مجرد اور تنہائی پسند تھے کہ دنیا کی سامان سے صرف کنگی اور پیالہ رکھتے تھے
جب انہون نے دیکھا کہ ایک آدمی ہاتھون سے چلو بنا کر پانی پیتا ہے تو پیالہ کو پھینک دیا اور جب ایک
شخص کو دیکھا کہ انگلیون سے بال درست کرتا ہے تو کنگی بھی پھینک دی۔ اور فقر مین محمد
صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روی زمین کے سب خزانون کی چابیان انہین
عطا فرمائین اور حکم دیا کہ محنت اور مشقت کی برداشت نکرو اور ان خزانون سے اپنی شان وشوکت
سے آراستہ ہو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب مین عرض کی کہ بار خدایا مین یہ خزانے نہین چاہتا
بلکہ یہی چاہتا ہون کہ ایک روز سیر ہو کر کھاؤن تاکہ محتاج رہنے مین فرق نہ آوی اور ایک روز بھوکا رہون
تاکہ حاجتمندی قائم رہے اور یہ اصول کارروائی مین بہت نیک ہین۔ حصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین
اَلصُّوْفِیُّ لَا یُوْجَدُ بَعْدَ عَدَمِہٖ وَلَا یُعْدَمُ بَعْدَ وُجُوْدِہٖ صوفی وہ ہوتا ہے جسکی ہستی کو نیستی
نہین یعنے جو کچھ کہ پاتا ہے اسکو گم ہونے نہین دیتا اور جو گم کرے اسکو پھر نہین پاتا۔ دوسرے یہ
معنے ہین کہ اسکی یافت کو نایافت نہین ہوتی اور اسکی نایافت کو کبھی یافت نہین ہوتی تاکہ اثبات
بے منفی ہو جاتا ہے یا منفی بے اثبات اور ان تمام عبارت سے مراد یہ ہے کہ اسکی بشریت

کی حالت بالکل دور ہو جاتی ہے اور مشاہدات جسمانی اسکے حق سے فوت ہو جاتے ہین اور سب
اسکی نسبت قطع ہو جاتی ہے تا بشریت کا بھید کسی کے حق مین ظاہر نکرے اوسکی تفرقات اپنی
ذات مین جمع ہو جاوین اور آپ بذات خود قایم ہو جائے اور یہ صورت دو پیغمبرون مین ظاہر
ہو سکتی ہے ایک موسےٰ علیہ السلام مین کیونکہ اسکے وجود مین عدم نہین تھا اوس نے کہا کہ
رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي یعنے اے پروردگار میرا سینہ کھول اور میرے واسطے
میرا کام آسان کر۔ دوسر احمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ جنکی نیستی یعنے عدم مین ہستی یعنے وجود نہ تھا تب
انکو کہا گیا کہ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ترجمہ کیا ہم نے تیرے واسطے تیرا سینہ نہین کھولا۔ دیکھو
ان مین ایک نے آرائش چاہی اور زینت طلب کی اور دوسرے کو آراستہ کیا گیا اور وہ اسکی خواہش
نہین رکھتے تھے۔ علی بن بندار صیرفی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے اَلتَّصَوُّفُ اِسْقَاطُ
الرُّؤْيَةِ لِلْحَقِّ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا یعنے صوفی وہ ہوتا ہے جو اپنی ظاہر اور باطن کو نہ دیکھے اور بالکل حق
کو دیکھے جیسا کہ اگر تو ظاہر کو دیکھے تو ظاہر پر توفیق حق کا نشان پائے اور جب تو نگاہ کرے تو ظاہری
معاملات کا توفیق حق کے مقابل مچھر کے پر کی برابر بھی مقدار نہین رویت ظاہر کو ترک کرے اور جب
تو باطن کو دیکھے پس جب تو نگاہ کرے تو باطن کے معاملات کی تایید حق کے پہلو مین ایک ذرہ
مقدار نہین رکھتے باطن کے بھی ترک کرتا کہ بالکل حق کو دیکھے پس جب تو بالکل حق کو دیکھے
تو اپنے آپ کو کچھ نہ دیکھے۔ محمد احمد مقری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین اَلتَّصَوُّفُ اِسْتِقَامَةُ
الْاَحْوَالِ مَعَ الْحَقِّ تصوف حق سے استقامت حال ہے یعنے ایسا حال ہونا جو صوفی کے سر یعنے
بھید سے نہ بدلے اور نہ ٹھہرا کرے کیونکہ جسکا دل محول احوال یعنے حالات بدلنے کی قابو مین ہے اسکو استقامت
کے درجے سے ساقط نہین کرتا اور حق سے اسکو نہین بدلتا **فصل ۶** جو معاملات تصوف مین
کہا گیا ہے۔ ابو حفص حداد نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین اَلتَّصَوُّفُ كُلُّهٗ اَدَبٌ وَلِكُلِّ
وَقْتٍ اَدَبٌ وَلِكُلِّ مَقَامٍ اَدَبٌ وَلِكُلِّ حَالٍ اَدَبٌ فَمَنْ لَزِمَ اٰدَابَ الْاَوْقَاتِ بَلَغَ مَبْلَغَ الرِّجَالِ
وَمَنْ ضَيَّعَ الْاٰدَابَ فَهُوَ بَعِيْدٌ مِنْ حَيْثُ يَظُنُّ الْقُرْبَ ترجمہ تصوف بالکل آداب ہے اسلیے کہ

ہر وقت اور مقام اور حال کے لئے ادب ہوتا ہے اور جو آداب اوقات کی حفاظت کرتا ہی وہ
مردونکی درجہ پہ پہنچتا ہے اور جو آداب کو ضایع کری وہ نزدیکی کی خیال سی اور قبولیت حق کی گمان سی
دور ہو جاتا ہے اور یہ معنی ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے قول سی نزدیک ہین کہ انہوںنے کہا ہے لَیْسَ التَّصَوُّفُ
رُسُوْمًا وَلَا عُلُوْمًا وَلٰکِنَّہٗ اَخْلَاقٌ ترجمہ تصوف رسوم اور علوم سی نہین لیکن خلق ہین کیا معنے
کہ اگر رسوم ہوتی تو کوشش سی حاصل ہوتی اور اگر علوم ہوتے تو پڑھنے سی حاصل ہوتے پس خلق جبتک اسکا
حکم تو آپ سے آپ نچاہے اور اُسکے معاملات آپسے درست نکری اور اسکا انصاف آپسے ندی تب تک
حاصل نہین ہوتا اور رسوم اور اخلاق مین یہ فرق ہی کہ رسوم وہ فعل ہی جو تکلف و اسباب سے
ہو [illegible] عری سے خالی ہو۔ مرتعش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین اَلتَّصَوُّفُ حُسْنُ الْخُلُقِ۔ ترجمہ تصوف
نیک خلق ہے اور یہ تین طرح پر ہی ایک نیک خلقی باحق ہی جو اسکے امرونکو بدون ریا کی بجالائے۔ دوسرا
خوش خلقی خلقت سی چنانچہ امیروں کی عزت کا پاس اور حقیروں پر شفقت کرنا اور مساوی قدروں
سے با انصاف پیش آنا اور سبے معاوضہ اور انصاف طلب نکرنا اور تیسرا شیطان اور ہوا نفس
کے تابع نہونا جو شخص اُن تین امر مین درست ہو جائے وہ نیک خو ہوتا ہے اور یہ جو مینے بیان کیا موافق
ہے اُس سے کہ ایک شخص نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ سے پوچھا کہ ہمکو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاق
مبارک بتلائیے عائشہ صدیقہؓ نے جواب دیا کہ قرآن شریف سی پڑہ کہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے اور حضرت
علیہ السلام کی خلق سے خبر دی ہی خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ ترجمہ معاف کرنا
اختیار کر اور نیک ہدایت کر اور جاہلوں سے کنارہ کر۔ اور مرتعش رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین ھٰذَا مَذْھَبٌ
کُلُّہٗ جِدٌّ فَلَا تَخْلِطُوْہُ بِشَیْءٍ مِّنَ الْھَزْلِ یہ تصوف کا مذہب بسر سوچ بچار کا کام ہے اسکو ہنسی سے نہ
ملاؤ اور رسمی معاملات مین مت لپٹو اور تقلید کرنیوالوں سے نفرت کرو اور تصوف کیطرف رجوع کرو
اور جب عالم لوگوں نے اہل زمانہ کو دیکھا اور زمانہ کی رسمی صوفیوں کو بھی دیکھا اور رقص کرنا اور سرود
گانا اور بادشاہوں کی پاس جانا اور وظیفہ اور خوراک کیواسطے جھگڑنا دیکھا تو سب بدظن ہوئے اور
کہنے لگے کہ تصوف کا اصل یہی ہی اور پہلے لوگ بھی اسی قاعدہ کے تھے اور یہ معلوم نکیا کہ یہ سستی دین اور

بلا کا زمانہ ہے۔ بالضرور حرص بادشاہوں سے ظلم کراتی ہے اور طمع عالم کو بدکاری اور زنا میں ڈالتا ہے اور ریا زاہد کو نفاق میں پھینکدیتا ہے اور نفسانی خواہش صوفی کو ناچنا اور سرود گانے میں ڈالتا ہے یاد رکھو کہ اہل طریقت بگڑ گئے تو تباہ ہوجاتی ہیں لیکن اصل طریقت کی تباہ نہیں ہوتی اور یہ بھی جانو کہ اگر ہنسی والے لوگ اپنی ہنسی کو بزرگوں کی احتیاط میں پوشیدہ کریں یعنی احتیاط کے روپ میں ظاہر کریں تو انکی احتیاط ہنسی نہیں ہوجاتی۔ ابو علی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اَلتَّصَوُّفُ ہُوَ الْاَخْلَاقُ الرَّضِیَّۃُ ترجمہ تصوف اخلاق پسندیدہ ہیں اور پسندیدہ کام وہ ہوتا ہے کہ بندہ ہر حال میں خداوند تعالی پر کفایت کرنیوالا ہو یعنی کہ راضی برضا ہو۔ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اَلتَّصَوُّفُ ہُوَ الْحُرِّیَّۃُ وَالْفُتُوَّۃُ وَتَرْکُ التَّکْلِیْفِ وَالسَّخَاءُ وَبَذْلُ الدُّنْیَا تصوف آزاد ہونا یعنے بندہ نفسانی خواہشوں کی قید سے آزاد ہو اور جوانمردی وہ ہے کہ مروت کو دیکھے اور ترک تکلف وہ ہوتا ہے کہ امور متعلقہ اور نصیب میں کوشش نکرے اور سخاوت وہ ہے کہ دنیا کو دنیا داروں کیواسطے چھوڑ دے۔ ابو الحسن قوشنجہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں اَلتَّصَوُّفُ الْیَوْمَ اِسْمٌ وَلَا حَقِیْقَۃٌ وَقَدْ کَانَ حَقِیْقَۃٌ وَلَا اِسْمٌ ترجمہ تصوف آج صرف نام ہے بے حقیقت اور اس سے پہلے حقیقت تھی بے نام یعنے اصحاب کرام کے وقت میں تصوف کا نام نہیں تھا اور معنی اسکے سب میں موجود تھے اب نام رہگیا اور معنے یعنے اصل نہیں یعنی برتاؤ پہلے مشہور تھے اور دعوی نامعلوم اب دعوی تو مشہور ہوگیا اور برتاؤ نامعلوم اب اسقدر مشائخ کے کلام سے تحقیقات اس باب میں تصوف کی بابت میں لایا ہوں تاکہ تو سعادتمند ہووے اور اسکا طریق کھل جائے اور اسکے منکروں سے کہدے کہ انکار تصوف سے تمہاری مراد کیا ہے اگر صرف نام کا انکار کریں تو کچھ ہرج نہیں کہ مسمیات کے حق میں معنے بیگانہ ہوتے ہیں اور اگر عین ان معنوں کا انکار کریں تو حضرت علیہ السلام کی شریعت اور نیک خصلتوں کا انکار ہوتا ہے اور تجھے خدا تعالی سعادتمند کرے اس سے جس سے اولیاء اللہ سعادتمند ہوئے ہیں اس کتاب میں وصیت کرتا ہوں کہ تو انکے حق کی رعایت کرے اور انصاف دے تاکہ تو دعوی کم کرے اور اہل تصوف سے نیک اعتقاد ہوجائے

وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ

چوتھا باب گدڑی پوشوں کے لباس میں

جاننا چاہئے کہ صوفی لوگوں کا ظاہر لباس گدڑی ہے اور گدڑی پہننا سنت ہے کیونکہ رسول علیہ السلام نے
فرمایا ہے علیکم بلبس الصوف تجدون حلاوۃ الایمان فی قلوبکم تمکو گدڑی پوشی
لازم ہے تاکہ اپنے دلوں میں ایمان کی لذت پاؤ۔ اور اصحابہ کرام سے ایک نے کہا ہے کان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یلبس الصوف ویرکب الحمار یعنے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پشم پہنتے اور گدھے کو
شرف بسواری فرماتے اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو
فرمایا لا تضیعی الثوب حتی ترقعیہ کپڑے کو ضائع نکرو جبتک اُسکو پیوند نہ لگاؤ۔ اور عمر خطاب رضی اللہ
عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایسی گدڑی رکھتے جسپر چیتھڑی لگی تھی اور یہ بھی عمر خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہتے ہیں کہ فرمایا اچھا کپڑا وہی ہے جسکا معاوضہ کم ہو اور کہتے ہیں کہ امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ ایسا
پیراہن رکھتے تھے جسکی آستینیں انگلیوں کے برابر تھیں اگر کبھی دراز آستین پہنتے تو آستین کو سرے
پھاڑ دیتے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدائے عزوجل نے حکم دیا ہے کہ کپڑا اچھوٹا کرو جیسا کہ
فرمایا وثیابک فطہر اپنے کپڑے کو پاک کر یعنے زوائد سے کم کر حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں
کہ میںنے صاحبان بدر سے ستر کس دیکھے سب نے پشم کے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور صدیق اکبر رضی نے عالم تنہائی میں
پشم کا کپڑا پہنا ہے اور حسن بصری رح یہ بھی کہتے ہیں کہ میںنے سلمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے
گدڑی جسپر پیوند لگے تھے پہنی ہوئی تھی اور امیر المومنین عمر خطاب رضی اللہ عنہ اور امیر المومنین علی کرم اللہ
اور ہرم حبان کا بیٹا رضی اللہ عنہ روایت کرتا ہے کہ اُس نے خواجہ اویس قرنی کو پشم کے کپڑے میں دیکھا جسپر
چیتھڑے لگے تھے اور حسن بصری اور مالک دینار اور سفیان ثوری رحمہم اللہ پیوند دار گدڑی پوش ہوئے ہیں
اور امام ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے اور یہ کتاب تاریخ مشائخ میں تصنیف محمد ابن علی ترمذی
میں لکھا ہے کہ امام اعظم ابتدا میں صوف پوش تھے انہوں نے گوشہ نشینی کا ارادہ کیا اُس اثنا میں
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے خلقت کے درمیان رہنا
چاہئے اِس لئے کہ تو میری سنت زندہ کرنیکا سبب ہے تب امام اعظم نے گوشہ نشینی کا خیال چھوڑ دیا اور کبھی قیمتی
کپڑا نہ پہنا اور داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ نے صوف پہنی اور وہ محقق صوفیوں سے ہوئے ہیں اور ابراہیم

ادہم امام اعظم ابو حنیفہ کے پاس پشم پیونددار پہنکر آئے ۔صحابے اُسکو حقارت اور بقدری کی نظر سے دیکھا
امام اعظم نے فرمایا کہ یہ ہمارا سردار ابراہیم ادہم آیا ہے اصحاب نے کہا کہ امام ہنسی کی بات نہین کہتے
اُس نے سیادت کا درجہ کس صورت سے پایا ہے امام صاحب نے جواب دیا کہ ہمیشہ خداوند تعالی کی خدمت
مین مشغول ہوکر یہ رتبہ پایا اور ہم اپنے آپکی خدمت مین رہے تاکہ وہ ہمارا سردار ہوا اگر اب بعض زمانہ کے
لوگ گدڑی اور پھٹے پرانے کپڑے پہننے سے لوگون مین رتبہ اور زینت پانا خیال رکھتے ہین اور باطن
موافق ظاہر کے نہین رکھتے تو جانئے ہے کیونکہ لشکر مین بہادر صرف ایک ہوتا ہے اور سب گروہون
مین محقق کم ہوتے ہین لیکن سب کو اُن سے نسبت کرتے ہین جبکہ یہ جکمون سے ایک چیز مین اہل
تصوف سے مشابہ ہون اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ ط
جو شخص چال چلن یا اعتقاد کی رو سے کسی قوم کی مشابہت کرے وہ اُسی قوم سے ہے لیکن بعض لوگ
ظاہری معاملات کی رسم کو دیکھتے ہین اور بعض انکے بھید اور صفائی باطن کیطرف نگاہ کرتے ہین
غرض کہ جو شخص اہل التصوف کی صحبت کا ارادہ کرتا ہے وہ چار مراد سے خالی نہین ایک گروہ
اُنکے باطن کی صفائی اور دل کی روشنی اور طبع کا لطیف ہونا اور مزاج کا معتدل ہونا اور خصلت کا
بھیدون سے صحیح ہونا دیکھتا ہے اور محققون کا قرب اور انکے درجہ کی بلندی دیکھتے ہین اس درجہ کو حاصل کرنیکی
خواہش انکی دامنگیر ہوتی ہے اور بنا ہو پرانے تعلق کرتے ہین اور انکا ابتدائے حال حالات کا کھلنا اور
خواہشون سے جدا ہونا اور نفس سے منہ موڑنا ہے اور دوسرے گروہ کو تن کی درستی اور دل کا پاک ہونا
اور سینہ کی سلامت اور تسکین انکی ظاہر سے نظر آتی ہے تاکہ شریعت مبارک کی ورزش اور آداب
اسلام کی حفاظت اور انکے معاملات کی خوبی دیکھتے ہین اور انکی صحبت کا قصد کرتے ہین اور صلاحیت
کا اختیار کرنا حاصل کرتے ہین اور انکا ابتدا حال ریاضت اور معاملہ کی خوبی ہوتی ہے اور ایک گروہ
کو انسانیت کی مروت اور ہمنشینی کے طریق اور خصلت کی خوبی انکے فعلون مین ظاہر ہوتی ہے اور انکی زندگی
ظاہر کو مروت کا طریق اور بڑے لوگون کا ادب اور عاجزون پر احسان اور آپسے رغبت دارون سے
آسودہ گذارہ اور زیادہ طلب کرنے سے آرام یا قناعت دیکھین انکی صحبت کا ارادہ کرتے ہین اور طلب دنیا

دنیا مین محنت اور مشقت اپنی ذات پر آسان کرتے ہین اور فراغت مین آپ کو نیکون سے شمار کرتے
ہین اور ایک گروہ کو طبع کی سستی نفس کی رعونت۔ بدون مہیا ہونے سامان کے ریاست کی
طلب اور بدون فضیلت کے بالانشینی کا قصد اور خصوصیت بے علم انکے فعلون کا راہ بتلاتی ہے وہ جانتے ہین کہ
اس ظاہر کے سوا کچھ اور کام نہین تب انکی صحبت کا ارادہ کرتے ہین اور وہ خلق اور کرم سے انکی خاطرداری
اور دلجوئی کرتے ہین اور جوانمردی کے دستور پر اُس سے زندگی کرتے ہین اسلئے کہ انکے دلون مین حق کے
امر سے کچھ نہین ہوتا نہ انکی تنہائی مین حقیقت کی طلب سے کچھ ہوتا ہے اور چاہتے ہین کہ لوگ محققون کے
برابر انکی عزت کرین اور انسے ڈرین جیسا کہ اللہ تعالی کے خاصون سے ڈرتے ہین انکی صحبت اور تعلق
سے یہ چاہتے ہین کہ آفات سے انکی صلاحیت مین اپنے آنکو چھپائین اور انکا لباس پہنتے ہین انکو کپڑے
بلا درستی معاملات کے انکے جھوٹ کو ظاہر کرتے ہین کہ وہ جھوٹے کپڑے ہین اور فریب کا لباس اور روز حشر
کیواسطے حسرت قولہ تعالی مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا
بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ انکی
مثل جو توریت کو اٹھاتے ہین یعنی پہلے اسپر عمل کرنا اختیار کرتے ہین پھر اُسکو نہین اٹھاتے یعنے عمل نہین کرتے
مثل اُس گدھے کی ہے کہ وہ دفتر اٹھاتا ہے بری مثل ہے اُس قوم کی جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہین اور
اللہ تعالی ظالمون کی قوم کو ہدایت نہین فرماتا اور اِس زمانہ مین یہ گروہ بہت ہین پس تمکو ضرور ہے
کہ جب تک تو ویسا نہو اسکا قصد نکرے کیونکہ اگر ہزار مرتبہ تو طریقت قبول کرنے کی بابت کبھی ایسا نہین
ہوتا جبکہ ایک لحظہ طریقت تجھے قبول کرے کیونکہ کام لباس سے نہین عمل سے ہے جب کوئی طریقت سے
واقف ہو تو اُسکے لئے قبا امیرانہ فقیرانہ گدڑی کے موافق ہوتی ہے اور جب کوئی بیگانہ از خدا ہو تو اُسکے
گدڑی کم بختی کا عنوان اور بدبختی کا فرمان ہے جیسا کہ ایک بزرگ کو لوگون نے کہا کہ لِمَ لَا تَلْبَسُ الْمُرَقَّعَةَ
قَالَ مِنَ النِّفَاقِ اَنْ تَلْبَسَ لِبَاسَ الْفِتْيَانِ وَلَا تَدْخُلَ فِي حَمْلِ اَثْقَالِ الْفُتُوَّةِ یعنے گدڑی کیون نہین
پہنتے اُس نے جواب دیا کہ یہ نفاق کا کام ہے کہ جوانمردون کا لباس پہنے اور معاملات مین جوانمردی کا بوجھ
نہ اٹھائے کیونکہ جوانمردون کا بوجھ نہ اٹھانا اور لباس جوانمردون کا پہننا نفاق ہوتا ہے پس اگر یہ

لباس اسلیئے ہی کہ تجھے خداوند تعالی اپنے خاصون سے پہچانے تو وہ جل شانہ یون بھی پہچانتا ہے اور اگر اس خیال
پر ہے کہ مین لوگون کو دکھاؤن کہ مین اسکا ہون تو اگر فی الحقیقت ہی تو یہ تیرے ریا کا نشان ہی اگر تو ایسا نہین
ہے تو یہ نفاق ہے اور یہ رستہ مشکل اور خطرناک ہے اور اہل معرفت کا درجہ اس سے بہت بڑھکر ہی کہ کپڑے سے مشہور
ہون اَلصَّفَا مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی اِنْعَامٌ وَاِکْرَامٌ وَالصُّوْفُ لِبَاسُ الْاَنْعَامِ صفائی ایک نعمت اور
کرامت ہی جو اللہ تعالی نے بندہ پر ظاہر فرمائی اور پشم چارپایون کا لباس ہے پس لباس حیلہ سازی
ہوتی ہی بعض لوگ لباس ظاہری کو ثواب جانتے ہین اور جو کچھ انپر لازم ہے بجالاتے ہین اس امید پر
کہ ان خاص لوگون سی ہو جائین ظاہر آراستہ کرتے ہین۔ اس حال کے مشایخ مریدون کو لباس پشمی اور
زینت گدڑی کا حکم دیتے ہین یہ اسلیئے کرتے ہین تاکہ خلقت کے درمیان نشانہ ہو جائین اور سب خلقت انکی نگہبان ہو جاتی ہی تاکہ اگر ایک
قدم برخلاف رکھین تو سب انپر طعن اور ملامت کرتے ہین اگر چاہین کہ وہ لباس پہنکر [illegible] ہون تو خلقت کی
شرم کرتے ہین بہر حال گدڑی دوستان خدا تعالی زینت ہی عوام لوگ تو اس سے عزت پاتے ہین اور خواص لوگ ذلیل
ہوتے ہین عوام کی عزت اس صورت پر ہے کہ جب وہ لباس پہنتے ہین تو خلقت مین انکی عزت ہوتی ہے اور خواص لوگون
کی ذلت اس وجہ پر ہے کہ جب وہ گدڑی پہنتے ہین تو خلقت انکو عوام کی نظر سے دیکھتے ہین اور انکو ملامت
کرتے ہین اَلصُّوْفُ لِبَاسُ النِّعَمِ لِلْعَوَامِ وَجَوْشَنُ الْبَلَاءِ لِلْخَوَاصِ عامیون کو گدڑی پوشی
نعمت ہوتی ہی اور خاصون کے لئے بلا کی زرہ ہی اسلیئے کہ اکثر عام اس سے بیقرار ہوتے ہین کیونکہ انکا ہاتھ کہین
نہین پہنچتا اور نہ کوئی رتبہ حاصل کرنیکا سامان رکھتے ہین جس سے رتبہ پہنچائین اسی جمع نعمت کا سبب
جانتے ہین پھر خاص لوگ ریاست ترک کرتے ہین اور عزت پر ذلت کو اختیار رکھتے ہین اور بلا کو نعمت
سے اچھا جانتے ہین اسلیئے ان کے لئے بلا ہوتی ہی اور عام لوگون کیواسطے نعمت اَلْمُرَقَّعَةُ قَمِیْصُ الْوَفَاءِ
لِاَهْلِ الصَّفَاءِ وَسِرْبَالُ السُّرُوْرِ لِاَهْلِ الْغُرُوْرِ گدڑی اہل صفا کے لئے پیراہن وفا ہے اور اہل
غرور کے لئے خوشی کی پوشاک ہی اسلیئے کہ اہل صفا اسکو پہنکر دونون جہان سے الگ ہو جاتے ہین اور
اصلی پیاری چیزون سے جدا ہوتے ہین اور اہل غرور وہ لباس پہنکر اللہ تعالی سے دربردہ اور دور
ہوتے ہین اور صلاحیت سی رہجاتے ہین بہر حال سبکے لئے گدڑی پوشی صلاحیت کا نشان اور

نجات کا سبب ہے۔ اور اس سے سب کی مراد بر آتی ہے ایک کے لئے صفائی اور دوسری کے واسطے بخشش
ایک کے واسطے پردہ دوسرے کے واسطے پائمالی اور ایک کے لئے رضا دوسرے کیلئے رنج مجھے امید ہے کہ باہمی محبت
اور محبت کی خوبی سے سب نجات پائینگے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَن
تَشَبَّہَ بِقَومٍ فَھُوَ مِنھُم یعنے جو شخص کسی قوم کی صورت بنائے وہ انہین سے ہی ہر فرقہ کے دوست
قیامت کے دن انکے ساتھ ہونگے اور انکے گروہ مین اٹھائے جائینگے لیکن چاہیئے کہ مرید باطن حقیقت
کا طالب ہو اور رسوم کی ترک کرے جو شخص ظاہری چیزون پر کفایت کرے وہ ہرگز حقیقت کو نہین
پہنچتا۔ یہ بھی جان لو کہ آدمیت ہستی قرب ربوبیت کے روک ہی اور حالات کی گردش اور مقامات
اور پرورش کے سوا حجاب فانی یا دور نہین ہوتا اور صفا کا نام فنا ہے اور جو فانی الصفت ہو
اسکو لباس کا اختیار کرنا محال ہوتا ہے اور تکلف کی سجاوٹ ناممکن ہی جب آدمی فانی الصفت
ہوگیا اور بشریت کی آفت جاتی رہی تو پھر خواہ اسکو صوفی کہین یا کچھ اور کہین وہ برابر جانتا ہے

فصل دوم۔ لیکن گدڑی پوشی کے شرائط یہ ہین کہ بے تکلفی یا آسانی اور فراغت
کے خیال سے تیار کرے اور جب تک اصل گدڑی سی کچھ باقی ہو جہان سے پھٹے اُس پر چھیترا
پیوند کرے اور مشائخ رضی اللہ عنہم کے اسمین دو قول ہین بعض کہتے ہین کہ چیتھڑا سینے مین
ترتیب کا نگاہ رکھنا شرط نہین چاہیئے کہ جہان سی سوئی نکلی نکالی اُسمین تکلیف نکرے دوسرے
کہتے ہین کہ چیتھڑا لگانے مین ترتیب اور درستی شرط ہی۔ اور عجیب بنانا اور اُسکی درستی مین تکلف
کرنا فقر کے معاملات سے ہے اور معاملہ کا صحیح کرنا صحت اصل کی دلیل ہے۔ اور مین جو علی عثمان جلالی
کا بیٹا ہون شیخ المشائخ ابو القاسم کرکانی رحمۃ اللہ علیہ سے مینے پوچھا کہ درویش کے لئے کم سے کم کیا چیز
چاہیئے جو نام فقر کو لائق ہے جواب دیا کہ تین چیزین ضرور چاہیئین کہ اُن سے کم لیاقت نہین ایک
یہ کہ چیتھڑے کی درست سلائی کرے دوسرا بات سچی سننا جانے تیسرا زمین پر پانوٗ ٹھیک رکھے اور اس وقت
درویشون کا ایک گروہ میرے ساتھ حاضر تھا جسوقت انہون نے یہ فرمایا جب ہم دروازہ پر آئے ہر ایک
اسبات مین تصرف کرتا تھا ایک جاہلون کی گروہ کو اس کلام مین خیر ہی معلوم ہوئی یعنے کچھ لذت

کی بات دریافت ہوئی اور کہا کہ فقر خود یہی ہی اور اکثر نے کپڑا خوب سینا اور زمین پر دایان پاؤن مارنے کو سمجھا اور ہر ایک کو وہ خیال تھا کہ ہم طریقت کی باتین سننا جانتے ہین اس سبب سے کہ میرا دل اُس شیخ کی طرف متوجہ تھا مینے انکی بات کو زمین پر گرانا چاہا مینے کہا آؤ تا ہر ایک اسمین کچھ کہین ہر ایک نے اپنی صورت بیان کی جب میری باری آئی تو مینے کہا چیتھڑا ٹھیک وہ ہوتا ہے کہ فقر کے لئے سیا جائے نہ زینت کیواسطے جب تو چیتھڑا فقر کے واسطے سیتا ہے اگرچہ نادرست سیا جائے ٹھیک ہوتا ہے اور بات درست وہ ہوتی ہی کہ حال کے بارہ مین ہو اور وجد کی خاطر سے تصرف کرین نہ ہستی کیواسطے اور زندگی ہی اسکو سمجھین نہ عقل سے اور پاؤن ٹھیک وہ ہوتا ہے جو وجد کی حالت مین زمین پر مارین نہ کھیل اور رسم کی راہ سے بعض نے یہ بات سیدہی [illegible] کی ہے اُس نے کہا کہ اصاب علیؑ خیرہ اللہ یعنے علی جسکو اللہ تعالی نے ٹھیک کیا ہے مطلب کو پہنچا پس اس گروہ کے گدڑی پوش ہونے سے مراد یہ ہی کہ دنیاوی مزدوری مین تخفیف ہو جائے اور خداوند تعالی سے سچا فقر ہو جائے اور صحیح خبر مین آیا ہے کہ عیسے ابن مریم صلوۃ اللہ علیہ گدڑی رکھتے تھے اور انکو آسمان پر لے گئے۔ مشائخ سے ایک نے کہا ہے کہ مینے عیسے علیہ السلام کو گدڑی پشم کی پہنے ہوئے خواب مین دیکھا کہ ہر چیتھڑے سے نور چمکتا تھا مینے پوچھا کہ یا عیسے تیرے اس کپڑے پر یہ نور کیسے ہین انہون نے جواب دیا کہ یہ نور اس بیقراری کے ہین جسمین مینے ناچار ہو کر ہر ایک چیتھڑا سیا ہے اور وہ بیقراری جو خدائے عزوجل نے میرے دل پر پہنچائی ہے اسکو نور کر دیا ہے۔ اور مینے ماوراءالنہر مین بھی ایک پیر اہل ملامت سے دیکھا کہ کوئی ایسی چیز نہ کہاتا اور نہ پہنتا جو آدمی کے نصیب مین ہوتی ہی اور اُسکی خوراک وہ چیزین تھین جو لوگ پھینک دیتے جیسے ساگ پات باسی اور کڑوا کدو اور خراب شدہ گاجر ایسی ہی اور چیزین جنکو لوگ ناپسند کہتے ہین اور پوشاک ان چیتھڑون سے بناتا جو رستہ سے چن لیتا اور پاک کر کے اُس سے گدڑی بناتا۔ اور مینے سنا کہ مرو الرود متاخرین صاحبان سے ایک پیر تھا جسکا حال اچھا اور خصلت نیک تھی جبکہ اُس کے مصلی اور کلاہ مین بہت سے چیتھڑے بے تکلف جڑے ہوئے تھے اسمین بچھو بچے دیئے ہوئے تھے اور میرے شیخ نے رضی اللہ عنہ چھپن سال ایک ہی جبہ رکھا جسپر بلا تکلف چیتھڑے لگائے تھے اور

عراقیون کی حکایتون مین مجہے معلوم ہوا ہے کہ دو درویش تہے ایک صاحب مشاہدہ اور دوسرا صاحب مجاہدہ جو صاحب مشاہدہ تہا وہ اپنی تمام عمر مین درویشون کے اون چیتہڑون کے سوا جو کہ سماع کی حالت مین پہٹ جاتے تہے اور کچہہ نہ پہنتا اور جو صاحب مجاہدہ تہا وہ وہی کپڑے پہنتا جو درویشون کی استغفار کیحالت مین حال کے وقت پہٹ جاتی بدلہ انکا ظاہری لباس خصلت باطن کے موافق ہوتا اور یہ حال کی پاسداری ہے اور شیخ محمد ولد خفیف رضی اللہ عنہ نے بیس سال تک ایک سخت ٹاٹ پہنا اور ہر سال چار چلے بیٹہتے اور ہر چلہ روزہ مین حقیقتون کے علوم کی باریکیون مین کتاب تصنیف کرتے اسکی وقت مین محمد بن ذکریا نام عالمان طریقت اور حقیقت کی محققون سے پارس مین رہتا اس نے کبہی گدڑی نہ پہنی تہی شیخ محمد سے لوگون [illegible]ا کہ گدڑی کی کیا شرط ہے اور اسکا پہننا کس کو مناسب ہے اس نے جواب دیا گدڑی کی شرط وہی ہے جو محمد ولد ذکریا سفید کپڑے مین بجا لاتا ہے اور گدڑی کا پہننا اسی کیواسطے واجب ہے

فصل سیوم

لیکن اس گروہ کی عادت کا ترک کرنا انکے طریق کی شرط نہین ہوتی اور جو اسوقت مین پشم کا کپڑا کم پہنتے ہین دو سبب کے لئے ہے ایک یہ کہ پشمین خراب ہو گئے ہین۔ کیونکہ چارپائی ناپاک جگہون مین ایک جگہ سے دوسری جگہ جا پڑے ہین دوسرا یہ کہ بدعتی لوگون نے پشم کا کپڑا اختیار کیا ہے اور بدعتیون کے لباس کا برخلاف ہونا اگرچہ سنت کے خلاف ہوا اچہا ہوتا ہے لیکن انکی سلامتی مین اُس سبب تکلف جائز رکہتے ہین کہ خلقت مین انکا رتبہ بڑا ہوا ہے اور ہر ایک نے اپنے آپ کو انکی مانند کر دیا ہے اور گدڑی پہن لی ہے اور اُن سے بُرے کام ظہور مین آئے ہین اور صوفیون کو برخلاف صحبت کے رنج ہوا ہے اسلئے انہون نے ایسی زینت بنائی ہے کہ انکے سوا کوئی اور شخص سلائی نہین کر سکتا اور اس گدڑی کو ایک دوسرے کی شناخت کا نشان بنایا ہے اس حد تک کہ ایک درویش کسی شیخ کے پاس آیا اور اسنے جو چیتہڑی گدڑی پر لگائی ہوئی تہی وہ فراخ خط رکہتی تہی اس کو شیخ نے جدا کر دیا اسمین یہ مراد تہی کہ صفائی اصل طبع کا نرم ہونا اور مزاج لطیف ہے اور بالضرور طبع ٹہیڑی اچہی نہین۔ جیسا کہ نادرست شعر طبع کو پسند نہین آتا ایسا ہی نادرست فعل طبع پسند نہین کرتی۔ ایک گروہ نے لباس کے ہونے یا نہ ہونے مین تکلف نہین کیا اگر خداوند تعالی نے انکو گدڑی دی تو پہن لی اور اگر قبا دی تو وہی پہن

لی اور اگر ننگا رکھا تو بھی ننگے رہے اور مین کہ علی عثمان جلالی رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہون اس طریق کو
مینے پسند کیا ہے اور اپنا لباس پہننے مین ایسا ہی کیا ہے اور حکایتون مین ہے کہ جب احمد بیٹا خضرویہ
کا رحمۃ اللہ علیہ ابو یزید کی زیارت کو آیا تو قبا پہنی ہوئی تہی اور جب شاہ شجاع ابو حفص رحمہم اللہ کے
زیارت کو آیا تو قبا اُنکی زیب بدن تہی اور وہ انکا مقررہ لباس نہ تہا کہ اکثر وقت گدڑی رکہتے اور کبہی
سفید پیراہن ہوتا جو آگے آجاتا وہی پہن لیتے اسلیے کہ آدمی کا نفس خو پذیر ہوجاتا ہے اور جو عادت
ہوجاے اس سے الفت کرتا ہے اور جب کسی چیز کی عادت ہوجاتی ہے تو وہ امر طبعی کی مانند ہوجاتی ہے
اور جب کوئی طبعی مانوس ہوجاے تو وہ حجاب یعنے روک ہوجاتی ہے اسی سبب سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ خَیرُ الصِّیَامِ صَومُ اَخِی دَاؤدَ علیہ السلام یعنے بہت اچھا روزون مین
بھائی داؤد کا روزہ ہے اصحاب نے عرض کی کہ یارسول اللہ وہ کس وجہ پر تہا فرمایا کہ ایک دن روزہ
رکہتے اور دوسرے روز افطار کرتے تاکہ نفس کو روزہ رکہنے یا نہ رکہنے کی عادت نہو جاے اور اس
سبب سے روکا نجاے اور ان معنے مین ابو حامد دوستان مروزی زیادہ درست ہوا ہے کہ انکو جو کپڑا مرید پہنا دیتے
وہی پہن لیتے پہر جب کسیکو اس کپڑے کی ضرورت ہوتی تو موقع پاکر اتار لیتا وہ نہ پہنانیوالے کو پوچہتے
کہ تونے کیون پہنایا اور نہ اتارنیوالے سے پوچہتے کہ تونے کیون اتارا ہمارے اس زمانہ مین بھی ایک پیر غزنی
مین ہے جس کا لقب مویدر رحمۃ اللہ علیہ ہے کہ اسکو لباس مین اپنا اختیار اور کچھ فرق نہین وہ اس درجہ
مین درست ہے لیکن مطلب یہ ہے کہ اکثر انکا لباس نیلہ رنگ کا ہوتا ہے ایک وجہ یہ کہ انکا اصل طریقت
سیر و سفر ہے اور سفید کپڑا سفر کی حالت مین قایم نہین رہتا اور دہوکا دہونا مشکل ہوجاتا ہے
اور ہر ایک اسکی خواہش اور لالچ مین آجاتا ہے دوسرا یہ کہ کالا سیاہ پہنا صاحبان ماتم اور مصیبت
اور غمناکون کا لباس ہے اور دنیا مصیبت اور محنت کا گہر ہے اور غم کا گڑہا اور فراق کا غمخانہ اور
بلا کا جہولا ہے اور مریدون نے جب دنیا مین دل کا مقصود حاصل نہ دیکھا سیاہ پوش ہوے اور وصل
کے ماتم مین بیٹھے اور دوسرے گروہ نے جب کاروبار مین قصور اور دل مین خرابی کے سوا نہ دیکھا اور زمانہ
مین وقت اچھے فوت ہونیکے سوا نہ پایا تو سیاہ پوشی اختیار کی کیونکہ وقت کا فوت ہونا انکے خیال مین برا

موت سے زیادہ سخت ہے ایک نے تو کسی عزیز کے فوت ہونے پر سیاہ پہنا اور دوسرے نے مقصود کے فوت ہونے
پر علم کا دعویٰ کرنیوالوں سے ایک نے درویش کو کہا کہ تو نے یہ سیاہ کیوں پہنا اوس نے جواب دیا کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم سے تین چیزیں رہیں ایک فقر دوسرا علم تیسرا تلوار پس تلوار تو بادشاہوں
نے لی لیکن اسکو مناسب مقام میں استعمال نہ کیا اور علم عالموں نے پڑھا گو صرف پڑھنے پر کفایت
کی اور فقر فقیروں نے اختیار کیا اور اوس کو غنا کا اوزار بنایا اب میں ان تین گروہ کی مصیبت
سیاہ پہنا ہے مرتعش رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر ہے کہ بغداد کسی محلہ میں جا رہے تھے انکو پیاس دامنگیر ہوئی ایک
دروازہ پر جا کر پانی طلب کیا ایک شخص پانی کا کوزہ لیکر باہر آیا مرتعش نے پانی لیکر پیا درویش نے
جب [illegible] والی کو دیکھا تو اوس کا دل اسکے جمال پر مائل ہوا وہین بیٹھا تا کہ گھر کا مالک آیا مرتعش
نے کہا کہ اے خواجہ میں [illegible] ایک گھونٹ پانی کا بہت منتظر تھا مجھے آپ کے گھر سے پانی کا پیالہ دیا اور
میرا دل لے گئی اوس نے جواب دیا [illegible] بیٹی ہے میں نے وہ تیرے نکاح میں کر دی مرتعش نے کہا
ہے کہ میں دل کی مراد سے گھر کے اندر گیا نکاح ہوا اور [illegible] گھر کا مالک بڑا امیر آدمی تھا مجھے حمام میں
بھیجا اور عمدہ لباس پہنایا اور گدڑی اتاری جب رات ہوئی تو مرتعش نماز میں کھڑے ہوئے اور ورد
ادا کرنے کو خلوت میں مشغول ہوئے اس اثنا میں آواز دی کہ ہاتو امری قمیصی یعنی میری گدڑی لاؤ جب
لوگوں نے پوچھا کہ کیا سبب ہوا اوس نے جواب دیا کہ مجھے پوشیدہ آواز آئی ہے کہ ہماری برخلاف ایک
نظر کرنیکے باعث صلاحیت کا لباس اور گدڑی تیرے ظاہر سے ہم نے اتار لی ہے اگر دوسری مرتبہ نگاہ کریگا
تو آشنائی اور معرفت کا لباس تیرے باطن سے اتارا جائیگا جس لباس کے پہننے سے خداوند تعالیٰ کی رضا
مد نظر ہو اور خداوند تعالیٰ کے دوستوں کی موافقت پر پہنا ہو اوسے ہمیشہ راضی رہنا مبارک ہوتا ہے اگر تو
حق سے ایسی زندگانی کر سکتا ہی نہیں تو اپنے دین کی نگہبانی کرنی چاہئے تا اولیا کی لباس میں خیانت
مردانہ کہنی چاہئے تا کہ تو حقیقی مسلمان ہووے اور دوسرا دعویٰ نکرے اس سے بہتر ہے کہ جھوٹا ولی بنو
لیکن گدڑی پہننا دو گروہ کو واجب ہے ایک تارک دنیا کو دوسرا عاشقان مولیٰ کو اور مشائخ رض کی
عادت میں ایسا ہی کہ جب کوئی مرید تارک دنیا ہو کر ان سے تعلق پیدا کرے تو اسکو تین سال تک نین

معنے مین موؤب کرتے ہین اگر ان معنے مین قائم ہوا تو بہتر ورنہ کہتے ہین کہ طریقت اسکو قبول نہین
کرتی ایک سال خلقت کی خدمت مین دوسرا سال حق کی خدمت مین تیسرا سال اپنے دل کی
پاسداری مین لیکن خلقت کی خدمت تب کر سکتا ہی جب کہ اپنے آپکو خادمون کے درجہ مین سمجھے
اور سب لوگون کو آقاؤن کی برابر جانے یعنے سب لوگون کو بلا تمیز ادنے و اعلے اپنے سے بہتر سمجھے اور سب
کی خدمت اپنی ذات پر واجب رکھے ایسا نہ چاہئے کہ خدمت تو کری اور خدمت کرنے مین آپکو اپنے مخدومون
سے اچھا جانے اور یہ ظاہرا بادشاہی اور غنا ہوتی ہے۔ اور زمانہ کی آفتون کے زمانہ مین یہ ایک آفت ہے
اور اللہ جل جلالہ کی خدمت یعنے عبادت اسوقت کر سکتا ہے جب دنیا اور عاقبت کی سب خوشیون
کو ترک کرے اور مطلقاً اللہ تعالی کی عبادت اسی کے ذات کی واسطے ہو یعنے محض خوشنودی [illegible]
اسکی نیت اور مراد ہو کیونکہ جب تک اللہ تعالی کی عبادت کسی اور چیز کے واسطے کرتا ہے گویا وہ اپنی
پرستش کرتا ہے نہ خدا کی اور دل کی نگہبانی اسوقت کر سکتا ہے کہ اسکی ہمت با جمعیت ہو اور اسکے
دل سے غم دور ہون اور حضور دل مین غفلت کے کھٹکون سے بچا رہے جب یہ تین شرطین مرید مین حاصل
ہون تو حقیقت مین گدڑی بے تقلید پہننا اسکو واجب ہوتا ہے لیکن چاہیئے کہ جو مرید کو گدڑی پہنائے
خود قائم حال ہو اور طریقت کے سب فراز و نشیب سے نکل گیا ہو اور حالت کی ذوق سے کامیاب ہو
اور اعمال کا شربت پیا ہو اور جلالت کا قہر اور جمال کا لطف دیکھا ہو اور یہ بھی معلوم کر سکے
کہ اس مرید حالت مین کس حد تک پہنچ سکے گا آیا یہ واپس ہونیوالون سے ہوگا یا واقع ہونیوالون سے
یا کاملون مین ہوگا اگر یہ معلوم کرے کہ کسی دن ہٹ جائیگا تو شروع مین ہی مرید نہ بنائے اگر جانے
کہ درمیان مین رہیگا تو کارروائی کا حکم کرے اور اگر سمجھے کہ کامیاب ہوگا تو اسکو تربیت کرے
اور اس طریقت کے مشائخ دلون کے طبیب ہین اور جب طبیب کو بیمار کی بیماری سے خبر نہو تو بیمار کو
معالجہ کرنے سے ہلاک کریگا اسلئے کہ وہ پرورش اسکی نہین جانتا اور خطرہ کی موقعون کو نہین پہچانتا
اور غذا اور دوا بیماری کی برخلاف کرتا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الشیخ فی
قومہ کالنبی فی امتہ یعنے شیخ اپنی قوم مین ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت مین ہوتا ہے لیس

نبیون نے جو خلقت کو دعوت کی واقفیت سی کی اور ہر ایک کو غذا موافق دی تاکہ دعوت کا مطلب
حاصل ہوجائے پس ولایت خداوندی مین کامل ولایت ان تین سال کے بعد تربیت اور ارشاد
کرے اور ریاضت مین گدڑی پہنائے تو جائز ہوتا ہے اور گدڑی پوشی کی شرط کفن پہننے کی شرط ہوتی
ہے جیسا میت لذت حیات سے محروم ہوجاتا ہے اور زندگی کی خوشی سے دلکو پاک کرتا ہے ایسا ہی گدڑی
پوشی کے لائق وہ ہوتا ہے جو اپنی عمر کو خدمت حق پر وقف کرے اور خواہش نفسانی سے بالکل بری
ہوجائے پھر پیر اُسکو گدڑی پوشی کی خلعت عطا فرمائے اور وہ اُسکا حق ادا کرے اور اُسکی حق
گذاری مین نہایت کوشش کرے اپنی ذات پر مرادطلبی حرام کرے لیکن گدڑی مین بہت اشارے
کیے ہین اور شیخ ابومعمر اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب مین کتاب تصنیف کی ہے اور عام صوفیون
کو اسمین بڑا جوش و خروش ہے اور اس کتاب مین ہمارا مطلب نقل کلامون کے نہین بلکہ طریقت
کی عقدہ کشائی اور مشکلات کا حل کرنا ہے اور گدڑی مین اشارتون سے زیادہ اچھی یہ بات ہے
کہ اسکا گریبان صبر ہے اور دو آستین خوف اور امید اور اسکی دو تریزین قبض و بسط یعنی دو حالت
حجاب اور کشف کی ہین اور کمر خلاف نفس سے اور دو کرسئین صحبت اور یقین اور سنجاف اخلاص
اور اس سے زیادہ اچھا یہ ہے کہ گریبان محبت کی قبا ہے اور دو آستین حفظ نفس اور دل کی پاکی
سے ہون اور دو تریزین فقر اور صفائی سے اور کمر مشاہدہ مین قائم رہنے سے اور کرسی حضور مین امن
پانے سے اور سنجاف مقام وصل مین قرار پانے سے جب باطن کیواسطے تو ایسی گدڑی بنائی ظاہر مین
ایسا ہی بنانا چاہیے اور مینے اس باب مین ایک کتاب تصنیف کی ہے جسکا نام اسرار الخرق والمؤنات
ہے مرید کو وہ نسخہ ضروری ہے لیکن جب مرید نے یہ گدڑی نہ پہنی اور حال کے غلبہ اور شوق پادشاہ
کے قہر سے پھاڑ دی تو مناسب ہے یا وہ معذور ہے اور جب باختیار اور باتمیز ہو کر پھاڑ دی تو اس طریقت
کی شرط مین اسکو گدڑی رکھنا واجب نہین کہ گدڑی پہنے اگر پہنے تو ایسا ہی جیسا کہ ایک زمانہ مین حقیقی
گدڑی پوش سچے ہے اور صاحب باطن۔ دوسرا ظاہر دار گدڑی پوش ہے اور اس مطلب کی حقیقت
یہ ہے کہ گدڑی پھاڑنے سے یہ مراد ہے کہ جب یہ ایک مقام سے دوسرے مقام مین نقل کرے تو اسیوقت

مقام حاصل ہونیکی شکر یہ مین کپڑے سے باہر آتے ہین اور دوسرے کپڑے ایک مقام کا لباس ہوتے ہین اور مرقعہ یعنی گدڑی کل مقامات طریقت اور فقر اور صفائی کیواسطے جامع لباس ہے اور سب یار آشناسے کنارہ کرنا ہے۔ گو یہ موقع اس مسئلہ کے بیان کے موافق نہین کیونکہ یہ خرقہ اور کشف حجاب السماع کے باب مین مذکور چاہئے تھا۔ بیان اسقدر اسلئے اشارہ کیا گیا تاکہ لطیفہ زیادہ ہو جائے اپنے مقام پر اس حکم کی تفصیل کیجاویگی انشاء اللہ تعالی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مرقعہ پہنانے والیکو طریقت مین اسقدر تصرف ہو کہ جب بیگانہ کی طرف شفقت سے نگاہ کرے تو وہ بھی آشنا یعنے اہل معرفت ہو جائے اور جب گنہگار کو پہنائے تو اولیاؤن سے ہو جائے۔ ایک وقت مین آذربایجان کے ملک مین اپنے شیخ کے ساتھ جارہا تھا ہمنے دو تین مرقعہ دار دیکھے کہ گیہون کے کھلیان پر کھڑے ہوئے تھے [illegible] مرقعہ دامن بچھایا ہوا تا کہ اس کاشتکار صاحب زراعت نے اسمین کچھ گیہون ڈالدیے تھے شیخ صاحب نے انکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اُولٰئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ [illegible] فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ یعنے وہ گروہ ایسا ہے جنہون نے ہدایت دیکر گمراہی کو خرید الپس انکی بیوپار نے نفع دیا اور نہ وہ ہدایت پانیوالے ہوئے میںنے کہا شیخ صاحب یہ لوگ کیسی بیعزتی سے اس بلا مین گرفتار ہوئے ہین اور خلقت مین رسوا ہین شیخ صاحب نے فرمایا کہ ان کے پیشواؤن کو مرید جمع کرنیکی حرص لاحق حال ہے اور انکو مال جمع کرنیکی حرص نے مغلوب کیا ہے اور کوئی حرص دوسری حرص سے اچھی نہین ہے اور بدون امر حق دعوت کرنا حرص پالنا ہوتا ہے جنید رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ مینے باب الطلق مین ایک ترسا کو دیکھا صاحب نصیب اور خوبصورت مینے جناب باری مین دعا کی کہ اے خداوند کریم اسکو میری طرف متوجہ کر کہ آپ نے اسکو بہت اچھا پیدا کیا ہے جب تھوڑی دیر ہوئی تو وہ ترسا آیا اور کہا کہ اے شیخ کلمہ شہادت مجھے ارشاد فرمایئے اور اسیوقت مسلمان ہوا اور ولایت سے کامیاب ہوا شیخ ابو علی سیاح رحمہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ مرقعہ پہنا کس کو لازم ہے اُس نے جواب دیا کہ جسکو خداوند تعالی نے ایسی بادشاہت سے مشرف فرمایا ہو کہ تمام جہان مین احکام اور حالات سے ایسا واقع ہو جس سے اسکو خبر نہ ہوجائے پس مرقعہ نیک مردون کا نشان اور نیکون کی علامت

اور فقیروں اور صوفیوں کا لباس ہے فقر اور صفائی کی حقیقت مین اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے
اور اگر کوئی اولیاؤن کے لباس کو دنیا جمع کرنیکا ذریعہ اور اپنی پوشاک اور آفت کا سبب
بنائے تو صاحبان تصوف حقیقی کا اس سے کچھ زیادہ نقصان نہین ہوتا اور ہدایت کیواسطے
اسقدر جو بیان ہوا کافی ہے اگر مین اسکی تشریح کرون تو اس کتاب سے پورا مطلب حاصل نہین ہوتا وباللہ التوفیق

تیسرا باب فقر اور صفوت اختلاف مشائخ کا ذکر ہے

عالمان طریقت فقر اور صفوت کی تفصیل مین اختلاف رکھتے ہین ایک گروہ کہتا ہے کہ
فقر صفوت کی نسبت زیادہ کامل ہے اور دوسرے کہتے ہین کہ صفوت فقر سے زیادہ کامل ہے
لیکن جو لوگ فقر کو صفوت پر ترجیح دیتے ہین انکا قول ہے کہ فقر فنائے کل اور اسرار کا قطع
ہونا ہے۔ اور صفوت فقر کے مقاموں سے ایک مقام ہے جب فنا کا درجہ حاصل ہوا تو سب
مقامات گم ہوئے اور جاتے رہے اور یہ مسئلہ فقر اور فنا کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے پہلے
اسکا بیان ہو چکا ہے پھر جو لوگ صفوت کو فوق دیتے ہین کہتے ہین کہ فقر شے موجود ہے جسکا
نام بھی ہے اور صفوت سب موجودات سے صفا ہوتا ہے اور صفا عین فنا ہے اور فقر بقا پس فقر مقامات
سے ایک مقام کا نام ہے اور صفوت کمالیت کے ناموں سے ایک نام ہے اور یہین بڑی لمبی چوڑی باتین
ہین اور ہر ایک تعجب کی طور سے اسکا بیان کرتا ہے اور ایک دوسرے عجیب کلام کرتا ہے اور فقر
اور صفوت کی فضیلت اور فوقیت مین اختلاف ہے۔ اور صرف بیان بالاتفاق فقر اور صفوت
نہین پھر بعض نے صرف بیان کو مذہب بنا لیا اور دریافت معانی سے طبع کو خالی کر دیا اور حق بات کو
چھوڑ دیا خواہش نفسانی دور کرنے کو نفی عین کہتے ہین اور مراد کے اثبات کو عین اثبات جانتے
ہین پس خواہش نفسانی قائم کرنیسے خود سب کے سب موجود ۔ مفقود منفی ۔ مثبت ہو رہے ہین اور
طریقت ان مدعیوں کی واہیات سے پاک ہے۔ غرض کہ اولیا ایسے مقام مین پہنچتے ہین جہان کہ مقام
نہین رہتا۔ اور سب مقامات اور درجات فنا ہو جاتی ہین اور وہ معنے عبارتوں سے ادا نہین ہو سکتے

جنے کہ اسوقت نہ پندار رہتا ہے نہ لذت۔ نہ سکوت نہ غلبہ نہ ہوش نہ بیہوشی اسوقت ضروری نام
طلب کرتے ہین جس سے معانی کو ڈہونڈہتے ہین اور جسکا نام نہ رکھا جائے اور استعمال صفت مین نہ آوے
پھر ہر ایک ایسے نام سے جو انکے نزدیک بہت بڑا ہو معنون کو چھپاتے ہین اور اس اصل مین اعلے
یا ادنے کہنا جائز نہین ہوتا نہ یہ کہنا کہ یہ افضل ہے یا وہ کیونکہ متجانسات مین تقدیم یا تاخیر واجب
ہوتے ہین۔ پس ایک گروہ کو فقر مقدم معلوم ہوا۔ اور انکے دل پر بڑا ہوا کیونکہ اس سے تعلق
کرنا تواضع اور شکستگی کو چاہتا ہے اور دوسرے صفوت کو مقدم جانتے ہین اور یہی انکے دل پر
زیادہ بزرگ ہے کیونکہ اس سے کدورتین دور ہو جاتی ہین اور فنا اور آفتین نزدیک آتی ہین
خلاصہ یہ ہے جو حقیقت بیان نہین ہو سکتی تھی اور جسکی بابت باہم اشارات مین باتین کرتے
تھے انہون نے ان دونامون سے دنیا مد نظر رکھا اور ان نامون سے اپنی کشف ذاتی [illegible] کیا اور وہ
معنے جو عبارت سے ادا نہو سکتے تھے اور اشارتون سے انکا پتہ دیتے تھے اور اپنے ذاتی کشف کو
سر بسر بیان کیا اگرچہ ان معنون سے فقر مراد رکھی یا تصوف علما مین اختلاف نہو۔ پھر عبارتی
لوگ اور زبانی بیان کرنیوالے جو ان معنون کی حقیقت سے بیخبر تھے صرف عبارتون مین بیان
کرنے لگے اور ایک کا نام فقر رکھدیا اور دوسرے کو تصوف اور ان مین تفاوت اور کمی بیشی مراتب
کے قائل ہوئے۔ یہ دونون عبارت کی باتین تھین پھر وہ لوگ تو تحقیق معانی مین شروع
ہوئے اور یہ عبارتون کے اندھیرون مین پڑے رہے۔ غرض کہ جب کسی کو وہ معنے حاصل ہو
جاوین اور انکو اسنے دل کا کعبہ بنالیا ہو۔ اسکو فقیر یا صوفی کہنا ہر دو اضطراری نام ہونگے
اور وہ معنے اسم مین نہین آتے اور یہ اختلاف ابو الحسن سمعون بازرحمۃ اللہ علیہ کیوقت سے
ہے کیونکہ جب وہ ایسے حالت مکاشفہ مین ہوتا اور بقا سے تعلق رکہتا تو فقر کو صوفی ہونے پر
فضیلت دیتا پھر جب ایسی حالت مین ہوتا جسکو فنا سے تعلق ہوتا تو صوفی ہونیکو فقر پر فضیلت
دیتا۔ جو صاحبان معنے تھے انہون نے اس سے پوچھا کہ تو ایسا کیون کرتا ہے اسنے جواب دیا
کہ جب طبع کو فنا اور خرابجانی مین لطف پورا ہوتا ہے اور بقا مین جوش کامل اور یہ بھی سبب ہے

کہ جب مین ایسے مقام یا حالت مین ہوتا ہون جسکا تعلق فنا سے ہی تو صفوت کو فضل کہتا ہون
اور جب ایسی حالت یا مقام مین ہوتا ہون جسکا تعلق بقا سے ہو تو فقر کو صفوت پر مقدم جانتا
ہون۔ کیونکہ فقر فنا کا نام ہے اور صفوت بقا کا نام ہے تاکہ حالت بقا مین بقا کا دیکھنا اور
بقا سے بھی فانی اور یہ باتین عبارت کی روسے وس نے بتائین لیکن فنا کو فنا نہین ہوتا اور
بقا کو بھی فنا نہین جو باقی اُس فنا کو پہونچے وہ آپسے فانی ہوتا ہے اور جو فانی باقی ہوجاوے
وہ خود باقی ہوتا ہے اور فنا ایسا نام ہے کہ اسمین مبالغہ مشکل ہوتا ہے جب تک کوئی کہے کہ
کر فنا فنا ہوتا ہے کیونکہ یہ مبالغہ اثر وجودان معنے کی نفی سے ہوتا ہے اور جب تک اثر باقی ہو
ابھی فنا نہین جب فنا حاصل ہوا تو فنا کا فنا کوئی چیز نہین ہوتا مگر تعجب کرنا بے معنے عبارت
مین فضول کوئی صاحب [illegible] زبان کی ہے جب کہ انسے عبارت کی بابت مین پوچھا جاسے اور بقا اور
فنا لکھنے مین ہماری اسی جنس [illegible] ہے اور وہ بچپن کی ہوس اور تیزی احوال کیوقت مین ہے
لیکن اس کتاب مین احتیاطاً لاؤنگا اسمین انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ فرق فقر اور صفوت معنوی
مین ہے لیکن معاملہ کی روسے فقر اور تصوف دنیا سے جدا ہوتا ہے اور دنیا کی مال و اسباب کو
چھوڑ دینا اور چیز ہے جو حقیقت مین فقر اور مسکنت ہی۔ مشایخ سے ایک گروہ نے کہا ہے کہ فقیر
مسکین سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اسلئے کہ خداوند عزوجل نے فرمایا ہے لِلْفُقَرَآءِ الَّذِيْنَ
اُحْصِرُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِى الْاَرْضِ یعنے اُن فقیرون کیلئے صدقہ
اور فی سبیل اللہ سے خدمت کرنا لازم ہے جو راہ خدا مین قابو مین اور ادہر ادہر نہین پھرتے
یہ فضیلت اسواسطے ہی کہ مسکین صاحب مال ہی اور فقیر مال کا تارک ہے پس فقر عزیز ہوتا ہے اور
مسکین ذلیل اور مالدار طریقت مین ذلیل ہی اسلئے کہ جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَتَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَتَعِسَ عَبْدُ الْخَمِيْصَةِ وَالْقَطِيْفَةِ یعنے درہم
اور دینار اور نئی اور پرانی کپڑون کے بندے یعنے طلبگار کو کمینہ سمجھو اور جو تارک مال ہو وہ
عزیز ہوتا ہے کیونکہ مالدار کا بھروسہ مال پر ہوتا ہے اور تارک مال کا بھروسہ خداوند تعالی پر

جب مالدار کو کوئی کام پیش آتا ہے تو مال کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور تارک مال خداوند عزوجل کی طرف رجوع کرتا ہے پھر ایک گروہ نے کہا ہے کہ مسکین زیادہ فضیلت رکھتا ہے اس لیے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنِ یعنے اے خداوند تعالی مجھے زندگی مین مسکین رکھ اور مجھ کو مسکین مارنا اور مسکینون کے گروہ مین اٹھانا جب کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم نے مسکنت کو یاد فرمایا اور جناب باری مین عرض کی کہ یا اللہ مجھے زندگی اور موت مین مسکین رکھ اور حشر مین گروہ مسکینون مین اٹھایا جائے اور جب حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فقر کو یاد فرمایا تو کہا کہ کَادَ الْفُقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا یعنے قریب ہے کہ فقر سے کفر ہو جائے۔ اور ان معنون مین فقیر وہ ہوتا ہے کہ کسی سبب سے متعلق ہو اور مسکین وہ ہے جو اسباب سے الگ ہو جائے اور شریعت مبارک مین فقہا کے ایک گروہ کے نزدیک فقیر وہ ہے جو توشہ رکھتا ہو اور مسکین وہ ہے جو خالی از توشہ ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے اَلْبُلْغَۃُ مَا یَتَبَلَّغُ بِہٖ مِنَ الْعَیْشِ یعنے بلغہ وہ ہے جس سے کام سرانجام ہو مسکین صاحب بلغہ ہے [illegible] اور فقیر خالی از بلغہ پس اس موقعہ پر اہل مقامات مسکین کو صوفی کہتے ہیں اور یہ اختلاف فقہا رضی اللہ عنہ کے نزدیک ہے جس گروہ کے نزدیک فقیر خالی از بلغہ ہو اور مسکین صاحب بلغہ انکے نزدیک فقر صفوت سے افضل ہے اور جس گروہ کے نزدیک مسکین خالی اور فقیر صاف بلغہ ہو انکے نزدیک صفوت فقیر کی نسبت افضل ہے یہ فقر اور صفوت مین انکے اختلاف کے حکم مین جو مختصر طور پر بیان ہوئے واللہ اعلم بالصواب +

باب چہارم ملامت مین

مشائخ طریقت کے ایک گروہ نے ملامت کا طریق اختیار کیا ہے اور خلوص محبت مین ملامت کی بڑی تاثیر اور ذوق کامل ہے۔ اور تمام جہان مین صاحبان حق ملامت مین خاص ہین علی الخصوص اس امت کے لوگ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو صاحبان حق کے پیشرو اور امام ہوے اور محبان خدا کے پیشوا۔ جبتک انپر برہان حق اور رسالت ظاہر نہ ہوا یا اور وحی نازل ہوئی

تب تک نیک نام اور بزرگ رہے - اور جب دوستی کی خلعت انکے سر مبارک پر زیب دی یا تو خلقت نے ملامت سے
انپر زبان درازی کی بعض نے کاہن کہدیا اور بعض نے شاعر اور بعض نے دیوانہ اور بعض نے جھوٹ
کا الزام دیا ایسی ہی اور گستاخی جائز رکھی - ایسا ہی خداوند عز وجل نے مومنون کی صفت یاد فرمائی
کہ یہ لوگ ملامت اور ملامت کرنیوالون سے نہین ڈرتے قولہ تعالی وَلَا یَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ
ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ یعنے خاصان حق ملامت کرنیوالون
کی ملامت سے نہین ڈرتے اور اس صفت کا ہونا اللہ تعالی کے فضل سے ہے یہ صفت جسکو چاہتا ہے
دیتا ہے اور اللہ تعالی کا علم کشادہ ہے اور اللہ تعالی نے یہ دستور روا فرمایا ہے کہ جو شخص اسکا ذکر
کرتا ہے تمام دنیا کو اُسکے ملامت کرنے پر آمادہ فرماتا ہے اور انکی ملامت کیطرف مشغول ہونے
سے اسکا بھید چھپا رکھتا ہے اور یہ غیرت خداوندی ہے کہ اپنے دوستون کو غیر کی نگاہ سے بچا رکھتا ہے
تاکہ کوئی انکی خوبی حال کو نہ دیکھے انکو اپنا آپ اور دیکھنے سے بھی نگاہ رکھے تاکہ یہ اپنی خوبی کو
بھی نہ دیکھین اور مغرور نہ ہوجائین اور غرور اور تکبر کی بلا مین گرفتار نہون پھر خلقت کو
انپر ملامت سے زبان درازی کرنے پر مقرر فرمایا اور نفس لوامہ کو ان مین مرکب کردیا تاکہ جو بات کرین
اوسی پر انکو ملامت ہو اگر بُری ملامت کرین تو اپنے آپ کو بدی پر ملامت کرین اور اگر نیک کرین
تو قصور کے سبب ملامت کرین اور راہ خدا مین یہ اصل قول ہے کیونکہ طریقت مین کوئی آفت اور
اور حجاب ایسا نہین جیسا کہ اپنی ذات مین مغرور ہونا بلا ہے اور غرور اصل مین دو چیز سے پیدا
ہوتا ہے ایک تو خلقت مین رتبہ اور تعریف پانے سے ہوتا ہے یہ اسطرح پر ہے کہ بندہ کا کام خلقت
کو پسند آتا ہے اور وہ اسکی تعریف کرتے ہین جس سے وہ مغرور ہوجاتا ہے دوسرا یہ کہ بندہ کو اپنا کام
پسند معلوم ہوتا ہے - پھر وہ آپ کو شائستہ سمجھتا ہے اور اُسپر مغرور ہوجاتا ہے خداوند تعالی اپنے
خاص دوستون کو اس راستہ چلنے نہین دیتا ہے انکی کارروائی اگرچہ نیک ہو خلقت پسند
نہین کرتی اسلیئے کہ اسکو سچے طور پر نہین سمجھتے اور یہ اپنے کام کو اور مجاہدات کو اگرچہ بہت
بڑے ہون اپنی توفیق اور طاقت سے نہین سمجھتے اور اپنے آپکو پسند نہین کرتے اسلیئے غرور سے

بچ رہتے ہین پس جو اللہ تعالی کی جناب پسند ہوتا ہے خلقت اُسکو پسند نہین کرتی اور جو شخص
اپنے آپکو بہت اچھا اور نیک سمجھتا ہے اللہ تعالی کی جناب مین پسند نہین ہوتا جیسا کہ شیطان کو
خلقت نے پسند کیا اور فرشتون نے قبول کر لیا اور اوس نے اپنے آپکو پسند کیا۔ لیکن جبکہ وہ اللہ
تعالی کی جناب مین پسند نہوا تو خلقت کی پسند سے اسکا نتیجہ لعنت ہوا۔ اور آدم علیہ السلام کو فرشتون
نے پسند نکیا اور کہا کہ اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا یعنے اے خداوند کریم تو اُسکو روی زمین
پر خلیفہ بناتا ہے جو اسمین فساد کریگا۔ اور آدم علیہ السلام نے اپنے آپکو بھی پسند نکیا اور کہا رَبَّنَا
ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا یعنے اى ہمارے رب ہمنے اپنے نفسون پر ظلم کیا ہے لیکن جب وہ جناب الٰہی مین پسند
تھا اسلیئے پاک پروردگار نے فرمایا۔ فَنَسِیَ وَلَمْ نَجِدْ لَہٗ عَزْمًا یعنے بھول گیا آدم علیہ السلام اور
ہمنے اسکو قصداً اور ارادتاً یہ کام کرتا نہ پایا۔ خلقت کا ناپسند کرنا اور اُنکی اپنی ناپسندی کو رحمت
کا پھل ملا تاکہ سب خلقت کو معلوم ہو جای کہ ہماری جناب مین وہ منظور ہوتا ہے جس سے لوگ جدا رہتے
ہین اور جو مقبول دنیا ہوتا ہے وہ ہماری جناب سے مردود ہوتا ہے پس خلقت کی ملامت ضرور
دوستان خدا کی غذا ہے اسلیئے کہ اسمین مقبولیت کے آثار موجود ہین اور اُن کے دوستون کا مذہب ہے
کیونکہ وہ قرب کا نشان ہے اور جیسا کہ سب لوگ خلقت کے مقبول ہونیسے خوش ہوتے ہین اسطرح
دوستان خداے عزوجل ملامت سے خوش ہوتے ہین اور احادیث مین ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
نے جبرائیل علیہ السلام سے بیان فرمایا کہ انکو جناب باری سے ارشاد ہوا۔ اَوْلِیَائِیْ تَحْتَ
قِبَائِیْ لَا یَعْرِفُہُمْ غَیْرِیْ اِلَّا اَوْلِیَائِیْ یعنے میرے دوست میری قبا کے نیچے ہین لیکن میرے
دوستون کے سوا انہین کوئی نہین پہچانتا **فصل دوم** ملامت کی تین صورتین ہین
ایک سیدھا چلنا دوسرا قصد کرنا تیسرا ترک کرنا۔ اور سیدھا چلنے مین ملامت اسصورت پر
ہے کہ ایک شخص اپنا کام کرتا ہے اور دین مین کوشش کرتا ہے اور معاملات مین دین پروری
کی رعایت کرتا ہے اور لوگ اسمین اسکو ملامت کرتے ہین کیونکہ لوگون کا دستور ہے مگر وہ کچھ پروا
نہین رکھتا دوسرے قصد کرنے مین ملامت کی صورت اس طرح پر ہے کہ ایک لوگون مین بڑا

صاحب عزت ہو اور انہیں بڑا شہرہ پائے اور اسکا دل مائل بعزت ہو اور اسکے طبع اسمین لگ
جائے اور وہ اپنا دل انکی طرف سے فارغ کرے اور خداوند تعالی کیطرف مشغول ہو اور تکلف سے ایسا
طریق اختیار کرے جس سے لوگ اسے ملامت کرین اور ایسی بات سے کہ شریعت مبارک کو اس سے
کچھہ نقصان نہو اور لوگ اس سے نفرت کرین اختیار کرے او صفت مین یہ اسکا دستور ہو اور لوگ
اس سے جدا ہو جائین اور ترک کرنے پر ملامت کی صورت یہ ہے کہ کسی کو طبعی کفر و گمراہی دامنگیر ہو
اس سبب سے شریعت اور شریعت کی متابعت ترک کرے اور کہے کہ یہ ملامتی طریقہ ہے جو مینے اختیار کیا
ہے اور یہ طریق ملامت اسکا دستور ہو اس سبب سے کہ وہ دین مین راست رو ہے اور نفاق اور ریا سے
اس نے ترک کی ہے اسکو خلقت کی ملامت کا ڈر نہین ہوتا اور وہ ہر حال مین اپنی تدبیر کام مین ہوتا
ہے اور اسکو لوگ کسی نام سے نامزد کرین وہ کچھہ پرواہ نہ رکھے مینے حکایتون سے دریافت کیا ہی کہ
شیخ ابو طاہر حرمی رحمۃ اللہ [illegible] ایک روز گدہے پر سوار ہو کر بازار مین جارہے تھے اور انکے ایک مرید نے
گدہے کی باگ پکڑی ہوئی تھی ایک شخص بولا کہ وہ پیر بیدین آیا ہے اس نے جب یہ بات سنی
تو چونکہ وہ مرید شیخ کا ارادتمند تھا آواز دینے والیکو ملامت کرنے پر تیار ہوا تب سب بازاری لوگ
جوش مین آ گئے پھر شیخ نے مرید کو کہا کہ چپ رہ مین تجھے کچھہ بتاتا ہون تاکہ تو اس سختی سے بچے مرید چپ
چاپ ہا جب اپنے مکان کو واپس ہوئے تو شیخ نے مرید کو کہا کہ وہ صندوق لا تب وہ لے آیا اسمین سے
پرچے لکھے ہوئے نکالے اور اسکے آگے رکھدیے اور کہا کہ دیکھہ سب لوگون سے میری طرف خط آئے
ہین ایک نے مجھے شیخ الاسلام لکھا ہے ایک نے شیخ زکی کسی نے شیخ زاہد کسی نے شیخ الحرمین ایسے ہی
کئی القاب ہین نام نہین لکھا اور مین یہ سب صفتین نہین رکھتا ہر ایک نے اپنے اپنے اعتقاد کے
موافق میرا لقب لکھدیا اگر اس بیچارہ نے بھی اپنے اعتقاد کے مطابق بات کہدی ہی اور میرا
ایک لقب رکھدیا تو تو کیون جھگڑا اور تکرار کرتا ہے لیکن جسکا طریق قصد ملامت ہو اور اپنی
عزت اور رتبہ کی ترک اور خلقت کا اور طرف مشغول کرنا اور ریا سے باز رہنا کم مراد ہو وہ اس طرح
پر ہوتا ہے کہ امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت آئی ہی کہ ایک روز خلافت کے

عہد مین اپنے کھجورونکے باغ سے آتے تھے لکڑیون کا گٹھہ اپنے سر پر رکھا ہوا حالانکہ آپکے چار سو غلام
تھے لوگون نے پوچھا کہ یا امیر المومنین یہ کیا حال ہے آپنے جواب دیا کہ اُرِیدُ اَن اُجَرِّبَ نَفسِی یعنی
مین چاہتا ہون کہ اپنے نفس کا تجربہ کرون کیونکہ میرے بہت غلام ہین مین اپنے نفس کی
آزمائش کرتا ہون تاکہ خلقت مین جو میرا رتبہ ہے مجھے کسی کام سے دور نہ رکھے اور اس حکایت سے
ملامت کا ثابت ہونا صحیح ہے اور اسی بارہ مین امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بات کرتے ہین
جہان اس کتاب مین انکا ذکر ہے وہان وہ بات لکھی جائیگی انشاء اللہ تعالی وہان سے دیکھنا چاہیے
اور ابو یزید رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کرتے ہین کہ حجاز سے آرہے تھے اور شہر ری مین یہ چرچا
ہوا کہ بایزید آئے شہر کے لوگ استقبال کو گئے تاکہ ادب اور تعظیم سے انکو لاوین ابو یزید انکی خاطر داری
مین مشغول ہوئے اور راہ حق سے رہکر پریشان ہوئے اور جب بازار مین آئے تو آستین سے ایک روٹی
نکالکر کھانے لگے اور یہ ماجرا رمضان مبارک مین ہوا سب لوگ انسے برگشتہ اور بے اعتقاد ہوئے
اور انکو اکیلا چھوڑ دیا پھر ابو یزید نے اُس مرید سے جو انکا ساتھہ تھا کہا کہ تونے دیکھا ہے کہ مینے شریعت
مبارک کے ایک مسئلہ پر عمل کیا سب خلقت نے مجھے رد کر دیا مین کہ علی بن عثمان جلالی ہون کہتا
ہون کہ اُس زمانہ مین ملامت کیواسطے ایک یون عمل چاہیے تھا۔ اور کسی چیز خلاف عادت
کا ظاہر ہونا لیکن اندنون مین اگر کوئی اپنی ذات پر ملامت پسند رکھے تو چاہیے کہ دو رکعت نماز
نفل پڑہا کر ادا کرے یا دین کو کامل طور پر اختیار کرے سب خلقت اسکو منافق اور ریاکار کہیگی لیکن
جسکا طریق ترک ہو وہ ایک کام خلاف شرع اختیار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مینے یہ ملامتی طریقہ اختیار
کیا ہے وہ کھلم کھلی گمراہی اور آفت ظاہر اور ہوس سچی ہے جیسا کہ اس زمانہ مین بہت لوگ ہین جنکا
ردِ خلقت کے طریق سے قبول خلعت مقصود ہوتا ہے اسلیے پہلی چاہیے کہ وہ مقبول ہو تب ردِ
خلقت کا ارادہ کریگا اور کسی کام سے ظاہر ہوگا کہ لوگ اُسے رد کرتے ہین اور نامقبول شخص کو رد
کیواسطے تکلف کرنا صرف بہانہ ہوتا ہے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ ایک وقت مجھے باطل مدعیون
سے مجلس ہوئی کہ ایکدن اُس سے ایک بڑا معاملہ ظاہر ہوا اور اُس نے یہ عذر کیا کہ مینے یہ کام ملامت

کیواسطے کیا ہے ایکنے اُسے کہا کہ یہ کچھ بات نہین مدعی طیش مین آیا مینے کہا کہ اے شخص اس جوان مرد کا
انکار تیرے مذہب کی تاکید ہی جب وہ تیری ملامت کی راہ مین تجھسے اتفاق کرتا ہے تو یہ جھگڑا کیسا ہے
اور اُس سے غصہ ہونا کیا معنے رکھتا ہی تیسرا یہ قصہ ملامت کی نسبت دعوت کو زیادہ مشابہ ہی اور جو
شخص لوگون کو امر خیر کیطرف دعوت کرے اسکے لئے دلیل چاہیے اسکی دلیل سنت یعنے طریق رسول اللہ
کی حفاظت ہے جب مین تجھسے ترک فرض ظاہر دیکھتا ہون اور تو لوگون کو اسکی طرف دعوت کرتا ہے
تو یہ کام دائرہ اسلام سے باہر ہے وباللہ التوفیق

فصل تیسری

۔ جاننا چاہیے کہ ابو حمدون
قصار رحمۃ اللہ علیہ نے جو اپنے وقت مین شیخ طریقت اور ملامت کے طریق مین بڑے مشہور ہوئے ہین ملامت
کے [illegible] مین انکے بہت سے لطیفے مذکور ہین انہون نے فرمایا ہے اَلْمَلَامَۃُ تَرْکُ السَّلَامَۃِ یعنے ملامت
سلامت کا چھوڑ دینا ہے جب کوئی قصداً اپنی سلامت کو ترک کرے اور بلاؤنکی برداشت کرنے پر کمر
باندھے اور اپنی پسندیدہ چیزون [illegible] شہوتون سے بیزار ہوجائے اس غرض سے کہ مجھ پر جلالت ظاہر ہو
اور امیدین حاصل ہوجائین یہانتک کہ لوگ اسکی خلقت سے بیزار ہوجائین اور اسکی طبع لوگون کی
الفت سے کنارہ کرے جسقدر ان سے زیادہ قطع تعلق کریگا حق سے زیادہ ملیگا پس جس چیز یعنے سلامت
کو لوگ خواہش سے چاہتے ہین وہ اُس سے نفرت کرتا ہے اور اسکی ہمت انکی ہمتون کے برخلاف اور
انکی ہمت اسکی ہمت کے برخلاف ہوتی ہے وہ اپنی صفتون مین کامیاب ہوتے ہین جیسا کہ احمد رحرفانک کا
بیان ہے حسین ابن منصور سے روایت لاتا ہے کہ لوگون نے اوسے پوچھا کہ مَنِ الصُّوْفِیُّ یعنے صوفی کون ہے
اُس نے جواب دیا کہ وُحْدَانِیُّ الذَّاتِ یعنے حق کو پانیوالے نیز ابو حمدون سے لوگون نے ملامت
کی نسبت پوچھا اُسنے جواب دیا کہ اسکا راستہ لوگون پر مشکل اور بند ہے لیکن مین تھوڑا سا
کہدیتا ہون رَجَاءُ الْمُرْجِئَۃِ وَخَوْفُ الْقَدَرِیَّۃِ یعنے مرجیون کی امید اور قدریون کا
خوف ملامت کی صفت ہے اور ان معنون مین ایک مزہ ہے جان لے کہ اس ملامتی طبع کا آدمی
اسقدر خداوند تعالی کی کسی چیز سے نفرت نہین کرتا جسقدر کہ لوگون مین رتبہ پانیسے نفرت
کرتا ہے اور آدمی کو اسقدر کافی ہوتا ہے کہ کوئی اسکی تعریف کرے اسباب پر جان ودل فدا کرتا ہے

اس سبب سے خداوند عزوجل سے دور رہتا ہے پھر ڈرنے والا ہمیشہ یہی کوشش کرتا ہے کہ خطرہ کی مقام
سے دور رہے اور اُس کوشش مین طالب کو دو خطرے پیش آتے ہین ایک تو یہ خطرہ ہوتا ہے
کہ جناب حق سے حجاب نہو جائی دوسرا ایسا کام نکرنا جس سے لوگ گنہگار ہو جائین اور اُسپر
زبان طعن دراز کرین نہ تو اسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ انہین رتبہ پانیسے آرام کرے اور نہ ہوسکتا
ہے کہ لوگون کو اپنی ملامت مین مبتلا اور گنہگار کرے پس ملامتی کو لائق ہے کہ پہلے دنیا اور عاقبت
کا جھگڑا خلقت سے دور کرے جو چاہین اُسے کہین اور دل کی نجات کیواسطے ایسا کام کرے جو وہ شرعیت
مبارک مین نہ کبیرہ ہو اور نہ صغیرہ تا لوگ اُس سے نفرت کرین یہانتک کہ معاملات مین ایسا خوف
کرے جیسا فرقہ قدریہ کرتا ہے اور ملامت کنندون کے معاملات مین امید ایسی کرے جیسے مرجیہ فرقہ کرتا ہے
اور دوستی کی حقیقت مین کوئی خبر ملامت سے اچھی نہین اسلئے کہ دوست کے دل مین دوست کی
ملامت کا اثر نہین ہوتا اور دوست کو کوچہ دوست کے سوا گذر نہین ہوتا اور غیر شخص دوست کے
دل مین نہین آتا لان الملامۃ روضۃ العاشقین ونزھۃ المحبین وراحۃ المشتاقین
وسرور المریدین یعنے اس لئے کہ ملامت عاشقون کی گلزار ہے اور محبون کی تازگی اور شوقمندون
کی خوشی اور ارادتمندون کا سرور ہے اور یہ لوگ سلامت دل کے لئے ملامت بدنی اختیار کرینگے
واسطے دونو جہان سے خاص ہین خدا کے مقربون اور فرشتون اور روحانیون سے کسی کو یہ درجہ حاصل
نہین اور پہلے امتون کے بھی جو عابد اور زاہد اور راغب اور طالب حق ہوئے ہین اس رتبہ کو نہین
پہونچے مگر اس امت کا وہ گروہ جو دل ہٹانیکی طرف مائل ہوتی ہے لیکن میرے نزدیک ملامت کی
طلب عین ریا ہے اور ریا عین نفاق ہے اسلئے کہ ریا کار تکلف سے اس راہ پر چلتا ہے کہ لوگون کو
مقبول ہو جاوے اور ملامتی شخص تکلف سے وہ راستہ اختیار کرتا ہے جس سے لوگ اُسے برا کہین اور
یہ دونو گروہ خلقت مین ہین اُن سے باہر نہین ایکنے اس معاملہ مین ظہور پایا ہے اور دوسرے نے اس معاملہ مین
قصور کیا اور درویش کو خود خلقت کا خیال دل مین نہین آتا اور جب خلقت سے دل برداشتہ ہون تو ان
دونو معنے سے خالی ہوتے ہین اور کسی چیز مین گرفتار نہین ہوتے ایک وقت مجھے ماوراء النہر کے ملامتیون سے

اتفاق صحبت ہوا جب وہ خوش ہوا تو مینے صحبت کی حالت مین اُسے کہا کہ اے میرے بھائی ان خزانے
کامون سے تیرا کیا ارادہ ہی اُس نے جواب دیا کہ لوگون سے پیچھا چھوڑانا مینے دل مین کہا کہ لوگ بہت ہین
اور تو کم عمر رکھتا ہے اس عمر مین تمام خلقت سے پیچھا چھوڑائیگا تو مقدور نہ پائیگا اگر خلقت سے پیچھا چھوڑانا
ہے تو خود خلقت کا پیچھا چھوڑتا اس ساری مشغولی سے نجات پائی بعض لوگ ایسی ہوتے ہین کہ خود
خلقت کی طرف مشغول ہوتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ خلقت اُنکی طرف مشغول ہی پس کوئی تجھے
نہین دیکھتا تو اپنے آپکو مت دیکھہ جب تیری حال پر مصیبت تیری نظر سے ہی تو تجھے غیر سے کیا
کام ہے جسکو پرہیز سے شفا ہو اگر وہ کہانے سے طلب کرے تو آدمی نہین پھر ایک گروہ نفس کی
ریاضت کیواسطے ملامت اختیار کرتے ہین تاکہ جب خلقت مین ذلت ہو تو اُنکا نفس ادب پذیر ہو
جاوے اور اُس سے اپنی داد پائین کیونکہ اُنکے لئے وہ وقت خوش ہوتا ہے جسمین اپنے نفس کی خواری
اور بلا پائین اور ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے بات کرتے ہین کہ کسی نے اُس سے پوچھا کہ کبھی تو اپنے مقصد
پر کامیاب ہوا ہے اُس نے جواب دیا کہ ہان دو مرتبہ کامیاب ہوا ہون ایک یہ کہ مین ایک مرتبہ کشتی
مین تھا اور وہان مجھے کسی نے نہ پہچانا میرے کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور بال لمبے اور مین ایسی صورت مین تھا
کہ کشتی والے مجھہ پر افسوس اور ہنسی کرتے تھے اور اس کشتی مین ہمارے ساتھہ ایک مسخرہ تھا جو بار بار آتا
اور میرے سر کے بال نوچتا اور مجھے ہنسی کی صورت پر بیقدری روا رکھتا اور اُس مین میری مراد حاصل
ہوتی اور نفس کی اُس ذلت سے مین خوش ہوتا تا ایک روز وہ خوشی حد تک پہنچی وہ اس طرح پر کہ مسخرہ
نے کھڑے ہوکر مجھہ پر بول کیا دوسرے مرتبہ ایک گاؤن مین بڑی بارش ہوئی اور زمستان کی سردی
نے مجھہ پر غلبہ پایا اور میرے اوپر جو گدڑی تھی تر ہوگئی تب مین ایک مسجد کی طرف گیا مسجد مین مجھے جگہ
نہ ملی پھر دوسری مسجد مین گیا پھر تیسری مسجد مین کہین مجھے لوگون نے رہنے نہ دیا یہانتک کہ مین تنگ ہوا
اور جاڑے نے مجھپر زور پایا آخر کار مین حمام کی بھٹی مین آیا اور مینے اپنا مونہہ اُس آگ مین کر دیا
اُس بھٹی کا دھوان مجھکو پہنچا اور میرے کپڑے اور منہ سیاہ ہوئے اس رات بھی مین اپنی مراد کو
پہنچا مین کہ علی عثمان جلالی رحمۃ اللہ کہتا ہون ایک وقت مجھے مشکل پیش آئی اور مینے بہت

کوشش کی اسی امید پر کہ مشکل حل ہو جائیگی مگر حل نہوئی اس سے پہلے مجھے اس قسم کی مشکل پیش آئی تھی اور مین شیخ ابو یزید کی قبر پر مجاور ہوا تھا تاکہ مشکل حل ہوئی اس مرتبہ بھی مینے وہان کا ارادہ کیا اور تین مہینے اوسکی قبر پر مجاور ہوا تھا اور ہر روز تین مرتبہ غسل اور تیس مرتبہ وضو کرتا تھا اس امید پر کہ مشکل حل ہو جائے مگر حل نہوئی مین وہان سے اٹھا اور خراسان کا ارادہ کیا اس ولایت مین ایک رات گاؤن مین پہنچا وہان ایک خانقاہ تھی جسمین صوفیون کی جماعت موجود تھی اور مجھپر صرف کھُردری اور سخت گدڑی تھی اور رسمی سامان میری پاس کوئی نہین تھا صرف ایک عصا اور کوزہ تھا ان صوفیون نے مجھے بہت حقیر دیکھا اور کسی نے مجھے نہ پہچانا یہ اپنی رسم کے مطابق ایکدوسرے سے کہتے تھے کہ یہ ہم لوگون سے نہین اور سچ بھی ایسا ہی تھا کہ مین انسی نہین تھا لیکن مجھے وہان رہنا ضروری تھا جب انہون نے ایک چھت پر بٹھایا اور آپ اس سے زیادہ بلند چھت پر چڑھ گئے ایک سوکھی روٹی میرے آگے رکھدی اور جو کھانا وہ آپ کھاتے تھے مجھے اسکی بو آتی تھی اور مجھسے طنز کے طور پر باتین کرتے تھے جب کھانے سے فارغ ہوئے تو خربوزہ کھانے لگے اور اسکی چھلکے حقارت سے مجھپر چھت کی اوپر سے پھینکتے تھے اپنی خوش طبعی اور میری بیقدری کے خیال پر اور مین کہتا تھا کہ اے خداوند کریم اگر مین تیرے دوستون کا لباس رکھنے والون سے نہوتا تو مین ان سے کنارہ کرتا اور جس قدر کہ وہ مجھپر زیادہ طعن کرتے تھے میرا دل اسمین زیادہ خوش ہوتا تھا تاکہ وہ بوجھ اٹھانے سے میری مشکل حل ہوئی اسیوقت مینے معلوم کیا کہ مشائخ لوگ جاہلون کو اپنی درمیان کیون رہنے دیتے ہین اور کسواسطے انکی تکلیف گوارا رکھتے ہین یہ سب احکام ملامت بالتحقیق ہین جو مینے اللہ تبارک و تعالیٰ کی توفیق سے ظاہر کرے واللہ اعلم بالصواب

پانچوان باب صحابہ رضی اللہ عنہم کے پیشوا صوفیون کے ذکر مین

اے طالب صادق اب کچھ تھوڑا ذکر ان صاحبان کا کیا جاتا ہے جو ذات مین امام مشائخ اور معاملات اور حالات مین سابقین اصحاب اور صفات مین مہاجرین اور انصار کے پیشرو ہوئے ہین کہ تیری مراد

تابت اُن سے مقدم کرنیکے لئے تاکید ہوا انشاء اللہ عزوجل - ایک اُنمین سے شیخ الاسلام نبیوں کے بعد
خیر الانام پیغمبر علیہ السلام کے خلیفہ اور تارکان دنیا کے امام سید اور صاحبان خلوت کے پادشاہ
اور انسانی آفتوں سے دور حضرت امیر المومنین ابو بکر عبد اللہ عثمان صدیق رضے اللہ عنہ کی ہیں
جنکی کرامتین مشہور ہین اور معاملات اور حقیقتون مین انکے نشان اور دلائل ظاہر ہین اور تصوف کی بابت
مین کچھ انکی حالات بیان ہوئی ہین اور مشائخ نے انکو صاحبان مشاہدہ مین مقدم مقرر کیا ہے
اسلئے کہ انکی حکائتین اور روائتین کم ہین اور عمر رضی اللہ عنہ کو سخت گیری اور کارکنی کے سبب
صاحبان مجاہدہ مین مقدم سمجہا ہے صحیح حدیثون مین لکھا ہی اور صاحبان علم مین مشہور ہے کہ
حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کو نماز مین قرآن نرم آواز سے پڑہا کرتے اور عمر رضی اللہ
عنہ رات کی نماز مین بلند آواز سے پڑہتے حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے ابو بکر
نرم آواز سے کیون پڑہتے ہو انہوں نے جواب دیا اَسْمَعُ مَنْ اُنَاجِیْہِ یعنے بہت اچھا سننے والا ہے
جس سے مناجات کرتا ہون اسلئے مین جانتا ہون کہ وہ مجھ سے غایب نہین اور اُس کے شنوائی
مین آہستہ اور بلند یکسان ہے جب عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اُوْقِظُ
الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّیْطَانَ یعنے سوئے ہوؤن کو جگاتا ہون اور شیطان کو دور کرتا ہون اُسنے
مجاہدہ کا نشان بتایا اور اُس نے مشاہدہ کا مقام مشاہدہ کے پہلو مین مجاہدہ کا مقام ایسا ہے
جیسے دریا مین قطرہ ہوتا ہے اسلئے پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ھَلْ اَنْتَ اِلَّا
حَسَنَۃٌ مِّنْ حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ یعنے اے عمر تو ابو بکر کے نیکیوں سے ایک نیکی ہے - پس جب عمر رضی اللہ عنہ عزت اسلام
ابو بکر کی نیکیون سے ایک نیکی ہو تو دیکھ جہان کے لوگ کس درجہ پر ہونگے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا دَارُنَا فَانِیَۃٌ وَاَحْوَالُنَا عَارِیَۃٌ وَاَنْفَاسُنَا مَعْدُوْدَۃٌ
وَکَسَلُنَا مَوْجُوْدَۃٌ ہمارا گھر فانی ہے اور ہمارے حال عاریتاً ہین اور ہمارے سانس گنے ہوئے ہین اور
ہماری سستی موجود ہے پس فانی گھر کی عمارت کرنا نادانی ہوتی ہے اور عاریتی حال پر بھروسہ کرنا حماقت اور چند
دم پر دل لگانا غفلت کا سبب ہے اور کاہلی کو دین کہنا مین خسارہ ہے کیونکہ جو چیز عاریتاً لیجائے واپس

واپس لیتے ہین اور جو چیز گذرنیوالی ہو وہ نہین رہتی اور جو چیز گنتی مین آوے بس ہو جاتی ہے اور ہستی کی
کوئی دوا نہین ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہمکو ہدایت فرمائی کہ دنیا اور دنیا کی چیزون کے جاتا رہنے مین خطرہ
نہین انکی طرف دل مشغول نکرنا چاہئے کیونکہ جب تو فانی کیطرف مشغول ہوگا تو باقی سے در پردہ رہیگا
جبکہ نفس اور دنیا طالب کیواسطے حق سے حجاب ہوتا ہے اسلئے دوستان خداوند عزوجل نے اُس سے
منہ موڑا ہے اور جب انہون نے جانا کہ دنیا عاریت کی چیز ہے اور عاریت وہ چیز ہے جسکی ملک پر تصرف کا
ہاتھہ نہ پہنچے۔ اور یہ بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مذکور ہے کہ انہون نے اپنی مناجات مین کہا
اَللّٰهُمَّ اَبْسُطْ لِیَ الدُّنْیَا وَزَهِّدْنِیْ عَنْهَا یعنے ای اللہ جل شانہ میرے واسطے دنیا فراخ
کر اور مجھے اُس سے تارک کر۔ پہلے کہا کہ دنیا مجھپر فراخ کر اور پھر اسکی آفت سے مجھے بچا۔ اسکی ضمن
مین ایک رمز ہے یعنے پہلے مال دنیا عطا فرمائیے تا اُسپر شکر کرون اور پھر توفیق مرحمت ہو تاکہ آپکے خاطر
اُسے ترک کرون اور اُس سے منہ موڑون تاکہ مجھے شکر اور خرچ فی سبیل اللہ کا درجہ حاصل ہو اور جائے
صبر بھی ہو تاکہ فقر مین بیقرار نہو جاؤن کیونکہ اسوقت فقر با اختیار ہوگا اور اس بات مین اس پیر
معاملت کا قول کارگر ہے جو کہ اُس نے کہا ہے جسکا فقر اضطراری ہو وہ اس سے زیادہ کامل ہوتا
ہے جسکا فقر اختیاری ہو اگر فقر اضطراری ہو تو وہ فقر کی صورت صنعت ہے اور فقر اسکی صنعت جب
اسکا عمل کشش فقر سے قطع ہو جائے تو اُس سے بہتر ہے کہ تکلف سے اپنا درجہ بنائے۔ مین کہتا ہون کہ
فقر کی صنعت اسوقت زیادہ ظاہر ہوتی ہے جب غنا کی حالت مین فقر اُس کے دلپر غالب ہو اور
ایسا عمل جو اسکو آدم اور اسکے اولاد کی پیاری چیز یعنے دنیا دولت سے ہٹا رکھے۔ ایسا نہو کہ فقر کی
حالت مین غنا کی خواہش اسکے دلپر غالب ہو اُسکو امیرون کے گھرون ظالمون اور بادشاہون کے دربار
کی طرف لیجائے۔ فقر کا کام یہ ہے کہ غنا چھوڑ کر فقر اختیار کرے نہ یہ کہ فقر کی حالت مین زمین بنلا چاہے
اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بعد انبیا سب خلقت سے مقدم ہوئے ہین اور یہ جائز نہین کہ کوئی ان سے
بڑھکر قدم رکھے کیونکہ انہون نے فقر اختیاری کو فقر اضطراری پر مقدم رکھا ہے اور سب جمیع فی مشائخ
اُسپر متفق ہین مگر ایک پیر جسکو ہمنے یاد کیا اور اُسکی گفتگو کے دلائل ہمنے پیش کئے ہین پھر اُسکو قول

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہمنے تاکید کی ہے اور دلیل واضح کر دی اور زہری ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب انسے خلافت کی بیعت کی گئی اور وہ ممبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا خطبہ میں سنایا وَاللّٰہِ مَا کُنْتُ حَرِیْصًا عَلَی الْاِمَارَۃِ یَوْمًا وَّلَا لَیْلَۃً قَطُّ وَلَا کُنْتُ فِیْہَا رَاغِبًا وَّلَا سَاَلْتُہَا قَطُّ فِیْ سِرٍّ وَّعَلَانِیَۃٍ وَّمَالِیْ فِی الْاِمَارَۃِ مِنْ رَّاحَۃٍ یعنے خدا کی قسم میں امیر بننے کا لالچ نہیں رکھتا اور نہ کبھی امارت پر کسی دن یا رات حریص ہوا ہوں اور نہ مجھے اسکی رغبت ہے اور نہ میں نے پوشیدہ یا ظاہر خداوند تعالی سے اسکی درخواست کی ہے اور نہ مجھے اسمیں راحت ہے اور جب اللہ جل جلالہ بندہ کو کامل صدق عطا فرماتا ہے اور مقام عزت میں مہربانی سے اسے دیتا ہے وہ منتظر ہوتا ہے کہ خداوند تعالی سے کیا حکم وارد ہوتا ہے جو وارد ہو اسی صفت پر ہو جاتا ہے اگر حکم فقر کا ہو تو فقیر بن جاتا ہے اگر امارت کا حکم ہو تو امیر ہو جاتا ہے اسمیں اپنی طرف سے کچھ تصرف اور اختیار نہیں رکھتا جیسا کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے ابتدا میں بھی تسلیم ہی اختیار کی جیسا کہ انتہا میں بھی ان لوگوں نے مجرد ہونے اور تمکین پانے اور فقر پر حرص کرنے اور ترک ریاست کی تمنا کی انہیں کی پیروی کی ہے بعد متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیونکہ وہ سب مسلمانوں کا امام عام ہے اور اس طریقت کے لوگوں کا امام خاص رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اہل ایمان کا چو بدار اور اہل احسان کا شیخ اور صاحبان حقیقت کا امام اور محبت کے دریا میں غریق ابو حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہے جنکی کرامتیں مشہور ہیں اور انکی دانشیں یاد کیجاتی ہیں اور وہ دانش اور استقلال میں مخصوص ہوئے ہیں اور اس طریق میں کئی ایسے لطیفے اور باریکیاں ہیں اور اس بارہ میں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یعنے حق عمر رضی اللہ عنہ کی زبان سے گفتگو کرتا ہے اور یہ بھی حضرت نے فرمایا ہے قَدْ کَانَ فِی الْاُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ فَاِنْ یَّکُ مِنْہُمْ فِیْ اُمَّتِیْ فَعُمَرُ یعنے پہلی امتوں میں محدث ہوئے ہیں اگر اس امت میں محدث ہے تو عمر ہوگا اور اس طریقت میں بہت لطیف رموز ہیں جو اس کتاب میں شمار نہیں ہو سکتیں انہوں نے فرمایا ہے اَلْعُزْلَۃُ رَاحَۃٌ مِّنْ خُلَطَاءِ السُّوْءِ یعنے گوشہ نشینی دو طرح پر ہے ایک تو خلقت کو منہ موڑنا اور دوسرا ان سے تعلق چھوڑ دینا لیکن خلقت سے منہ موڑنا اس صورت پر کہ کسی

علحدہ مقام مین بیٹھے اور مجنبوں سے بظاہر بیزار ہو اور اپنے عملون مین عیب دیکھکر بذاتہ آرام پائے
اور لوگون کی ہم نشینی سے خلاصی چاہے اور لوگون کو اپنی بدی سے بیغم کرے لیکن خلقت
سے تعلق چھوڑنا دل سے ہوتا ہے اور دلی صفت کو ظاہر سے کچھہ تعلق نہین ہوتا اور جب کوئی دل
سے ہو کر خلقت اور انکی صحبت سے قطع کرے تو اسکو مخلوقات سے کچھہ خبر نہین ہوتی جسکا اندیشہ
اُس کے دلپر غالب ہو تب وہ شخص اگرچہ خلقت کے درمیان ہو پھر بھی اکیلا ہوتا ہے اور اسکی توجہ
انسے جدا ہوتی ہے اور یہ رتبہ اور مقام بلند اور دور ہے اور اس صفت مین سیدھا چلنے والے عمر رضی اللہ
عنہ ہین جنھون نے گوشہ نشینی کی راحت سے نشان نپایا وہ بظاہر تو خلقت مین امیر اور خلیفہ ہوئے
ہین اور یہ دلیل روشن ہے اسبات پر کہ اہل باطن اگرچہ ظاہر مین خلقت سے ملے جلے ہین لیکن انکا
دل خداوند تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ہر حال مین حق جل و علی کیطرف رجوع رکھتے ہین
اور جسقدر کہ خلقت سے انکی صحبت ہو اسکو جناب باری سے بلا سمجھتے ہین اور خلقت کی طرف اُس
صفت سے دیکھتے ہین کہ دنیا دوستان خدا کے لئے صاف نہین ہوتی اور اسکا حال گوارا نہین
جیسا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے دَارٌ اُسِّسَتْ عَلَی الْبَلْوٰی بِلَا بَلْوٰی مُحَالٌ یعنے جس محل
سرائے کی بنا بلا پر ہو مشکل ہے کہ کبھی بلا سے خالی ... ہو اور عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے خاص اصحاب سے تھے اور جناب رب العزت مین انکے سب فعل مقبول ہین یہانتک کہ عمر رضی اللہ عنہ
جب مشرف باسلام ہوئے تو جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ قَدِ اسْتَبْشَرَ یَا مُحَمَّدُ اَهْلُ السَّمَاءِ
الْیَوْمَ بِاِسْلَامِ عُمَرَ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آج اہل آسمان حضرت عمر کے اسلام کی بشارت
دیتے ہین پس دین مین گدڑی اور سخت پہننی مین گروہ مشائخ انکی پیروی کرتے ہین بعد انکے
جو صاحب کہ سب باتون مین تمام خلقت کے امام ہین رضی اللہ عنہ اور صحابہ عظام سے حیا
کا خزانہ اور اہل صفا عابدانہ اور ملازم درگاہ رضا اور دین مصطفے سے زیبا ابو عمر عثمان بن
عفان رضی اللہ عنہ ہین جنکے سب معانی اور مقاصد مین فضیلتین روشن ہین اور مناقب ظاہر
عبد اللہ ابن رباح ابو قتادہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہین کہ حرب الدار کے روز ہم امیر المؤمنین

عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تھے جب غل مچانیوالے انکی درگاہ مین جمع ہوئے تو عثمان رضی اللہ عنہ کے غلامون نے ہتھیار اوٹھائے تب انہون نے فرمایا کہ جو شخص ہتھیار نہ اٹھائے۔ وہ میرے مال سے آزاد ہے اور ہم اپنے ڈر کے سبب باہر نکلے حسن ابن علی رضی اللہ عنہ ہمکو راستہ مین ملے انکے ساتھ ہم واپس ہوئے اور عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تاکہ معلوم کرین کہ حسن ابن علی رضی اللہ عنہ کس کام کو جاتے ہین جب حسن رحمۃ اللہ علیہ وہان پہونچے تو سلام دیا اور غل مچانیوالونکی بلا پہنچانے پر افسوس کیا اور کہا کہ یا امیر المومنین ہم بدون اجازت آپکے تلوار سوت نہین سکتے آپ سچے امام ہین حکم دو کہ اس قوم کی تکلیف آپسے دور کرین عثمان رضی اللہ عنہ نے انہین فرمایا کہ یَا ابْنَ اَخِیْ ارْجِعْ وَاجْلِسْ فِیْ بَیْتِکَ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ فَلَا حَاجَۃَ لَنَا فِیْ اِہْرَاقِ الدِّمَاءِ یعنے اے میرے بھتیجے لوٹ جا اور اپنے گھر مین بیٹھ دیکھنا چاہیئے کہ فرمان اور تقدیر خداوند تعالیٰ کس صورت پر ہے کیونکہ ہمکو مسلمانون کا خون بہانے سے سروکار نہین۔ یہ بات درد اور بلا کی حالت مین تسلیم کا نشان ہے جو خلقت کی عالم مین اختیار کی جاتی ہے جیسے کہ نمرود علیہ اللعنۃ نے آگ جلا کر منجنیق یعنے گوپئے کے پلہ مین حضرت ابراہیم صلوات اللہ علیہ کو آگ مین ڈالنے کے ارادہ پر رکھا اسوقت جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا ھَلْ لَکَ مِنْ حَاجَۃٍ یعنے کیا تجھے کوئی ضرورت ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا یعنے تجھسے میرا کچھ کام نہین۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا پس خداوند تعالیٰ سے دعا کیجئے انہون نے جواب دیا کہ حَسْبِیْ مِنْ سُؤَالِیْ عِلْمُہٗ بِحَالِیْ یعنے مجھے یہی کافی ہے کہ وہ میرے حال کو جانتا ہے اور میرے حال کو میری نسبت اچھا جانتا ہے اور جانتا ہے کہ میری بہتری کس چیز مین ہے پس یہان بجائے خلیل علیہ السلام کے عثمان رضی اللہ عنہ منجنیق بلا مین مبتلا تھے اور غوغا بجائے آگ کے تھا اور حسن رضی اللہ عنہ بجائے جبرائیل علیہ السلام کے لیکن ابراہیم علیہ السلام کو بلا مین نجات تھی اور عثمان رضی اللہ عنہ کو بلا مین ہلاکت اور نجات کا تعلق بقا سے ہوتا ہے اور ہلاک کا فنا سے اور اس باب مین اس سے پہلے ہمنے تھوڑا سا بیان کیا ہے۔ پس یہ گروہ

مشائخ جو مال وجان کو خرچ کرتے ہین اور کامون مین تسلیم اختیار رکھتے ہین اور عبادت مین اخلاص
کام مین لاتے ہین ان سب صفتون مین انکی پیروی کرتے ہین اور وہ حقیقت اور شریعت مین سچا
امام ہے اور انکے طریقت کی تربیت دوستی مین ظاہر ہے رضی اللہ عنہ اور انہی اصحاب کرام مین سے حضرت
کی بھائی بلا کے دریا مین ڈوبے ہوئے مین اور دوستی کی آگ مین کباب اور سب اولیا اور برگزیدہ
لوگون کے پیشوا ابوالحسن علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہ ہین۔ آپ کا اس طریقت مین بڑا شان
اور بلند درجہ تہا۔ اور حقیقت کی اصول بیان کرنے مین کامل حصہ رکھتے تہے اس حد تک کہ حضرت
جنید رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہین کہ شیخنا فی الاصول والبلاء علی المرتضیٰ کرّم اللہ وجہہ
یعنے اصول اور بلا اٹھانے مین ہمارا شیخ یعنے علم طریقت اور معاملات کا امام حضرت علی کرم اللہ
وجہ ہین اسلیے کہ اس طریقت کی علم کو اہل طریقت اصول کہتے ہین اور طریقت معاملات مین
بالکل بلا اٹہانا ہے۔ کہتے ہین کہ ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہ کی پاس آکر کہنے لگا کہ یا
امیر المومنین مجھے وصیت فرماو حضرت نے فرمایا کہ لا تجعلن اکبر شغلک باھلک وولدک
فان یکن اھلک وولدک من اولیاء اللہ تعالیٰ فان اللہ لا یضیع اولیاءہ وان
کانوا اعداء اللہ فما ھمک وشغلک لاعداء اللہ سبحانہ یعنے دیکھہ عورت اور فرزند
کے شغل کو بہت بڑا شغل نہ سمجھنا کیونکہ اگر یہ دوستان خدا تعالیٰ ہین تو خداوند تعالیٰ اپنے دوستون
کو ضایع نہیں فرماتا اور اگر خداوند تعالیٰ کے دشمن ہین تو تو اُس کے دشمنون کی کیون غمخواری
کرتا ہے اور اس مسئلہ کا تعلق ماسوائے اللہ سے قطع کرنیکے ساتہہ ہے کیونکہ وہ اپنے بندونکو
جیسا چاہتا ہے رکہتا ہے جیسا کہ موسیٰ صلوات اللہ علیہ نے شعیب کے بیٹے کو بہت سخت حالت
مین چھوڑ دیا اور خداوند تعالیٰ کے سپرد کیا ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ اور اسمعیل علیہ السلام
کو اٹھایا اور ایسی جنگل مین جہان کچہ زراعت نہ تھی چھوڑ دیا۔ اور خداوند تعالیٰ کے حوالہ کردیا اور
انکو اپنا بڑا شغل نہ بنایا۔ اور دل بالکل حق تعالیٰ کیطرف لگایا تو انکی دونون جہان کی مراد
حاصل ہوی اُس حال مین جو بمراد تھے اور انہون نے سب کام خداوند عزوجل کے حوالے کردیئے

یہ بات اس طرح ہے جسطرح کہ علی کرم اللہ وجہہ نے ایک سوالی کو جس نے اُن سے پوچھا تھا کہ حضرت کسبون سے کونسا زیادہ پاکیزہ ہے جواب دیا کہ غِنَاءُ القَلْبِ بِاللّٰهِ یعنی دل کا اللہ کے ساتھ غنی ہونا ہے جو دل خداوند تعالیٰ سے غنی ہو دنیاوی نیستی اسکو درویش نہیں کرتے اور ہستی دنیا کی اُسکو خوش نہیں کرتی حقیقت مین یہ معنے فقر اور صفوت کی طرف رجوع کرتے ہین جنکا ذکر ہو چکا ہے پس اہل طریقت عبارات کی حقیقت مین اور اشارات و دقایق اور مال دنیا اور عاقبت سے مجرد ہونے اور اپنی تقدیر حق مین لگاہ کرنے مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی پیروی کرتے ہین اور انکے کلام مین جو لطیفے ہین شمار سے زیادہ ہین اور میرا دستور اس کتاب مین اختصار ہے

چھٹا باب اُن حضرات اہل بیت کا ذکر جو اہل طریقت کے پیشوا ہوئے ہین

پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت جو ازل سے پاک ہوچکے ہین خاص اور ہر ایک طریقت مین کامل اور مشایخ طریقت کے پیشرو ہوئے ہین خواہ خاص خواہ عام ہین انہین سے ایک گروہ کا حال کچھ تھوڑا سا بیان کرتا ہون انشاءاللہ تعالیٰ ایک انہین سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے جگر کا ٹکڑا اور مرتضے علی کرم اللہ وجہہ دل کی تازگی اور فاطمہ خاتون جنت کی آنکھونکی ٹھنڈک ابو محمد حسن ابن علی رضی اللہ عنہما ہین انکو طریقت مین نظر کامل ہوئی ہے اور اُس مطلب کی عبارتون کی دقیقون مین بڑا حصہ حاصل ہوا ہے یہانتک کہ انہون نے فرمایا ہے عَلَيْكُمْ بِحِفْظِ السَّرَائِرِ فَاِنَّ اللّٰهَ مُطَّلِعٌ عَلَى الضَّمَائِرِ تمکو اسرار کا نگاہ رکھنا لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ دلون کی بھید جاننے والا ہے اور اسکی حقیقت وہ ہوتی ہے کہ بندہ کو اسرار کی نگاہ رکھنے کا حکم ہے جیسا کہ ضمیرون کی چھپانے کا حکم ہے پس اسرار کی حفاظت غیرون کی طرف توجہ نہ کرنے سے ہوتی ہے اور ضمیرونکی حفاظت ظاہرداری کی مخالفت سے ہے اور ذکر ہے کہ جب قدریون نے غلبہ پایا اور معتزلون کا مذہب جہان مین پھیل گیا حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے حسن ابن علی کرم اللہ وجہہ کی طرف خط لکھا جسمین یہ عبارت

لکھی بسم اللہ الرحمن الرحیم السلام علیک یا ابن رسول اللہ وقرۃ عینیہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اما بعد فانکم معاشر بنی ہاشم کالفلک الجاریۃ فی لجج اللجی ومصابح الدجی واعلام الہدی والائمۃ القادۃ الذین من تبعہم نجا کسفینۃ نوح المشحونۃ التی یؤل الیہا المؤمنون وینجو فیہا المتمسکون فما قولک یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند حیرتنا فی القدر واختلافنا فی الاستطاعۃ لتعلمنا بما تاکد رایک فانکم ذریۃ بعضہا من بعض بعلم اللہ علمتم وہو الشاہد علیکم وانتم شہداء اللہ علی الناس والسلام یعنی اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے اور آنکھوں کی روشنی آپ پر اللہ کا سلام اور رحمت اور برکتیں ہوں اوسکے بعد واضح ہو کہ آپ سب بنی ہاشم ہین اور گہرے دریا مین جاری کشتیاں اور اندھیرے مین تمہاری اور ہدایت کی علامتین اور امامان دین کے ایسے پیشوا ہو کہ جو آپ کا پیرو ہو نجات پائی جیسا کہ نوح کی مومن تابعدارون نے اسکی طرف توجہ کی اور کشتی سے نجات پائی۔ ای پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے آپ کیا فرماتے ہین جبکہ ہم قدر مین حیران ہو رہین اور استطاعت یعنی توفیق مین مختلف ہو وین تا کہ ہم معلوم کرلین کہ آپ کی اسمین کیا رائے ہی چونکہ آپ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے بال بچہ ہین اور ہرگز جدا نہو گی اللہ تعالی کے علم سے آپ کو علم دیا گیا ہے اور وہ تمہاری نگاہ ٥
رکھنے والا اور حافظ ہے اور تم خلقت کی نگاہ رکہنے والی اور گواہ ہو اور سلام جب حسن علیہ السلام کو خط پہونچا تو انہون نے جواب لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اما بعد فقد انتہی الی کتابک عند حیرتک وحیرۃ من زعمت من امتنا والذی علیہ رائی ان من لم یؤمن بالقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالی فقد کفر ومن حمل المعاصی علی اللہ فقد فجر ان اللہ لا یطاع باکراہ ولا یعصی بغلبۃ ولا یہمل العباد فی ملکہ لکنہ المالک لما ملکہم والقادر علی ما علیہ قدرہم فان ائتمروا بالطاعۃ لم یکن لہم صادا ولا لہم عنہا مثبطا وان اتوا بالمعصیۃ وشاء ان یمن علیہم فیحول بینہم وبینہا فعل وان لم یفعل

فَلَیسَ هُوَ حَمَلَهُم عَلَیهَا اِجبَارًا وَلَا اَلزَمَهُم اِکرَاهًا اِیَّاهَا بِاحتِجَاجِهٖ عَلَیهِم اِن عَرَّفَهُم وَجَعَلَ لَهُمُ السَّبِیلَ اِلیٰ اَخذِ مَا دَعَاهُم اِلَیهِ وَتَرکَ مَا نَهٰیهُم عَنهُ وَلِلّٰهِ الحُجَّةُ البَالِغَةُ وَالسَّلَامُ یعنے بسم اللہ الرحمن الرحیم جو کچھ تو نے اپنی حیرت کی بابت لکھا ہے اور جو ہماری امت سے خیال کرتا ہے اور جسپر میری راے قایم ہے یہ ہے کہ جو شخص نیکی اور برائی کا مقدر ہونا خدا تعالی سے نہ مانے وہ کافر ہے۔ اور جو شخص گناہ اللہ تعالی کے حوالہ کرے وہ بدکار ہے یعنی تقدیر سے منکر ہونا مذہب قدریہ ہے اور گناہ کا خدا تعالی کی حوالہ کرنا مذہب جبریہ ہے تحقیق نہ تو جبر سے اطاعت کرتا ہے اور نہ غلبہ سے بیفرمان ہوتا ہے اور اللہ تعالی معہ بندون کو اپنے ملک مین بیکار چھوڑتا ہے لیکن وہ مالک ہے جس چیز کا انکو اختیار دیا ہے اور جو انکو توفیق دی ہے اسپر وہ قادر ہے اگر اطاعت مین فرمانبردار ہون تو انکو نہین روکتا اور نہ انکو اس سے ہٹا رکھتا ہے اور اگر وہ گناہ کرین اور مشیت ایزدی ان پر احسان کرنیکو ہو پس انکے درمیان ایک فعل واقعہ کرتا ہے اگر نہ کیا تو خداوند تعالی نے انکو جبر سے اسبات پر آمادہ نہین کیا اور نہ انپر وہ کام جبر سے لازم کیا تاکہ انپر حجت پکڑے اگر انکو معلوم کرایا اور مقدور دیا اور انکے لیے راستہ بتادیا تاکہ اسکے احکام مدعوہ یعنے امر معروف کو پکڑین اور نہی منکر چھوڑین اور اللہ تعالی کی حجۃ بالغہ ہے اور سلام۔ پس بندہ کو جسقدر خداوند عز و جل نے توفیق دی اسقدر اپنے کسب سے مختار ہے اور ہمارا دین قدر اور جبر کے درمیان ہے اور اس خط مین میری مراد اس سے زیادہ ایک کلمہ نہ تھا جو بڑا فصیح اور نیک ہو لیکن یہ جملہ مین اسواسطے لایا ہون کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ حقیقت اور اصول کے علم مین اس درجہ تک پہنچے ہین کہ حسن بصری رضہ کی اشارتین اور انکے مبالغہ علوم کے مقابل مین دسوان حصہ ہین۔ اور حکایات مین بھی ... معلوم ہوا ہے کہ ایک اعرابی جنگل سے آیا اور امام حسن رض کوفہ مین اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھے تھے انکو اور انکے ماباپ کو گالی دین حضرت حسن اٹھے اور کہا کہ اے اعرابی شاید تجھکو بھوک ہے یا پیاس یا تجھے کچھ ہوا وہ جواب دیتا تھا کہ تو ایسا ہے اور تیرا ماباپ ایسا حضرت حسن رض نے غلام کو فرمایا کہ تاکہ ایک چاندی کا بدرہ لاکر اعرابی کو دیا اور کہا کہ اے اعرابی معاف رکھ کہ ہمارے گھر مین اسکے سوا کچھ اور نہین

ورنہ تجھسے دریغ نہ ہوتا جب اعرابی نے یہ بات سنی تو کہا کہ اَشْهَدُ اَنَّكَ اِبْنُ رَسُولِ اللّٰهِ صلے اللہ علیہ وسلم یعنے مین گواہی دیتا ہون کہ تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہے اور مین یہان تیرے علم کے تجربہ کو آیا تھا۔ اور یہ صفت محقق ولیون اور مشایخ کی ہے کہ لوگ خواہ انکی صفت کرین خواہ مذمت کرین وہ یکسان جانتے ہین اور برا بھلا کہنے سے خفا نہین ہوتے اور ان اہل بیت سے آل محمد کی شمع اور سب تعلقات سے علیحدہ اپنے وقت کے سردار ابو عبداللہ الحسین بن علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہما ہین جو کہ شاندار اولیا سے تھے اور اہل بلا کا قبلہ اور قتیل بلا اور اہل طریقت انکی درستی حال پر متفق ہین کہ جبتک حق ظاہر رہا حق کی تابع رہے اور جب حق گم ہوگیا تو تلوار کھینچی اور جبتک جان عزیز کو خداوند تعالی کی راہ مین قربان نہ کیا آرام نہ لیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انکی نشان فرمائی جوان سے خاص تھی جیسا کہ عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ایکروز مین خدمت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضر تھا مینے دیکھا کہ آپنے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پشت مبارک مین پکڑی ہوئی اور ایک سرا ڈوری کا حضرت حسن رضی اللہ کے ہاتھہ پکڑایا ہوا اور حسین رضی اللہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چلاتے ہین اور آپ گھٹنون کے بل حضرت حسن کے پیچھے جاتے ہین جب مینے دیکھا تو کہا نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ یعنے اے ابو عبداللہ آپ کی سواری بہت اچھی ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ يَا عُمَرُ یعنے اے عمر سوار بہت اچھا ہے امام حسین رضہ طریقت مین کلام لطیف تھی اور بہت رمزین اور معاملات نیک اور انسے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اَشْفَقُ الْاِخْوَانِ عَلَيْكَ دِيْنُكَ زیادہ شفیق بھائیون کا تیرے واسطے تیرا دین ہی ہے اسلئے کہ مرد کی نجات دین کی تابعداری سے ہے اور اسکی مخالفت سے ہلاکت پس عقلمند وہ شخص ہے جو دوستون کے کہنے پر چلے اور اپنے حال پر انکی شفقت جانے اور انکی متابعت کے سوا نہ چلے اور بھائی وہ ہی جو نصیحت کرے اور مہربانی کا دروازہ بند نہ کرے اور مینے حکایتون مین پڑھا ہے کہ ایکدن ایک شخص نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹے مین درویش مرد ہون اور بال بچہ رکھتا ہون آج کی رات مین آپسے خورش چاہتا ہون امام حسین رضہ نے فرمایا کہ

بیٹھ کہ میرا رزق راستہ مین ہے آتا ہے کچھ دیر نہوئی کہ دینار کی پانچ تھیلے معاویہ نے بھیجی ہر تھیلی مین ہزار دینار
تھا اور لانیوالون نے کہا کہ معاویہ آپسے عذر خواہی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس قدر اپنی خدمتگارون
پر خرچ کرو تاکہ اس کے بعد اس سے اچھی تیاری کیجاویگی پھر امام حسین رضؓ نے اس فقیر کیطرف اشارہ
کیا تاکہ وہ پانچ تھیلے اسکو دیئے گئے اور امام حسین نے فقیر سے عذر خواہی کی کہ تو بہت دیر ٹھیرا ہے پس
یہ بیسے وسواس عطیہ تھا جو تجھے ملا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ اتنا ہی ہے تجھے انتظار نفرماتا ہمکو معاف
رکھ کہ ہم اہل بلا ہین دنیا کی سب راحتین ترک کی ہوئی اور اپنی سب مرادین کھوئی ہوئی
ہمکو اور ونکی مراد پر زندگی کرنی چاہیئے آپ کی مناقب اس سے زیادہ مشہور ہین امت کی کسی
شخص پر پوشیدہ نہین اور اہل بیت سے ابو الحسن علی بن حسین بن علی کرم اللہ وجہ ابن ابو طالب
ہین جو نبوت کی وارث امت کی چراغ سردار مظلوم امام مرحوم عابد لوگون کی زینت اوتادون
کی شمع ہو چکے ہین جو اپنے وقت مین زیادہ عابد اور اکرم ہے اور وہ حقیقتون کی ظاہر کرنے اور دقیقہ
گوئی مین مشہور ہوئے ہین اُن سے لوگون نے پوچھا کہ دنیا اور آخرت مین زیادہ سعادتمند کون ہے
اُنہون نے فرمایا مَنْ اِذَا رَضِیَ لَمْ یُحْمِلْہُ رِضَاہُ عَلَی الْبَاطِلِ وَاِذَا سَخِطَ لَمْ یُخْرِجْہُ سَخَطُہٗ
مِنَ الْحَقِّ یعنے جب راضی ہو تو اسکی رضا اسکو باطل پر آمادہ نکرے اور جب خفا ہو تو اسکا غصہ
اسکو حق سے باہر نہ نکالے اور یہ معنی راست رو لوگون کی اوصاف کمال سے ہی اسلیئے باطل پر
راضی ہونا غصہ کی حالت مین اور حق کو چھوڑنا بھی باطل ہوتا ہے اور مومن باطل کرنیوالا
نہین ہوتا اور یہ بھی روایت کرتے ہین کہ جب حسین بن علی کو بمعہ فرزندان رضوان اللہ علیہم
اجمعین کربلا مین شہید کیا گیا تو اس وقت حسین ابن علی کے سوا اور کوئی نہ تھا جو عورتون
پر محافظ ہوتا لیکن وہ بھی بیمار تھے امیر المومنین حسین رضی اللہ عنہ جنکو علی اصغر کہتے تھے جب انکو
ننگے اونٹون پر بٹھا کر دمشق مین یزید بن معاویہ عَلَیْہِمَا یَسْتَحِقُّ اَجْزَاہُ اللّٰہُ دُوْنَ اَبِیْہِ یعنے اسپر وہ
جزا ہو جسکا وہ مستحق ہے مگر اسکے باپ کے سوا کے پاس لائے ایکنے پوچھا کَیْفَ اَصْبَحْتُمْ یَا عَلِیُّ
وَیَا اَھْلَ بَیْتِ الرَّحْمَۃِ قَالَ اَصْبَحْنَا مِنْ قَوْمِنَا بِمَنْزِلَۃِ قَوْمِ مُوْسٰی مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یُذَبِّحُوْنَ

اَبنَائَهُم وَیستحیُونَ نِسَائَهُم فَلَانَدرِی صَبَاحَنَا مِن مَسَائِنَا مِن حَقِیقَةِ بَلَوئِنَا

یعنے ای علی اے رحمت للعلمین کے اہل بیت آپ کو کیسا دن چڑہا ہوا انہون نے جواب دیا کہ ہماری قوم کے ظلم سے ہمکو ایسا دن چڑہا جیسا کہ قوم موسی کا آل فرعون کے ظلم سے کہ وہ انکے لڑکون کو ذبح کرتے اور لڑکیون کو زندہ چھوڑتے پس اپنی مصیبت کی حقیقت سے ہم دن اور رات نہین جانتے ہم اپنے خداوند تعالی کی نعمتون کے شکر گذار ہین اور اسکی بلاؤن پر صبر کرتے ہین اور حکایات سے کہ ہشام عبد الملک کا بیٹا مروان کا پوتا ایک سال حج کو آیا اور خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا اُس نے حجر اسود کو چومنے کا ارادہ کیا خلقت کی بھیڑ بہاڑ کے سبب راستہ نہ پایا تو ممبر پر چڑہا اور خطبہ شروع کیا اُسیوقت امام زین العابدین علی بن حسین چہرہ بدر کی طرح روشن کپڑے خوشبودار اور رخسارے چمکدار مسجد مین آئے اور طواف کیا جب حجر اسود کے پاس آئے تو لوگ حجر اسود کے پاس سے آپکی تعظیم کیلئے جگہ خالی کرنیکو تیار ہوئے تاکہ آپنے حجر اسود کو چوما شام کے لوگون سے ایک شخص نے جب یہ صورت دیکھی تو ہشام کو کہا کہ یا امیر المومنین آپکو حجر اسود چومنے کا رستہ نہ ملا حالانکہ آپ امیر المومنین ہین وہ جوان خوبصورت جب آیا تو سب لوگ حجر اسود کے پاس سے دور ہوئے اور حجر اسود اُسکے واسطے خالی کر دیا ہشام نے کہا مین اُسکو نہین پہچانتا اُسکا مطلب یہ تہا کہ شام کے لوگ اُسکو پہچان نہ لین اور اُسکے مددگار نہ ہو جائین اور اُس کی امیرنیائی مین رغبت نکرین فرزدق شاعر وہان کہڑا تھا اُس نے کہا مین اسکو اچھی طرح پہچانتا ہون لوگون نے پوچھا کہ اے ابا فراس وہ کون ہے ہمکو اُس سے خبر دے کہ وہ بڑا ہیبت ناک جوان ہے فرزدق نے کہا کہ سنو مین اُسکی صفت اور نسب سناتا ہون فَانشَادَ فَرَزدَقُ یَقُولُ یعنے یہ کہکر فرزدق نے شعر کہنا شروع کیا

قصیدہ۔

هٰذَا الَّذِی تَعرِفُ البَطحَاءُ وَطاءَتَهٗ
یہ وہ شخص ہے جسکے آثار یعنے نشان قدم مکہ کے لوگ جانتے ہین

وَالبَیتُ یَعرِفُهٗ وَالحِلُّ وَالحَرَمُ
اور خانہ کعبہ اور حل و حرم سب اِس کو جانتے ہین

هٰذَا ابنُ خَیرِ عِبَادِ اللّٰهِ کُلِّهِم
یہ خدا کے سب بندون سے اچھے کا بیٹا ہے۔

هٰذَا التَّقِیُّ النَّقِیُّ الطَّاهِرُ العَلَمُ
یہ پرہیزگار صاف پاک ۔ اور مشہور آدمی ہے

هذا ابن فاطمة الزهراء ان کنت جاهله
یہ فاطمۃ الزہرا کا بیٹا ہے اگر تو اسکو نہین جانتا
یُبین نور الهدی من نور طلعته
اور اسکی نورانی صورت سے ہدایت کا نور ظاہر ہوتی ہین
یغضی حیاءً و یُغضی من مهابته
آنکھین بند کرتا ہے اور اسکی ہیبت سے آنکھین بند کی ہوتی ہین
اذا راته قریش قال قائلها
جب قبیلہ قریش اسکو دیکھے تو ان سے کہنے والا کہتا ہے
ینمی الی ذروة العز التی قصرت
ایسی بلندی عزت پر ترقی یاب ہے جس کے
من جده وان فضل الانبیاء له
اس کے نانا کی بزرگیون سے نبیون کی فضیلت کم ہوئی
یکاد یمسکه عرفان راحته
قریب ہے کہ جب حجر اسود چومنے کو آوے تو اسکی ہتھیلی کی پہچان
فی کفه خیزران ریحه عبق
اسکے ہاتھ چھڑی شاہانہ ہے جسکی خوشبو پھیلتی ہے
سهل الخلیقة لا یخشی ابوادره
نرم خلق ہے کہ اسکی یکایک آنیوالی غصہ سے خوف نہین ہوتا
مشتقة من رسول الله نبعته
اسکی شاخ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نکلی ہوئی ہے
فلیس قولک من هذا بضائره
پس تیرا اس قسم کا قول ضرر دینے والا نہین ہے

بجده انبیاء الله قد ختموا
اسکے نانا پر اللہ تعالیٰ کے نبی ختم ہوئے
کالشمس ینجاب عن اشراقها الظلم
جیسا کہ آفتاب کی روشنی سے اندھیری جاتی رہتی ہین
فما یکلم الا حین یبتسم
پس ہیبت کا اثر شاہانہ کے سبب ہنسکر کلام کرتا ہے
الی مکارم هذا ینتهی الکرم
اسکی بزرگی کیطرف سب بزرگیان انتہا پاتی ہین
عن نیلها عرب الاسلام والعجم
پانیسے عرب کر اور عجم کے اہل اسلام حاضر ہین۔
من فضله وانت له الامم
اور اسکے فضیلت کو سب امتون کی فضیلت کم ہوئی
رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم
کعبہ کے بیرونے دیوار کے رکن سے بند رکھے
من کف اروع فی عرنینه شمم
اور اسکی خوشبو ہتھیلی سے گرد و نواح مین پھیلی ہوئی ہے
بزینة اثنان حسن الخلق والشیم
سبب اسکو دو خوبیون کے جو حسن خلق اور خصلت ہے
طابت عناصره والخیم والشیم
اسکا عنصر اور خو اور خصلات خوش ہے۔
العرب تعرف ما انکرت والعجم
جسکا تو انکار کرتا اسکو عرب اور عجم لوگ جانتے ہین۔

كِلْتَا يَدَيْهِ غِيَاثٌ عَمَّ نَفْعُهُمَا

انکی دونو ہاتھ محتاجون کیلیے فریادرس ہین انکا نفع عام ہے

عَمَّ الْبَرِيَّةَ بِالْإِحْسَانِ فَانْقَشَعَتْ

خلقت پر احسان عام کیا جس سے

لَا يَسْتَطِيعُ جَوَادٌ بُعْدَ غَايَتِهِمْ

کوئی بخشش کرنیوالا اسکی حد سے دور ہونیکی طاقت نہین رکھتے

هُمُ الْغُيُوثُ إِذَا مَا أَزْمَةٌ أَزَمَتْ

وہ بارش ہین جب قحط سالی سخت ہو۔

مِنْ مَعْشَرٍ حُبُّهُمْ فَرْضٌ وَبُغْضُهُمْ

اس جماعت سے ہین جنکی محبت فرض ہے اور انسے عداوت

إِنْ عُدَّ أَهْلُ التُّقَى كَانُوا أَئِمَّتَهُمْ

اگر پرہیزگارون کا شمار کیا جاے تو یہ انکے امام ہین۔

لَا يَنْقُصُ الْعُسْرُ بَسْطًا مِنْ أَكُفِّهِمْ

ان کی ہاتھونکی کشائش کو تنگی کم نہین کرتے

اللهُ شَرَّفَهُ قِدْمًا وَفَضَّلَهُ

اللہ تعالی نے قدیم سے اسکو شرف اور فضیلت دی

مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِكْرِ اللهِ ذِكْرُهُمْ

اللہ جل جلالہ کے ذکر کے بعد انکا ذکر سب سے مقدم ہے

مَنْ يَعْرِفِ اللهَ يَعْرِفْ أَوَّلِيَّتَهُ

جو شخص اللہ تعالی کو پہچانتا ہے وہ اسکی اولی ہونیکو پہچانتا ہے

أَيُّ الْقَبَائِلِ لَيْسَتْ فِي رِقَابِهِمْ

کونسے قبیلے ہین جن کی گردنون پر

يُسْتَوْكَفَانِ وَلَا يَعْرُوهُمَا الْعَدَمُ

بخشش کرتے ہین اور نیستی انکو خالی نہین کرتے

عَنْهَا الْغَيَابَةُ وَالْإِمْلَاقُ وَالظُّلَمُ

گمراہی اور تنگدستی اور ظلم تتربتر ہوگئے

وَلَا يُدَانِيهِمْ قَوْمٌ وَإِنْ كَرُمُوا

اور کوئی قوم انکے قریب نہین پہنچی گو وہ بزرگ ہون

وَالْأُسْدُ أُسْدُ الشَّرَى وَالنَّاسُ مُحْتَدِمُ

اور شیر شیر بھاری ہو اور آدمی گرمی مین جلنے والے ہون۔

كُفْرٌ وَقُرْبُهُمُ مَنْجًى وَمُعْتَصَمُ

کفر ہے اور انکی نزدیکی ہونے سے نجات اور جاے پناہ ہے

أَوْ قِيلَ مَنْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ قِيلَ هُمُ

اور اگر اہل زمین سے اچھے لوگ پوچھے جائین تو کہا جاتا ہے کہ یہی ہین

سِيَّانِ ذَلِكَ إِنْ أَثْرَوْا وَإِنْ عَدِمُوا

اگر دولتمند ہون یا نادار تو یہ دونو حال انکے برابر ہین

جَرَى بِذَلِكَ فِي اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

لوح و قلم مین بھی حکم جاری ہوا ہے۔

فِي كُلِّ يَوْمٍ وَمَخْتُومٌ بِهِ الْكَلِمُ

ہر روز اور کلمات اس پر ختم ہوئے۔

وَالدِّينُ مِنْ بَيْتِ هَذَا نَالَهُ الْأُمَمُ

اور دین انہی گھر سے لوگون نے پایا ہے۔

لِأَوَّلِيَّةِ هَذَا أَوْ لَهُ نِعَمُ

اس کے بزرگون کے یا اس کے نعمتین نہین

ایسے ہی انکی صفت مین چند کلمے کہے اور انکی اور دوسرے اہل بیت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی بہت تعریف کی ہشام اُسپر خفا ہوا اور حکم دیا تا کہ اسکو عسفان مین قید کیا گیا۔ یہ مکہ اور مدینہ مین ایک کنوان ہے جب یہ خبر ٹھیک اُس سید کو پہونچی آپنے فرمایا تا کہ بارہ ہزار درم و دینار ہشام کے پاس لیگئے اور یہ بھی فرمایا کہ فرزدق کو کہدو کہ یا ابو فراس ہمکو معاف رکہہ کہ ہم آزمائش مین یعنے مصیبت مین گرفتار ہین اور اس سبب سے کچھہ نقد ہمارے پاس نہین یہی موجود تھا جو تجھکو بھیجدیا فرزدق نے وہ نقد واپس بھیجکر کہا کہ اے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹے مینے نقد کی طمع پر امیرون اور بادشاہون کے حق مین شعر کہے ہین اور انمین جھوٹھی تعریفین بیان کی ہین مینے یہ بیت اُن ہی بعض کے کفارہ کیواسطے اور خداوند تعالی اور فرزندان رسول کی دوستی کی خاطر کہے ہین جب یہ پیغام والپس امام زین العابدین کو پہنچا تو فرمایا پھر جاؤ اور یہ نقدی اُسے دو اور کہو کہ اے ابو فراس اگر تو ہمکو دوست رکہتا ہے تو یہ بات پسند نہ کر کہ جو چیز ہم کسی کو دین پھیر لین جبکہ اپنے ملک سے باہر کردی ہو۔ پھر فرزدق نے وہ قبول کی اور آنحضرت کی مناقب اتنے بڑے ہین جو جمع نہین ہوسکتے۔ اور اُن اہل بیت سی معاملت کی دلیل غالب ہونیکی اور صاحبان مشاہدہ کی ظاہر حجت اولاد نبی کا امام اور نسل علے سی برگزیدہ ابو جعفر محمد بن علے بن حسین بن علے کرم اللہ وجہ بن ابیطالب امام باقر رضی اللہ عنہ اور یہ بھی کہتے ہین کہ آپکے کنیت ابو عبد اللہ اور لقب باقر تھا علمون کی باریکیان اور لطیف اشارے کتاب خدائے عزوجل مین بیان کرنا انسے خاص ہے اور انکی کرامتین مشہور اور نشان روشن اور دلائل واضح ہین کہتے ہین کہ ایک وقت بادشاہ نے آپ کی شہید کرنیکا ارادہ کیا اور ایک آدمی کو بھیجکر انکو بلایا جب آپ اُسکے پاس آئے تو اُسنے عذر خواہی کی اور تحفہ دیا اور اچھی صورت پر واپس کیا۔ لوگون نے اُس سے پوچھا کہ اے بادشاہ تو نے پہلے انکی مار ڈالنے کا ارادہ کیا اب ہمنے تجھکو اُس سے دوسری طرح معاملہ کرتے دیکھا کیا وجہ ہے اُسنے جواب دیا کہ جب وہ میرے پاس آیا تو مینے دو شیر دیکھے ایک اُسکے داہنے طرف اور دوسرا بائین طرف مجھے کہتے تہے کہ اگر تو اسکا قصد کریگا تو تجھکو ہلاک کرینگے۔ روایت کرتے ہین کہ اسنے قول عزوجل یعنے آیت فَمَنۡ یَّكۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَیُؤۡمِنۡ

بِاللّٰہِ ترجمہ پس جو شخص طاغوت سی منکر ہوتا ہے اور اللہ تعالی پر ایمان لاتا ہے) کی تفسیر مین
فرمایا کُلُّ مَنْ شَغَلَکَ عَنْ مُطَالِعَۃِ الْحَقِّ فَھُوَ طَاغُوتُکَ یعنے جو تجھے یاد الٰہی سے ہٹائے
وہ تیرے واسطے طاغوت یعنی بازدارندہ ہے اب خیال کر کہ تو کس چیز سے محجوب ہے یعنی کونسی چیز
تیرے واسطے یاد الٰہی سی حجاب یعنی روک ہے جسکے سبب تو یاد حق سے رہگیا ہے اُس چیز کی
ترک کرتا تجھے مکاشفہ ہوجائی یعنے علم باطنی کھل جائے اور تو در پردہ اور رکا رہے اور جو رک جائے
اُسکو لائق نہین کہ نزدیکی کا دعوی کرے - اور آپکے خاصون سے ایک شخص روایت کرتا ہے کہ
جب تھوڑی سی رات گذر جاتی آپ وردون سے فارغ ہوتے تو مناجات بلند آواز سے شروع
کرتے اور کہتے کہ اے میرے اللہ اے میرے مالک رات آئی ہے اور بادشاہون کے اختیار ولایت
تمام ہوئی اور آسمان پر ستارے ظاہر ہوئے اور سب خلقت سو گئی اور گم ہوئی اور لوگون کی آواز
ٹھہر گئی اور آنکھین سو رہی اور لوگ خلقت کے دروازہ سے بھاگ اور بنو امیہ نے آرام کیا اور
اپنی کار آمد چیزین پوشیدہ کین اور اپنے دروازے بند کیے اور نگہبان قایم کردیئے اور جو لوگ اُنسی
کچھہ ضرورت اور حاجت رکھتے تھے وہ حاجتین چھوڑ دین بار خدایا آپ زندہ اور قایم اور دیکھنے
والے اور جاننے والے ہین اور سونا اور اونگھنا آپ پر روا نہین اور جو لوگ آپکو اس صفت پر نہ
سمجھین وہ کسی نعمت کے لائق نہین اے وہ ذات پاک کہ ایک چیز آپکو دوسری چیز سے ہٹا
نہین رکھتی اور آپکے بقا مین رات دن سے کچھہ خلل نہین آتا اور جو آپسے دعا کرے آپکی جو مونون
سے آپکی جناب سے مراد چاہے اِس سوالی کا رد کرنا آپ پر روا نہین زمین آسمان سب جو دعا
کرے آپ اُسکو رد نہین فرماتے بارخدایا جب مین موت اور قبر اور حساب یاد کرتا ہون تو دلکو دنیا سی
کس طرح خوش کرون جب نامہ اعمال کے پڑہنے کو یاد کرتا ہون تو دنیا کی کسی چیز پر کس طرح آرام
کرون اور جب ملک الموت کو یاد کرتا ہون تو دنیا سے کس طرح فائدہ چاہون پھر مین چیز آپ
ہی سے چاہتا ہون اسلئے کہ ذات پاک کو ایک جانتا ہون جناب پاک مین جو عرض کرتا ہون اُسکا
یہ مطلب ہے کہ موت کی حالت مین خوشی بے عذاب عطا ہو اور حساب کے وقت خوشی بے عذاب رحمت

ہو یہ دعائین مانگتے اور روتے تا ایک رات مینے انہین کہا کہ اے میرے سید اور میرے باپ دادا کی سید کب تک
زاری کروگے اور کب تک شور کروگے آپنے جواب دیا ای دوست یعقوب کا ایک یوسف گم ہوا
اسقدر روئے کہ بصارت جاتی رہی اور آنکہین سفید ہوگئین اور مینے اٹھارہ آدمی اپنے باپ
حسین اور قتیلان کربلا کے ساتہ گم کئے ہین تو مین اس سے کم نہین کہ انکے فراق مین آنکھین سفید نہ
کرون اور یہ مناجات عربی مین بہت فصیح ہے لیکن طول طویل کی ترک کے واسطے اسکے معنے فارسی
مین لکھتا ہون تاکہ دوبارہ نہو جائے اور پہر اسکو انشاءاللہ تعالی اور جگہ لاؤنگا اور ان اہل بیت
سے سنت کا یوسف طریقت کا جمال معرفت کی کشتی برگزیدہ کے زینت ابو محمد جعفر بن محمد صادق
بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم بن ابیطالب بلند حال اور نیک خصلت ہوئے ہین
ظاہر مین آراستہ خصلت مین آباد اور سب علمون مین انکے اشارے خوبصورت ہین اور
مشائخ رضی اللہ عنہم کے درمیان دقیق کلام اور واقفیت معنی مین مشہور ہین اور طریقت کی
بیان مین انکی کتابین مشہور ہین انکی روایت کرتے ہین کہ فرمایا مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ اَعْرَضَ عَمَّا سِوَا
یعنے جس نے اللہ جل جلالہٗ کو پہچانا اس نے ماسوائے اللہ سے منہ موڑ لیا عارف آدمی غیر اللہ سے
منہ موڑتا ہے اور اسباب کے ترک کرتا ہے اسلئے کہ اس ذات پاک کا پہچاننا عین غیر ونکی ناشناسی ہے
کیونکہ غیر اللہ سے ناواقف ہونا اللہ تعالی کی شناخت سے ہے اور اس کے غیر کی شناخت اسکی ناواقفیت
سے ہے پس جو عارف اللہ تعالی کا ہوگا وہ خلقت اور اسکی فکر سے جدا ہوگا اور اس ذات پاک
کی طرف ملا ہوا غیر اللہ کو اس کے دل مین وہ قدر نہین ہوتا کہ انکی طرف توجہ کرے اور باوجود انکی
اسقدر خطرہ نہین کہ دلمین انکا ذکر لاوے اور یہ بھی ان سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے فرمایا
لَا تَصِحُّ الْعِبَادَۃُ اِلَّا بِالتَّوْبَۃِ لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدَّمَ التَّوْبَۃَ عَلَی الْعِبَادَۃِ یعنے عبادت صحیح نہین
ہوتی مگر توبہ سے اور تحقیق اللہ تعالی نے توبہ کو عبادت پر مقدم فرمایا ہے قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی
اَلتَّائِبُوْنَ الْعَابِدُوْنَ ترجمہ توبہ کرنیوالے عبادت کرنیوالے عبادت بدون توبہ کی درست نہین
ہوتی اسلئے اللہ جل جلالہٗ نے توبہ کو عبادت پر مقدم فرمایا کیونکہ توبہ ابتدائے مقامات ہے

اور بندگی اسکی انتہا جب خداوند تعالیٰ نے گنہ گارون کا ذکر کیا تو توبہ فرمائی اور فرمایا کہ تُوبُوا
اِلَی اللّٰہِ جَمِیعًا یعنے سب اللہ تعالیٰ کیطرف توبہ اور رجوع کرو اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کو یاد کیا تو عبودیت سے یاد کیا اور فرمایا فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی یعنے اللہ تعالیٰ
نے اپنے بندہ کی طرف پیغام کیا جو پیغام کیا۔ اور حکایتون مین مینے دیکھا ہے کہ داؤد طائی
رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب کے پاس آئے اور کہا اے رسول اللہ کے بیٹے مجھے کوئی نصیحت فرماؤ کیونکہ
میرا دل سیاہ ہوگیا ہے انھون نے جواب دیا کہ اے ابا سلیمان آپ اپنے زمانہ کے زاہد ہین آپکو میری
نصیحت کی کیا ضرورت ہے داؤد طائی نے فرمایا کہ اے فرزند پیغمبر خداوند تعالیٰ نے آپ کو سب خلقت
پر فضیلت دی ہے آپکو سب کے لئے نصیحت کرنا واجب ہے امام صاحب نے فرمایا کہ اے ابا سلیمان مین
ڈرتا ہون کہ قیامت کو میرا دادا بزرگوار مجھے گرفت کرے کہ تونے حق متابعت ادا نہین کیا او
یہ کام نسب صحیح اور نسبت کے قوی نہین ہوتا یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک اچھے معاملت یعنی برتاؤ
سے ہے داؤد طائی رونے لگا اور کہا کہ اے خداوند عزوجل جسکا خمیر نبوت کے پانی سے ہے اور اسکی طبیعت
کی ترکیب دلائل روشن سے ہے اور جسکا دادا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اور ماں بتول یعنے
فاطمۃ الزہرا ہے اوسکی یہ حالت ہے داؤد کون ہوتا ہے جو اپنے معاملہ پر غرہ ہو یہ بھی انہین سے روایت
ہے کہ ایک روز اپنے غلامون مین بیٹھے تھے اور اُن سے کہتے تھے کہ آؤ ہم بیعت یعنی عہد کرین کہ قیامت
کے دن جو شخص ہم مین سے نجات پائے وہ سب کی شفاعت کرے اورون نے کہا کہ اے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹے آپکو ہماری شفاعت کی کیا پرواہ ہے کیونکہ آپ کے جد مبارک سب خلقت
کے شفیع ہین امام صاحب نے کہا کہ مین اپنے ان فعلون کے ساتھہ شرم رکھتا ہون کہ دادا بزرگوار کو
کس طرح منہ دکھاؤنگا اور یہ اپنے نفس کی عیب گیری ہے اور یہ صفت کامل صفتون سے
ہے اور سب بار یاب جناب الٰہی کے انبیا اور اولیا اور رسول ایسی صفت پر ہوئی ہین رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا بَصَّرَہٗ بِعُیُوْبِ نَفْسِہٖ جب اللہ تعالیٰ
بندہ سے نیکی چاہتا ہے تو اسکو اسکی عیب نفس سے بینا کرتا ہے جو صاحب نظر تواضع اور عبادت کے

رو سے سب جھکائے اللہ تعالی سے دنیا اور عاقبت مین اپنی مرادین حاصل پائی اگر مین سب اہل بیت رضی اللہ عنہم کا ذکر کرون اور ہر ایک کے مناقب شمار کرون تو اس کتاب مین انکی گنجائش نہین اسقدر تجھے کافی ہے اور ہدایت اس کی قوم کیواسطے جنکی عقل نے دریافت کی پوشاک پہنی ہے خواہ مریدان یا منکران طریقت سے ہون انکو کافی ہے اس کتاب مین مختصر طور پر اب اصحاب صفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتا ہون اس سے پہلے مینے ایک کتاب منہاج الدین نام تصنیف کی ہے اوسمین ہر ایک کے مناقب مفصل بیان کئے ہین لیکن یہان صرف انکے نام اور کنیت بیان کی ہے تاکہ تجھے خداوند تعالے عزت دے تیرا مقصود حاصل ہو واللہ اعلم بالصواب

یہ باب اہل صفہ کے ذکر مین ہے

جاننا چاہئے کہ امت کا اسبات پر اتفاق ہی کہ اہل صفہ خاص اصحاب رسول اللہ علیہ وسلم کے تھے جو مسجد مقدس مین حاضر باش اور صرف عبادت مین آمادہ اور دنیا سے تارک تھے اور کسب چھوڑا ہوا خداوند عز وجل نے انکے حق مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ الآیۃ ترجمہ اور دور مت کران لوگون کو جو صبح اور شام اپنے رب کو یاد کرتے ہین اور ذات ربانی کے طلبگار ہین۔ قرآن مجید مین انکی فضیلتین بیان ہین اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے بہی کئی حدیثین انکی فضیلت مین ہمکو ملی ہین ہم نے تھوڑا سا انکا ذکر کتاب کے مقدمہ مین لکھا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے وَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَصْحَابِ الصُّفَّۃِ فَرَاٰی فَقْرَهُمْ وَجُهْدَهُمْ وَطِیْبَ قُلُوْبِهِمْ فَقَالَ اَبْشِرُوْا یَا اَصْحَابَ الصُّفَّۃِ فَمَنْ بَقِیَ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَی النَّعْتِ الَّذِیْ اَنْتُمْ عَلَیْهِ رَاضِیًا بِمَا فِیْهِ فَاِنَّهٗ مِنْ رُفَقَائِیْ فِی الْجَنَّۃِ اس حدیث کے معنے یہ ہین کہ جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم انپر گذرے اور انکو دیکھا کہ صف باندھے کھڑے ہوئے اور انکی حالت فقر اور ریاضت کو ملاحظہ فرمایا کہ انکے دل اس فقر اور ریاضت

مین خوش ہین تو فرمایا اے اصحاب صفہ تمکو بشارت ہو پس جو شخص میری امت سے تمہاری
اس صفت پر راضی ہوگا وہ بہشت مین میرے رفیقون سے ہوگا یعنے جو لوگ تمہارے بعد اس
صف پر آوینگے اور اپنی ریاضت اور فقر پر راضی ہونگے وہ بھی میرے رفیقون سے ہونگے انہین سے ایک
حضرت جبار کا منادی کرنیوالا اور محمد مختار کا برگزیدہ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ ہوا ہے دوسرا
مالک بے نیاز کا دوست اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا محرم حال ابو عبداللہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
ہے تیسرا مہاجر اور انصار سے سپاہی اور خداوند تعالی کا رضا جو ابو عبیدہ بن عامر بن عبداللہ الجراح
رضی اللہ عنہ اور چوتھا اصحاب کا برگزیدہ اور زینت ابو الیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ
پانچوان علم کا خزانہ حلم کا گنج ابو مسعود عبداللہ بن مسعود زہری رض ہے چھٹا درگاہ عظمت کا
پنجہ زن عیب اور آفت سے پاک عتبہ بن مسعود عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بھائی ہے ساتوان گوشہ
نشینی کا رہرو اور گناہ اور لغزش سے منہ پھیرنے والا مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ ہے آٹھوان
مقام پرہیز کی طرف بلانیوالا اور بلا اور مصیبت پر راضی خباب بن ارت رض عنہ نوان درگاہ صفا
کا قاصد اور بارگاہ بقا کا طالب صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ ہے دسوان سعادت کی ڈبہ کے
موتی قناعت کا سمندر عتبہ بن خزوان رضی اللہ عنہ ہے گیارہوان فاروق کا بھائی اور
دونون جہان اور خلقت سے روگردان زید بن الخطاب رض ہے بارہوان مشاہدات کی طلب
مین ریاضتین اٹھانیوالا ابو کبشہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا دوست ہے رض تیرہوان عزیز اور
تائب اور سب سے خالق کیطرف رجوع کرنیوالا ابو المرثد کنانہ بن الحصین العدوی رضی اللہ عنہ
چودہوان طریق تواضع کا آباد کرنیوالا اور حجت قاطع کا راستہ طے کرنیوالا حذیفہ بن الیمانی
رضی اللہ عنہ ہے پندرہوان عذاب سے ڈرنیوالا مخالفت کے طریق سے بھاگنے والا عکاشہ بن المحصن رض
سولہوان مہاجر اور انصار کی زینت اور نبی و قار کا سردار مسعود بن ربیع قاری ہے سترہوان
زہد مین عیسے کی مثال اور شوق الہی مین بدرجہ موسے - ابو ذر جندب بن جنادۃ الغفاری ہے اٹھارہوان
الفاس پیغمبر کا نگہبان سب خیرات کے لائق عبداللہ بن عمر رض ہے انیسوان استقامت مین قایم اور متابعت

میں راست صفوان بن بیضا رضی اللہ عنہ ہے بیسوان صاحب قصد اور تہمت سے خالی ابو درداعویم
عامر کا بیٹا رضہ ہے اکیسوان سید کی درگاہ سی متعلق اور رسول بادشاہ کا برگزیدہ ابو لبابہ بن عبد المنذر رضہ
ہے بائیسوان شرف کی سمندر کے گیا توکل کے سیپ کا موتی عبد اللہ بن بدر جہنی اللہ تعالی اُن سب سے
اور انکی محبوں سے راضی ہوا اگر میں سب کا ذکر کروں تو کتاب بڑی ہو جاوے۔ شیخ ابو عبد الرحمن
محمد بن الحسین السلمی رضی اللہ عنہ جو کلام مشایخ طریقت کا نقل کرنیوالا ہے اُس نے تاریخ لکھی ہے
جسمیں اہل صفہ رضی اللہ عنہم کے الگ الگ مناقب اور فضائل اور نام اور کنیت بیان کئے ہیں
اور مسطح بن ثابت بن عبادہ کا ان سب کا بیان کیا ہے اور میں اسکو دل سے دوست نہیں رکھتا
کیونکہ اُس نے ہی پہلے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر افترا کیا ہے لیکن ابو ہریرہ اور
ثوبان اور معاذ بن حارث اور سائب بن ودلیعہ اور ابو عبس عویم بن ساعدہ اور سالم ابن ساعدہ
اور سالم بن عمر ثابت اور ابو کبر کعب بن عمر رضی اللہ عنہ اور وہب بن الفضل اور وہب بن سیاف
اور عبد اللہ بن انس اور حجاج بن عمر الاسلمے رضی اللہ عنہم اجمعین یہ بھی اصحاب صفہ سے ہوئے ہیں
لیکن کبھی کبھی انہوں نے تعلق کو بھی اختیار کیا ہے مگر سب ایک درجہ میں ہوئے ہیں اور حقیقت
میں صحابوں کا وقت اچھا وقت ہوا ہے اور جس درجہ میں تھی ہر وقت اور زمانہ سے بہتر اور فاضل ہے
اُس کے بعد اللہ جل جلالہ نے انکو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں مشرف فرمایا اور انکی باطنوں کو سب
عیبوں سے بچایا جیسا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ
ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ زمانوں سے اچھا میرا زمانہ ہے پھر جو انکی قریب ہوئے پھر جو انکے قریب ہوئے
اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِیْنَ اتَّبَعُوْ
ھُمْ بِاِحْسَانٍ یعنے سبقت کرنیوالے یعنے آگے بڑہنے والے پہلے مہاجر اور انصار لوگ ہیں اور وہ لوگ
جو نیکی سے انکی تابع ہوئے۔ اب بعض تابعین کا ذکر اس کتاب میں لاتا ہوں تاکہ کامل فائدہ ہو جاوے
اور اصحاب اور تابعین کی زمانہ متصل ہوں واللہ تعالے اعلم بالصواب ❊

اس باب میں ذکر ہے اُن تابعین کا جو مشایخ طریقت کے امام ہوئے ہیں

ان میں سے امت کی آفتاب مذہب اور دین کی شمع خواجہ اویس قرنی رضہ ہیں۔ اہل تصوف میں بر
مشایخ ہوئی ہیں اگرچہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوئے ہیں لیکن زیارت پیغمبر صلے اللہ علیہ
وسلم سے انکو منع کیا گیا تھا اسمیں دو سبب تھے ایک یہ کہ حالت وجد کی غلبہ سے جان بحق تسلیم تھیں دوسرے
والدہ کی خدمت میں فرق نہ آوے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو فرمایا کہ مکان قرن میں
ایک مرد اویس نام ہے کہ قیامت کے روز قبیلہ ربیعہ اور مضر کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ
میری امت کے لوگوں کی شفاعت کریگا اور عمر اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف منہ کر کے فرمایا کہ تم اسکو دیکھو
گے وہ پشت قد مرد ہے اور بال لمبے اور اوسکی بائیں پہلو پر ایک درم کا قدر سفیدی ہوگی لیکن وہ
قسم برص سے نہیں ایسا ہے اسکی ہاتھ کی ہتھیلی پر ہوگا جب اسکو دیکھو گے تو اسکو میرا اسلام پہچانا اور
کہنا کہ میری امت کے حق میں دعا کرے۔ اور جب عمر رضی اللہ عنہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے
مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ بھی انکے ساتھ تھے انہوں نے خطبہ کے درمیان
کہا کہ یا اھل نجد قوموا اے نجدیو کھڑے ہو جاؤ تب نجد کے لوگ کھڑے ہوئے۔ پھر فرمایا تمہارے
درمیان قبیلہ قرن کا کوئی آدمی ہے انہوں نے جواب دیا ہاں تب ایک قوم کو حضرت عمر کے پاس
لائے عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اویس کی خبر پوچھی انہوں نے کہا کہ اویس نام ایک دیوانہ ہے جو
آبادی میں نہیں آتا۔ اور کسی کے پاس نہیں بیٹھتا اور جو چیز لوگ کھاتے ہیں وہ نہیں کھاتا غم اور
خوشی جانتا ہی نہیں جب لوگ ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے اور جب روتے ہیں تو وہ ہنستا ہے عمر رضہ
نے کہا کہ میں اسکو دیکھنا چاہتا ہوں انہوں نے کہا کہ وہ جنگل میں ہمارے اونٹوں کے پاس ہے
دونو کھڑے ہوئے اور اویس رضہ کے پاس گئے وہ نماز میں مشغول تھے دونو صاحب بیٹھے جب حضرت
اویس نماز سے فارغ ہوئے تو انپر سلام کیا اور ہاتھ کی ہتھیلی اور پسلی کا نشان انہیں دکھایا تاکہ
انکو معلوم ہو پھر ان سے دعا چاہی اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا سلام کہا اور وصیت دعائی
امت کا پیغام اسے پہچایا۔ کچھہ دیر انکے پاس رہے پھر حضرت اویس نے فرمایا کہ تمنے تکلیف اٹھائی ہے
اب لوٹ جاؤ کیونکہ قیامت نزدیک ہے پھر ہمکو وہاں ایسا دیدار ہوگا جو نہیں ہٹے گا۔ اب

راستہ قیامت کا خرچ بنانے مین مشغول ہون جب اہل قرن حضرت عمرؓ کے پاس سے واپس ہوئے تو انمین خواجہ اویس کا عزت اور رتبہ بڑہ گیا تب خواجہ اویس وہان چل دیئے اور کوفہ مین آئے حرم بن حبان نے انکو دیکہا اور اسکے بعد کسی نے انکو نہ دیکہا جب تک کہ امیر المومنین نے جنگ پر چڑہائی کی تو حضرت علی کی امداد پر انکے دشمنون سے لڑے لیکن جنگ صفین کے دن شہید ہوئے عَاشَ حَمِیْدًا وَمَاتَ شَہِیْدًا رَضِیَ اللہُ عَنْہُ زندگی قابل تعریف پائی اور شہید ہوکر مرے اُن سے روایت ہے کہ فرمایا اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ سلامتی اکیلا رہنے مین ہے اسلئے کہ جو شخص تنہا ہوا اُسکا دل اندیشۂ غیر سے آزاد ہوتا ہے اور آپنے سب حالتون مین خلقت سے ناامید ہوتا ہے پہر انکی سب آفات سے سلامت رہتا ہے اور اُن سب سے رُک جاتا ہے لیکن جو شخص خیال کرے کہ وحدت یعنے اکیلاپن مین زندگی بسر کرنا محال ہوتا ہے جبتک شیطان اسکے دل کا دوست ہو اور نفس کی اسکے سینہ مین سلطنت ہو کیونکہ تاوقتیکہ دنیا اور عاقبت کا فکر اسکو لاحق ہو اور خلقت کا اندیشہ اسکے سر مین ہو تب تک وحدت نہین ہوتی اسلئے کہ عین چیز سے آرام ہونا اور اسکی بابت اندیشہ ہونا ایک ہی ہے۔ پس جو شخص موحد ہو اگرچہ مجلس مین بیٹھے تو بھی مجلس بر اسکی وحدت کی مزاحم نہین ہوتی ہے اور جو اور خیالات مین مشغول ہو اگرچہ گوشہ نشین ہو تو وہ گوشہ نشینی اسکے فراغت کا سبب نہین ہوتی پس انسانون سے جدا ہونا محبت الٰہی نہین جسکو حق سے محبت ہو اسکو انسانون مین مناضر رہنے نہین دیتا اور جسکو انسان سے الفت ہو خدا کی دوستی کو اسکے دل پر گذر نہین ہوتا بلکہ اسکو خداوند تعالیٰ کی محبت سے خبر نہین لِاَنَّ الْوَحْدَۃَ صِفَۃُ عَبْدٍ صَافٍ اِسْمَعْ قَوْلَ اللہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اَلَیْسَ اللہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ اسلئے کہ وحدت صاف بندہ کی صفت ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کا فرمان سنو کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے لئے کافی نہین ہے انمین سے ایک صفائی کا چشمہ وفا کی کان ہرام بن حبان رضی اللہ عنہ ہے جو بزرگان طریقت سے ہوا ہے معاملہ مین بہت حصہ رکہتا تہا اور اصحاب کرام سے اسکو صحبت حاصل ہوئی ہے اُسنے خواجہ اویس کی زیارت کا ارادہ کیا جب قرن مین گیا تو وہان سے چلے گئے تھے نو امید ہوکر مکہ کو

واپس آیا اسکو خبر ملی کہ وہ کوفہ مین رہتا ہے وہان آیا مگر نہ پایا بہت مدت وہان رہا جب اُس نے
وہان سے بصرہ مین آنا چاہا تو وہان فرات کے کنارہ پر وضو کرتے تھے اور مرقعہ پہنا ہوا انکو پہچان لیا
جب کنارہ فرات سے باہر آکر ریش مبارک کو کنگھی سے آراستہ کیا تو سامنے آکر انکو سلام دیا خواجہ اویس نے
وعلیک السلام کہا ہرم بن حیان ہرم نے کہا کہ مجھے آپ نے کس طرح پہچانا ہے فرمایا عَرَفَتْ
رُوحِی رُوحَکَ یعنے میری جان نے تیری جان کو پہچان لیا کچہ دیر بیٹھے پہر اسکو واپس کیا
ہرم نے کہا ہے کہ دونو امیرون یعنے عمر و علی رضی اللہ عنہما سے میری اکثر باتین ہوئین اور خواجہ
اویس نے میرے پاس عمر رض پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَلِکُلِّ امْرِءٍ مَا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ
وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی الدُّنْیَا یُصِیْبُھَا اَوِامْرَاَۃٍ یَتَزَوَّجُھَا
فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ ترجمہ تحقیق عملون کی جزا نیتون پر موقوف ہے اور ہر مرد کیواسطے
وہی پہل ملتا ہے جو نیت کرے پس جس شخص کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کی خاطر ہے پس اوسکی ہجرت اللہ اور رسول کیواسطے ہی ہے اور جسکی ہجرت دنیا کیطرف ہے
اسکو پہنچیگا یا عورت کی واسطے ہی تو اسکو نکاح مین لائیگا۔ پس اُسکی ہجرت اُسی کی خاطر ہے
جس نیت پر ہجرت کرے پھر مجہے فرمایا عَلَیْکَ بِقَلْبِکَ یعنے تجہے اپنے دل کی حفاظت لازم
ہے دل کو اندیشہ غیر سے دور رکہنا چاہیئے اور اسکی بات کے دو معنے ہین ایک یہ کہ دلکو مجاہدہ سے
حق کی تابع کرے دوسرا یہ کہ آپ کو دل کی تابع کرے اور یہ دونو اصل قوی ہین دلکو حق کے
تابع کرنا ارادت مندون کا کام ہے تاکہ کثرت اور شہوت اور حرص اور خواہش سے دلکو ہٹا
رکہے اور جو اندیشہ درجہ کیموافق نہو اُس سے دلکو جدا کرے تاکہ دل کی صحت کی تدبیر اور حفاظت
کام مین ہو اور نظر نشان قدرت حق مین رکہے تب تو جائے محبت رہی اور آپکے دل کا تابعدار
کرنا کاملون کا کام ہے جنکے دلکو اللہ تعالیٰ نے نور جمال مبارک سے روشن فرمایا ہے اور سب
سببون اور علتون سے چھوڑایا اور اعلیٰ درجہ پر پہنچایا اور قرب کا خلعت انکو پہنایا اور اپنی

عنایت سے اُسپر جلوہ فرمایا اور مشاہدہ اور قرب سے اُس سے سلوک فرمایا پھر اُسنے بدن کو دل کی تابع کیا
پھر دیکھو کہ پہلے وہ لوگ صاحب دل ہوئے ہیں اور دوسرے لوگ مغلوب دل ہوئے ہیں۔ اور جو
صاحب دل ہیں وہ مالک دل ہیں اور باقی الصفتہ اور جو مغلوب دل ہوئے ہیں وہ فانی الصفتہ
ہوئے ہیں اور اس مسئلہ کی اصل اس طرف راجع ہے کہ اللہ جل جلالہٗ نے فرمایا اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ
الْمُخْلِصِيْنَ اور اسمین دو قرأت ہین ایک تو مخلصین کسرہ لام سے پڑھتے ہین اور بعض فتح
لام سے پڑھتے ہین کسرہ لام سے مخلص فاعل باقی الصفتہ ہوتا ہے اور فتح لام سے مخلص مفعول
فانی الصفتہ ہوتا ہے اور یہ مسئلہ اور جگہ زیادہ واضح لکھا جائیگا انشاء اللہ تعالی حقیقت مین جو
لوگ فانی الصفتہ ہوتے ہین وہ زیادہ بزرگ ہوتے ہین کیونکہ یہ بدن کو دل کے موافق بنالیتے
ہین اور انکے دل جناب ربانی مین سپرد ہوتے ہین اور اُس کے مشاہدات مین قائم اور باقی
الصفتہ دل کو تکلف سے موافق امر کرتے ہین اور اس مسئلہ کی بنا ہوش اور مستی اور مشاہدہ اور
مجاہدہ پر ہے واللہ اعلم بالصواب دوسرا ان تابعین سے زمانہ کا امام اور وقت کا یگانہ ابو علی
حسن بن ابی الحسن البصری رحمتہ اللہ علیہ اور بعض نے اُنکی کنیت ابو محمد کہی ہے اور بعض نے ابو سعید
اور اس طریقت والون کے نزدیک اُسکا قدر اور بزرگی زیادہ ہے اور معاملت مین انکے لطیف اشارے
بیان کیے گئے ہین اور حکایتون مین دیکھا گیا ہے کہ ایک اعرابی نے انکے پاس آکر صبر کی بابت پوچھا جواب
دیا کہ صبر دو طرح پر ہوتا ہے ایک تو مصیبتون اور بلاؤن مین صبر ہوتا ہے اور دوسرا خداوند تعالی
کی منع کی ہوئی چیزون سے جنکی متابعت سے اللہ تعالی منع فرماتا ہے اعرابی نے کہا اَنْتَ زَاهِدٌ
مَا رَأَيْتُ اَزْهَدُ مِنْكَ یعنے تو زاہد ہے مینے کبھی تجھسے زیادہ زاہد نہین دیکھا اور نہ زیادہ صابر
حسن نے کہا کہ اے اعرابی میرا زہد سب رغبت ہے اور میرا صبر بیقراری ہے اعرابی نے کہا کہ اسکا
بیان مجھے فرمائیے کیونکہ میرا اعتقاد پریشان ہوا ہے حسن نے جواب دیا کہ میرا بلا مین اور خدا کی منع
کی ہوئی چیزون سے صبر کرنا دوزخ کی آگ سے بچنے کا خوف بیان کررہا ہے اور یہ عین بیقراری ہے
اور جو میرا زہد دنیا مین ہے وہ آخرت کی رغبت کا باعث ہے اور یہ عین رغبت ہی خوشی کی بات یہ ہے

کہ اپنا حصہ دنیا مین صبر حاصل کرے تاکہ اسکا صبر حق کیواسطے ہو نہ اپنے تن کو دوزخ سے بچانے
کیواسطے اور زہد بہی حق کیواسطے ہو نہ بہشت مین پہنچنے کے لیئے اور یہ صحبت اخلاص کا نشان ہے
اور یہ بہی انکا مذکور ہے کہ انہون نے فرمایا کہ اِنَّ صُحْبَۃَ الْاَشْرَارِ یُوْرِثُ سُوْءَ الظَّنِّ بِالْاَخْیَارِ
یعنے جو شخص اس گروہ مین برون کی مجلس مین بیٹھے وہ اُس گروہ کی بزرگون سے بدگمان ہوتا
ہے اور یہ بہت یقینی امر ہے اور اسوقت کی لوگون کے موافق حال جو سب عزیزان جناب حق کے
منکر ہین یہ اس سبب سے ہے کہ ہمی صوفیون کی مجلس مین بیٹھتے ہین اور انکی کام مین خیانت دیکھتے
ہین اور انکی زبان پر جھوٹہ اور غیبت اور انکی کان بیہودہ اور مسخرہ پن سنتے ہین اور انکی آنکہین
کھیل اور شہوت پر اور انکی توجہ حرام مال جمع کرنے پر دیکھتے ہین پہر خیال کرتے ہین کہ صوفیونکا
معاملہ یہی ہے یا صوفیون کا مذہب یہ ہے حاشا وکلا بلکہ صوفیون کے فعل سب بندگی ہین اور
انکی زبان پر کلام حق اور ثمرہ محبت حق ہے اور انکا باطن محبت حق کی جگہ ہے اور انکی کان حق
سننے کا محل اور انکی آنکہہ مشاہدہ جمال کی جگہ اور انکی توجہ محل روائیت مین اسرار کا جمع کرنا۔ اگر
کوئی گروہ ایسا ہو کہ صوفیون کے گروہ مین آکر انکی چال مین خیانت کرے تو خیانت کا وبال
اسی گروہ پر ہوتا ہے جہان کے اشرافون اور نجیبون پر عائد نہین ہوتا پس جو شخص شریر لوگون
کے ساتہ مجلس کرے وہ خود شریر ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ نیک ہوتا تو نیکون کی صحبت مین بیٹہتا پر
ہر ایک کی ملامت اپنی ذات پر ہے کیونکہ وہ نالائق اور اپنے غیر کفو سے صحبت کرتا ہے اور نیک صوفیون
کے منکر خلقت خدائے عزوجل کی نسبت بہت شریر اور رذیل ہین کیونکہ انہون نے شریرون اور
رذیلون سے صحبت کی ہے یا کہ انکو اپنی مرضی کے موافق نہ پایا پس اُن شریرون کے ساتہہ
اُن نیکون کے منکر ہوئے یا نیکونکی پیروی نہ کی جب شریر ہلاک ہوئے وہ بہی انہین کے ساتہ
ہلاک ہوئے سوائے اُن عزیزان خدا اور نیکون کے جو نیک صوفیون کو رضا کی آنکہہ سے دیکہتے
ہین اور جان و دل سے انکی صحبت کی خواہان ہوتے ہین اور سب جہان سے انکا طریق برگزیدہ اور
انکی برکت سے دونو جہان کے مقصد حاصل اور سب چیزون سے جدا اُن معنے مین عربی شعر کہا گیا ہے

فَلَا تَحْقِرَنَّ نَفْسِیْ وَاَنْتَ حَبِیْبُھَا + فَکُلُّ امْرِءٍ یُّصْبُو اِلٰی مَنْ یُّجَانِسُ ترجمہ پس میرے نفس کو حقیر نہ جانو حالانکہ تو اُسکا پیارا ہے۔ اور ہر مرد اپنے ہمجنس سے ملتا ہے تیسرا تابعین سے عالموں کا رئیس اور فقہا کا زیادہ فقیہہ سعد بن مسیب رحمتہ اللہ علیہ کو جو بڑا شان دار اور بلند قدر اور قوم کا عزیز اور خوب سینہ ہوا ہے اُسکی مناقب بہت ہین علم کے فنون۔ فقہ۔ توحید حقائق تفسیر شعر لغت وغیرہ مین انکی بڑی تعریفین ہین کہتے ہین کہ یہ ایسا مرد ہوا ہے کہ ظاہر مین عیار اور طبع مین پارسا اور باطن مین عیار آور یہ طریق تصوف مین قابل التعریف ہی اور سب مشایخ رضہ مین صوف اُن سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا اُرْضِ بِالْیَسِیْرِ مِنَ الدُّنْیَا مَعَ سَلَامَةِ دِیْنِكَ کَمَا رَضِیَ قَوْمٌ بِکَثِیْرِھَا مَعَ ذِھَابِ دِیْنِھِمْ یعنے اگر تیرا دین سلامت رہی اور مال دنیا کم ہو تو راضی ہو جیسا کہ لوگ دنیا کا مال زیادہ ہونے اور دین کے جاتے رہنے سے راضی ہوتے ہین یعنے فقر با سلامت دین غنا با غفلت سے اچھا ہے کہ جب فقیر دل کی طرف خیال کرتا ہے تو زیادہ مالدار ہونیکا اندیشہ نہین کرتا ہے اور جو کچہ میسر ہو اُسپر قناعت نہین کرتا ہے اور غنی جب دل کو دیکھتا ہے تو زیادہ کا اندیشہ پاتا ہے اور جب میسر پر نگاہ کرتا ہے تو مال مشتبہ پاتا ہے پس دوستون کی رضا خداوند تعالی کی خداوندی پر ہے جو بے غفلت ہو۔ غافلون کی رضا سے جو مال دنیا پر آفت اور غرور سے ہوتی ہے بہتر ہے اور حسرت اور ندامت خرابی اور گناہ سے بہتر ہے۔ پس جب بلا آوے تو غافل کہتے ہین الحمد للہ کہ ہمارے بدن پر نہین آئی اور دوست کہتے ہین الحمد للہ کہ ہمارے دین پر نہین آئی کیونکہ جب بدن پر بلا ہو اور دل مین بقا ہو تو بدن پر بلا خوش ہوتی ہے اور جب دل مین غفلت ہو اگرچہ تن نعمت مین ہو وہ نعمت زوال ہوتی ہے پس حقیقت مین رضا وہ ہے کہ کم دنیا کو زیادہ جانے اور زیادہ دنیا کو کم دینا اسلئے کہ اسکا کم زیادہ کی مثل ہی اور یہ بہی اُن سے روایت ہی کہ مکہ شریف مین بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص نے انکے پاس آکر کہا کہ مجھے خبر دیجئے اُس حلال سے جسمین حرام نہو اور اس حرام سے جسمین حلال نہو انہون نے جواب دیا ذِکْرُ اللّٰہِ حَلَالٌ لَیْسَ فِیْهِ حَرَامٌ وَ ذِکْرُ غَیْرِہٖ حَرَامٌ لَیْسَ فِیْهِ حَلَالٌ یعنے اللہ تعالی کا ذکر ایسا حلال ہے جسمین حرام نہین اور اُسکی

باطن میں پارسا

غیر کو یاد کرنا حرام ہے جسمین حلال نہین اسلئے کہ ذکر ذات حق مین نجات ہی اور ذکر غیر مین ہلاک
وباللہ التوفیق **باب** امام مشائخ مین جو آجتک تبع تابعین سے ہین ایک انکا طریقت
کا بہادر اور شریعت مین جہانگیر حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ بلند ہمت اور با قدر اور مردون کے
رتبہ مین بہت بزرگ ابتدا مین انکی توبہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مین ہوئی ہی شروع
زمانہ مین ربا اور ہر جنس کا فساد کرنا خداوند تعالے نے اُس سے توبہ نصوحی قبول فرمائی تاکہ
خداوند تعالی کی جناب کی طرف رجوع کیا کچہہ علم اور معاملہ حسن سی سیکہا اور وہ عجمی زبان تہا
اور عربی مین کلام نکر سکتا تہا خداوند تعالی نے کئی کرامتون سے اُسے خاص کیا اس وجہ پر
پہنچا کہ نماز شام کیوقت حسن کا انکے حجرہ کے دروازے پر گذر ہوا انہون نے نماز شام کی تکبیر کہی تہی اور نماز
مین کہڑے ہوئے تہے حسن آیا اور اقتدا نہ کیا اس سبب سے کہ قرآن پڑہنے پر انکی زبان جاری نہ تہی
جب حسن رات کو سو گئے خواب مین اللہ عزوجل کا دیدار ہوا حسن نے کہا کہ بار خدایا تیری رضا
کس چیز مین ہے تاکہ مین اُسمین مشغول رہون حکم ہوا کہ اے حسن تونے میری رضا پائی تہی
مگر اُسکی قدر نہ جانی عرض کی کہ بار خدایا وہ کیا تہی حکم ہوا کہ کل شام کو اگر تو حبیب کی نماز مین
اقتدا کرتا تو اُسکی نیت کی درستی تجہے اعتبار عبادت کے انکار سے رہا رکہتی اور ہم تجہسے راضی
ہو جاتے اور صوفیون کے گروہ مین مشہور ہے کہ جب حسن بصری حجاج سے بہاگا اور حبیب عجمی
کے حجرہ مین گیا حجاج کے آدمی آئے اور پوچہا کہ اے حبیب تونے حسن کو کہین دیکہا ہے اُس نے
جواب دیا کہ ہان پہر انہون پوچہا کہ کہان ہی اُسنے کہا کہ میرے حجرہ مین وہ حجرہ مین چلے گئے
مگر وہان کوئی نہ دیکہا انہون نے کہا کہ حبیب ہنسی کرتا ہے اُسکو برا بہلا کہا کہ تو سچ نہین کہتا
اُس نے قسم کہا کر کہا کہ مین سچ کہتا ہون دوسرے تیسرے مرتبہ اندر گئے اور نہ پایا اور واپس گئے
حسن نے باہر آکر کہا کہ ای حبیب مین جانتا ہون کہ تیری برکت سی اللہ تعالی نے مجہے انکی
نظر سے بچایا تونے انکو کیون کہا کہ اسی جگہ مین ہے حبیب نے جواب دیا کہ ای اُستاد یہ انکی نظر نہ
آنا میری برکت سی نہین بلکہ میرے سچ بولنے کی برکت سی ہے اگر مین جہوٹ بولتا تو مجہے

اور تجھے رسوا کرتے انکی اس قسم کی بہت کرامتین ہین۔ اُن سے لوگون نے پوچھا کہ خداوند عزوجل
کی رضا کس چیز مین ہے انھنے جواب دیا کہ فِی قَلبٍ لَیسَ فِیہِ غُبَارُ النِّفَاقِ یعنے اُس دلمین
جسمین نفاق کا غبار نہو اسلئے کہ نفاق وفاق کا خلاف ہوتا ہے اور رضا عین وفاق یعنے محبت
اور محبت کا وفاق سے کچھ تعلق نہین اور محبت کا مکان رضا ہے اور رضا دوستون کی صفت
ہے اور نفاق دشمنون کی صفت ہے ۔۔۔۔۔۔ اور یہ بات بہت بڑی
ہے اور دوسری جگہ لاؤنگا۔ انشاء اللہ تعالی وباللہ التوفیق ومنہ العون اور اُنمین سے تابعین
ہے۔ صاحبان اُنس کا نقیب اور جن وانسان کی زینت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ حسن
بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ہمراز تھا اور صوفیون کا بزرگ اُسکی کرامتین مشہور ہین اور ریاضتون
مین خصلتین مذکور ہین دینار غلام تھا اور جب یہ پیدا ہوا اسوقت اسکا باپ غلامی کی حالت
مین تھا اور اسکی توبہ کی ابتدا وہ تھی کہ ایک رات مستون کے گروہ مین خوشی مین مشغول تھا جب
سب سوگئے تو جو عود بجا رہا تھا۔ اُس سے آواز نکلی یا مالِکُ مالکَ ان لا تتوبُ یعنے اے
مالک تجھکو کیا ہوا کہ تو توبہ نہین کرتا اُسیوقت اُن سب باجے ترک کی اور حسن کے نزدیک آیا
اور توبہ مین ثابت قدم ہوا اور اُسکا مرتبہ اس حد تک پہنچا کہ ایک وقت کشتی مین بیٹھے تھے کشتی مین ایک گوہر
غائب ہوا وہ سب سے زیادہ ناواقف تھا اسکو گوہر لیجانے کی تہمت لگائی گئی تب اُس نے
آسمان کیطرف سر اُٹھایا فوراً جو مچھلی پانی مین تھی باہر نکلنے لگی ہر ایک کے منہ مین گوہر لیا ہوا تھا
انہین سے ایک لیا اور اس مرد تہمت دہندہ کو دیا اور خود دریا پر روان ہوئی اور کنارے
پر پہونچی یہ بھی انکا ذکر ہے کہ کہا اَحَبُّ الاَعمَالِ عَلَیَّ الاِخلَاصُ فِی الاَعمَالِ یعنے بہت پیارا
عمل مجھے عملون مین اخلاص ہے اسلئے کہ عمل اخلاص عمل کے لئے ایسا ہے جیسا روح بدن
کیواسطے جیسا کہ بدن بدون روح پتھر ہوتا ہے۔ ویسا ہی عمل بے اخلاص کھیل ہوتے ہے لیکن
اخلاص باطنی عملون سے ہے اور طاعت ظاہری اعمال سے ہے اور ظاہری عمل باطنی عمل سے
کامل ہوتا ہے اور باطنی عمل ظاہری عمل سے قدر رکھتا ہے جیسا کہ اگر کوئی ہزار سال دل سے

اخلاص عمل میں ہونا چاہیے اور

مخلص ہو جب تک اخلاص کے ساتھ عمل نہو اخلاص نہیں ہوتا اگر کوئی ہزار سال ظاہراً
عمل کرتا ہے جب تک اخلاص اور عمل دونوں نہوں وہ عمل طاعت نہیں ہوتا اور ان تبع تابعین
سے بزرگ فقیر سب اولیا پر امیر ابو سلیم حبیب بن سلیم راعی رحمۃ اللہ علیہ ہے مشایخ کے گروہ
میں بڑا درجہ رکھتا ہے اور سب حالات میں اُس کے نشان اور دلائل بہت ہیں اور سلمان فارسی
کا مصاحب تھا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ
خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ یعنے مومن کی نیت اُس کے عمل سے اچھی ہے حبیب بکریاں رکھتا تھا
فرات کے کنارہ پر بیٹھنا اور گوشہ نشینی اُسکا طریق تھا ایک شیخ ذکر کرتا ہے کہ ایک وقت
میں اسپر گذرا وہ نماز میں تھا اور بھیڑیا اسکی بکریوں کی رکھوالی کرتا تھا۔ مینے کہا اس پیر کی
زیارت کروں کہ اسمیں بزرگی کا نشان دیکھتا ہوں کچھ دیر میں منتظر رہا تا کہ وہ نماز سے
فارغ ہوا مینے اُسے سلام کہا اُس نے پوچھا کہ بیٹا کس کام کو آیا ہے مینے کہا تمہاری زیارت
کیواسطے اُس نے کہا جزاک اللہ پھر مینے کہا اے شیخ بھیڑیا تیری بھیڑوں سے موافق
دیکھتا ہوں اُس نے جواب دیا اسلئے کہ بھیڑوں کا گدڑیا خداوند تعالیٰ سے موافق ہے
یہ کہا اور لکڑی کا پیالہ پتھر کے نیچے رکھا اُس پتھر سے دو چشمے جاری ہوئے ایک دودھ کا دوسرا
شہد کا مینے پوچھا اے شیخ یہ تجھے کس طرح حاصل ہوا اُس نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے اور کہا کہ اے بیٹا موسےٰؑ کی قوم اگرچہ مخالف تھی پتھر سے انکو
پانی دیا حالانکہ موسےٰ علیہ السلام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے درجہ میں نہ تھا جب میں محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کا تابعدار ہوں اگر پتھر مجھے دودھ اور شہد دیگا مینے اُسے کہا مجھے نصیحت کیجئے
اُس نے کہا لَا تَجْعَلْ قَلْبَکَ صُنْدُوْقَ الْحِرْصِ وَبَطْنَکَ وِعَاءَ الْحَرَامِ یعنے دلکو حرص کا
صندوق مت بنا اور پیٹ کو حرام کا برتن نہ بنا کیونکہ خلقت کی ہلاکت ان دو چیزوں میں ہے
اور نجات ان دو چیزوں کی حفاظت میں اُس سے کئی روایتیں ہیں لیکن مجھے فرصت
نہیں اور اُس سے زیادہ ممکن نہیں کیونکہ میری کتاب میں غرض تبیین حرسہا اللہ تعالی میں رہ

رہ گئی تھیں اور مین لہاتو علاقہ ملتان مین ناجنسون کے ساتھ گرفتار تہا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ یعنے خوشی اور رنج مین خدا کا شکر ہے اور انہین سے پیر صالح صلاحیت سے مصلح ابو الخیر حماد رم مدنی ہے رضی اللہ عنہ جو بعض مشایخ کا پیشرو ہوا ہے معاملت مین وہ کامل نصیب اور بڑے بزرگ اور فقر مین سچا قدم اور مجاہدہ مین ورزش کامل اور عمر بن عثمان مکی نے اُس کے بارہ مین کوشش کی ہے اور اُسکی کلام سب لوگون مین مقبول اور اکثر کتابون مین درج ہے اور عمر بن عثمان اوس سے روایت کرتا ہے کہ لوگون نے اُسسے پوچھا مَالُکَ قَالَ الرِّضَا عَنِ اللّٰہِ وَالْغِنٰی عَنِ النَّاسِ یعنے تیرا مال کیا ہے اُس نے کہا کہ میرا مال خداوند عزوجل کی رضا ہے اور خلقت سے بے پرواہی اور ضرور جو شخص حق سے راضی ہو وہ خلقت سے غنی ہوتا ہے اور اُسکا بڑا خزانہ خداوند کریم کی رضا ہے اور غنا سے مراد خداوند عزوجل کے غنا ہے پس جو شخص خداوند کریم سے غنی ہوتا ہے وہ غیرون سے غنی ہوتا ہے اور جناب ربانی کے سوا اور رستہ نہین جانتا اور پوشیدہ اور ظاہر اُس کے سوا نہین پکارتا ایک شیخ کہتا ہے کہ مین اسکے پاس آیا وہ سوتا تہا کچھ دیر مین ٹھیر گیا تاکہ وہ بیدار ہوا اور کہا کہ اسوقت مینے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے کہ مجھے تیری طرف پیغام دیا اور کہا کہ ماں کا حق ادا کرنا حج گذارنے سے بہتر ہے لوٹ جا اور اُسکو خوش کرین وہان سے لوٹا اور مکہ شریف کو نہ گیا اور اُس سے اِس سے زیادہ مینے نہین سنا اور انہین سے اہل مجاہدہ کو بلانیوالا اور مشاہدہ کی محل مین قائم محمد بن واسع رضی اللہ عنہ ہین وہ اپنے وقت مین بے نظیر ہوا ہے اور اکثر تابعین کی صحبت اُسے حاصل ہوئی ہے اور متقدمین مشایخ سے بھی بہت آدمی اُسے ملے ہین اور طریق صوفیہ مین کامل نصیب تہا اور طریقت کی حقیقتون مین بڑا کریم النفس اور کامل اشارت ہوا ہے اور اُس سے روایت ہے کہ اُسنے کہا مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اِلَّا وَرَاَیْتُ اللّٰہَ فِیْہِ یعنے مینے کوئی چیز نہین دیکھی مگر اللہ جل جلالہ کو دیکھا ہے اور یہ مشاہدہ کا مقدم مقام ہے کہ بندہ فاعل کی دوستی مین اُس درجہ تک

پہونچے کہ جب کوئی اُسکا کام دیکھے تو کام کی طرف نظر نکرے بلکہ فاعل کو دیکھے جیسا کہ کوئی شخص تصویر کو دیکھے اسمین تصویر بنانیوالے کو دیکھے اور اِس بات کی حقیقت ابراہیم علےٰ نبینا وعلیہ السلام کے قول کیطرف جاتی ہے کہ چاند اور سورج اور ستارہ کو کہا ھٰذا ربی اور وہ غلبہ شوق کی حالت مین تھا کہ جو کچھہ دیکھتا تھا اسمین محبوب کی صفت دیکھتا تھا اسلیے کہ جب دوست نگاہ کرتے ہین تو جہان کو اوسکے قہر سے مقہور اور اُسکے غلبہ سے مغلوب دیکھتے ہین اور ہستی کا وجود قدرت فاعل کے پہلو مین پراگندہ دیکھتے ہین اور تلوین کی حالت مین نا چیز جب شوق کی نگاہ سے اُسے دیکھتے ہین تو مقہور کو نہین دیکھتے بلکہ قاہر ہی جلوہ نما ہوتا ہے اور مفعول کو نظر مین نہین لاتے بلکہ فاعل ہی مشاہدہ مین آتا ہے اور مخلوق کا خیال ہے نہین ہوتا بلکہ خالق ہی دکھائی دیتا ہے اور مشاہدہ مین اسکو واضح کیا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہان بعض لوگ غلطی کھاتے ہین اور کہتے ہین کہ ایک شخص نے کہا ہے رَاَیتُ اللہَ فِیہِ یعنے مینے اس مین اللہ کو دیکھا یہ کلام مکان اور جزو اور حلول کا تقاضا کرتی ہے اور یہ محض کفر ہے اسلیے کہ مکان اور مکان پذیر ایک جنس کی ہوتی ہین اگر کوئی یہ مقرر کرے کہ مکان مخلوق ہے تو مکان پذیر بھی مخلوق ہوگا اور اگر مکان پذیر قدیم ہوگا تو مکان بھی قدیم ہوگا اور اس بات مین دو فساد لازم ہوتے ہین مخلوق کو قدیم یا خالق کو مُحدِث کہنا۔ اور یہ دونو حکمات کفر ہین نتیجہ یہ ہوا کہ چیزون مین اسی جل جلالہ کو دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ نشان قدرت اور دلائل اور براہین قوی جل عظمتہ اُن چیزون مین عیان ہین اِس وجہ پر کہ مینے پہلے بیان کیا اور اُس مین لطیف رمزین ہین کہ اپنے موقع پر ذکر ہونگی انشاء اللہ تعالےٰ (۱) اور اُن تبع تابعین سے امامون کا امام اور اہل سنت جماعت کا پیشوا اور فقہا کا شرف علما کی عزت ابو حنیفہ نعمان بن ثابت الخزاز رضی اللہ عنہ ہین مجاہدات اور عبادات مین وہ ثابت قدم تھے اور طریقت مین رسا ہونے کے باعث انکی بڑی شان تھی انہون نے ابتدائے حال مین گوشہ نشینی کا ارادہ کیا اور خلقت سے بالکل بیزار ہوئی یہانتک کہ خلقت سے باہر نکلجانے کا خیال کیا کیونکہ انہون نے خلقت مین

ریاست اور رتبہ پانے کی تمنا سے دلکو پاک اور خالی اور مہذب کر دیا تھا اور صرف اللہ جل جلالہ کے
شوق میں قایم ہوئے - پہر ایک رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی ہڈیاں
مبارک آپ کی لحد سے جمع کرتے تھے اور انمیں سے بعض کو اختیار کرتے تھے ہیبت کے سبب خواب سے
بیدار ہوئے ایک اصحاب سے جو ابن سیرین نام سے تعبیر پوچھی تو انہوں جواب دیا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
کے علم اور جناب کی سنت کی حفاظت میں تو بہت بڑے درجہ تک پہونچیگا یہانتک کہ اسمیں تیرا
تصرف ہو جائیگا کہ صحیح اور غلط میں فرق کریگا دوسرے مرتبہ خواب میں پیغمبر صلے اللہ علیہ
وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا جناب نے فرمایا کہ اے ابو حنیفہ تجھے میری سنت زندہ کرنیکے واسطے
زندہ کیا گیا ہے گوشہ نشینی کا ارادہ مت کر اور امام صاحب اکثر مشائخ کے استاد ہوئے ہیں جیسا کہ
ابراہیم ادہم اور فضیل بن عیاض اور داؤد طائی اور بشر حافی وغیرہ ان سے فیضیاب ہوئے ہیں
قصہ یہ لکہا ہوا اور مشہور ہے کہ ابو جعفر منصور حاکم کیوقت میں انتظام امور شرعیہ کی تدبیر کی گئی کہ
چار شخص سے ایک کو قاضی بنادیں انمیں سے ایک امام اعظم یعنے ابو حنیفہ تھے دوسرے سفیان
ثوری تیسرے مشعر بن کرام چوتھا شریح رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور یہ چاروں ذی عالم ہوئے ہیں
ابو جعفر منصور نے آدمی بھیجکر انکو بلایا جب راستہ میں وہ جارہے تھے تو ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے
کہا ... کہ جس کام کو ہم جارہے ہیں میں اپنی سمجھ کے مطابق ہر ایک کے بابت کچھ کہتا ہوں
انہوں نے کہا کہ جو آپ فرمائینگے وہ اچھا ہوگا امام صاحب نے فرمایا میں کسی حیلہ یا بہانہ سے منصب
قضا سے بچونگا اور مشعر دیوانہ بنجائے اور سفیان بہاگ جائے اور شریح قاضی ہو جائے تب سفیان
صاحب تو راستہ میں سے بہاگ کر کشتی میں بیٹھے اور کہا کہ مجھے چھپالو کیونکہ میرا سر کاٹتے ہیں لیکن
یہ حضرت کی حدیث کی تاویل سے جائز رکھا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ جُعِلَ قَاضِیًا
فَقَدْ ذُبِحَ بِغَیْرِ سِکِّیْنٍ یعنے جو شخص قاضی بنایا گیا ضرور بدون چھری کے کٹا یا گیا - تب ملاح نے
اُسے کشتی میں بٹھایا اور چھپالیا باقی تینوں کو ابو جعفر منصور کے پاس لے گئے اُس نے ابو حنیفہ رضہ
کو کہا کہ آپ کو منصب قضا اختیار کرنا چاہئے امام صاحب نے فرمایا کہ اے امیر المومنین میں

عرب کا آدمی نہین ہون بلکہ انکے دوستون سے ہون اور عرب کے سادات میرے حکم پر راضی نہ
ہونگے ابو جعفر نے کہا کہ منصب قضا کا نسل سے متعلق نہین کیونکہ اس کام کے لئے علم درکار ہے
آپ علماء وقت سے مقدم ہین امام صاحب نے فرمایا مین اس منصب کے لایق نہین اور یہ جو مینے کہا ہے
کہ مین اسکے لایق نہین اگر یہ سچ ہے تو خود لایق نہوا اور اگر جھوٹھہ کہتا ہون تو جھوٹا آدمی مسلمانون پر
قاضی نہونا چاہئے اور آپ خلیفہ وقت ظل اللہ ہین جھوٹے کو اپنا خلیفہ نہ بناوین اور لوگون کے
مال اور مسلمانون کے خون کا اسپر اعتبار نہ کرین یہ بات کہکر نجات پائی پھر شریح پیش ہوا اُس نے
منصور کا ہاتھہ پکڑ لیا اور کہا کہ تیرا کیا حال ہے اور تیرے فرزند اور اہل کیسے ہین منصور نے کہا یہ تو دیوانہ
ہے اسکو نکالدو پہر شریح کو حکم ہوا کہ تم کو قضا کا کام اختیار کرنا چاہئے اُس نے جواب دیا کہ مین سودائی
آدمی ہون اور میرا دماغ خفیف ہے یعنی کم عقل ہون منصور نے کہا کہ موافق مزاج نبیذ اور شربت
استعمال کر تاکہ تیری عقل کامل ہوجاوے تب قضا شریح کو دی گئی اور امام اعظم اس سے جدا ہوئے
اور اس سے بات بھی نکی اور یہ ابو حنیفہ کی کامل شان کا نشان ہے دو مطلب کے سبب ایک تو انکی
جانچ کی سچائی جو ہر ایک کی بابت پہلی ہی سمجھہ گئے دوسرا اپنا صحیح و سلامت رکھنا اور خلقت سے دور رہنا
اور انہین رتبہ حاصل کرنے پر غرہ نہونا۔ اور یہ بات قوی دلیل ہے اس امر پر کہ خلقت سے دور رہنے
مین صحت حالت و سلامتی ہے لیکن ان دنون مین سب اہل علم اس کارروائی کو یعنے قضا کو پسند
کرتے ہین اسلئے کہ خواہش نفسانی پر مائل ہین اور راہ حق سے نفرت کرتے ہین اور امیرون کے
گھرون کو انہون نے قبلہ بنا رکھا ہے اور ظالمون کے گھرون کو خانہ آباد ان سمجھا ہوا ہے اور
جابرون کے قرب بساط کو قاب قوسین او ادنے کے برابر جانا ہوا دو کمان کا ملنا بلکہ اس سے
قریب ہے اور جو انکی مخالف مرضی ہو سب کے منکر ہین ایک وقت غزنین شریف حرسہا اللہ مین ایک مدعی علم اور امامت نے کہا تھا
کہ مرقعہ پہننا بدعت ہے مینے کہا کہ حشیشی اور دبیقی جو سب ابریشم کے ہوتے ہین وہ خاص مردون پر حرام ہے پھر ظالمون سے بڑی منت
اور سماجت کیساتھہ لیا جاوے وہ زیادہ حرام ہے اور ظالم کا ملک مطلق حرام ہے یہ تو پہنتے ہین اور انکو بدعت نہین کہتے بس حلال کپڑا حلال جگہہ
سے حلال نقد دیکر خرید کیا ہو کیونکر بدعت ہوا اگر رعونت اور نفس کی ضلالت تم پر غالب نہوتی تو اس سے پختہ بات کہتے

لیکن عورتونکو ریشمی کپڑا پہننا حلال ہے اور مردون پر حرام ہے اور دیوانون پر ..
.. پر مباح اگر ان دونو باتون کے تم قائل ہوگے آپکو معذور کرو تو بہتر ورنہ نَعُوذُ بِاللّٰہِ عَنْ عَدَمِ الْاِنْصَافِ ہم بے انصافی سے خداوند تعالی کی پناہ چاہتے ہین اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہین کہ جب نوفل بن حبان رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے تو مینے خواب مین دیکہا کہ قیامت قائم ہوئی ہے اور سب خلقت اپنے ٹہکانے مین ہے اور جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اپنے حوض کوثر کے گرد آمادہ کہڑے ہین اور آپکے داہنے بائین مشائخ کہڑے ہین اور ایک نیکبخت بوڑہا جسکے سر کے بال سفید تہے حضرت کی رخسارہ مبارک پر رخسارہ رکہا ہوا ہے اور اُس کے سامنے نوفل کہڑا ہوا ہے جب مجہے اُس نے دیکہا تو میری طرف آیا اور سلام کہا مینے کہا کہ مجہے پانی دو اُس نے کہا کہ مین جناب پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہتا ہون تب جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا پہر اُس نے مجہے پانی دیا مینے کچہہ اُس پانی سے پیا اور کچہہ دوستون کو دیا مگر اُس پیالہ سے کچہہ کم نہ ہوا مینے نوفل سے پوچہا کہ جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے داہنے طرف وہ بوڑہا آدمی کون ہے نوفل نے کہا کہ ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ ہین اور دوسرا آپکی بائین طرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے ایسا ہی کئی آدمیون کی بابت پوچہا حتے کہ سترہ کس کی بابت پوچہا جب مین بیدار ہوا تو سترہ کا عدد شمار انگلیون پر گرہ تہی۔ اور ایسا ہی معاذ الرازی رضی کہتے ہین کہ مینے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ اَیْنَ اَطْلُبُکَ قَالَ عِنْدَ عِلْمِ اَبُوْحَنِیْفَۃَ یعنے حضرت مین آپکو کہان طلب کرون فرمایا کہ ابو حنیفہ کے علم کے نزدیک مجہے ڈہونڈنا اور پارسائی مین آپکے طریق بیشمار ہین اور مناقب مشہور جو اس کتاب مین گنجائش نہین رکہتے اور مین کہ علی بن عثمان جلالی ہون رضی شام مین بلال مؤذن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر سر رکہکر سویا ہوا تہا خواب مین کیا دیکہتا ہون کہ مین مکہ مین ہون اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ دروازہ ابی شیبہ سے تشریف لائے اور ایک بوڑہے کو گود مین لیا جیسا کہ بچون کو بڑی محبت سے گود مین لیتے ہین آگے دوڑا

اور انکی قدم بوسی کی برکت ہمین حیران تہا کہ وہ بوڑہا کون ہے اور کیا ہے وہ معجزہ سے میرے دلکی
بات اور اندیشہ پر آگاہ ہوئے اور مجہے کہا کہ یہ تیرا امام ہے تیری ولایت کا آدمی ہے یعنی ابو حنیفہ
مجکو اس خواب سے اپنے شہر کے لوگون پر بڑی امید ہوئی اور اس خواب سے یہی ثابت ہوا کہ ابو حنیفہ
اُن لوگون سے ہین کہ طبع کے اوصاف سے فانی اور شریعت کے احکام سے باقی ہوئے ہین اور اسپر
قایم ہین اسلیئے کہ اُن کے لیجانیوالے جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تہے کیونکہ اگر وہ خود
جاتے تو باقی الصفت ہوتے اور باقی الصفت یا مخطی ہوتا ہے یا مصیب بلکہ جبکہ آنکے لیجانیوالے
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم ہوئے تو فانی الصفت ہوئے بقا رے صفت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے ہی
اور جب انکے رہبر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم تہے اسلیئے خطا صورت پذیر نہین ہو سکتی اور جو اس
صفت پر قائم ہے اسمین بہی خطا نہین ہوتی اور یہ لطیف رمز ہے - اور کہتے ہین کہ جب داؤد طائی رضی اللہ عنہ
نے علم حاصل کیا اور بہت لوگ اسکی خدمت مین آنے لگے اور پیشوا ہوا تب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس
آیا اور پوچہا کہ اب کیا کرون ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا عَلَیْکَ بِالْعَمَلِ فَاِنَّ
الْعِلْمَ بِلَا عَمَلٍ کَالْجَسَدِ بِلَا رُوْحٍ یعنے تمکو عمل کرنا لازم ہے کیونکہ جو علم بلا عمل ہو اس
جسم کے مانند ہے جسمین جان نہو اور عالم جبتک باعمل نہو عیش صاف نہین اور نہ حالت
مخلصانہ اور جو شخص صرف علم پر قناعت کرے وہ عالم نہین ہوتا کیونکہ عالم کو صرف علم پر قناعت
نہین ہوتی اسلیئے کہ عین علم کا تقاضا کرتا ہے جیسا کہ ہدایت مجاہدہ کو چاہتی ہے اور مشاہدہ بدون
مجاہدہ کے حاصل نہین ہوتا ایسا ہی علم بے عمل نہین ہوتا اسلیئے کہ علم مواریث عمل ہوتا ہے اور علم
سے مودب ہونا اور علم کا کہل جانا اور اُس سے فائدہ پانا عمل کی برکتون کسے ہوتا ہے
اور کسیوجہ سے علم عمل سے جدا نہین ہو سکتا جیسا کہ آفتاب کا نور اسکی ذات سے جدا نہین ہو سکتا
اور ابتدائے کتاب مین علم کے بارہ مین مینے مختصر باب بیان کیا ہے وباللہ التوفیق (۲)
اور ان تبع تابعین سے زاہدون کا سردار اور اوتاد کا پیشوا عبد اللہ بن مالک مروزی رضی اللہ
عنہ ہے جو قوم کے شاندارون سے اور اقوال اور حالات اور اسباب طریقت اور شریعت کے عالم ہوئے

ہین اور اپنے زمانہ مین امام وقت اور بڑے بڑے مشائخ کی خدمت اور صحبت مین رہے ہین اور انکی تصنیفون کا چرچا اور کرامتین مشہور ہین اور علم کے ہر فن مین کامل اور ابتدا مین انکی توبہ کا یہ سبب ہوا ہے کہ ایک کنیزک پر عاشق ہو گئے تہے ایک رات مستون کے درمیان سی اٹہے اور ایک کو اپنے ساتہہ لیا اور معشوقہ کی دیوار کے نیچے جا کہڑے ہوئے اور معشوقہ چہت پر چڑہ آئی صبح تک دونو ایک دوسرے کو دیکہتے رہے عبد اللہ صاحب نے نماز صبح کی اذان سنی تو سمجہا کہ عشا کی نماز کی اذان ہے لیکن جب دن چڑہا دیکہا معلوم کیا کہ تمام رات مشاہدہ مین محو رہے ہین اس سبب سے انکو تنبیہہ ہوئی اور اپنے جی مین کہا اے مبارک ننگے تجہے شرم کرنا چاہئے کہ ساری رات خواہش نفسانی مین کہڑا رہا پہر کرامات طلب کرتا ہے اور نماز مین اگر امام لمبی سورت پڑہے تو دیوانہ ہوجاتا ہے۔ دعوے کے مقابل مین ایمانداری کہان ہے پہر اس عشق سے توبہ کی اور علم پڑہنے اور شوق علم مین مشغول ہوئے اور زہد اور ایمانداری اختیار کی اس درجہ تک پہنچے کہ انکے باغ مین گئے اور انکو سوتا پایا اور ایک سانپ دیکہا کہ منہ مین ریحان کی شاخ لیکر ان سے مکہیان دور کرتا ہے۔ بعدہ مرو سے کوچ کیا اور بغداد مین جا کر مشائخ کی صحبت مین رہے پہر چند مدت تک مکہ شریف مین مجاور رہے پہر مرو مین گئے شہر کے سب لوگ انکے دوست اور معاون ہوئے اور درس اور انکی مجلس شروع کی اور ان دنون مرو مین آدہے آدمی تو حدیث پر چلتے تہے اور آدہے طریقت کو اختیار رکہتے تہے چنانچہ آجتک انکو رضی الفریقین کہتے ہین اسلئے کہ دونو فریقو نسے موافقت رکہتے تہے اور دونو فریق انکو اپنا جانتے تہے اور انہون نے وہان دو گہر بنائے تہے ایک اہل حدیث کے لئے دوسرا اہل طریقت کیلئے آجتک وہ دونو اصل قاعدہ پر قائم ہین۔ پہر وہان سے حجاز مین آئے اور مجاور ہوئے انکو لوگون نے پوچہا کہ آپنے عجائبات سے کیا دیکہا ہے انہون نے کہا کہ مینے ایک راہب کو دیکہا کہ مجاہدہ مین لاغر اور خداوند عز و جل کے خوف سے کبڑا ہوا ہے مینے اس سے پوچہا کہ یَا رَاهِبُ كَيْفَ الطَّرِيْقُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ عَرَفْتَ اللّٰهَ لَعَرَفْتَ الطَّرِيْقَ إِلَيْهِ فَقَالَ أَعْبُدُ مَنْ لَا أَعْرِفُهُ وَتَعْصِيْ مَنْ تَعْرِفُهُ یعنے اے راہب

اللہ جل جلالہ کی جناب کو کون سی راہ ہے اس نے جواب دیا کہ اگر تو جل جلالہ کو پہچانتا تو اسکا راستہ بھی پہچانتا پھر کہا کہ مین اسکی پرستش کرتا ہون جسکو مین نہین جانتا اور نہین پہچانتا اور تو اسکی نافرمانی کرتا ہے جسکو تو پہچانتا ہے یعنی اسکو پہچاننا تب ہوتا ہے جب اسکا خوف رکھے اور تجھے سُغم اور بفکر دیکھتا ہون اور کفر جہالت اور امن کا تقاضا کرتا ہے اور مین اپنے آپ کو خوفناک سمجھتا ہون عبداللہ کہتے ہین کہ مجھے اُس سے نصیحت حاصل ہوئی اور بہت بڑے کامون کی بجر رہا یہ بھی اُن سے روایت ہے کہ الکسکون حرامٌ علےٰ قلوب اولیآء اللہ یعنے انکے دوستون کے دلمین ہرگز آرام نہین ہوتا کہ اولیاء اللہ پر دنیا مین بھی اور آرام حرام ہے دنیا مین تو طلب کی حالت مین بیقرار ہوتے ہین اور عاقبت مین خوشی کی حالت مین دنیا مین تو حق سے غائب ہونیکے باعث آرام انپر روا نہین ہوتا اور عاقبت مین حضور حق اور جلوہ دیدار سے آرام اور سکون انپر جائز نہین ہوتا پس انکو لئے دنیا عاقبت کی مانند ہے اور عاقبت دنیا کی مانند سلئے کہ دل کا آرام دو چیز چاہتا ہے یا مقصود پر پہونچنا مراد سے غافل ہونا اور اسکا حاصل ہونا دنیا اور عاقبت مین روا نہین کیونکہ کامیابی کے وقت دل محبت کی خفقان سے آرام مین ہو جاتا ہے اور غفلت دوستان خداوند کریم پر حرام ہے کیونکہ حرکات طلب سے دل ساکن ہو جاتا ہے اور طریق محققون مین یہ اصل قوی ہے واللہ اعلم بالصواب (۳۲) اور ان تبع تابعین سے اہل حضور کے بادشاہ اور بارگاہ وصل مین شاہ ابو علی الفضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ ہین قوم کے درویشون سے بڑے بزرگ ہوئے ہین اور معاملات اور حقیقتون سے کامل نصیب اور طریقت کے مشہور ون سے یگانہ مذہبون مین اُس کے تعریف کیجاتی ہے اور اُس کے حالات راستی سے معین ابتداء عمر مین عیار تھے اور مرو اور ماورد کے درمیان رہزنی کرتے مگر ہر وقت صلاحیت کی طرف مائل رہتے اور ہمیشہ جوانمردی اور ہمت انکی طبع مین موجود تھی چنانچہ جس قافلہ مین کوئی عورت ہوتی اسکے گرد نہ جاتے اور جسکا سرمایہ کم ہوتا اسکا اسباب نہ لیتا اور ہر ایک کو سرمایہ کے مطابق کچھ چھوڑ دیتا۔ انکا ذکر ہے کہ ایک وقت ایک سوداگر مرو سے روانہ ہوا لوگون نے اُسے کہا کہ کوئی بدرقہ ساتھ لے کیونکہ

راستہ مین فضیل رہزن ہے اُس نے جواب دیا کہ مینے سنا ہے کہ وہ خدا ترس آدمی ہے اُس نے ایک
قاری مزدوری دیکر ساتھہ لیا اور اونٹ پر سوار کیا وہ دن رات رستہ مین قرآن پڑھتا تھا تا کہ
اُس مکان پر پہونچے جہان فضیل گھات لگائے بیٹھا تہا اتفاقاً اُس وقت قاری اَلَمْ یَأْنِ
لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ یعنے کیا مومنون کے لئے وہ وقت نہین آیا کہ
انکے دل یاد الٰہی مین خوف کرین ا پڑھ رہا تھا جو ہین فضیل نے یہ بات سنی اُس کے دل مین
رقت پیدا ہوئی اور عنایت ایزدی نے اُنکے دل پر اپنا غلبہ دکھایا وہین راہزنی سے تائب ہوا
اور جن لوگون کا مال لوٹا تہا ہر ایک کا نام لکھہ رکھا تہا سب کو راضی کیا پہر مکہ مین جا کر بیت اللہ
مکرمہ کی مجاور ہوئے اور اکثر اولیاء اللہ کی خدمت مین مشرف ہوئے ازان بعد کوفہ مین تشریف لائے
اور کچہہ مدت امام ابو حنیفہ کی صحبت مین رہے انکی بڑی روائتین ہین او محدثون مین بڑے
مقبول ہوئین اور معرفت اور تصوف کی حقیقتون مین اعلے درجہ کی کلام کرتے تہے اور اُس رحمۃ اللہ
علیہ سے روایت ہے کہ کہا مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ حَقَّ مَعْرِفَتِهٖ عَبَدَهٗ بِكُلِّ طَاقَتِهٖ یعنے جس شخص نے
اللہ تعالی کو کما حقہ پہچانا اُسنے ہر طاقت سے اسکی عبادت کی اسلئے کہ اللہ تعالی کو مہربانی اور رحمت اور
انعام اور احسان سے پہچانتا ہے جواب اُسکو اس صفت پر پہچان لیا تو اُسکو دوست اختیار کیا جب
دوست ہوا تو تا مقدور عبادت کی راہ پر چلا اسلئے کہ دوستون کا فرمان مشکل نہین ہوتا پس
جسقدر دوستی زیادہ اسیقدر عبادت پر حرص زیادہ ہوگی اور زیادہ دوستی معرفت کی حقیقت سے
جیسا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہ پیغامبر علیہ السلام کھڑے ہوئی اور مجھہ سے غائب
ہوئے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ آپ دوسرے حجرہ مین تشریف لیگئے ہین مین بھی اُٹھکر انکے پیچھے
روانہ ہوئی تا کہ مین مسجد تک پہونچی اور آپکو نماز مین کہڑے ہوئے دیکھا کہ زاری کر رہے تہے تب حضرت
بلال آئے اور نماز صبح کی اذان دی حضرت ابھی نماز مین تہے پہر جب صبح کی نماز ادا کی اور حجرہ
مین تشریف لائے تو مینے دیکھا کہ قدم مبارک پر سوجن پڑی ہے اور انگلیان پہٹ گئیں تہین اور
پیپ جاری اہتی مین رو پڑی اور کہا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپکے اول آخر کے گناہ معاف

گئے گئی ہین پہر آپ اسقدر تکلیف کیون اُٹھاتے ہین آپ ایسی تکلیف چھوڑ دین کہ یہ اُن لوگون کے واسطے ہی جنکو عاقبت کا اندیشہ ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گناہون کی معافی اللہ تعالے کے فضل اور مہربانی سے ہے اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا یعنے کیا مجھے نہ چاہیے کہ اللہ تعالی کا شکر گذار بندہ رہون جب جناب رب العزت نے مجھہ پر کرم فرمایا اور بخشش کی بشارت دی اب تو کیا کہتی ہے کہ مجھے بندگی نہ کرنی چاہیے اور اپنے مقدور بھر نعمت حق کا استقبال شکر سے نہ کیا جائے۔ اور یہ بھی روایت ہی کہ معراج کی رات حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پچاس نمازین قبول فرمائی اونکو تکلیف نجانا موسے علیہ السلام کے کہنے پر لوٹ کر گئے۔ بار بار جاتے تھے تاکہ پانچ قرار پائین ورنہ پہلے پچاس ہی قبول فرمائین تھین کیونکہ طبع مبارک مین کسی طرح سے مخالفت نہ تھی لِاَنَّ الْمَحَبَّۃَ تَلِیْ الْمُوَافَقَۃَ یعنے محبت موافقت کے قریب ہے اور یہ بھی آپ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اَلدُّنْیَا دَارُ الْمَرْضٰی وَالنَّاسُ فِیْهَا مَجَانِیْنُ وَالْمَجَانِیْنُ فِیْ دَارِ الْمَرْضٰی بِالْغُلِّ وَالْقَیْدِ۔ یعنے دنیا بیمار خانہ ہے اور لوگ اس مین دیوانون کی طرح ہین اور دیوانون کو بیمار خانہ مین زنجیر اور قید ہوتی ہے اور بیماری نفسانی خواہشین ہماری واسطے زنجیر ہین اور ہمارے گناہ ہماری قید ہے۔ فضل بن ربیع نے روایت کی ہے کہ مین ہارون رشید کیساتہہ مکہ شریف مین گیا جب حج کر لیا تو ہارون رشید نے مجھے پوچھا کہ یہان کوئی مردان خدا سے موجود ہی تاکہ اُسکی زیارت کرون مینے کہا کہ ہان عبد الرزاق صنعانی یہان ہے اُس نے کہا کہ مجھے اُس کے پاس لے چل جب ہم انکے پاس پہونچے تو کچھہ تہوڑی دیر تک گفتگو کرتے رہے جب ہمنے واپس ہونیکا ارادہ کیا تو ہارون نے مجھے اشارہ کیا کہ اُس سے پوچھ کہ اُسپر کچھہ قرضہ ہے تب مینے پوچھا اور عبد الرزاق نے جواب دیا کہ ہان میرے سر پر قرضہ ہے ہارون نے حکم دیا تو اسکا قرضہ ادا کیا گیا پہر وہان سے نکلے اور کہا کہ اے فضل ابھی میرا دل چاہتا ہے کہ اس سے زیادہ تر بزرگ مرد دیکھون مینے کہا کہ سفیان عیینہ یہان ہین ہارون نے کہا کہ وہان چلین پہر وہان گئے اور کچھہ دیر بات چیت کی جب وہان سے واپس ہونیکا ارادہ کیا تو پہر مجھے اشارہ کیا مینے اُن سے قرضہ کی بابت پوچھا سفیان نے کہا کہ ہان مجھہ پر قرضہ ہے ہارون نے حکم دیا تاکہ مینے اُسکا قرضہ ادا کیا پہر وہان سے باہر نکلے تو کہا

کہ ای فضل ابھی میرا مقصود حاصل نہین ہوا مجھے یاد آیا ہے کہ فضیل بن عیاض یہان ہین تب
ہارون کو مین فضیل کے پاس لے گیا وہ جھروکہ مین بیٹھے تھے اور قرآن شریف کی آیت پڑھتے تھے
ہمنے دستک دی انہون نے پوچھا کہ کون ہے ہمنے جواب دیا کہ امیر المومنین ہین انہون نے کہا کہ مَالِیْ
وَلِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنے مجھے امیر المومنین سے کیا کام ہے تب مینے کہا سبحان اللہ کیا پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کی حدیث نہین کہ جناب نے فرمایا کہ لَیْسَ لِلْعَبْدِ اَنْ یُذِلَّ نَفْسَہٗ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ قَالَ بَلٰی
اَمَّا الرِّضَاءُ غَیْرُ ذٰلِکُمْ عِنْدَ اَھْلِہٖ یعنی بندہ کو لازم نہین کہ خداوند تعالی کی رضا مین
ذلت چاہے اُس نے کہا ہان لیکن رضا ہمیشہ کی عزت ہے اور تو میری ذلت دیکھتا ہے اور مین حکم الہی سے
رضا کی صورت مین اپنی عزت چاہتا ہون پھر نیچے اوتر آئے اور دروازہ کھولا اور چراغ گل کیا اور آپ کونہ
مین کھڑے ہوئے اور ہارون دروازہ پر ڈھونڈتا تھا تاکہ اسکا ہاتھ اُن پر پہنچا کہا کہ افسوس ہے کہ ایسا نرم ہاتھ
خداوند تعالے کے عذاب سے نہ بچے تب ہارون نے رونا شروع کیا اسقدر رویا کہ بیہوش ہوگیا جب ہوش مین آیا تو کہا کہ اے
فضیل مجھے نصیحت کر اس نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین تیرا باپ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا
اُس نے درخواست کی کہ مجھے قوم پر امیر بنائے آپنے فرمایا کہ اے چچا مینے تجھے تیرے تن پر امیر بنایا یعنے
ایک دم اگر خداوند عزوجل کی بندگی مین گذری تو بہت بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ خلقت ہزار سال
تیری اطاعت کرے لِاَنَّ الْاِمَارَۃَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ نَدَامَۃٌ یعنے اسلئے کہ امیری روز قیامت کو ندامت
کا باعث ہوگی ہارون نے کہا کہ اس سے زیادہ نصیحت کر اُسنے کہا جب عمر بن عبد العزیز کو خلیفہ
بنایا گیا تو اُس نے سالم بن عبد اللہ اور رجا بن حیواۃ اور محمد بن کعب القرضی رضی اللہ عنہم کو بلا کر
کہا کہ مین اس بلا مین گرفتار ہوا ہون کیا تدبیر کرنی چاہیے کیونکہ مین امارت کو بلا جانتا ہون
گو لوگ اُسکو نعمت جانتے ہین ایک نے کہا کہ اگر تو عذاب خداوند عزوجل سے نجات چاہتا ہے تو
بوڈھے اہل اسلام کو بجائے باپ کے سمجھ اور جوانون کو بھائیون کی مانند اور بچون کو فرزند جان
پھر اُن سے ایسا معاملہ کر جیسا کہ گھر مین باپ اور بھائی اور فرزندون سے کرتے ہین کیونکہ یہ سب ولایت
تجھے گھر کی مانند ہے اور اسکے باشندے تیرا کنبہ ہے زُرْ اَبَاکَ وَاَکْرِمْ اَخَاکَ وَاَحْسِنْ اِلٰی وَلَدِکَ

باپ کی زیارت کر اور بھائی پر احسان کر اور فرزندوں کے حق مین نیکی کر پھر فضیل نے کہا یا امیر المومنین
مین ڈرتا ہون کہ تیری یہ خوبصورتی دوزخ کی آگ مین گرفتار ہو جاے خداوند عزوجل سے ڈر اور
اسکا حق اس سے زیادہ خوبی کے ساتھ ادا کر پھر ہارون نے کہا تجھپر قرض ہے اُسنے جواب دیا کہ ہان اللہ جل جلالہ
کا قرض ہے جو اطاعت ہے اگر مجھے اسکی بابت پکڑے تو مجھپر افسوس ہے اُس نے کہا کہ اے فضیل خلقت کا
قرضہ میری مراد ہے اُس نے کہا کہ خداوند عزوجل کا بڑا شکر اور سپاس ہے کہ مجھے اُس نے بہت نعمت
دی ہے اور مجھے اُس سے کوئی شکایت نہین تاکہ جو اُس کے بندون سے بیان کرون پھر ہارون نے
ہزار دینار کی تھیلی نکالی اور اُن کے آگے رکھدی اور کہا کہ اُس نقدی کو اپنے کام
مین لاؤ اور ضرورت مین خرچ کرو فضیل نے کہا کہ میری نصیحتون نے تجھے فائدہ نہین دیا یہان
تو نے ظلم کیا اور ظلم کو اختیار کیا اُس نے پوچھا کہ مینے کیا ظلم کیا اُس نے کہا کہ مین تجھے نجات کے
راستہ پر لیجاتا ہون اور تو مجھے ہلاکت مین ڈالتا ہے یہی ظلم ہوتا ہے ہارون روتا ہوا انکے سامنے
سے باہر چلا آیا اور مجھے کہا کہ اے فضل بن ربیع حقیقت مین فضیل بادشاہ ہے اور یہ سب اسکے دبدبہ کی
دلیل ہے جو دنیا اور دنیا دارون مین اُسسے حاصل ہے اور دنیا کی زینت اُنکی نزدیک حقیر ہے اور
وہ دنیا دارون کی تواضع اور خاطر داری دنیا کے واسطے نہین کرتا اور انکے فضائل اُس سے بہی
زیادہ ہین (۴۳) ان تبع تابعین سے تحقیق اور کرامت کی کشتی اور ولایت و شرف کا ستارہ
ابو الفیض ذوالنون بن ابراہیم مصری رحمۃ اللہ علیہ مین جو نوبی بچہ تہے اُسکا نام ثوبان قوم کے
بزرگون اور بزرگ دانشمندون اہل طریقت سے ہوے ہین جوامر و سلامت کے راستہ پر چلتے تہی اور
مصر کے سب لوگ اُسکی شان مین حیران اور زمانہ کے لوگون مین خراب حال تھا جبتک زندہ رہے مصر مین
کسی نے انکے حال اور جمال کو نہ پہچانا جس رات دنیا سے انتقال کیا ستر آدمیون نے پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ خدا کا دوست ذوالنون آنا چاہتا ہے مین اُسکے استقبال کو آیا
ہون جب موت اُنکے سر پر آئی تو لوگون نے اُنکی پیشانی پر لکہا ہوا دیکھا هٰذَا حَبِیْبُ اللّٰہِ
مَاتَ فِی حُبِّ اللّٰہِ قَتِیْلُ اللّٰہِ یعنے یہ خدا کا پیارا ہے خداوندتعالی کی محبت مین مرا ہے خدا کی

قسم اللہ تعالیٰ کا شہید ہی جب انکا جنازہ اُٹھایا گیا تو ہوا کی جانور اُسکے جنازہ پر جمع ہوئے رنگی قطار باندھے اور اسپر سایہ کیا جب مصر کے لوگون نے دیکھا تو سب پریشان ہوے اور جو اسپر ظلم کیا تھا اس سے تائب ہوئے آنکے بہت طریق ہین اور علوم کی حقیقتو نمین کلمات خوش ہین جیساکہ فرماتے ہین اَلْعَارِفُ کُلَّ یَوْمٍ اَخْشَعُ لِاَنَّہٗ فِیْ کُلِّ سَاعَۃٍ مِنَ الرَّبِّ اَقْرَبُ یعنے عارف ہر روز بہت ڈرتا رہتا ہے اور زیادہ خوفناک ہی اسلئے کہ ہر روز قرب مین رہتا ہے اور جو شخص زیادہ نزدیک ہوتا ہے ضرور عجز اور خوف زیادہ کرتا ہے اسلئے کہ غلبہ حقانی کی ہیبت سے آگاہ ہوتا ہے اور جلالت خداوند جل شانہ اُسکے اوپر غالب ہوتی ہی تب اپنے آپکو اُس سے دور دیکھتا ہے اور وصل کی طرف توجہ نہین کرتا اور عاجزی پر عاجزی زیادہ ہوتی ہے جیساکہ موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ نے جب جناب الٰہی مین عرض کرنے کیوقت کہا یَا رَبِّ اَیْنَ اَطْلُبُکَ قَالَ عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُھُمْ یعنے اے خداوند کریم مین آپکو کہان تلاش کرون حکم ہوا کہ اُن لوگون کے پاس جنکی دل شکستہ ہین اور اپنی صفائی باطن سے نومید ہوئے ہین موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ اے خداوند کریم کوئی دل میرے دل سے زیادہ نومید اور شکستہ نہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مین وہان ہون جس جگہ تو ہے پس جو شخص بدون خوف اور عجز کے معرفت کا دعوے کرتا ہے وہ جاہل ہوتا ہے عارف نہین اور معرفت کی حقیقت سچی ارادت کی علامت ہی اور سچی ارادت اسباب اور انساب ما سوائے اللہ کے قاطع ہے جیسا ذوالنون رحمہ اللہ کہتے ہین اَلصِّدْقُ سَیْفُ اللّٰہِ فِی اَرْضِہٖ مَا وُضِعَ عَلٰی شَیْءٍ اِلَّا قَطَعَہٗ یعنے سچائی زمین مین خدائے عزوجل کی تلوار ہے جس چیز پر آتی ہے اسکو کاٹ دیتی ہے اور سچائی یہ ہی کہ مسبب کی طرف نگاہ کرے اور اسباب سبب کو نہ دیکھے جبکہ مسبب ثابت ہوا تو سچائی کا حکم جاتا رہتا ہے۔ اور یہ ہی مینے انکی حکایتون مین دریافت کیا ہے کہ ایک روز اپنے رفیقون کے ساتھ کشتی مین سوار تھے اور وہ نیل مین مطابق عادت مصریون کی سیر و تماشا کرتے ہے تھے اور ایک دوسری کشتی بھی آرہی تھی اسمین کچھ اہل نشاط بیٹھے تھے اور خرابی کررہے تھے اسبات کی دیکھنے سے شاگردون کو بڑی نفرت ہوئی کہنے لگے کہ اے شیخ آپ دعا کرین تاکہ یہ سب غرق ہوجاوین

تاکہ خلقت انکی شامت سے بچ رہے حضرت ذو النون اوسیوقت کھڑے ہوئے اور ہاتھہ اُٹھا کر دعا کی کہ بار خدایا جیسا کہ آپنے انکو اِس دنیا مین عیش و نشاط عطا فرمائی ہے عاقبت مین بھی عیش و آرام انکے نصیب ہو اس دعا سے مرید متعجب ہوئے جب کشتی نزدیک آئی اور اُن اہل نشاط کی نگاہ حضرت ذو النون پر پڑی تو رونے لگے اور عذر خواہی کی اور عود توڑے اور توبہ کی اور حق کی طرف متوجہ ہوئے حضرت ذو النون علیہ الرحمتہ نے مریدون کو فرمایا کہ تمنے دیکھہ لیا کہ سب کی مراد حاصل ہوئی تم اور وہ بھی کامیاب ہوئے حالانکہ کسی کو رنج نہین پہنچا - یہ بات حضرت ذو النون کی شفقت کامل پر دلالت کرتی ہے کیونکہ وہ مسلمانون پر بڑے شفیق تھے حقیقت مین یہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہے کیونکہ حضرت کا یہ خلق مبارک تہا کہ گو ظالم کافر کیسا ہی ظلم کرتے حضرت خفا نہوتے اور ملالت مزاج مبارک پر عاید نہوتی اور کہتے اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنے ای خداوند کریم میری قوم کو ہدایت فرمائی پس تحقیق وہ میرے حال سے ناواقف ہین - اور یہ بھی ان کا مذکور ہے کہ انہون نے فرمایا کہ مین بیت المقدس سے مصر کے ارادہ پر جارہا تہا رستہ مین مینے ایک شخص کو دیکہا کہ دور سے آرہا ہے - میرے دلمین آیا کہ اِس سے کچھہ سوال کرون جب نزدیک پہونچا تو وہ ایک بوڑہیا تہی ایک کوزہ و عصا ہاتہہ مین اور پشم کا جبہ پہنا ہوا مینے کہا کہ مِنْ اَیْنَ قَالَتْ مِنَ اللّٰہِ قُلْتُ اَیْنَ قَالَتْ اِلَی اللّٰہِ یعنے تو کہان سے آتی ہے اُس نے کہا کہ خداوند تعالی کے نزدیک سے مینے پوچہا کہ کہان جاتی ہے اُس نے جواب دیا کہ خدا کی طرف میرے پاس ایک دینار تہا مینے اسکو دینے کے لئے نکالا اُس نے میرے منہ پر تھپڑ مارا اور کہا کہ اے ذو النون جو تو نے مجھے سمجہا وہ تیری نادانی ہے مین تو خداوند عز و جل کی خاطر کام کرتی ہون اور غیر اللہ سے کچھہ نہین لیتی جیسا کہ اُسکے سوا کسی کی پرستش نہین کرتی ویسا ہی اُسکے سوا کسی اور سے کوئی چیز نہین لیتی یہ کہکر مجھہ سے الگ ہو گئی اس حکایت مین ایک لطیف رمز ہے یعنی جو اس بوڑہیا نے کہا کہ مین اسی کے لئے کام کرتی ہون یہ اسکی سچی محبت کی دلیل ہے کیونکہ خلقت کے عمل دو طرح پر ہین ایک یہ کہ کام کرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اللہ جل جلالہ کیواسطے

کرتا ہے حالانکہ وہ کام اپنے لئے کرتا ہے گو اسکی خواہش نفسانی اسمین نہ ہو تو بھی دنیا یا عاقبت
کا کام ہوتا ہے تو اُسکے دل کا خیال عاقبت کے ثواب کی طرف ہوتا ہے دوسرا یہ کہ عاقبت کے ثواب
اور عذاب کا ارادہ اور اس جہان کی ریا اور سمعت اُسکے عمل سے جدا ہو بلکہ جو کرتا ہے فرمان
حق کی تعظیم کی خاطر کرتا ہے اور محبت حق جل و علا اسکا تقاضا کرتی ہے اور فرمان الٰہی مین
اپنے نصیب کا لحاظ نہین کرتا اور اب اس گروہ نے سمجھہ رکھا ہے کہ جو کچھہ عاقبت کے لئے کیا جاتا ہے
وہ اس جل جلالہ کی خاطر کیا جاتا ہے یہ نہین جانتے کہ مطیع کو اطاعت مین گناہ کی نسبت
زیادہ فائدہ ہوتا ہے کیونکہ گناہ کرنے مین صرف ایک ساعت خوش ہوتی ہے اور اطاعت کی
خوشی ہمیشہ رہتی ہے اور خداوند تعالی کو خلقت کے مجاہدہ سے کچھہ حاصل نہین اور نہ اسکی ترک
سے زیان ہے اگر سب جہان حضرت ابوبکر کے صدق پر ہو جائین تو انہین کو فائدہ ہوتا ہے اور
اگر فرعون کے کذب پر ہو جائین تو انہین کا نقصان ہے جیسا کہ پروردگار جل شانہٗ نے
فرمایا ہے اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا یعنے اگر تم نے نیکی کی تو وہ نیکی
تمہارے نفس کے لئے ہے اور اگر تم نے برا کیا تو اسکا زوال بھی تم پر ہے بہرا اور جگہ فرمایا کہ وَمَنْ جَاهَدَ
فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ یعنے جس نے مجاہدہ اور ریاضت کی پس ضرور اپنے
نفس کی خاطر ہے بیشک اللہ تعالی جہان سے غنی ہے جو لوگ عاقبت کے لئے نیکی کرتے ہین اور کہتے
ہین کہ خداوند کریم کے لئے ہے وہ غلطی پر ہین بلکہ اپنا کام سنوارتے ہین لیکن دوستی کے راستہ پر چلنا
اور چیز ہے اور جو لوگ صرف فرمان دوست ادا کرنے کو خیال مین رکھتے ہین انکو اور کسی چیز کی طرف
خیال نہین ہوتا اور اس کتاب مین ایسی باتین خلاص کے بارہ مین آوینگی انشاءاللہ عزوجل (۵)
ان تبع تابعین سے امیر الامر ابتقا کے طریق پر چلنے والے ابو اسحق ابراہیم بن ادہم بن منصور
رضی اللہ تعالی عنہ ہین طریقت مین یگانہ اور اپنے وقت مین سردار زمانہ اور حضرت خضر علیہ السلام کے
مرید اور اکثر قدیم مشائخ کی خدمت سے بہرہ یاب اور امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ملاپ کا فیض
رکھتے ہین اور ان سے علم پڑہا تہا ابتداء حال مین امیر بلخ تہے ایک دن شکار کو گئے اور لشکر

سے جدا ہوئی اور ہرن کے پیچھے دور تک چلے گئے خدائے عزّ و جلّ نے ہرن کو کلام کی توفیق دی
تو اُسنے فصیح زبان سے کہا اَلِهٰذَا خُلِقْتَ اَوْ بِهٰذَا اُمِرْتَ یعنے کیا تجھے اسیواسطے پیدا کیا
گیا ہے یا تجھے یہی حکم کیا گیا ہے یہ بات اُنکی توبہ کا ذریعہ ہوئی۔ اسیوقت دنیا کی ترک کی اور
زہد و پرہیز کا طریقہ اختیار کیا اور فضیل بن عیاض اور سفیان ثوری کی خدمت مین حاضر ہوئے
اور انکی صحبت مین رہے تمام عمر اپنے کسب اور کمائی سے کہاتے رہے انکی عمل مشہور ہین اور کرامتین
ظاہر اور تصوف کی حقیقتوں مین عجیب کلمات اور نفیس لطیفے ہین جنید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان
کیا ہے مَفَاتِیحُ الْعُلُوْمِ اِبْرَاهِیْمُ یعنے طریق تصوف کے سب علموں کی چابی ابراہیم ہے
اور ابراہیم سے روایت ہے اِتَّخِذِ اللّٰهَ صَاحِبًا وَّذَرِ النَّاسَ جَانِبًا یعنے اللہ تعالیٰ کو اپنا یار
رکھہ اور خلقت کو ایک طرف چھوڑ دے اِس سے یہ مراد ہے کہ جب بندہ کی توجہ خداوند تعالیٰ
کی طرف درست ہوتی ہے اور محبت مین اخلاص ہوتا ہے تو اُسکی خلاص محبت کی صحبت خلقت
سے روگردانی چاہتی ہے اسلئے کہ خلقت سے صحبت کرنا خدا کی باتوں سے جدا ہونا ہے اور
حق سے صحبت اس صورت پر ہوتی ہے کہ اُسکا حکم اخلاص سے بجالائے اور اطاعت مین
اخلاص محبت کے خلوص سے ہوتا ہے اور محبت حق کا خلوص حرص و نفس کی دشمنی
سے ہے کیونکہ جو شخص خواہش نفسانی کا خواہان ہو وہ خداوند تعالیٰ سے جدا ہوتا ہے اور جو
خواہش نفسانی سے نفرت کرتا ہے وہ حق سے آرام پاتا ہے پس جب تو اپنے آپسے روگردان
ہوا تو گویا سب خلقت سے روگردان ہوا جو شخص خلقت سے نفرت کرے اور خواہش نفسانی
کی طرف توجہ کرے یہ ظلم ہے اسلئے کہ سب خلقت جس حالت مین ہے حکم تقدیر سے ہے اور تیرا
معاملہ تیرے ساتہہ ہے اور طالب کے ظاہر باطن کی استقامت دو چیز پر مبنی ہے ایک تو شناخت
یعنے علم دوسرا عمل اور جو علم سے متعلق ہے وہ تقدیر حق کو دیکہنا ہے خواہ نیکی ہو یا برائی کیونکہ
سب دنیا مین کوئی متحرک یا ساکن نہین ہوسکتا اور کوئی ساکن متحرک نہین ہوتا مگر اِس
سکون اور حرکت سے جو خداوند تعالیٰ نے اسمین پیدا فرمائی ہے اور جو عمل کی بات ہے وہ فرمان

حق کا بجالانا ہے اور معاملہ کی صحت اور تکلیف خداوندی کی حفاظت اور کسی حال مین
تقدیر خداوندکریم کی نافرمانی کیواسطے ذلیل نہین ہوسکتی پس جبتک انپو وجود اور ہوائے نفسانی
سے باز نہ آوی تب تک خلقت سے روگردان ہونا صحیح نہین ہوتا جب تونے اپنے آپ سے
منہ موڑا تو سب خلقت سے روگردان ہوا سچی مراد حاصل ہونیکیلئے خلقت سے نفرت درکار ہے اور
جب تو حق کی طرف متوجہ ہوا تو امر حق پر قائم ہونیکو تیرا آرام چاہیئے پس اگر ماسوای اللہ کسی
چیز سے تو آرام پائے تو خلقت کے ساتھہ آرام کرنا چاہئے اگر ماسوائے اللہ کسی چیز سے
آرام کرنا چاہتا ہے تو البتہ غیر کے ساتھہ آرام کر کیونکہ غیر کے ساتھہ آرام کرنا ترک توحید کا
سامان ہے اور آپ سے آرام کرنا کمہ رہنے کا ثبوت ہے اور اسی سبب سے شیخ سالیہ رحمۃ اللہ علیہ مریدکو
کہا کرتے تھے بلا کا حکم ماننا اپنے نفس کے حکم ماننے سے بہتر ہے اسلئے کہ اسکی محبت کرنا خدا کیواسطے ہوتا
ہے اور اپنے نفس سے محبت کرنا خواہش نفسانی کی پرورش ہے اور اسکی بابت اس کتاب مین
اپنے موقع پر ذکر آویگا انشاءاللہ تعالیٰ۔ اور ابراہیم ادہم کی بات ہے کہ اُس نے فرمایا کہ جب مین جنگل
مین پہونچا تو ایک بوڑھے نے آکر پوچھا کہ اے ابراہیم تو جانتا ہے کہ یہ کونسی جگہ ہے جہان تو
خرچ راہ اور سواری کے بدون جاتا ہے ابراہیم کہتا ہے کہ مینے اُسے شیطان جانا میرے پاس
جیب مین چار دانگ چاندی کے تھے جو کوفہ مین زنبیل بیچکر اُسکی قیمت سے ہاتھہ آئے تھے وہ نکالکر
مینے پھینکدیے اور شرط کی کہ ہر میل پر چار سو رکعت نماز ادا کرونگا چار برس تو مین جنگل مین رہا
اور اللہ تعالیٰ وہان بلاتکلف مجھے روزی دیتا تھا انہین دنون مین خضر علیہ السلام سے ملاقات
ہوئی اُس نے مجھے اسم اعظم بتایا تب میرا دل ماسوائے اللہ سے خالی ہوا اور اُسکے بہت مناقب
ہین وباللہ التوفیق (۲) تبع تابعین مین سے معرفت کا تخت صاحبان عمل کا تاج بشر بن
حافی رضی اللہ عنہ ہین معرفت آلہی مین انکی بڑی شان تھی اور قوی مجاہدت تھی اور اعمال خیر سے اُنکو
بڑا فائدہ حاصل تھا اور فضیل رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت پائی تھی اور اپنے ماموں بوعلی بن خشوم کے
مرید تھے علم فروع اور اصول کے عالم تھے اور انکی توبہ ابتدا مین اسصورت پر ہوئی کہ ایک دن

مست ہوکر راستہ مین آرہے تہے راستہ مین ایک کاغذ کا پرچہ پایا اسکو تعظیم سے اٹھایا اسمین لکہا
تہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اسکو خوشبو کیا اور پاک جگہ مین رکہا اس رات انہونے خواب مین دیکہا کہ خداوند
تعالی نے اُسے فرمایا یا بُشر طَیَّبتَ اِسمی فَبِعِزّتِی لَاُطَیِّبَنَّ اِسمَکَ فِی الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ۔ یعنے اے
بشر تو نے میرے نام کو خوشبو کیا اور تعظیم بجالایا مجہے اپنی عزت کی قسم ہے کہ مینے تیرے نام کو دنیا
اور آخرت مین خوشبو اور عزیز کردیا ایسا کہ جب کوئی تیرا نام سنے گا اُسکے دل مین راحت پیدا ہوگی
یہ خواب دیکہتے ہی اُسنے توبہ کی اور زہد اختیار کیا پہر جب انکو مشاہدہ حقانی غالب ہوا تو
ننگے پاؤن پہرنا شروع کیا لوگون نے ننگے پاؤن پہرنیکا سبب پوچہا آپنے جواب دیا کہ زمین
خداوند تعالی کا فرش ہے اور مین نہین چاہتا کہ اُسکے فرش کو پامال کرون اور مین
پسند نہین کرتا کہ میرے پاؤن اور فرش ربانی مین واسطہ ہو اور یہ انکے عجیب معاملات سے ہے
کہ اسکی توجہ بجانب حق ایسی تہی کہ نعل اور جوتے کو حجاب سمجہا۔ اور اُس سے روایت ہے کہ کہا
کہ مَن اَرَادَ اَن یَّکُونَ عَزِیزًا فِی الدُّنیَا وَشَرِیفًا فِی الاٰخِرَۃِ فَلیَجتَنِب ثَلٰثًا لَا یَسأَلُ اَحَدًا
حَاجَۃً وَلَا یَذکُرُ اَحَدًا بِسُوءٍ وَلَا یُجِبُ اَحَدًا اِلٰی طَعَامِہٖ۔ یعنے جو شخص چاہے کہ دنیا مین
عزیز ہو اور آخرت مین شریف اُسکو کہنا چاہئے کہ تین چیز سے پرہیز کرے ایک تو دنیاوا سے کچہ سوال
نکرے اور کسی کو بُرا یاد نکرے اور کسیکی مہمانی پر نجائے جسکو اللہ تعالی کیطرف راستہ ہو وہ خلقت
سے کچہ نہین مانگتا کیونکہ خلقت سے سوال کرنا ناشناسی خداوند تعالی کی دلیل ہے کیونکہ اگر وہ اپنے
قاضی الحاجات کو جانتا تو اپنے جیسے مخلوق سے سوال نکرتا لِاَنَّ اِستِعَانَۃَ المَخلُوقِ اِلَی
المَخلُوقِ کَاِستِعَانَۃِ المَسجُونِ اِلَی المَسجُونِ یعنے اسلئے کہ مخلوق کا مخلوق سے سوال کرنا ایسا ہے
جیسا کہ قیدی کا قیدی سے مدد مانگتا ہے لیکن جو شخص کسی کو بُرا کہتا ہے وہ خداوند تعالی کے
حکم مین تصرف کرتا ہے اسلئے کہ وہ شخص اور اسکا کام خداوند تعالی کا پیدا کیا ہوا ہے اور
اُسکے پیدا کردہ کو اسکی طرف رد کرتا ہے کیونکہ جو شخص فعل کا عیب کرتا ہے وہ فاعل کا عیب
کرتا ہے الا اُس شخص کا عیب ظاہر کرے کہ پروردگار نے فرمایا ہے کہ میرے موافق ہونے پر

کا فروں کی مذمت کرو لاکن جو خلقت کی طعام سے پرہیز کرنے کی بابت کہا گیا ہے اسلئے
کہ رازق خداوند تعالیٰ ہی اگر کسی بندہ کو تیری روزی کا سبب بنائے تو مخلوق کو مت دیکھ اور
یہ جان لے کہ وہ تیری روزی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے تجھے اسکے ذریعہ سے پہنچائی ہے اگر وہ بندہ
جانتا ہے کہ یہ میری چیز ہے اور اس سبب سے تجھپر احسان کرتا ہے تو اسکو قبول مت کر کیونکہ
روزی میں کسی کا کسی پر احسان نہیں البتہ کیونکہ اہل سنت وجماعت کے پاس تیری روزی
خداتعالیٰ نے رکھی ہے اور معتزلہ کے نزدیک ملک و خلقت کو خداوند تعالیٰ غذا سے پالتا ہے
نہ مخلوق اور اس قول کے مجاہد کسے لئے اور وجہ ہے واللہ اعلم (۷) انہیں سے معرفت کا
آسمان اور محبت کی کشتی ابو یزید طیفور بن علی البسطامی ہے رحمتہ اللہ علیہ یہ بہت بڑے مشائخ میں
سے ہوا ہے اور اسکا حال سب سے بڑا اور اسکی شان بہت بڑی ہے اس حد تک کہ جنید
رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اَبُوْ يَزِيْدَ مِنَّا بِمَنْزِلَةِ جِبْرَائِيْلَ مِنَ الْمَلٰئِكَةِ یعنے ابو یزید ہمارے
درمیان ایسا ہے جیسا کہ جبرائیل فرشتوں میں اسکا دادا مجوسی تھا اور بسطام کے بزرگوں سے
ایک اسکا باپ ہوا ہے اسکی روائتیں بہت بلند ہیں جنہیں احادیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
ہیں اور تصوف کے دس اماموں سے ایک یہ ہے ہیں اور اس سے پہلے علم تصوف کی حقیقتوں
میں کسی کو اسقدر علم نہ تھا جیسا کہ اُس کو تھا اور ہر حال میں علم کا محب اور شریعت کا تعظیم کنندہ
ہوا ہے برخلاف اسکے کہ ایک گروہ ملحدوں کی مدد اس پر موضوع کرتے ہیں اور ابتدا زمانہ
میں اُس کے اس معاملہ میں ورزش مجاہدہ پر مبنی تھی اور اس سے روایت ہی کہ اُسنے کہا عَمِلْتُ
فِي الْمُجَاهَدَةِ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً فَمَا وَجَدْتُ شَيْئًا اَشَدَّ عَلَيَّ مِنَ الْعِلْمِ وَمُتَابَعَتِهٖ وَلَوْلَا
اِخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ لَبَقِيْتُ وَاخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ رَحْمَةٌ اِلَّا فِيْ تَجْرِيْدِ التَّوْحِيْدِ یعنے اُس نے کہا ہے
کہ میں نے تیس سال مجاہدہ کیا اور کچھ نہ پایا جو مجھ پر علم اور اسکی متابعت سے زیادہ سخت ہو اگر عالموں
میں اختلاف نہ ہوتا تو میں سب چیزوں سے ہٹ رہتا اور حق دین ادا نہ کر سکتا اور عالموں کا
اختلاف رحمت ہی مگر توحید کے خاص کرنے میں وہ اصل نہیں اور اصل یہ ہے کہ طبیعت انسانی

جہالت کی طرف مائل ہو کیونکہ بےعلم آدمی جہالت سے بہت کام بغیر رنج کے سوا کر سکتا ہے اور باعلم آدمی ایک کام بدون رنج کے کر نہیں سکتا اور شریعت کا راستہ صراط کی نسبت بہت باریک اور پرخطر ہے پس چاہئیے کہ تو ہر حال مین ایسا رہے کہ اگر بلند حالات اور بزرگ مقامات سے رہ جائے تو شریعت کے میدان مین گرے اگر تجھ سے سب چیزین جاتی رہین تو معاملہ تیرے ساتھ رہے کیونکہ مرید کیواسطے معاملہ کی ترک بہت بڑی آفات سے ہے اور مدعیون کے سب دعوے شریعت کے استعمال مین پراگندہ ہوتے ہین اور سب اہل زبان اسکے مقابل مین خالی ہوتے ہین اور شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے کہا اَلْجَنَّةُ وَاَخْطَرَ لَهَا عِنْدَ اَهْلِ الْمَحَبَّةِ وَاَهْلُ الْمَحَبَّةِ مَحْجُوْبُوْنَ بِمَحَبَّتِهِمْ یعنے اہل محبت کے نزدیک بہشت کی بزرگی نہین اور اہل محبت اپنی محبت سے در پردہ ہین یعنے بہشت مخلوق ہے اگرچہ بزرگ ہے اور اسکی محبت اسکی صفت غیر مخلوق ہے اور جو شخص غیر مخلوق سے مخلوق کی طرف رہے وہ بیعزت اور بیقدر ہوتا ہے پس مخلوق دوستون کے نزدیک عزت نہین رکھتا اور دوست دوستی مین در پردہ ہین اسلئے کہ وجود اور ہستی دوئی کو چاہتی ہے اور اصل توحید مین دوئی صورت پذیر نہین اور دوستون کا راستہ وحدانیت سے واحدانیت کیطرف ہے اور دوستی کے راہ مین دوستی سبب ہے اور آفت یہ ہے کہ خداوند تعالے کی دوستی اس خیال پر کرے کہ اسکی برکت سے مرید بناوے یا مراد مراد ہو۔ یا کہ یہ دوستی مین حق تعالی کا ارادہ رہے اور مراد یہ ہو کہ بندہ کو اپنا مطیع کرے یا بندہ ارادہ کرے کہ عرفان حق حاصل ہو اور اپنی مراد چاہے تو بندہ کی ہستی ثابت ہوئی جب مراد حق ہوا اور اگر مرید بندہ ہو اور اسکی مراد حق ہو تو اسمین طلب و ارادہ مخلوق کا راستہ نہین یہان دونون حال مین محب مین آفت ہستی باقی رہے پس محبت کرنیوالے کا فنا محبت کی باقی رہنے مین زیادہ کامل ہوتا ہے اسلئے کہ اسکا فنا محبت کا بقا ہے اور اس سے بیان ہے کہ مین ایک دفعہ مکہ شریف مین گیا خالی گھر دیکھا مینے سمجھا کہ شاید حج قبول نہین کیونکہ مینے ایسے بہت سے پتھر دیکھے ہین پھر مین دوسری دفعہ گیا تو گھر اور گھر والے کو بھی دیکھا مینے کہا کہ ابھی اصل توحید نہین تیسری دفعہ مین گیا تو

سب گہر کا مالک دیکھا اور گہر نہ دیکھا مجہے آواز آئی کہ اے ابا یزید اگر تو نے اپنا آپ نہ دیکھا
تو سب جہان کو دیکھا اور مشرک نہوا اور جب تو سب جہان کو نہ دیکھے اور اپنے آپکو دیکھے تو
مشرک ہے پہر مینے توبہ کی اور توبہ سے بھی توبہ کی اور اپنی ہستی دیکہنے سے بہی توبہ کی اوسکی
صحت حال کیواسطے یہ بات لطیف ہے اور صاحبان حال کیواسطے نشان عمدہ ہے (۸)
اُن تبع تابعین سے فنون کا امام اور ظنون کا معالج - ابو عبداللہ حارث بن اسد محاسبی رحمۃ اللہ
علیہ ہے فروع اور اصول کے علموں مین عالم تہا اور اپنے وقت مین اہل علم کا مرجع تہا اور
غائب نام اسکی تصنیف ہے جسمین تصوف حاصل کرنیکا مذکور ہے اور اُسکے سوا اور بہت سی
اُسکی تصنیفات ہین اور ہر فن مین عمدہ حال اور بزرگ ہمت تہا اور اپنے وقت مین بغداد کا
شیخ المشائخ تہا اُسی سے روایت ہے کہ کہا اَلْعِلْمُ بِحَرَكَاتِ الْقُلُوْبِ فِیْ مُطَالَعَۃِ الْغُیُوْبِ اَشْرَفُ
مِنَ الْعَمَلِ بِحَرَكَاتِ الْجَوَارِحِ یعنے حرکات دل کا علم غائبات کی محل مین حرکات جوروح کے
عمل کرنیسے بہت عمدہ ہے اس سے یہ مراد ہے کہ علم محل کمال ہے اور جہالت مکان طلب و علم
حضور جہالت کے دربار سے اچھا ہے کیونکہ علم مرد کو درجہ کمال پر پہونچاتا ہے اور جہالت دربار
سے گذنے نہین دیتی حقیقت مین علم عمل سے بہت اچھا ہے اسلئے کہ خداوند تعالی کو علم کے ذریعے
سے پہچانا جاتا ہے اور عمل سے پایا نہین جاتا اگر عمل کو بدون علم کے اسکی طرف راستہ ہوتو نصاری
اور راہب اپنی سخت مجاہدہ مین مشاہدہ دیکھتے اور مومن نافرمان غائب پس عمل بندہ کی صفت ہے
اور علم خداوند تعالی کی صفت ہے اور بعض اس قول کے راوی غلطی مین پڑے ہین اور دونو
عمل کو روکرتے ہین اور کہتے ہین اَلْعَمَلُ بِحَرَكَاتِ الْقُلُوْبِ اَشْرَفُ مِنَ الْعَمَلِ بِحَرَكَاتِ الْجَوَارِحِ
یعنے حرکات دل سے عمل کرنا حرکات جوارح سے عمل کرنیکی نسبت بہت اچھا ہے اور یہ مشکل ہے
کیونکہ بندہ کا عمل حرکات دل سے تعلق نہین پکڑتا اور اگر اس سے فکر اور احوال باطن کا مراقبہ
مراد ہو تو یہ بہی عجیب نہین کیونکہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَفَكُّرُ سَاعَۃٍ خَیْرٌ مِّنْ
عِبَادَۃِ سِتِّیْنَ سَنَۃً یعنے ایک ساعت فکر صفات الہی مین گذارنا ساٹہہ برس کی عبادت سے

اچھا ہے اور حقیقت مین اعمال باطن اعمال جوارح سی بہت اچھے ہین اور احوال و افعال کے باطن کی تاثیر اعمال ظاہری سے بہت اچھی ہے اسے سبب سے بزرگان دین نے کہا ہے نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَۃٌ وَسَہْرُ الْجَاہِلِ مَعْصِیَۃٌ یعنے عالم کا سونا عبادت ہوتا ہے اور جاہل کا جاگنا گناہ اسلئے کہ سونے اور جاگنے مین اسکا باطن مغلوب ہوتا ہے جب باطن مغلوب ہوا تو تن بھی مغلوب ہوا پس باطن کا غلبہ حق سے مغلوب ہونا اس نفس سی اچھا ہے جو حرکات ظاہر پر غالب ہو اور مجاہدہ اختیار رکہے۔ اور اس سے روایت ہی کہ اُسنے ایک درویش کو کہا کُنْ لِلّٰہِ وَاِلَّا فَلَا تَکُنْ خداوند تعالی کا بندہ ہو رہو ورنہ مت ہو یعنی باحق باقی رہ یا اپنے وجود سے فانی ہو یعنے صفائی سے خاطر جمع رکہہ یا فقر سے پراگندہ حق کے ساتھہ باقی ہو یا آپ سی فانی ہو یا اُس صفت پر رہو جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ یعنے ای فرشتو آدم کو سجدہ کرو یا اس صفت پر رہو ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا یعنے کیا انسان پر ایک وقت نہین آیا ہے کہ کوئی چیز نہین تھا جسکا ذکر کیا جائی اگر تو اپنے اختیار سے حق کا ہو جائی تو قیامت مین بالخود ہوگا اور اگر باختیار خود نہ ہوگا تو قیامت کو حق کے ساتھہ ہوگا یہ لطیف معنے ہین واللّٰہ اعلم (۹) انہین سے امام ہی جو خلقت سے روگردان اور تارک ہوا ابو سلیمان داؤد بن نصر طائی رضی اللہ عنہ جو کہ بڑے مشائخ اور اہل تصوف کی سادات سے ہوئی ہین اور اپنے وقت مین یگانہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا شاگرد اور فضیل اور ابراہیم ادہم وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم کے مصاحبون سے ہوا ہے اور طریقت مین حبیب راعی کا مرید اور سب علمون سے بہرہ مند اور درجا علی پر مفید اور فقہ مین افقہ الفقہا تھا اُسنے گوشہ نشینی اختیار کی اور ریاست سی روگردان ہوا اور زہد و تقوی اختیار کیا اُسکے مناقب بہت ہین اور فضیلتین مذکور ہین اور معاملات مین عالم عامل ہوا ہے اور حقیقتون مین کامل روایت ہی کہ اُس نے اپنے مریدون مین سے ایک کو کہا اِنْ اَرَدْتَ السَّلَامَۃَ سَلِّمْ عَلَی الدُّنْیَا وَاِنْ اَرَدْتَ الْکَرَامَۃَ کَبِّرْ عَلَی الْاٰخِرَۃِ یعنے ای بیٹا تو سلامت

چاہتا ہے تو دنیا کو غائب ہونے سے وداع کر اور اگر کرامت چاہتا ہے تو آخرت پر تکبیر موت کی کہو یہ دونو محل حجاب ہین اور سب فراغتین ان دو چیزین مین بند ہین جو شخص ان سے فارغ ہونا چاہتا ہے اسکو کہو کہ دنیا سے منہ پھیر لے اور جو چاہتا ہے کہ دل سے فارغ ہو تو اسے کہو کہ عاقبت کی خواہش دل سے دور کرے حکایتون مین مشہور ہے کہ وہ ہمیشہ محمد بن حسن سے ملاپ رکہتا تہا اور ابو یوسف قاضی کو اپنے پاس آنے نہ دیتا لوگون نے پوچھا کہ یہ دونو علم مین بزرگ ہین پھر تو کس لئے ایک کی عزت اور ادب کرتا ہے اور دوسرے کو رد کرتا ہے اس نے جواب دیا کہ محمد بن حسن نعمت اور مال دنیا دیکر علم پڑہا ہے اور علم دین مین عزت اور دنیا مین ذلت کا سبب ہوتا ہے اور ابو یوسف نے درویشی اور ذلت سے علم پڑہا ہے اور علم کو اپنی عزت اور رتبہ کا سبب بنایا ہے پس محمد اسکے مانند نہین اور معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ اس نے کہا کہ مینے کوئی نہین دیکہا کہ اسکی نظر مین دنیا کو داؤد طائی رضی اللہ عنہ سے خطر کم ہو کیونکہ سب دنیا اور دنیادار ان کا اس کے نزدیک کچھ مقدار نہین اور فقیرون کو کامل نظر سے دیکھتا ہے گو پر آفت ہوتے اور اسکے مناقب بہت ہین واللہ اعلم (١٠) اور انہین سے صاحبان حقیقت کا شیخ اور سب علاقون سے جدا ابو الحسن سری بن مفلس سقطی رحمتہ اللہ علیہ جنید رحمتہ اللہ علیہ کا ماموں اور سب علمون کا عالم ہے جو تصوف مین اسکی بڑی شان تہی اور پہلے جس نے ترتیب مقامات باطن اور کشایش احوال مین خوض کیا وہی تہا اور اکثر مشایخ عراق اس کے مرید ہین اور حبیب راعی کو اسنے دیکہا تہا اور اس سے مجلس بہی کی اور معروف کرخی کا مرید تہا اور وہ بغداد کے بازار مین سقط فروشی کرتا تہا جب بغداد کا بازار جل گیا اسکو لوگون نے کہا کہ تیری دوکان جل گئی اس نے جواب دیا کہ مین اسکے فکر سے فارغ ہوا جب لوگون نے دیکہا تو اسکی دوکان نہ جلی تہی اور اسکے چارون طرف کی دوکانین سب جل گئی تھین پھر جب اس نے اپنی دوکان کو سلامت دیکہا تو جو کچھ رکہتا تہا سب

درویشون کو دیدیا اور تصوف کا طریق اختیار کیا لوگون نے اُسسے پوچھا کہ تیری ابتدا حال کیسی تھی اُسنے جواب دیا کہ ایک روز حبیب راعی میری دوکان پر گذرا مینے روٹی کا ٹکڑا اُسے دیا کہ درویشون کو دیدیا اُسنے مجھ کہا کہ خَیَّرَکَ اللّٰہُ یعنے تجھے خداوند تعالیٰ اجر دیوے جس روز سے مینے اُس سے یہ دعا سنی تو دنیا کی حال کو اُس سے بہتری حاصل نہ ہوئی اور اُسی کی بات ہے کہ کہا اَللّٰھُمَّ مَھْمَا عَذَّبْتَنِیْ بِہٖ مِنْ شَیْءٍ فَلَا تُعَذِّبْنِیْ بِذُلِّ الْحِجَابِ یعنے بارخدایا اگر مجھے تو عذاب دینا چاہتا ہے تو مجھے حجاب کی ذلت کا عذاب مت کیجو اسلئے کہ جب جناب سے مجھپر حجاب نہو گا تو آپکے مشاہدہ سے عذاب اور بلا مجھپر آسان ہوگا اور جب آپ در پردہ ہو جائین تو آپ کی نعمتین ذلت حجاب کے سبب میری ہلاکت کا باعث ہونگی پس جو بلا مشاہدہ کی حالت مین واقع ہو وہ بلا نہین ہوتی لیکن بلا وہ نعمت ہوتی ہے جو حجاب مین واقع ہو دوزخ مین کوئی حجاب سے زیادہ سخت نہین کیونکہ اگر دوزخ مین دوزخی لوگ خداوند تعالیٰ کے مکاشفہ مین ہون تو عاصی مومن کبھی بہشت کو یاد نکرتے کیونکہ خداوند تعالیٰ کا دیدار اسقدر خوشی کی شان کرتا ہے کہ بدن کی بلا اور جسمانی عذاب سے خبر نہین رکھتے اور بہشت مین کوئی نعمت کشف سے زیادہ کامل نہین کیونکہ اگر وہ نعمتین اور اور سوگنا انکو حاصل ہون اور خداوند تعالیٰ سے محجوب ہون تو انکی دلون سے ہلاکت آتی ہے پس عادت خداوند کریم کی وہ ہے کہ ہر حال مین دوستون کے دلکو اپنی طرف رجوع رکھتا ہے تا مشقتین اور ریاضت اور بلائین گھونٹ کر لین ضرور اسحال مین انکی دعائین ایسی ہوتی ہین کہ کہتے ہین ہم سب عذابون کو تیرے حجاب کی نسبت زیادہ دوست رکھتے ہین کیونکہ جب تیرا مشاہدہ ہمارے دلون پر ظاہر ہوتا ہے تو بلا کا ہمکو اندیشہ نہین رہتا واللہ اعلم (۱۱) اور انہین سے بلا اور بلوے کا سپاہی اور زہد و تقوے کا سرمایہ ابو علی شفیق بن ابراہیم الازدی رحمۃ اللہ علیہ قوم کا عزیز اور پیشوا اور شرعی علمون کا عالم باذکا اور معاملہ اور حقیقت کا ماہر اور علم کے فنون اُسپر ظاہر اُسکی بہت سے تصانیف ہین ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کا مصاحب

ہوا ہے اور اکثر مشایخ کو دیکھا ہے اور اُنسے صحبت حاصل کی ہے اور اُس سے یہ بہی روایت ہی کہ اُس نے کہا کہ جعل اللہ اہل طاعتہ احیاءً فی مماتہم واہل المعاصی امواتاً فی حیوٰتہم خداوند تعالی نے اپنی اطاعت کرنیوالون کو انکی مرگ کی حالت مین زندہ کیا ہے اور گناہگارون کو حیاتی کیحالت مین مار دیا ہے یعنی مطیع گو مردہ ہو زندہ ہوتا ہے کیونکہ فرشتے اُسکی اطاعت پر قیامت تک آفرین کرتے ہین اور اسکا ثواب لکہتے ہین پس موت کی فنا مین خبر اُسکے باقی ہونیسے باقی ہوتا ہے۔ کہتے ہین کہ ایک بوڑہا اُسکے پاس آیا اور کہا کہ ای شیخ مین بڑا گنہگار ہون اور توبہ کرنا چاہتا ہون اُسنے کہا کہ تو دیر سے آیا ہے بوڑھے نے کہا نہین بلکہ مین جلدی آیا ہون اُسنے کہا کہ کیون اُسنے جواب دیا کہ جو شخص موت سے پہلے آوے اگرچہ دیر سے آوے وہ جلدی ہوتا ہے۔ اور کہتے ہین کہ اُسکی توبہ کی ابتداء وہ ہوئی ہے کہ ایک سال بلخ مین قحط پڑا تہا اور لوگ ایک دوسرے کو کہاتے تہے اور سب مسلمان غمناک تہے ایک غلام کو دیکہا کہ بازار مین ہنستا تہا اور خوشی کرتا تہا لوگون نے اُس سے پوچہا کہ کیون ہنستا ہے کیا تجہے شرم نہین آتی کہ سب مسلمان تو غم مین مبتلا ہین اور تو ایسی خوشی کرتا ہے اُسنے کہا مجہے کچہ غم نہین ہے مین اُسکا بندہ ہون کہ جس کا خاص گاؤن ہے اور اُسنے میرا شغل میرے دل سے اُٹھا دیا ہے شقیق نے کہا کہ بار خدایا یہ غلام اُس خواجہ سے کہ ایک گاؤن رکہتا ہے اسقدر خوشی کرتا ہے اور تو مالک الملک ہے اور تونے ہماری روزی اپنے ذمہ لی ہے اور ہمنے اتنے غم اپنے دل پر لگائے ہین یہ کہتی ہے دنیا کا کاروبار چھوڑ دیا اور راہ حق پر چلنے لگا اور کبہی روزی کا غم نہ کہاتا اور ہمیشہ کہتا کہ مین اِس غلام کا شاگرد ہون اور جو مینے پایا ہے سو اِس سے پایا ہے اور یہ تواضع کے رو سے کہتا تہا اور اُس کے مناقب بیشمار مشہور ہین وباللہ التوفیق (۱۲) انہین سے اپنے وقت کا شیخ اور طریق حق مین یگانہ عبدالرحمن ابن عطیہ الدارانی رحمتہ اللہ علیہ ہے قوم کا عزیز اور دلون کا خوش کرنیوالا تہا اور سخت ریاضتون اور مجاہدات مین مخصوص اور علم وقت کا عالم تہا اور معرفت آفات نفس اور اُسکی گہاتون

سے آگاہ معاملات مین اُسکی کلام لطیف ہے اُسنے دلون کی حفاظت اور اعضا کی پاسداری کا عمدہ
بیان کیا ہے اُس سے روایت ہے کہ کہا اِذَا غَلَبَ الرَّجَاءُ عَلَی الْخَوْفِ فَسَدَ الْوَقْتُ یعنے جب امید
خوف پر غالب ہوئی وقت مین خلل آتا ہے اسلیئے کہ وقت رعایت حال ہوتی ہے اور مرد
تب تک حال کو نگاہ رکھتا ہے کہ خوف اُسکے دلپر غالب ہو جب خوف جاتا رہا تو بندہ
تارک رعایت حال ہوتا ہے اور اُسکے وقت مین فساد آتا ہے اور اگر خوف امید پر غالب
ہو تو اُسکی توحید باطل ہوتی ہے اسلیئے کہ خوف کا غلبہ نومیدی سے ہوتا ہے اور حق سے ناامید ہونا
شرک ہے پس توحید کی حفاظت بندہ کی امید صحیح ہونے مین ہوتی ہے اور وقت کی رعایت
اُسکا خوف صحیح ہونے مین اور جب دونو برابر ہون تب توحید اور وقت دونو محفوظ ہوتے
ہین اور بندہ محافظت توحید سے مومن ہوتا ہے اور وقت کی حفاظت سے مطیع اور امید کا
تعلق خاص مشاہدے سے ہوتا ہے کہ اسمین سب اعتقاد ہے اور خوف کا تعلق صرف مجاہدے سے
کہ اسمین سب کی سب بیقراری ہے اور مشاہدہ مجاہدہ کا باعث ہے اور یہ وہ مراد ہے کہ سب
امیدین ناامیدی سے ظاہر ہوتی ہین اور جو شخص اپنے عمل کے سبب اپنی نجات سے ناامید ہووے
ناامیدی اُسکو نجات اور رہائی ہے اور کرم حق تعالیٰ کیطرف راہبر ہوتی ہے اور اُسپر خوشی کا
دروازہ کھولتی ہے اور اُس کے دلکو طبع کی آفات سے صاف کرتی ہے اور سب اسرار ربانی
اُسپر ظاہر ہو جاتے ہین احمد بن ابی الحواری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین ایک رات خلوت مین نماز
گذارتا تھا اور اسمین مجھے بڑی خوشی حاصل ہوئی دوسرے روز مینے ابو سلیمان کو یہ حال کہا
اُس نے جواب دیا کہ تو ضعیف مرد ہے کہ ابھی خلقت تیرے روبرو ہے جب تک کہ خلوت مین
اور حالت اور ظاہر مین اور حالت ہے اور دونو جہان مین کسی چیز کا وہ خطر نہین ہے جو بندہ
کو حق سے روک کا خطرہ ہے جب دولہا کو خلقت کے سامنے جلوہ گر کرتے ہین تو اسی سبب سے
کرتے ہین کہ سب خلقت اُسکو دیکھے اور خلقت کی دیکھنے سے اُسکی زیادہ عزت ہوتی ہے لیکن
اُسکو نچاہیے کہ مادر امقصود کے آپنے آپکو دیکھے کیونکہ غیر اللہ کے دیکھنے سے ذلت ہوتی ہے

اگر سب خلقت اطاعت مطیع کی عزت کو دیکھین تو اسمین اسکا نقصان نہین لیکن اگر وہ
خود اپنی اطاعت کی خوبی دیکھے تو ہلاک ہوجاتا ہی عیاذاً باللہ منہا (۱۳) انہین سے درگاہ
رضا کا برگزیدہ اور علی بن موسےٰ رضا کا پالا ہوا ابو المعروف فیروز کرخی رحمۃ اللہ علیہ
قدیم مشایخ سادات سے تہا اور جوانمردی مین مشہور اور پرہیز اور تجرد مین یادداشت اسکا ذکر اس
ترتیب مین مقدم چاہیے تہا لیکن مین دو پیر مقدم کے موافقت پر جو ایک صاحب نقل اور
دوسرا صاحب تصرف ہوا ہے اس محل مین لایا ہون ایک انہین سے شیخ متبرک ابو عبد الرحمن
سلمے جسکی کتاب مین اسی ترتیب پر ہے دوسرا استاد صاحب امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ
عنہما جو اسکی کتاب کی ابتدا مین اسکا ذکر اسصورت پر ہے مینے بہی اس مطابق لکہدیا اسلیے
کہ سری سقطی کا استاد اور داؤد طائی رحمہم اللہ کا مرید تہا۔ ابتداء عمر مین بیدین تہا علی
بن موسے رضا رضی اللہ عنہا کی ہاتہہ سے ایمان لایا اور اسکے نزدیک اسکی بڑی عزت تہی اور
قابل تعریف اور اسکے فضائل اور مناقب بیشمار ہین اور فنون علم مین پیشوا قوم ہوا ہے اور
اس سے روایت ہی کہا لِلْفِتْیَانِ ثَلٰثُ عَلَامَاتٍ وَفَاءٌ بِلَا خِلَافٍ وَمَدْحٌ بِلَا جُوْدٍ وَعَطَاءٌ
بِلَا سُوَالٍ یعنے جوانمردون کی علامت تین چیزین ہین ایک وفا جسمین خلاف نہ ہو دوسرا
تعریف جو بلا حصول بخشش ہو تیسرا عطیہ بلا سوال لیکن وفا بدون خلاف کروہ ہوتا ہے کہ
عبودیت کی وقت مین بندہ خلاف روی اور گناہ اپنی ذات پر حرام رکہے اور تعریف بلا
بخشش وہ ہی کہ جس شخص سے کوئی نیکی نہ دیکہی ہو اسکو نیک کہے اور عطیہ بلا سوال وہ ہے کہ جب
مال دیکہے بن مانگے اسکے دینے مین فرق نکرے یعنے خویش اور بیگانہ اور نیک و بد مین تمیز نہ کرے
جب کسی کا حال معلوم ہوا تو اُس سے نہ پوچہے اور یہ سب خلقت کا باہمی معاملہ ہی لیکن سب خلقت
ان تین صفت سے عاری ہے اور یہ تینون صفت حق جل و علا کی ہین اور اُس کے اپنے بندون
سے ایسی کارروائی ہے اور یہ صفت حقیقت مین اُسی کی ہے وفا مین دوستون سے خلاف
نہین کرتا گو کتنا ہی وفا کرنے مین خلاف کرین وہ انکی حق مین مہربانی زیادہ کرتا ہے اور

اُس کی وفا کی علامتین یہ ہین کہ پہلے بدون اُسکے کہ بندہ سے نیک کام ہو اُسکو بلاتا ہے
اور آج کے روز اُسکے بُری کام کے سبب اُسکو رد نہین کرسکتا اور تعریف بلا سخاوت
خداوند کریم کا خاصہ ہے کیونکہ وہ بندہ کا محتاج نہین اور بندہ کے تھوڑے سے کام پر اُسکی
ثنا فرماتا ہے اور عطیہ بلا سوال اسکے سوا نہین اسلیئے کہ کریم ہے ہر ایک کا حال جانتا ہے اور ہر
ایک کی مراد بغیر سوال حاصل کردیتا ہے پس جب خداوند تعالی بندہ پر مہربانی کرتا ہے
تو اُسکو بزرگ کردیتا ہے اور اپنے قرب مین خاص کردیتا ہے اور اس سے یہ تینون معاملے کرتا
ہے اور جو شخص کوشش سے بمقدار امکان خلقت کیساتھ اپنا معاملہ ایسا کرتا ہے اسوقت اسکا
نام جوانمردی رکھتے ہین اور جوانمردون کی گروہ مین اسکا نام درج ہوتا ہے اور یہ تینون صفتین
پیغامبر صلواۃ اللہ علیہ کی تھین اور اسکا اصل بیان اپنے موقع پر کرونگا انشاءاللہ تعالی (۱۴)
ان مین سے بندون کی زینت اور اوتاد کے خوبی ابو عبدالرحمن حاتم بن عنوان الاصم رحمۃ اللہ
علیہ بلخ کے بڑے صاحبان اقبال سے تھا اور خراسان کے قدیم مشائخ سے اور شفیق کا مرید
اور احمد خضرویہ کا استاد اور ابتداء عمر سے انتہا تک ہر حال مین صدق سے قدم باہر رکھا یہانتک
کہ جنید رض نے کہا صِدِّیقُ زَمَانِنَا حَاتِمُ الْاَصَمّ یعنے حاتم اصم ہمارے وقت کا صدیق ہے اُسکی
کلام عالی درجہ کی ہے جسمین آفات نفس اور رعونت طبع دیکھنے کے دقائق بخوبی بیان ہین اور
معاملات مین مشہور روایتین ہین انہین کا مذکور ہے کہ کہا اَلشَّھْوَۃُ ثَلَاثٌ شَھْوَۃٌ فِی
الْاَکْلِ وَشَھْوَۃٌ فِی الْکَلَامِ وَشَھْوَۃٌ فِی النَّظَرِ فَاحْفَظِ الْاَکْلَ بِالثِّقَۃِ وَاللِّسَانَ
بِالصِّدْقِ وَالنَّظَرَ بِالْعِبْرَۃِ یعنے شہوت تین طرح پر ہے ایک کھانے مین دوسرے کلام مین
تیسرے دیکھنے مین پس اپنی خوراک کو یقین اور بھروسہ آلہی پر نگاہ رکھ اور زبان کو سچ
کہنے پر اور آنکھون کو عبرت سے دیکھنے پر پس جو شخص کھانے مین توکل کرے وہ کھانے کی
شہوت سے بچ رہتا ہے اور جو شخص زبان سے سچ کہتے وہ زبان کی شہوت سے بچ رہتا ہے
اور جو شخص درست نظر سے دیکھے وہ آنکھ کی شہوت سے بچ رہتا ہے اصل توکل سچ جاننے سے

ہوتی ہے کیونکہ جب ہر چیز کو راستی ہو جانے اور خداوند تعالیٰ کی روزی دینے پر بھروسہ رکھے اور
دانش اور راستی سے عبادت کرے پھر اپنی معرفت کی راستی دیکھے اور سکا کھانا پینا درستی کی سوا
نہ ہو اور اسکی عبادت وجد کے بدون نہو اور اسکے نظر بلا مشاہدہ نہو تب ٹھیک جائیگا اور حلال
کھائیگا اور جب دوست رکھیگا تو ذکر الہی کرے گا اور جب درست دیکھیگا تو اس ذات پاک کو
دیکھے گا اسلئے کہ اسکا دیا ہوا اسکی اجازت کے سوا کھانا حلال نہیں اور اسکے ذکر کے سوا اٹھارہ ہزار
عالم میں کسیکا ذکر درست نہیں اور اسکی خوبی اور جلالت کے بدون موجودات میں نگاہ کرنا جائز
نہیں جب تو اس سے لے اور اسکی اجازت سے کھائے تو شہوت نہیں ہوتی۔ اور جب اسیکا ذکر کرے
اور اسکی اجازت سے بولے تو وہ شہوت نہیں ہوتی اور جب تو اسکے کام کو دیکھے اور اسکی اجازت
سے دیکھے وہ بھی شہوت نہیں ہوتی پھر جب تو اپنی خواہش نفس سے کھائے اگرچہ حلال ہو
شہوت ہوگی اور جب خواہش نفسانی سے بولے اگرچہ ذکر الہی ہو جھوٹ اور شہوت ہوگا اور
جب تو خواہش نفسانی سے دیکھے اگرچہ اس کو دلیل صفت خداوندی ہو وہ شہوت ہوگی۔
واللہ اعلم (۱۵) انہیں سے امام مطلبی اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا چچازاد بھائی ابو عبداللہ بن
ادریس شافعی رضی اللہ عنہ اپنے وقت میں بزرگوں سے ہوا ہے اور سب علموں میں مشہور
امام تھا اور جوانمردی اور پرہیزگاری میں انکے مناقب مشہور ہیں اور انکی کلام عالی جب
تک مدینہ منورہ میں رہے رتبہ میں امام مالک کے شاگرد رہے اور جب عراق میں آئے تو محمد بن
الحسن کے ساتھ ملے رہے اور ہمیشہ انکی طبع میں گوشہ نشینی کی خواہش رہی اور طریق تصوف کے
تحقیقات کے طالب رہے تا کہ ایک گروہ انکے پاس جمع ہوا اور پیروی کی احمد بن حنبل اس گروہ
سے تھے پھر رتبہ اور امر امامت میں مشغول رہے بعد ازاں اس سے ہٹ گئے ہر حال میں نیک خصلت
تھے اور ابتدا حال میں صوفی پیشہ تھے مگر انکے دل میں کچھ سختی تھی جب کہ سلیمان راعی کو ملے
اور انکے پاس رہے تو سخت دلی جاتی رہی اسکے بعد جہاں جاتے حقیقت کی طلب میں رہتے
انکی بات ہے کہ انہوں نے کہا کہ اِذَا رَاَیْتَ الْعَالِمَ یَشْتَغِلُ بِالرُّخَصِ وَالتَّاوِیْلِ فَلَنْ یَجِیْءَ مِنْہُ

بشئی ؎ یعنے جب تو کسی عالم کو دیکھے کہ رخص اور تاویلات مین مشغول ہے جان لے کہ اُس سے کبہی
کچہہ نہین ہوسکیگا یعنے عالم لوگ پیشرو ہر قسم خلقت کے ہین یہ جائز نہین کہ کوئی قوم اُنکے
آگے چلے خواہ کسی مطلب مین ہو اور راہ حق مجاہدہ مین مبالغہ اور احتیاط کے بدون چلا نہین
جاتا اور علم مین رخص یہ ہوتا ہے کہ ایسا کام طلب کرے جسمین تخفیف ہو اور مجاہدہ سے بہاگے
پس رخص مین درجہ عوام کی طلب ہوتی ہے تاکہ شریعت کے احاطہ مین رہے اور اُسکی حدون
سے تجاوز نکرے اور مجاہدہ مین درجہ خاص کی طلب ہوتی ہے تاکہ اُس سے پہل پائین اور
عالم لوگ خاص ہین جب خاص کو درجہ عام پر رضا ہو تو اُس سے کچہہ نہین ہوسکتا اور یہ بہی ہے
کہ رخص مین فرمان حق کو خفیف سمجہا ہوتا ہے اور عالم حق جل و علا کے دوست ہین اور دوست
دوستون کے حکم کو خفیف نہین سمجہتے اور ادنے درجہ کو اختیار نہین کرتے بلکہ اسمین احتیاط
رکہتے ہین۔ ایک شیخ روایت کرتا ہے کہ مینے ایک رات پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین
دیکہا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ سے مجہے روایت پہنچی ہے کہ زمین مین
اوتاد اور اولیا اور ابرار خداوند جل جلالہ کے ہین حضرت نے فرمایا کہ اس راوی نے یہ
یہ روایت مجہسے درست پہنچائی ہے مینے عرض کی مجہے آرزو ہے کہ مین انہین سے ایک کو
دیکہون حکم ہوا کہ محمد بن ادریس ایک انہین سے ہے اور انکے اور بہی بہت مناقب ہین (۱۶)
سنی سنت کا شیخ اور اہل بدعت پر قہر کرنیوالا ابو محمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہے جو پرہیز اور
تقوے مین خاص تہا اور احادیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کا حافظ اور گروہ صوفیہ نے
فریقین سے اُسکو ہر حال مین مبارک سمجہا ہوا ہے اور بڑے مشائخ کے ساتہہ صحبت حاصل
کی تہی جیسے کہ ذوالنون مصری اور بشر حافی اور سری سقطی اور معروف کرخی اور مثل انکے
جو ہوے ہین اور اسکی کرامتین ظاہر اور سمجہہ درست تہی جو آجکل بعض مشتبہہ لوگ اُس سے
تعلق ظاہر کرتے ہین وہ انپر افترا ہے اور موضوع۔ کیونکہ وہ ان باتون سے بری ہے اور اصول
دین مین اسکا اعتقاد درست ہے اور اسکا مذہب سب عالمون کو پسند ہے اور جب معتزلہ نے

اور انہیں

بغداد پر غلبہ کیا انہوں نے کہا کہ آپ کو تکلیف دینا چاہئے تاکہ قرآن مجید کو مخلوق کہے وہ بوڑھا اور ضعیف تھا اُسکی ہڈیاں گئیں اور ہزار چابک مارا تاکہ قرآن کا مخلوق ہونا زبان سے نکالے اُس حالت میں اُسکا ازار بند کھل گیا اور آپکے ہاتھ بندھے ہوئے تھے قدرت الٰہی سے انکے دو ہاتھ اور نکل آئے جن سے ازار بند باندھا جب معتزلہ نے یہ دلیل انکی کرامت کی دیکھی تو چھوڑ دیا اور اُسی زخم میں فرمان حق آیا یعنے جان بحق تسلیم ہوا اور اُنکے آخر عہد میں ایک قوم اُنکے پاس آئی اور پوچھا کہ آپ اِس قوم کے حق میں جنہنے آپکو مارا کیا کہتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ میں کیا کہوں انہوں نے مجھے اللہ کی راہ پر مارا ہے کیونکہ انکے زعم میں میں باطل تھا اور اپنے آپکو انہوں نے سچا جانا صرف زخم کی بابت قیامت کے روز میں انسے جھگڑا نہیں کرونگا اور معاملات میں انکی کلام اونچی ہے اور جو شخص اُنسے کوئی مسئلہ پوچھتا اگر معاملات سے ہوتا تو جواب دیتے اور حقیقت کی بابت ہوتا تو بشر حافی رح کے حوالہ کرتے ۔ جیسا کہ انکا مذکور ہے کہ ایک روز کوئی شخص آیا اور اُسنے پوچھا کہ مَا الْاِخْلَاصُ قَالَ الْاِخْلَاصُ هُوَ الْخَلَاصُ مِنْ آفَاتِ الْاَعْمَالِ یعنے اخلاص کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ اخلاص آفات اعمال سے خلاصی پانا ہے یعنی عمل ایسا ہو کہ جسمیں ریا اور سمعت اور آفت نہو پھر اُسنے پوچھا مَا التَّوَکُّلُ یعنے توکل کیا ہے جواب دیا اَلثِّقَةُ بِاللّٰہِ یعنے خداوند عزوجل پر یقین اور بھروسہ رکھنا کہ ضرور روزی پہنچائیگا پھر پوچھا مَا الرِّضَاءُ یعنے رضا کیا ہوتی ہے جواب دیا کہ تَسْلِیْمُ الْاُمُوْرِ اِلَی اللّٰہِ یعنے اپنے کام خدا کے حوالے کرنا پھر مَا الْمَحَبَّةُ محبت کیا ہوتی ہے جواب دیا کہ یہ بات بشر حافی سے پوچھنی چاہیے کیونکہ جب تک وہ زندہ ہیں میں اُسکا جواب نہیں دیتا اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہر حال میں زیر امتحان رہے زندگی معتزلہ کے طعن میں اور بعد وفات مشبہہ کی تہمتوں میں یہانتک کہ اہل سنت وجماعت انکے حال پر واقف نہیں ہوئے اور اسپر تہمت لگائی حالانکہ وہ اُس سے بری تھے

(۱۷) اور انہیں سے وقت کے چراغ اور آفات عذاب کی برداشت میں مہذب ابوالحسن احمد بن ابی الحواری رضی اللہ عنہ شام کے مشائخ سے ہوئے ہیں سب مشائخ انکی تعریف کرتے ہیں

اس حدتک کہ جنید رحہ نے کہا کہ احمد بن ابی الجواری رَیْحَانَۃُ الشَّامِ یعنے ملک شام کی گلزار مین انکی
کلام بلند ہے اور اس طریقت کی علم کے فنون مین اشارے لطیف ہین اور انکی روایات
صحیح ہین جو حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے بارہ مین فرمائی ہین اور حادثات مین اور امر
وقت لوگون کا انکی طرف رجوع تہا اور آپ مرید سلیمان دارانی کے ہوے ہین اور سفیان
عبیۃ اور مروان بن معاویہ قاری کی صحبت پائی ہے اور سیر سفر کرتے رہے اور ہر ایک سے
ادب اور فایدہ سیکہتے رہے انکا ذکر ہے کہ انہون نے کہا کہ اَلدُّنْیَا مَزْبَلَۃٌ وَّمَجْمَعُ الْکِلَابِ
وَاَقَلُّ مَنْ عَکَفَ عَلَیْھَا فَاِنَّ الْکَلْبَ یَاْخُذُ مِنْھَا حَاجَتَہٗ وَیَنْصَرِفُ وَالْمُحِبُّ لَھَا لَایَزُوْلُ عَنْھَا
وَلَا یَتْرُکُھَا بِحَالٍ یعنے دنیا پاخانہ ہے اور کتون کے جمع ہونیکی جگہ اور وہ شخص کتون سے
بھی بدتر ہے جو کہ مال دنیا پر قائم ہو اسلئے کہ کتا جب پاخانہ سے اپنا کام لیتا ہے یعنے پیٹ
بہر لیتا ہے تو چلا جاتا ہے اور دنیا کا دوستدار دنیا اور اسکے جمع کرنے سے باز نہین آتا
اسمین دنیا کی بڑی حقارت پائی جاتی ہے اس شخص کے نزدیک جسنے دنیا کو پاخانہ کی
مانند ٹہرایا ہے اور دنیا دارون کو کتون سے بدتر مقرر کیا ہے اور سبب یہ بیان کیا کہ جب کتا
اپنا فائدہ پاخانہ سے لیتا ہے تو اُس سے دور ہو جاتا ہے لیکن دنیا دار ہمیشہ اُسکے جمع
کرنے اور محبت مین بیٹہے رہتے ہین اور ہرگز باز نہین آتے اور یہ آپ کا فرمان اصحاب کا
نشان ہے کہ وہ دنیا دارون سے جدا رہتے تہے اور صاحبان دنیا سے منہ پہیرتے تہے
اور اس طریقت کی بندون کو دنیا سے آزردہ ہوتا ایک خوش محل اور خوش گلزار ہے انہون
نے پہلے علم پڑہا اور امامون کے درجہ تک پہنچا پہر اپنی کتابین دریا مین لیجا کر پہینک دین
اور کہا نِعْمَ الدَّلِیْلُ اَنْتَ وَاَمَّا الْاِشْتِغَالُ بِالدَّلِیْلِ بَعْدَ الْوُصُوْلِ مُحَالٌ یعنے تمہارے
واسطے خوب دلیل اور رہبر ہے لیکن مقصود پر پہنچنے کے بعد دلیل کیطرف مشغول ہونا
محال ہے کیونکہ دلیل اسوقت تک چاہیے کہ مرید راستہ مین ہو جب حضور مین پہنچا تو در بار
مین راستہ دکہانیوالے کی کیا ضرورت اور مشایخ نے کہا ہے کہ یہ سکر کی حالت مین ہوا ہے

اور اس راہ مین جس نے کہا وَصَلْتُ فَقَدْ فَصَلْتُ یعنے مین پہنچ گیا مین پس تحقیق جدا ہو چکا
یہ ہا پہنچنا ہٹا رہنا ہوتا ہے پس شغل شغل ہوتا ہے اور فراغت فراغت اور شغل اور فراغت
مین اصول کا اصول نسبتی ہے کیونکہ یہ دونو بندگی کی صفت ہین اور فصل اور وصل عنایت
حق اور ارادہ ازلی خداوند جل وعلا کا بندہ کی خیر خواہی ہے بندہ کے شغل اور فراغت
مین نہین آتا پس اسکے وصول کو وصول نہین اور قرب اور مجاورت کا اتحاد روا
نہین اور اسکا وصل بندہ کی عزت ہے اور اسکا فصل بندہ کی امانت اور اسکی صفات
مین تغیر روا نہ اور علی بن عثمان رضہ جلالی کہتے ہین کہ احتمال ہے کہ اس پیر بزرگ کا لفظ
وصول سے مراد راہ حق ہو اسلیے کہ کتابون مین راہ حق نہین جس سے یہ عبارتین ہین
کیونکہ جب طریق واضح ہوا تو عبارت الگ ہو جاتی ہے اور عبارت مین اسقدر قوت
ہوتی ہے کہ مقصود کی غائب ہونے مین ہوتی ہے جب مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے تب
عبارتین پراگندہ ہوتی ہین جب معرفت کی صحبت مین زبانین گنگ ہین تو کتابون
کی عبارت اکثر ضائع ہوتی ہین اور اسکے سوا اور مشایخ نے ایسا ہی کہا ہے جیسا کہ
شیخ المشایخ ابو سعید فضل اللہ بن محمد مہنی وغیرہ رضی اللہ عنہم انہون نے اپنی کتابین غرق
کردین اور ایک رسمی گروہ نے سستی اور جہالت سے ان شریفون کی پیروی کی ہے اور ظرفا
ان شریفون نے کتابون کے غرق کرنیسے تعلقات کا چھوڑنا اختیار کیا ہے اور یہ خیال ما سوا
اللہ سے ترک توجہ اور دل کی فراغت کے لیے ہے اور یہ ابتدا شکر ہے اور بچپن کے سوا درست
نہین اسلیے کہ مکان پر پہونچنے والے کو دونو جہان حجاب نہین کرتے تو کاغذ پارہ بہی
حجاب نہین کرتا جب دل تعلقات سے جدا ہوا تو پارہ کاغذ کا کیا مقدور ہے لیکن جو
کتاب دہونیکے معنے ثابت کرنیسے نفی عبارت مراد رکہتے ہین جیسا کہ ہمنے ذکر کیا پس زیادہ
اولے وہ ہے کہ عبارت زبان سے منفی ہو اسلیے جو کتاب مین لکھا ہے اور زبان پر عبارت
جاری ہے اور وہ عبارت زیادہ اچھی نہین ہوتی اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ احمد ابن

ابی الجواری نے اپنے غلبہ حال مین کوئی سننے کے لائق نپایا اور اپنے حال کی تشریح کاغذ پر لکھی اور جب بہت لوگ جمع ہوئے تو کوئی لائق نپایا تاکہ ظاہر کرتا آخر پانی مین ڈبو دیا اور کہتا تو نیک دلیل ہے لیکن جب تجھسے مراد حاصل نہ ہوئی تو تیری طرف مشغول رہنا محال ہوتا ہے اور یہ بہی احتمال ہے کہ اُسکے پاس بہت کتابین جمع ہو گئی تھین اور وہ ورد ون اور معاملات سے ہٹاتی تھین اور اپنی طرف مشغول کرتی تہین تو وہ مشغل اپنے آگے سے اٹھا دیا اور دلکی فراغت چاہی تاکہ معنے کی طرف رجوع کرے اور عبارات کی ترک کی واللہ اعلم بالصواب (۱۸) انہین سے جوانمردون کا سپاہی اور خراسان کا آفتاب ابو حامد احمد بن خضرویہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ حال بلند اور اشرف وقت سے خاص تہا اور اپنی زمانہ مین قوم کا پیشوا اور خاص دعا کا پسند اور ملامت کے راستہ پر چلتا اور سپاہیون کی وردی پہنتا اور فاطمہ جو اسکی زوجہ تہی طریقت مین اُسکی بڑی شان تھی اور وہ امیر بلخ کی بیٹی تہی جب اُسکے دلمین توبہ کی خواہش ہوئی تو اُس نے احمد کیطرف آدمی بہیجا کہ میرے باپ سے میری درخواست کر لیکن انہون نے منظور نہ کیا دوسری دفعہ آدمی بھیجکر کہا کہ اے احمد مین تجھے اس سے زیادہ تر مرد جانتی تہی کہ تو ایک عورت کا رہبر ہو جائے نہ رہزن تب احمد نے اُسکے باپ کی طرف بھیجکر اُسکی درخواست کی باپ تبرک کے طور پر احمد بن خضرویہ کے حوالے کر دی پھر فاطمہ نے دنیا کا کاروبار چھوڑ دیا اور خلوت نشینی کیواسطے احمد کے ساتھ آرام کیا جب احمد کو بایزید کی زیارت کا قصد ہوا فاطمہ نے بہی اُنکے ساتھ اتفاق کیا جب بایزید کے پاس آئے تو منہ سے پردہ اٹھایا اور گستاخانہ کلام شروع کی احمد اوس سے تعجب ہوا اور اُسکے دلمین غیرت نے جوش مارا اور کہا کہ اے فاطمہ یہ کیا گستاخی ہے جو آج تو نے بایزید سے کی ہے مجھے بتانی چاہئے فاطمہ نے جواب دیا کہ اس سبب سے کہ تو میری طبیعت کا محرم ہے اور وہ طریقت کا محرم ہے مین تجھسے خواہش نفسانی کو پہنچتی ہون اور اس سے خدا سے ملتی ہون اور کہا کہ اسپر یہ دلیل ہے کہ وہ میری صحبت کی پرواہ نہین رکہتا اور تو میرا محتاج صحبت ہے وہ ہمیشہ

ابو یزید کی ساتھ شوخی کرتی تا کہ ایک روز بایزید نے فاطمہ کا ہاتھ دیکھا کہ حنا سے رنگین ہے پوچھا
کہ اے فاطمہ تو نے ہاتھ پر حنا کیوں لگائی ہے اُس نے جواب دیا کہ اے بایزید جب تک تو نے میرے
ہاتھ اور حنا کو نہیں دیکھا تھا مجھے تجھ سے خوشی تھی اب کہ تیری نظر مجھ پر پڑی پھر صحبت ہماری حرام ہوئی
وہاں سے ہٹ کر نیشاپور میں آئے وہاں مقام کیا نیشاپور کے لوگ اور مشائخ احمد سے خوش
رہتے تھے جب یحیی بن رازی نیشاپور میں آیا اور بلخ کا ارادہ کیا احمد نے چاہا کہ انکی دعوت
کرے اور فاطمہ سے مشورہ کیا کہ یحیی کی دعوت کیواسطے کیا سامان چاہیئے اُس نے جواب دیا
کہ بہت سے گائے اور بھیڑی چاہئیں اور کئی ضرورتیں اور مصالحہ اور کئی شمع اور عطر
اور باوجود انکے بیس گدھے بھی چاہئیں تا کہ ذبح کریں احمد نے کہا کہ گدھوں کے ذبح سے کیا
مطلب ہے اُسنے جواب دیا کہ جب کوئی کریم مرد کریم مرد کی گھر مہمان آتا ہے تو محلے کے کتوں
کی بھی اس سے خبر ہوتی ہے ابو یزید نے کہا کہ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلٰی رَجُلٍ مِنَ الرِّجَالِ
مَخْبُوءٍ تَحْتَ لِبَاسِ النِّسْوَانِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا یعنے جو کسی مرد کو عورتوں
کے لباس میں چھپا ہوا دیکھنا چاہے تو اُسکو کہو کہ فاطمہ کی طرف دیکھے اور ابو حفص حداد
رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے لَوْلَا اَحْمَدُ خَضْرَوَیْہِ مَا ظَہَرَتِ الْفُتُوَّۃُ یعنے اگر احمد بن خضرویہ
نہوتا تو جوانمردی اور مروت پیدا نہوتی اور اسکے کلام بلند اور نفس مہذب ہیں اور
تصنیفات مشہور حسین معاملات اور آداب اور نکتے حقیقت کی ظاہر ہیں۔ ذکر ہے کہ اُسنے
کہا ہے اَلطَّرِیْقُ وَاضِحٌ وَالْحَقُّ لَائِحٌ وَالدَّاعِیْ قَدْ اَسْمَعَ فَمَا التَّحَیُّرُ بَعْدَ ھٰذَا اِلَّا مِنَ الْعَمٰی
یعنے راہ ظاہر ہے اور حق واضح اور نگہبان چوکنا پس اس محل میں حیرانی اندھاپن کے
سوا نہیں ہے یعنی راہ ڈھونڈنا خطا ہے کیونکہ راہ حق آفتاب روشن کیطرح ہے تو اپنے آپکو
ڈھونڈتا ہے کہ کہاں ہے جب تو نے پا لیا تو راہ پر آیا کیونکہ طلب طالب کی تحت میں اُنیسے راہ
حق زیادہ ظاہر ہے یعنی جب طلب طالب کے تحت آجاے تو طلب کی ضرورت نہیں رہتی
اور اُس نے کہا ہے اُسْتُرْ عِزَّ فَقْرِکَ یعنے اپنی عزت درویشی کو چھپا رکھ یعنے خلقت کو مت کہو

کہ میں درویش ہون تاکہ تیرا بھید ظاہر نہو جائے کیونکہ یہ خداوند تعالی سے تجہے بڑا انعام حاصل ہے اور اُسی نے روایت کی ہو کہ ماہ رمضان میں ایک درویش نے کسی غنی کی دعوت کی اور اُسکے گہر صرف ایک روٹی تہی وہ بہی سوکہی ہوئی جب غنی واپس ہوا تو زر کا بدرہ فقیر کو بہیجا اور کہا کہ یہ اُس شخص کی سزا ہے جو اپنا بھید اپنے مثل سے ظاہر کرتا ہے یا غنی کو عزت فقر کی دی اور یہ انکے فقر کی سچائی کی بات تہی واللہ اعلم (۱۹) انمین سے متوکلون کا امام اور اپنے زمانہ مین برگزیدہ ابو تراب عسکر بن حسین نخشبی نقی رحمۃ اللہ علیہ ہے خراسان کے بڑے مشائخ سے تہا اور انکا سردار تہا اور جوانمردی اور زہد اور پرہیز اُسکی کرامتین بہت ہین اور عجائبات بیشمار ہین جو جنگل اور ہر جگہ مین دیکہتے ہین اور صوفی مسافرون سے نرہوا ہے اور جنگل مین ہر وقت اکیلا رہتا اور بصرہ کی جنگل مین فوت ہوا اور چند سال کے بعد ایک گروہ اسپر گذرا دیکہا کہ روبقبلہ سیدہا کہڑا ہوا اور جان دی ہوئی اور سوکہا ہوا اور کوزہ آگے رکہا ہوا اور عصا ہاتھ مین لیا ہوا اور کوئی درندہ اُسکے پاس بہی نہ پہنچا ہوا اور گڑا نہین تہا۔ اور اسی سے روایت ہو اَلْفَقِیْرُ قُوْتُہٗ مَا وَجَدَ وَلِبَاسُہٗ مَاسَتَرَ وَمَسْکَنُہٗ حَیْثُ نَزَلَ یعنے درویش کی خوراک وہی ہے جو ملجائے اور لباس وہی ہے جو پہن لے اور اسمین تصرف یعنے تغیر تبدیل نکرے اور ٹہکانا وہی ہے جہان اترے اور منزل بنالے اور اپنے واسطے کوئی جگہ نہ بنائے اسلئے کہ ان تین چیزون مین تصرف کرنا شغل الی ماسوائے اللہ ہے اور ساری دنیا ان تین چیزون کی بلا مین گرفتار ہے جب تکلف کرین اور یہ معاملات کی رو سے ہے لیکن تحقیق کے رو سے درویش کی غذا وجد ہوتا ہے اور اُسکا لباس پرہیز اور اسکا ٹہکانا طریقت ہی اسلئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ لَوِاسْتَقَامُوْا عَلَے الطَّرِیْقَۃِ لَاَسْقَیْنٰاھُمْ مَاءً غَدَقًا یعنے اگر طریقت پر قایم ہون تو البتہ ہم انکو صاف پانی پلائینگے اور یہ بہی فرمایا ہے وَرِیْشًا وَلِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ اور پر اور لباس پرہیز کا ہی اچھا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْفَقْرُ وَطَنُ الْغَیْبِ یعنے فقر غیب

کا وطن ہے پس جب غذا اور شربت قریب کے شربت سی ہو اور لباس پرہیز اور مجاہدہ اور وطن پوشیدہ اور طریق فقر کو پہنچنے کی مدد واضح ہو اور اسکے معاملات روشن ہوں تو یہ درجہ کمال ہوتا ہے (۲۰) انہیں سے محبت اور وفا کا منبع اور طریقت اور دوستی کی زینت ابو زکریا یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ بلند حال اور نیک خصلت ہوا ہے خداوند تعالےٰ سے حقیقت امید میں ثابت قدم تہا یہانتک کہ حصری کہتا ہے کہ خداوند تعالےٰ کے دو یحیےٰ ہوئی ہیں ایک انبیا سے دوسرا اولیا سے یحییٰ بن ذکریا علیہ السلام ایسا خوف کے راستہ پر چلا کہ سب مدعی خوف کے سبب اپنے رہائی سے ناامید ہوئے اور یحییٰ بن معاذ راہ امید کو ایسا طے کیا کہ سب مدعیان امید کے ہاتہہ باندھے لوگوں نے پوچھا کہ یحییٰ بن ذکریا علیہ السلام کا حال تو معلوم ہے اس یحیےٰ کا حال کیسا ہوا ہے اس نے جواب دیا کہ مجہے خبر ملی ہے کہ وہ ہرگز جاہل نہیں ہوا اور گناہ کبیرہ اس سے سرزد نہوا معاملات اور اسکی ورزش میں بڑی کوشش رکہتا تہا کہ ہر ایک اسکی طاقت نہیں رکہتا اسکے ایک دوست نے کہا ہے کہ اے شیخ تیرا مقام تو امید کا مقام ہی اور تیرا معاملہ خائفانہ ہے انہوں نے جواب دیا کہ اے بیٹا عبادت کی ترک گمراہی ہوتی ہے اور خوف اور امید دونو ستون ایمان ہیں یہ محال ہے کہ کوئی شخص کوئی رکن استعمال کرنیسے گمراہ ہو جائے خوفناک خوف جدائی کے باعث عبادت کرتا ہے اور امیدوار امید وصل پر عبادت کرتا ہے جب تک کہ عبادت موجود نہو نہ خوف درست ہوتا ہے نہ امید اور جب عبادت حاصل ہو یہ خوف اور امید سب کے سب عبادت ہوتی ہیں اور جہاں عبادت ہو عبارت کا کچہہ نفع نہیں ہوتا۔ اور انکی تصنیفات بہت ہیں اور نکتے اور اشارتیں عجیب اور جو شخص کہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے بعد اس گروہ کی مشائخ سے ممبر پر بیٹہا وہی تہا اور میں اسکی کلام کو سخت دوست رکہتا ہوں کیونکہ طبع میں نرم اور کانوں میں لذیذ اصل میں دقیق اور عبادت میں فائدہ مند اس سے روایت ہے کہ اس نے کہا اَلدُّنْیَا دَارُ الْاِشْتِغَالِ وَالْاٰخِرَۃُ دَارُ الْاَھْوَالِ وَلَا یَزَالُ الْعَبْدُ بَیْنَ الْاِشْتِغَالِ وَالْاَحْوَالِ حَتّٰی یَسْتَقِرَّ بِہِ الْقَرَارُ اِمَّا اِلَی الْجَنَّۃِ وَاِمَّا اِلَی النَّارِ دنیا

شغل کا مقام ہے اور عاقبت جائے خوف اور بندہ ہمیشہ خوف اور امید مین مشغول ہے جب تک
کہ کسی چیز پر قرار پاتا ہے یا تو نعمتون بین آرام پاتا ہے یا دوزخ مین روتا ہے مزہ مین وہ دل ہے
جو شغل سے بچ رہے اور خوف سے بیغم ہو اور دونو جہان سے توجہ چہوڑی ہو اور حق سے ملا
ہوا اور اسکا مذہب وہ ہوتا ہے کہ غنا کو فقر پر ترجیح دینا اور جبکہ بلخ مین بڑا قرضدار ہو گیا تو خراسان
کو روانہ ہوا اور جب بلخ مین پہنچا لوگون نے وہان رکہہ لیا تاکہ وہان کچہہ مدت اُسکو وعظ و نصیحت
کرتا رہا انہون نے لاکہہ درم دیئے جب پھر ری مین جانیکو لوٹا تو چورون نے اُسپر دھاوا کیا
اور وہ سب نقد اُس سے لے گئے تب وہ تنہا نیشاپور مین آیا اور وہان ہی وفات پائی اور ہر
حال مین بزرگ دیکہا جاتا ہے اور خلقت خدا مین وجیہ واللہ اعلم (۲۱) انہین سے شیخ المشایخ
خراسان زمین اور آسمان سے نادر ابو حفص عمر بن سالم نیشاپوری حدادی رحمتہ اللہ علیہ اپنے بزرگو
اور سادات سے تہا اور مشایخ اسکے ثنا خوان ہین ابو عبد اللہ لاہوری کا مصاحب اور احمد
خضرویہ کا رفیق شاہ شجاع انکی زیارت کو کرمان سے آیا اور وہ بغداد مین مشایخ کی زیارت
کو چلے گئے اور عربی بہی جانتے تہی جب بغداد مین پہونچے تو لوگون نے کہا یہ بڑا عیب ہے کہ شیخ الشیوخ
خراسان کیلئے ترجمہ کرنیوالا چاہیئے تاکہ انکی بات کو سمجہے جب مسجد شونیزیہ مین آئے تو سب شیخ اکٹہے
ہوئے اور جنید رحمتہ اللہ علیہ بہی انکے ساتہہ آیا تہا اور وہ اُن سے عربی مین بڑا فصیح بولتا تہا یہانتک
کہ اُسکی فصاحت سے عاجز ہوئے اون سے لوگون نے سوال کیا کہ مَا الْفُتُوَّۃُ یعنے جوانمری کیا ہے انہون نے
کہا تم سے ایک شروع کرے اور کوئی بات کرے جنید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا اَلْفُتُوَّۃُ عِنْدِیْ تَرْکُ
الرُّؤْیَۃِ وَاِسْقَاطُ النِّسْبَۃِ یعنے میرے نزدیک فتوت وہ ہے کہ تو فتوت کو نہ دیکہے اور جو کچہہ تو کرے اُسکو
اپنی طرف نسبت نکرے کہ مین کرتا ہون ابو حفص نے کہا مَا اَحْسَنَ مَا قَالَ الشَّیْخُ وَلٰکِنَّ الْفُتُوَّۃَ
عِنْدِیْ اَدَاءُ الْاِنْصَافِ وَتَرْکُ مُطَالَبَۃِ الْاِنْصَافِ یعنے اُس نے کہا جو شیخ نے کہا ہے وہ بہت
اچھا ہے لیکن فتوت میرے نزدیک انصاف دینا ہے اور طلب انصاف کی ترک جنید رحمتہ اللہ
علیہ نے کہا قُوْمُوْا یَا اَصْحَابَنَا فَقَدْ زَادَ اَبُوْ حَفْصٍ عَلٰی اٰدَمَ وَذُرِّیَّتِہٖ یعنے اے میرے یارو

گھرے ہوجاؤ کیونکہ ابو حفص نے آدم اور اسکی اولاد پر جوانمردی مین سبقت کی ہی اور کہتے
ہین کہ انکی توبہ کی ابتدا اس صورت پر ہوئی ہی کہ ایک لونڈی پر عاشق ہوگئے تو لوگون نے
کہا کہ نیشاپور کے شہر مین ایک یہودی ہے تیرے اس شغل کا حیلہ اُس کے نزدیک ہی ابو حفص اُسکے
پاس گئے اور اسکو صورت حال بتائی یہودی نے کہا کہ تجھے چالیس روز نماز نہ پڑھنی چاہئے
اور خدا کا کوئی ذکر اور عمل خیر اور نیت نیک نہ زبان اور دل پر نہ لاؤ تا کہ مین حیلہ کرون اور تیرا
مطلب حاصل ہو اُنھنے ایسا ہی کیا چالیس روز گذری یہودی نے وہ طلسم کیا مگر اُسکی غرض حاصل
نہوئی یہودی نے کہا کہ ضرور تجھسے کوئی نیک بات ہوئی ہی اچھی طرح سے سوچ لو ابو حفص نے کہا
مجھسے کوئی نیکی نہین کی ہی اور نہ اعمال نیک میرے ظاہر یا باطن پر گذرے ہین مگر ایک روز مین راستہ
مین آرہا تھا ایک پتھر تھا مینے اُسکو راستہ سے پاؤن کے ساتھہ ہٹا دیا کہ اُسپر کسیکا پاؤن نہ آجائے یہودی نے
کہا کہ خدا کا حکم تو نے چالیس روز ضائع کیا اور اُس نے تیرے اسقدر رنج کو ضایع نہین کیا اُسنے توبہ
کی اور یہودی مسلمان ہوگیا اور وہین لوہارپن کرتا تھا تا کہ باورد مین گیا اور ابو عبد اللہ باد
روی کو دیکھا اور اُسکے ارادت کا عہد کیا جب پھر نیشاپور مین آیا ایکروز بازار مین ایک اندھا
قرآن مجید پڑھ رہا تھا اور وہ اپنے دوکان کے دروازے مین بیٹھا تھا اُسکے سننے نے اُسپر غلبہ کیا
اور بیہوش ہوگیا اور آگ مین ہاتھہ ڈالا اور تنور کے سوا گرم لوہا بھٹی سے نکالا جب شاگرد نے
دیکھا تو وہ بیہوش ہوگیا جب ابو حفص نے ہوش سنبھالا تو اپنا کسب چھوڑ دیا اور دکان پر نہ آیا
اور اُس سے روایت ہی کہ کہا تَرَکْتُ الْعَمَلَ ثُمَّ رَجَعْتُ اِلَیْهِ تَرَکَنِی الْعَمَلُ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَیْهِ یعنی
مینے عمل چھوڑ دیا پھر اُسکی طرف رجوع کیا عمل نے مجھے چھوڑ دیا مین بھی اُسکی طرف رجوع نہ کیا
اسلئے کہ جو چیز بندہ کی تکلف اور کسب سے ہو اُسکے کرنیسے اُسکی ترک بہت اچھی ہے اس عمل کی صحبت
مین کہ سب کسب محل آفات ہین اور وہ قدر رکھتے ہین جو بلا تکلف غیب سی حاصل ہون اور
اور جس محل مین بندہ کا اختیار ہو حقیقت کا لطیفہ اُس سے دور ہوجاتا ہے پس کسی چیز کا ترک
کرنا یا حاصل کرنا بندہ پر درست نہین ہوتا اسلئے کہ یہ عطا یا زوال منجانب حق عزوجل ہی

جب عطا ہوئی تو حق جل وعلا سے لینا چاہیے اور جب زوال آیا تو حق تعالی سے اسکی ترک آئی جب ایسا ہوا تو یہ بات قابل قدر ہے کہ لینا اور چھوڑنا ذات کیطرف سے ہے یہ نہین کہ بندہ اپنے اختیار سے لیتا ہے یا چھوڑتا ہے پس اگر مرید ہزار برس جناب حق مین قبولیت کی بابت کہے تو ایسا نہین کہ اللہ جل جلالہ ایک پل اسکی قبولیت کا ذکر کرے کیونکہ اللہ جل جلالہ کا قبول کرنا ازل میں مقرر ہے اور ہمیشہ کا سرور سعادت سابقہ سے متعلق ہے اور بندہ کو اپنے خلاص کیواسطے خلوص نیت کے سوا راہ نہین پس عزیز ہوتا ہے کہ مسبب نے اسباب ذلت کو اس کے حال سے دفع کیا ہو (۲۲)

انہین سے اہل ملامت کا برگزیدہ اور بلا گرفتار ہین سلامت ابو صالح حمدون بن احمد بن عمارۃ القصار رحمۃ اللہ علیہ قدیم مشائخ سے ہوئے ہین اور مشائخ کے پرہیزگارون سے گنی جاتے ہین یاد فقہ اور علم مین اعلی درجے کے ہوئے اور ثوری مذہب اور طریقت مین ابو تراب نخشبی کے مرید اور علے نصیر آبادی کے خاندان سے اور معاملات مین انکی رمزین نازک ہین اور مجاہدات مین کلام دقیق کہتے ہین کہ جب علم مین انکی شان بڑی ہوئی تو نیشاپور کے امام اور بزرگ آئے اور انکو کہا کہ آپ ممبر پر چڑھین اور لوگون کو وعظ فرمائی تاکہ آپکی وعظ سے خلقت کو فائدہ ہو انہون نے جواب دیا کہ مجھے وعظ کہنا جائز نہین لوگون نے پوچھا کہ کس سبب سے آپکو وعظ جائز نہین فرمایا چونکہ ابھی میرا دل دنیا اور اسمین رتبہ پانیسے متعلق ہے اسلئے میری وعظ فایدہ نہین دیتی اور دلون مین اثر نہین کرتی اور جس بات کی تاثیر دلون مین نہو وہ علم کے مقدار ہوتی ہے اور شریعت پر ہنسی اوڑاتا ہوتا ہے اور وعظ کا کہنا اس شخص کو واجب ہے کہ جسکے نہ بولنے سے دین مین خلل واقع ہو اگر وعظ کرے تو خلل دور ہو جائے پھر لوگون نے پوچھا کہ پہلا صاحب گذشتہ لوگون کی کلام کیون دلون کو زیادہ نفع دیتی ہے اور ہماری کلام مین وہ فائدہ نہین فرمایا لِاَنَّهُمْ یَتَکَلَّمُوْنَ لِعِزِّ الْاِسْلَامِ وَنَجَاتِ النُّفُوْسِ وَنَحْنُ نَتَکَلَّمُ لِعِزِّ النَّفْسِ وَطَلَبِ الدُّنْیَا وَقُبُوْلِ الْخَلْقِ یعنے اسلئے کہ وہ لوگ عزت اسلام اور نجات لوگون کے ارادہ پر کلام کرتے تہے اور ہم اپنے نفس کی عزت اور دنیا کی طلب اور خلقت مین مقبول ہونیکی خاطر

کلام کرتے ہین پس جس کلام مین حق طلبی ہو اور حق کہے اس کلام مین زور اور دبدبہ ہوتا ہے جو شریرون پر اثر کرتا ہے اور جو شخص اپنے نفس کی خاطر کلام کرے اس کلام مین اہانت اور بیقدری ہوتی ہے اور اُس سے خلقت کو فائدہ نہین ہوتا اور ایسی کلام کو نکہنا کہنے سی اچھا ہوتا ہے اسلیئے کہ اس کلام مین مراد نہین ہوتی بلکہ مطلب ہی ہوتی ہے (۲۳) انہین سی شیخ صاحب قدر اور بزرگ دل اور صاحب اسرار ابو السری منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ درجہ مین بزرگ مشائخ سے ہوا ہے اور رتبہ مین بڑی مشائخ سے برگزیدہ عراقیان اور مقبول خراسانیان اور وعظ مین انکی بڑی حسین کلام اور بیانون مین انکا بیان زیادہ لطیف اور لوگون کو نصیحت کرتے اور علم کے فنون اور روائیتون اور دانش کے باتون اور احکام اور معاملات مین عالم تھے اور بعض صوفی لوگ انکی بابت بہت مبالغہ کرتے ہین جو حد سے زیادہ ہی اُن سی روایت ہے کہ فرمایا سُبْحَانَ مَنْ جَعَلَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ اَوْعِیَةَ الذِّکْرِ وَقُلُوْبَ الزَّاهِدِیْنَ اَوْعِیَةَ التَّوَکُّلِ وَقُلُوْبَ الْمُتَوَکِّلِیْنَ اَوْعِیَةَ الرِّضَاءِ وَقُلُوْبَ الْفُقَرَاءِ اَوْعِیَةَ الْقَنَاعَةِ وَقُلُوْبَ اَهْلِ الدُّنْیَا اَوْعِیَةَ الطَّمَعِ یعنے مین پاک یاد کرتا ہون اُس ذات اعلے کو جس نے عارفون کا دل ذکر کا مقام بنایا اور زاہدون کے دلون کو توکل کا محل اور متوکلون کا دل چشمہ رضا اور درویشون کا دل قناعت کا ٹھکانا اور دنیادارون کا دل طمع کی جگہ اور اسمین عبرت ہی کہ خداوند جل جلالہ جو عضو اور حسن پیدا فرمائی اسمین اُسی کے جنس کا مطلب رکھا جیسا کہ ہاتھون کو حملہ کا محل اور پاؤن کو چلنے کی جگہ اور آنکھون کو دیکھنے کی جگہ اور کان سننے کی جگہ اور زبان گویائی کا مقام انکی پیدائش اور ظہور مین کچھ زیادہ خلاف نہ تھا پھر جب دلون کو پیدا فرمایا انمین الگ الگ مطلب رکھا اور ارادے جدا جدا اور اور طرح کی خواہشین کسی دل کو تو معرفت کا مکان بنایا اور کسی دل مین گمراہی رکھدی اور کسی دل مین قناعت بھردی اور کسی دل مین طمع ٹھوس دیا اور علے ہذا القیاس اور دلون سے بڑھ کر کسی چیز مین خداوند تعالی کی قدرت کا عجیبہ زیادہ نظر نہین آتا اور ان سے روایت ہی کہ انہون نے فرمایا

اَلنَّاسُ رَجُلَانِ عَارِفٌ بِنَفْسِہٖ فَشُغْلُہٗ بِالْمُجَاھِدَۃِ وَالرِّیَاضَۃِ وَعَارِفٌ بِرَبِّہٖ وَشُغْلُہٗ بِخِدْمَۃِ وَعِبَادَتِہٖ وَمَرْضَاتِہٖ یعنے آدمیون کے دو گروہ ہوئے یا اپنے آپکو پہچانتا ہے یا خداوند تعالیٰ کی معرفت اُسے حاصل ہوتی ہے جو اپنے نفس کو پہچانتا ہے وہ مجاہدہ اور ریاضت اختیار کرتا ہے اور جو عارف باللہ ہے اُسکا کام خدمت اور عبادت اور طلب رضا ہوتا ہے پس جو عارف نفس ہین اُنکا خیال عبادت اور ریاضت کی طرف نہین ہوتا اور عارفان حق کی توجہ عبادت اور ریاضت کی جانب ہوتی ہے یہ تو اس ارادہ پر عبادت کرتا ہے کہ اُسکو درجے ملے اور وہ عبادت کرتا ہے کہ خود سب اُسنے پایا ہوتا ہے فَشَتَّانِ بَیْنَ الْمَرْتَبَتَیْنِ پس دونو مرتبہ مین بڑی دوری ہے ایک تو مجاہدہ مین قایم ہے اور دوسرا مشاہدہ مین واللہ اعلم اور اُن سے یہ روایت بھی ہے کہ فرمایا اَلنَّاسُ رَجُلَانِ مُفْتَقِرٌ اِلَی اللّٰہِ فَھُوَ فِی اَعْلَی الدَّرَجَاتِ عَلٰی لِسَانِ الشَّرِیْعَۃِ وَالْاٰخَرُ لَا یَرَی الْاِفْتِقَارَ لِمَا عَلِمَ مِنْ فَرَاغِ اللّٰہِ مِنَ الْخَلْقِ وَالرِّزْقِ وَالْاَجَلِ وَالْحَیٰوۃِ وَالسَّعَادَۃِ وَالشَّقَاوَۃِ وَھُوَ فِی اِفْتِقَارِہٖ اِلَیْہِ وَاسْتِغْنَائِہٖ بِہٖ آدمیونکے دو گروہ ہین ایک تو جناب حق کا محتاج اوہ شریعت کے حکم سے بہت بڑے درجہ مین ہے دوسرا وہ ہے جو محتاجی کو نہین دیکھتا اسلیئے کہ وہ جانتا ہے کہ جدائے عزوجل نے ازل مین خلقت کا رزق اور اجل اور زندگی اور نیکبختی اور بدبختی تقسیم فرمایا ہے اور یہ اسکے سوا نہین کہ خلقت اسکے عین محتاج ہے اور اُسکے غیر سے بے پرواہ ہے پس وہ گروہ اپنی احتیاج دیکھنے سے احتیاج مین تقدیر دیکھنے سے در پردہ ہین اور یہ گروہ اپنی محتاجی دیکھنے کے سبب اور اپنی محتاجی کے دیکھنے کی ترک کے سبب مکاشفہ مین ہین اور محتاجی بے نیاز ہین پس ایک تو نعمت ساتھ اور دوسرا نعمت دینے والے کے ساتھ جو نعمت کے ساتھ مستغنی ہے وہ نعمت دیکھنے سے اگرچہ غنی ہے فقیر ہے اور جو نعمت دینے والے ساتھ غنی ہے وہ دیدار اور اُسکے مشاہدہ مین اگرچہ فقیر ہے غنی ہے (۴۲) انہین سے اولیاؤن کا تعریف کردہ اور اہل رضا کا برگزیدہ ابو عبداحمد بن عاصم انطاکی رحمۃ اللہ علیہ قوم کے خاصون اور سردارون سے تھے اور علوم شریعت

فروع و صول اور معاملات کے عالم عمر دراز اور قدیم لوگون سے صحبت پائی ہوئی اور تبع تابعین سے ملاقات حاصل کی ہوئی۔ بشر اور اسدی کے رشتہ دارون سے ہوئی ہین اور حارث محاسبی کے مرید اور فضیل سے بھی ملاقات کی ہوئی اور صحبت حاصل اور سب انکی تعریف کرتے تھے اسکی کلام بلند اور اس قوم کے علمون کے فنون مین لطیفے عمدہ بیان کرتے ان کا مذکور ہے کہ انہون نے کہا ہے اَنْفَعُ الْفَقْرِ مَا کُنْتَ بِهٖ مُتَجَمِّلاً وَبِهٖ رَاضِیًا یعنے فقر زیادہ نافع وہ ہوتا ہے کہ تو اسکی ساتھ جمالدار ہو اور اسپر راضی ہووے یعنے سب خلقت کی خوبی اسباب کی موجودگی مین ہے اور فقیر کی خوبی عدم موجودگی اسباب اور مسبب کے ثابت کرنے اور اسکی طرف رجوع کرنے اور اسکے حکمون پر راضی ہونے مین ہے اسلئے کہ فقر تسبب کا گم ہونا ہے اور غنا مسبب کا موجود ہونا فقر بے سبب باحق ہوتا ہے اور غنا باسبب آپ سے ہی پس سبب جای حجاب ہے اور ترک محل سبب کشف اور ہر دو جہان کا جمال کشف اور رضا مین ہے اور سب جہان کا غضب حجاب مین ہے اور یہ بیان واضح ہے جہان فقر کی فضیلت غنا پر بیان ہوئی ہے واللہ اعلم

(۲۵) انہین سے راہ و طریق پرہیز اور اتقا اور زاہد بے ہمتا تھے ابو محمد عبد اللہ بن خبیق رحمۃ اللہ علیہ ہر حال مین قوم کے زاہدون اور پرہیز گارون سے ہوئی ہین اور انکی روایتین احادیث مین بلند ہین فقہ اور معاملت اور حقیقت مین ثوری مذہب رکھتا تھا اور اسکے اصحاب کو دیکھا تھا اور انسے صحبت رکھتا تھا اس طریقت کی کلام اور معاملہ مین انکی عمدہ کلام ہے انسے روایت ہے کہ کہا اسنے مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّکُوْنَ حَیًّا فِیْ حَیٰوتِهٖ فَلَا یُسْکِنِ الطَّمَعَ فِیْ قَلْبِهٖ یعنے جو شخص زندگی مین زندہ رہنا چاہے اسکو کہو کہ دلکو جای طمع مت کرنا کہ سب سے ازاد ہو جائی اسلئے کہ طامع اپنے طمع کے فکر مین مردہ ہوتا ہے پس طمع دل مین ایسا ہے جیسا چھاپ لگایا جاتا ہے اور مہر زدہ دل مردہ ہوتا ہے خوب وہ دل ہوتا ہے جو ماسوائے اللہ سے مردہ ہو اور حق سے زندہ ہو اسلئے کہ خداوند تعالی نے دلکو عزت اور ذلت پیدا کی ہے اور اپنے ذکر کو دل عزت اور طمع کو دل کی ذلت بنایا جیسا کہ فرمایا ہے خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی الْقُلُوْبَ مَسَاکِنَ

الذِکرِ مُضارَتُ مَساکِنَ الشّہوَاتِ وَلَا یَمحُو الشّہوَاتِ مِنَ القُلُوبِ اِلَّا خَوفٌ مُزعِجٌ اَو شَوقٌ مُقلِقٌ یعنے خداوند تعالٰی نے دلون کو جاے ذکر کیا ہی جب نفس سے صحبت کی تو شہوات کا مکان ہوگیا دل سے شہوتون کو دور نہین کرتا مگر خوف بیقرار کرنیوالا شوق بے آرام کرنیوالا پس خوف اور شوق دونو ایمان کے ستون ہین جب دل ایمان کا ٹہکانا ہوتا ہے تو اُسکا ہمنشین ذکر و قناعت ہوتا ہے طمع اور غفلت اسمین ہوتا ہے جو ذکر اور قناعت سے خالی ہو پس مومن کا دل طامع اور شہوت کے تابع نہین ہوتا کیونکہ طمع و شہوت ہی وحشت کا نتیجہ ہوتا ہے اور دل اُس سے خوفناک اور ایمان سے خبر نہین رکہتا کیونکہ ایمان کا انس حق سے ہوتا ہے اور غیر حق سی نفرت جیسا کہ بزرگون نے فرمایا ہے اَلطّامِعُ مُستَوحِشٌ مِنہُ کُلُّ وَاحِدٍ یعنے طمع کرنیوالے سی ہر ایک ڈرتا ہے (۲۶) انہین سے طریقت مین شیخ المشائخ اور شریعت امام الائمہ ابو القاسم جنید بن محمد بن جنید بغدادی رحمہ اللہ علیہ اہل ظاہر اور صاحب دلون کے مقبول ہوئی ہین اور فنون علم مین کامل اور اصول اور فروع اور معاملات مین مفتی اور امام ثوری کے مصاحبون سی ہوئی ہین اُنکی کلام بلند اور احوال کامل ہوا ہے یہانتک کہ سب اہل طریقت اُنکی امامت پر متفق ہین اور کسی مدعی اور متصرف کو اُسپر اعتراض نہین سری سقطے کے بہانجے اور مرید ہوئی ہین ایک ور لوگون نے سری سقطی سے پوچھا کہ یہ پیر کے درجہ مین بلند ہوا ہے انہون نے جواب دیا کہ ہان اسکی دلیل ظاہر ہے جنید کا درجہ میرے درجہ سی زیادہ ہے اور اس پیر کا یہ قول تواضع کے رو سے ہوا ہے کیونکہ جو کچہہ اُس نے کہا دانش سے کہا ہے لیکن کوئی اوپر کا درجہ نہین دیکہتا کیونکہ دیکہنا نیچے سے تعلق رکہتا ہے اور سری سقطے کا یہ کہنا واضح دلیل ہے کہ انہون نے جنید کو اپنے سے زیادہ درجہ مین دیکہا جب دیکہا اگرچہ اوپر دیکہا نیچے ہی ہوگا اور مشہور ہے کہ سری سقطے رحمہ اللہ علیہ کی حالت زندگی مین مریدون نے جنید کو کہا کہ شیخ صاحب کچہہ فرماوین تاکہ ہمارے دلکو راحت ہوا انہون نے منظور نفرمایا اور کہا کہ جب تک شیخ قایم ہے مین کچہہ نہین کہتا تاکہ ایکرات سوئی تہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا

جناب نے فرمایا اے جنید خلقت کو وعظ کرو کیونکہ تمہاری کلام کو خداوند تعالی نے جہان کی نجات کا سبب بنایا ہے جب بیدار ہوئے تو انکے دلمین خیال آیا کہ میرا درجہ پیر کے درجہ سے بڑھ گیا ہے کیونکہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوت کا حکم فرمایا ہے جب صبح ہوئی تو سری سقطی رحمہ اللہ علیہ نے ایک مرید کو بھیجکر کہا کہ جب جنید نماز صبح سے سلام کہے اسکو کہو کہ تمنے مریدون کے کہنے سے ہی وعظ نہ فرمائی اور مشایخ بغداد کی سفارش بھی رد کردی اور میرے پیغام سے بھی وعظ نفرمایا اب کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے انکا حکم بجالاؤ تب جنید نے کہا کہ وہ خیال میرے سر سے جاتا رہا کہ ظاہر اور باطن مین میرا پیر کوہر حال فیض دے رہا ہے اور اسکا درجہ میرے درجہ سے اوپر ہے کیونکہ وہ میرے بھیدون پر واقف ہے اور مین اسکے حال سے بیخبر ہون مین انکی خدمت مین گیا اور استغفار کیا اور ان سے پوچھا کہ آپنے کسطرح جانا ہے کہ مینے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا ہے انہون نے جواب دیا کہ مین اللہ تعالی کو خواب مین دیکھا کہ ذات پاک نے فرمایا کہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے تاکہ جنید کو حکم دے کہ خلقت کو وعظ کرے تاکہ بغداد کے لوگ کامیاب ہو جاوین ان باتون مین دلیل واضح ہے کہ پیر جس صورت پر ہو مریدون کے حال سے واقف ہوتے ہین اور اسکی کلام بلند اور رمز ین لطیف ہین ان سے روایت ہے کہ فرمایا کَلَامُ الْاَنْبِیَاءِ نَبَاءٌ عَنِ الْحُضُوْرِ وَکَلَامُ الصِّدِّیْقِیْنِ اِشَارَۃٌ عَنِ الْمُشَاھِدَۃِ یعنے انبیا کی کلام حضور حق سے خبر دیتی ہے اور صدیقون کی کلام مشاہدہ سے اشارہ کرتا ہے خبر کی صحت نظر سے ہوتی ہے اور مشاہدہ کی فکر سے اور خبر عین سے دیجاتی ہے اور اشارہ غیر کے سوا نہین ہوتا پس صدیقون کا کمال انبیا کا ابتدای حال ہوتا ہے نبی اور ولی مین اور فرق واضح ہے اور انبیا کی فضیلت اولیا پر ظاہر ہے بخلاف ان دوگروہ ملحدون کے کہ فضیلت مین ولیون کو انبیا سے مقدم اور اولیا سے انبیا کو موخر سمجھتے ہین یہ بھی ان سے روایت ہے کہ فرمایا ایک وقت مجھے شیطان دیکھنے کی خواہش ہوئی ایک روز مین مسجد کے دروازے پر کھڑا تھا ایک بوڑھا دور سے آیا اور میری طرف متوجہ ہوا اسے دیکھنے

ہی میرے دل مین وحشت نے اثر کیا جب میرے نزدیک آیا مینے پوچھا اے بوڑھے تو کون ہے کہ وحشت سی میری آنکھین تجھے دیکھہ نہین سکتین اور میرا دل ہیبت سے تیرے خیال کی طاقت نہین رکھتا اُسنے جواب دیا کہ مین وہ ہون جسکے دیکھنے کی تجھے آرزو ہے مینے پوچھا اگر ای ملعون تونے آدم کو سجدہ کیون نکیا اُس نے کہا کہ اے جنید تجھے کیا خیال آتا ہے کہ مین غیر اللہ کو سجدہ کرون جنید علیہ الرحمتہ فرماتے ہین مین اسکی بات سے حیران ہوا اتنے مین میرے سر مین آواز آئی قُلْ لَہٗ کَذَبْتَ لَوْ کُنْتَ عَبْدًا مَامُوْرًا مَا خَرَجْتَ مِنْ اَمْرِہٖ وَنَھْیِہٖ فَسَمِعَ اللّٰہُ اَدَمَنْ قَلْبِیْ فَصَاخَ وَقَالَ اَحْرَقْتَنِیْ بِاللّٰہِ وَغَابَ یعنے ای جنید کہدے کہ تو جھوٹ کہتا ہے کہ اگر تو فرمانبردار بندہ ہوتا تو اُسکے حکم سے انکار نکرتا اور اُسکی نہی کے نزدیک نجاتا اُس نے یہ آواز میری سنی اور چلایا اور کہا کہ اے جنید واللہ تو نے مجھے جلا دیا اور گم ہوا یہ بات اُسکی حفاظت اور پاکدامنی کی دلیل ہے اسلئے کہ اللہ تعالی اپنے دوستون کو ہر حال مین شیطان کے مکرون سے نگاہ رکھتا ہے۔ ایک مرید اُن سے دل آزردہ ہوا اور اُسنے سمجھا کہ شاید کسی درجہ پر پہنچا ہے اور منہ موڑا ایکدن آیا تاکہ اُسکا تجربہ کرے وہ باطنی شرف کی حکم سے اُسکی وہ مراد دیکھہ رہا تھا اُس نے سوال کیا جنید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ عبارتی جواب چاہتا ہے یا معنوی اُسنے کہا کہ دونو جواب چاہتا ہون اُس نے جواب دیا کہ اگر تو عبارتی جواب چاہتا ہے اور تو نے اپنا تجربہ کیا ہے تو میرے تجربہ کی حاجت نہین اور یہان تو تجربہ کو آیا ہے اور اگر معنوی کا جواب چاہتا ہے تو مینے تجھے ولایت سے موقوف کر دیا اسوقت مرید کا روسیاہ ہو گیا آواز دی کہ یقین سے جو آرام تھا وہ میرے دل سے جاتا رہا استغفار مین مشغول ہوا اور فضول گوئی چھوڑ دے پھر جنید رحمتہ اللہ علیہ نے اُسے کہا تو نے یہ نہین جانا کہ خداوند تعالے کے اولیا اسرار کے والی ہین تو انکی چوٹ کی طاقت نہین رکھتا اُسپر دم کیا تو وہ پھر اپنی مراد کو پہونچا اور مشائخ کے کام مین تصرف کرنے سے باز آیا اور توبہ کی (۲۷) انہین سے طریقت مین شیخ المشایخ اور شریعت مین اماموں کا امام اہل تصوف کا بادشاہ اور آفت تکلفات سے در پناہ ابو الحسن احمد بن محمد خراسانی نوری رحمہ اللہ علیہ معاملات مین بہت نیک اور کلمات میں

اور مجاہدات عجیب رکھتے تھے تصوف مین انکا مذہب خاص ہے ایک گروہ صوفیون کا جنکو نوری کہتے ہین وہ ان کی پیروی اور اطاعت کرتے ہین اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ صوفیون کے سب بارہ گروہ ہین اور انمین سے دس مقبول ہین ایک محاسبی اور دوسرا قصاری تیسرا طیفوری چوتھا جنیدی پانچوان نوری چھٹا سہلی ساتوان حکیمی آٹھوان خرازی نوان خفیفی دسوان سیاری یہ سب محقق اور اہل سنت جماعت ہین لیکن دو گروہ جو مردود ہین ایک حلولی جو کہ حلول اور امتزاج سے نسبت رکھتے ہین اور سالمی اور مشبہ ان سے تعلق رکھتے ہین اور ایک گروہ حلاجیون کا جو شریعت کو ترک کر چکے ہین اور مردود ہوا اباجینا اور فارسی انسے تعلق رکھتے ہین اور اس کتاب مین اپنے موقع پر ایک باب ان فرقون کے فرق مین لاؤنگا اور ان دس گروہ کا اختلاف اور ان دو گروہ کا برخلاف ہونا بیان کرونگا تاکہ کامل فائدہ ہو جائے انشاء اللہ تعالی لیکن نوری طریق قابل تعریف ہے کیونکہ اسمین مداہنت کے ترک اور جوانمردی کی بلندی اور ہمیشہ کا مجاہدہ ہے اُن سے روایت ہے کہ مین جنید رحمہ اللہ علیہ کے پاس آیا اسکو صدر مین بیٹھا ہوا دیکھا تو مینے کہا یا اَبَا الْقَاسِمِ غَشَشْتَهُمْ فَصَدَّرُوْكَ وَنَصَحْتُهُمْ فَرَمَوْنِيْ بِالْحِجَارَةِ یعنے ای ابالقاسم تونے انپر حق ظاہر نہ کیا تو انہون نے تجھے بالانشین کیا اور مینے انکو نصیحت کی انہون نے مجھے سنگسار کیا اسلئے کہ مداہنت کو خواہش نفسانی سے موافقت ہے اور نصیحت کو مخالفت ہے اور آدمی اپنی مخالفت کا دشمن ہوتا ہے اور جو مرضی کی موافق ہو وہ دوست ہوتا ہے اور ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ جنید رحمہ اللہ علیہ کے رفیق تھے اور سری سقطی رحمہ اللہ علیہ کے مرید اور اکثر مشایخ کو دیکھا ہوا اور صحبت حاصل کی ہوئی احمد بن ابی الحواری کو بھی ملے تھے اور تصوف کے طریقہ مین آپ کے لطیف اشارے ہین اور قول خوب اور تصوف کے علمی فنون مین بڑے بڑے نکتے اُن سے روایت ہین کہ کہا اَلْجَمْعُ بِالْحَقِّ تَفْرِقَةٌ عَنْ غَيْرِهِ وَالتَّفْرِقَةُ مِنْ غَيْرِهِ جَمْعٌ بِالْحَقِّ یعنے حق سے جمع ہونا اسکے ماسوا سے جدائی ہے اور غیر سے جدائی اُس سے جمع ہونا ہے جو شخص ماسوائے اللہ سے جدا ہے اُس سے جمع ہے پس ہمت کا حق سے جمع ہونا مخلوقات کے اندیشہ سے جدا ہونا ہے جب مخلوقات سے ترک درست ہوئی تو

حق سے اقبال یعنے توجہ درست ہوئی اور جب حق سے توجہ درست ہوئی تو مخلوقات سی ترک درست ہوئی کیونکہ اَلضِّدَّانِ لَا یَجْتَمِعَانِ یعنے دو ضدین جمع نہین ہوتین اور حکایتون سے معلوم ہوا ہے کہ ایک مرتبہ نوری مین رات دن گھر مین ایک جگہ کھڑی ہوکر شور کر رہی تھی لوگون نے جاکر جنید رحمہ اللہ علیہ کو اس بات سے خبر دی وہین اُٹھکر انکے پاس چلے گئے اور جاکر کہا کہ اے ابالحسن اگر تو جانتا ہے کہ شور اس جناب مین فائدہ دیتا ہے تو فرمائیے تاکہ مین بھی شور کرون اور اگر جانتا کہ رضا کا ماننا بہتر ہے تو دل کو رضا کے سپرد کرنا کہ تیرا دل خوش ہوجائے نوری رحمہ اللہ علیہ نے شور چھوڑدیا اور کہا کہ اے ابا القاسم تو ہمارا اچھا استاد ہے اور ان سے روایت ہے اَعَزُّ الْاَشْیَآءِ فِیْ زَمَانِنَا شَیْئَانِ عَالِمٌ یَعْمَلُ بِعِلْمِہٖ وَعَارِفٌ یَنْطِقُ عَنْ حَقِیْقَتِہٖ یعنے ہمارے زمانہ مین دو چیزین بہت عزیز ہین ایک عالم جو اپنے علم پر عمل کرتا ہے دوسرا عارف جو اپنے حقیقت حال سے بیان کرتا ہے یعنے ہمارے زمانہ مین علم اور معرفت دونون بہت عزیز چیزین ہین اسلئے کہ جو علم بے عمل ہو وہ خود علم نہین ہوتا اور معرفت بلا حقیقت خود معرفت نہین اور اس پیر نے اپنے زمانہ سے نشان دیا ہے اور آپ ہر وقت عزیز رہا ہے اور آج بھی عزیز ہے اور جو شخص عالم اور عارف کی طلب مین مشغول ہو اسکا حال پریشان ہوتا ہے اور نہین پاتا خود بخود مشغول ہونا چاہئے تاکہ سب جہان کو عالم دیکھے اور اپنے وجود سے حق کیطرف رجوع کرے تاکہ سب جہان کو عارف دیکھے اسلئے کہ عالم اور عارف عزیز ہوتا ہے اور عزیز مشکل ملتا ہے اور جس چیز کے وجود کا ادراک مشکل ہو اُسکی تالاش تضیع اوقات ہے اور علم اور معرفت اپنی ذات سے طلب کرنا چاہئے اور عمل اور حقیقت بھی آپ سی درخواست کرے۔ اور ان سے روایت ہے مَنْ عَلِمَ الْاَشْیَاءَ بِاللّٰہِ فَرُجُوْعُہٗ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَی اللّٰہِ یعنے جو شخص چیزون کو خداوند تعالے سے جانے اور اسی کی پہچانے تو سب چیزون سے اسکا رجوع حق کی طرف ہوتا ہے نہ چیزون کی طرف اسلئے کہ ملک اور مُلک کا قیام مالک سی ہوتا ہے پس آرام پیدا کنندہ کی طرف دیکھنے سے ہوتا ہے نہ پیدا شدہ کو دیکھنے سے اسلئے کہ اگر چیزون کو فعلون کا سبب جانے تو ہمیشہ آزردہ

رہتا ہے اور ہر چیز کی طرف اسکو رجوع کرنا شرک ہوتا ہے اور جب چیزون کو فعل کا سبب جانے تو سبب خود قایم نہین ہوتا بلکہ مسبب سے قایم ہوتا ہے اور جب مسبب الاسباب کی طرف رجوع کرے تو شغل سے نجات پاتا ہے (۲۸) انہین سے سلف کا پیشرو اور اپنی سلف سے خلف ابو عثمان سعید بن اسمعیل طبرانی رضی اللہ عنہ بڑے قدیم اور بزرگ صوفیون سے ہوا ہے اپنے زمانہ مین یگانہ ہوا ہے اور سب لوگون کے دلون مین اُسکی قدر بلند پہلے یحیی بن معاذ سے صحبت کی تھی پھر کچھ مدت شاہ شجاع کرمانی کی صحبت مین رہے پھر انکے ساتھ ابو حفص کی زیارت کو نیشاپور مین آئے اور انکے نزدیک ٹھہرے اور انکی صحبت مین عمر گذاری۔ اور انہین سے ثقہ راوی کی روایت اور زیارت کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ لڑکپن کے دنون مین میرا دل ہمیشہ حقیقت کی طلب مین رہتا تھا۔ اور ظاہر دارون سے نفرت کرتا اور مین جانتا کہ اُس ظاہر کے سوا جسپر لوگ قائم ہین شریعت کیواسطے ایک بھید کی بات بھی ہے یہانتک کہ اُسے تلاش مین بالغ ہوا ایکروز یحیی بن معاذ رازی کی مجلس پر میرا گذر ہو مینے وہ بھید پالیا اور مقصود حاصل ہوا تب مین نے انکی صحبت سے تعلق کیا ایک جماعت شاہ شجاع کرمانی کے پاس سے آئی اور انہون نے اسکی بات کی مینے اپنا دل اسکی طرف مائل پایا اور رے کرمان کا قصد کیا مین اس طلب مین تھا کہ بادشاہ کی صحبت حاصل ہو لیکن اُسنے مجھے اجازت ندی اور کہا کہ تیری طبع پرورش یافتہ رجا اپنے سید ہے اور تونے یحیی کی صحبت کی ہے اور اُسکا مقام رجا ہے اور جو شخص مذہب رجا رکھتا ہے وہ طریقت پر چل نہین سکتا اسلئے کہ رجا کاہلی کا نتیجہ دیتی ہے اُسنے کہا مینے بہت گریہ وزاری کی ہے اور بیس روز اُسکے حضور مین رہا تب اُس نے مجھے اجازت دی اور منظور کیا کچھ مدت مین اُسکی صحبت مین رہا وہ بڑا غیرت کرنیوالا مرد تھا تب اُسکو نیشاپور مین جا کر ابو حفص کی زیارت کرنیکا ارادہ ہوا مین بھی اُسکے ساتھ آیا جسروز ابو حفص کے پاس آیا بادشاہی قبا رکھتا تھا ابو حفص نے جب اُسے دیکھا کھڑا ہوا اور اُسکے سامنے گیا اور کہا کہ وَجَدْتُ فِي الْقَبَاءِ مَا طَلَبْتُ فِي الْعَبَاءِ یعنے جس چیز کو مین گدڑی مین طلب کرتا تہا اُسکو قبا مین پایا کچھ مدت وہان رہا اور میری سب ہمت ابو حفص سے

بھید معلوم کرنے پر ہوئی اور بادشاہی دبدبہ نے مجھے اُنکی خدمت مین ہانے سی روکا ابو حفص میرے اثر ارادت کو دیکھ رہا تھا مین خداوند تعالی سے عاجزی سی چاہتا تھا کہ ابو حفص کی صحبت کا سبیل مجھپر آسان کرے مگر بادشاہ آزردہ نہوتا جس روز بادشاہ نے واپس ہونیکا ارادہ کیا اور مین نے اُسکی موافقت کیواسطے پاجامہ پہنا اور سب دل ابو حفص کے پاس چھوڑا ابو حفص نے کہا میری خوشی صحبت کی خاطر اس لڑکے کو یہان چھوڑدے کیونکہ مین اُس سی خوش ہون شاہ نے میری طرف توجہ کی اور کہا کہ اَجِبِ الشَّیخ یعنے شیخ کی بات قبول کر۔ وہ چلا گیا اور مین وہان رہا تاکہ مینے اُسکی صحبت مین جو عجائبات دیکھے سو دیکھے اور وہ میرے حال پر شفقت کرتے تھے خداوند عزوجل نے ابو عثمان کو تین پیر کی امداد سے تین مقام عبور کرائے اور یہ تینون اشارے کہ تونے انکی طرف کئے ہین خود اسمین تھی مقام رجا یحیی کے صحبت مین اور مقام صحبت بادشاہ کی صحبت مین اور مقام شفقت ابو حفص رحمہم اللہ کی صحبت مین جائز ہے کہ مرید پانچ یا چھ یا زیادہ بزرگون کی صحبت سے منزل پر پہنچے اور ہر پیر اور صحبت سی اسکو مقام کشف ہو جائے لیکن وہ اچھا ہوتا ہے کہ پیرون کو اپنے مقام سے آلودہ نکرے اور اس مقام مین انکی نہایت ظاہر نکرے اور کہے کہ انکی صحبت سی میرے نصیب یہ تھا اور نہ وہ اس سے اوپر ہین مجھے انکے حق مین اُس سے زیادہ نصیب نہ تھا یہ امر ادب سے زیادہ نزدیک ہے اسلئے کہ راہ حق کی حد پر پہنچنے والے کو انکے مقام اور حال سے کچھ کام نہین اور نیشاپور اور خراسان مین انہون نے تصوف ظاہر کیا اور جنید اور رویم اور یوسف بن الحسن و محمد بن فضل البلخی رضی اللہ عنہم سے صحبت کی تھی اور مشائخ مین سے کسی نے پیرون کے دل سے وہ فائدہ نہین پایا جیسا کہ اُسنے پایا اور نیشاپور والون نے اسکے واسطے رکہا تا تصوف مین اُن کے لئے وعظ گیا اس طریقت فنون علم مین اسکی کتابین بلند اور روایتین متفق ہین۔ اُس سے روایت ہی کہ حقٌّ لِمَن اَعَزَّہُ بِالمَعرِفَۃِ اَن لَّا یُذِلَّہٗ بِالمَعصِیَۃِ جسکو خداوند تعالےٰ نے معرفت سی عزت دی ہی اُسکو واجب اور لائق ہے کہ اپنے آپکو گناہ سے ذلیل نکرے اور اسکا تعلق بندہ کے کسب اور مجاہدہ سے ہوتا ہے کہ ہمیشہ امر حق کی رعایت کرے اگر تو اس

راہ پر چلے جو کہ لائق ہے یہ جان لے کہ حق تعالی جب کسی کو معرفت سے عزیز کرتا ہے تو گناہ سے خوار نہین ہوتا اسلیئے کہ معرفت عطائے الہی ہے اور گناہ بندہ کا فعل ہے اور جسکو عطائے حق سے عزت ہو محال ہوتا ہے کہ اپنے فعل سے ذلیل ہو چنانکہ آدم علیہ السلام کو جب معرفت سے عزیز کیا گیا تو ذلت سے اُسکو ذلیل نکیا (۲۹) احمد بن یحیی کا ذکر ہے۔ انہین سے معرفت کا سہیل اور محبت کا قطب ابو عبداللہ احمد بن یحیے بن جلا رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے سادات اور قوم کے بزرگون سے ہوئے ہین انکی راہ نیک اور خصلت پسندیدہ تہی جنید رح اور ابوالحسن نوری مصاحب تہے اور بڑے بڑے بزرگون کی جماعت کو دیکہا تہا حقیقتو نمین انکی بلند کلام اور اشارے لطیف ہین اُس سے روایت ہے ہِمَّۃُ الْعَارِفِ اِلٰی مَوْلَاہُ فَلَمْ یَعْطِفْ اِلٰی شَیْئٍ سِوَاہُ عارف کی ہمت حق کیطرف ہوتی ہے اُس سے کسی اور چیز کی طرف نہین لوٹتا اور کسی چیز کی طرف نہین جاتا اسلیئے کہ عارف کو معرفت کے سوا علوم نہین ہوتا جب اُس کے دل کا سرمایہ معرفت ہوتی ہے تو اُسکی توجہ دیدار کی طرف ہوتی ہے اسلیئے کہ ہمتون کا پراگندہ ہونا غم کا پہل دیتا ہے اور غم درگاہ حق سے ہٹا دیتے ہین اُسی بات کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ مینے ایک روز نوجوان لڑکا خوبصورت ترسا دیکہا اور اُسکی خوبصورتی سے حیران ہوا اور اُسکے سامنے کھڑا ہوا جنید رحمۃ اللہ علیہ وہان مجہپر گذرے مینے اُسے کہا کہ اے استاد خداوند تعالی ایسے خوبصورت کو آگ مین جلائیگا انہون نے جواب دیا کہ اے بیٹا یہ نفس کی کہیل ہے کہ تیرے دل مین آئی ہے یہ عبرت کا نظارہ نہین اگر تو عبرت سے دیکہے تو ہر ایک ذرہ مین ہے یہی اعجوبہ موجود ہے لیکن بہت جلدی تو اُس بے ادبی کے باعث عذاب دیا جائیگا پہر اُسنے کہا ہے کہ جب جنید رحمۃ اللہ علیہ میری طرف سے منہ پہیرا اُسیوقت قرآن شریف میری یاد سے بہول گیا تاکہ کئی سال مین خداوند تعالی سے مدد چاہتا رہا اور توبہ کرتا رہا پہر مجہے قرآن شریف یاد آیا۔ اب مجہے وہ طاقت نہین کہ موجودات سے کسی چیز کیطرف توجہ کرون یا اپنی ہمت کو چیزون مین عبرت کی نظر دیکہنے سے ضایع کرون واللہ اعلم (۳۰) ابو محمد رویم کا ذکر ہے۔ انہین سے زمانہ کا یگانہ اور امام زمانہ ابو محمد رویم بن احمد رضی اللہ عنہ بڑے بزرگ کے سردار مشائخ

سے ہوا ہے جنید کے رازدارون سے تہا اور اُسکے مذہب کے نزدیکیون سے افقہ الفقہا دُواد تھا قرات اور تفسیر کے علم مین بہرہ ور تہا۔ اُس زمانہ مین دو فنون علم اُس کے برابر نہ تھا حال کی بلندی اور مقام کے علو اور نیک سفرون مین یگانہ اور سخت ریاضات مین یکتا اور مشہور تھا۔ آخیر عمر مین دنیا مین چھپ گیا اور قضا مین معتبر خلیفہ ہوا اور اسکا درجہ در پردہ ہونیسے بڑھکر تھا یعنے کامل رتبہ کو پہنچا تھا جسے کہ جنید نے کہا ہم مشغول عارف ہین اور رویم مشغول فارغ ہے اور طریقت مین اسکی تصنیفین ہین خاصکر سماع مین جس کتاب کا نام غلطة الواجدین ہے مین اسپر عاشق ہون روایت ہے کہ ایک روز ایک شخص نے انکے پاس آکر کہا کیف حالک یعنے تیرا حال کیا ہے اُسنے کہا کیف حال مَنْ دِیْنُہٗ ھَوَاہُ وَھِمَّتُہٗ دُنْیَاہُ لَیْسَ ھُوَ بِصَالِحٍ تَقِیٍّ وَّلَا بِعَارِفٍ نَقِیٍّ یعنے اس شخص کا حال کیا ہوتا ہے جسکا دین خواہش نفسانی ہے اور اسکی ہمت دنیا ہو نہ تو وہ نیکوکار ہوتا ہے جو خلقت سے پرہیزگار ہو اور نہ عارف جو خلقت سے برگزیدہ ہو اور یہ عیوب نفس کیطرف اشارہ ہے اسلئے کہ دین نفس کے نزدیک خواہش نفسانی اور خواہش نفسانی کے تابعدارون کا نام دین کیا ہے اور اسکے متابعت کا نام در شریعت ہے جو شخص انکی مراد پر جاے اگرچہ بدعتی ہو انکی نزدیک دیندار ہوتا ہے اور جو انکی برخلاف ہو اگرچہ متقی ہو بیدین ہوتا ہے اور یہ فساد زمانہ مین شائع ہے جس شخص مین یہ صفت ہو اسکی صحبت سے خدا کی پناہ۔ لیکن اس پیر نے سائل کے زمانہ کی تحقیق کیطرف اشارت کی ہے اور یہہ بھی جائز ہوتا ہے کہ اس حال مین اُسکو اسی پر چھوڑا ہے اور اُس سے اپنی صفت ظاہر کی ہے اور اپنی حقیقت کی صفت کی داد دی ہے واللہ اعلم (۱۳)

انہین سے زمانہ عجیب اور بلند قدر ابو یعقوب یوسف بن حسین رازی رضی اللہ عنہ امامان وقت کے بزرگون سے تہا اور مشائخ قدیمون سے اور عمر اچھی گذاری ذوالنون مصری کا مرید ہوا ہے اور اکثر مشائخ سے صحبت کی تہی اور سب کی خدمت کی اُس سے روایت ہے کہ کہا اَذَلُّ النَّاسِ اَلْفَقِیْرُ الطَّمُوْعُ وَاَعَزُّھُمُ الْمُحِبُّ الصِّدِّیْقُ سب لوگون سے زیادہ

ذلیل فقیر طامع ہوتا ہے جیسا کہ سب سے شریف فقیر دوست صادق ہوتا ہے اور طمع فقیر کو
دو جہان کی ذلت مین ڈالتا ہے اسلئے کہ فقیر لوگ پہلے ہی دنیاداروں کی نظر مین حقیر ہین
اور جب یہ طمع کرین تو زیادہ حقیر ہوتے ہین پس غنی عزت دار ذلیل فقیر سے بہت اچھا ہوتا ہے
اور طمع سے فقیر محض جھوٹا معلوم ہوتا ہے دوسرا محب اپنے محبوب کی نظر مین بہت حقیر ہوتا
ہے کیونکہ محب محبوب کے مقابل مین اپنے آپ کو سخت حقیر جانتا ہے اور اُسکو تواضع سے پیش
آتا ہے اور یہ بھی طمع کا نتیجہ ہے جب طمع جاتا رہا تو ذلت سب عزت ہو جاتی ہے دیکھو جب تک
زلیخا کو یوسف علیہ السلام سے طمع رہا ہر وقت ذلیل ہوتی تھی جب اُسنے طمع چھوڑ دیا تو خداوند
عزوجل نے اُسے حسن اور جوانی دی قاعدہ ہے کہ جسقدر محب توجہ کرے محبوب اُس سے منہ موڑتا
ہے اور جب محب دوستی اختیار کرے اور محض دوستی کے سبب سے دوست سے کنارہ کرے اور دوستی
مین آرام کرے تو ضرور دوست اسکی طرف توجہ کرتا ہے اور حقیقت مین جب تک وصل کا
طمع غرض نہو تب تک محب عزیز ہوتا ہے اور جب محب کو وصل کا طمع ہوا اور وصل حاصل نہو
تب اُسکی عزت ذلت کو پہونچتی ہے اور جس محب کو اُسکی دوستی وصال یا جدائی کے خیال سے
نہ ہٹائے وہ محبت معلول ہوتی ہے یعنی اُس دوستی کا سبب وصال یا جدائی ہوتا ہے واللہ اعلم۔
(۲۳) انہین سے اہل محبت کا آفتاب اور اہل معاملت کا برگزیدہ سمنون بن عبداللہ خواص
رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ مین بے نظیر تہا اور محبت کے معاملہ مین بزرگ شان رکھتا تھا اور سب مشائخ
اُسکی عزت کرتے اور اُسکو سمنون المحب کہتے اور اُس نے اپنا نام سمنون الکذاب کہا ہوا تھا
اور غلام الخلیل سے بڑی تکلیفین برداشت کی تھین اور خلیفہ وقت کے روبرو مشکل شہادتین
دین اور مشائخ اُس سبب سے دل آزردہ تہے۔ اور غلام الخلیل ایک ریاکار مرد تہا اور تصوف
اور پارسائی کا دعوے کرتا اور شاہی آدمیون اور خلیفہ کے دربار مین مشہور ہوا تہا اور دین کو
دنیا کے واسطے بیچا ہوا جیسا کہ اس زمانہ مین بھی ہوتے ہین پہر مشائخ اور درویشون کے
عیب اور برائی امیرون کے آگے ظاہر کرتا تھا اور اسمین اُسکی یہ غرض تھی کہ تا اُنکی رسائی

رسائی امیروں تک نہو اور یہ اُنکے نزدیک نجاویں اور کوئی اُن سے برکت نہ چاہے اور یہ ا
ہی رتبہ قایم ہے کیا خوب ہی سمنون اور وہ مشایخ کہ انکے وقت میں صرف ایک شخص اس صنعت
پر تھا اس زمانہ میں ہر محقق کے لئے لاکھ غلام الخلیل ہیں لیکن کچھ ڈر نہیں کہ مجھے اور لوگ بہت
اچھا سمجھتے ہیں جب بغداد میں سمنون کا درجہ بڑا ہوا تو ہر ایک اُس کے پاس جاتا اور غلام الخلیل کو اس
سے زیادہ رنج ہوتا کئی وضعیں تراشیں حتے کہ ایک عورت کی نگاہ سمنون کے حسن پر پڑی
وہ اسکی پیش ہوئی اسنے منظور نہ کیا وہ جنید رحہ کے پاس گئی اور کہا کہ آپ سمنون کو فرماویں کہ مجھے
نکاح کرے جنید کو یہ بات پسند نہ آئی اور اُسکو جھڑک دی عورت غلام الخلیل کے پاس آئے جیسا کہ عورتوں
کا دستور ہے کہ جس سے مراد بر نہ آوے اُسپر تہمت لگاتی ہیں ایسا ہی اس عورت نے بھی تہمت لگائی اُسنے
بھی جیسا کہ دشمن سنتے ہیں سنی اور چغلی شروع کی اور خلیفہ کو اسپر خفا کیا یہانتک کہ اُسنے حکم دیا
کہ اسکو قتل کریں جب خونریز کو لائے اور خلیفہ نے حکم دینا چاہا تو اُسکی زبان بند ہوئی جب اُس رات
سویا تو خواب میں دیکھا کہ تیرے ملک کا زوال سمنون کے زوال سے تعلق ہے دوسرے روز خلیفہ نے عذر
خواہی کی اور خوب حال پر واپس لیا اور اُسکی کلام بلند ہے اور محبت کی حقیقت میں اشارے دقیق
ہیں اور وہ اس طرح ہے کہ حجاز سے آتا تھا فید کے لوگوں نے کہا کہ کچھ وعظ کرو ممبر پر چڑھکر وعظ
کہتا تھا کوئی توجہ سے نہیں سنتا تھا اُسنے قندیلوں کی طرف منہ کر کے کہا کہ میں تمکو کہتا ہوں وہ
سب قندیلیں گر پڑیں اور چور ہو گئیں اُس سے روایت ہے کہ اُس نے کہا لَا یُعَبَّرُ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا بِمَا هُوَ
اَرَقُّ مِنْهُ وَلَا شَیْءَ اَرَقُّ مِنَ الْمَحَبَّةِ فَبِمَ یُعَبَّرُ عَنْهَا یعنے کسی چیز سے تعبیر نہیں ہوتی مگر اس سے
زیادہ رقیق کے ساتھہ اور کوئی شے محبت سے زیادہ رقیق نہیں ہے تو اس سے کسی چیز کے ساتھہ تعبیر کیجے
اس سے مراد یہ ہے کہ عبارت محبت سے بند ہے اسلیئے کہ عبارت معبر کی صفت ہوتی ہے اور محبت محبوب
کی صفت پس عبارت سے محبت کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی واللہ اعلم (۳۳) انہیں سے
شاہ شیوخ شاہ شجاع کرمانی جس کے زمانہ سے تغیر رہے ابو الفوارس شاہ شجاع الکرمانی رضی اللہ عنہ
بادشاہی خاندان سے تھا اپنے زمانہ میں بے نظیر ابوتراب نخشبی سے صحبت کی ہوئی تھی اور بہت مشایخ

سے ملا ہوا تھا اور ابو عثمان حیری کے ذکر مین تھوڑا سا اُسکا حال کہا گیا ہے اور تصوف مین
اُسکے رسالے مشہور ہین ایک کتاب تصنیف کی ہے جسکا نام مرآت الحکما ہے اور اُسکی اونچی کلام
ہے اُس سے روایت ہے کہ کہا لاہلِ الفضلُ فضلٌ مالم یروہُ فاذا راوہُ فلا فضل لہم ولاہلِ
الولایۃِ مالم یروہا فاذا راوہا فلا ولایۃ لہم اہل فضیلت کو سب پر فضیلت ہے جبتک
کہ وہ اپنی فضیلت نہ دیکھے جب اُسنے اپنی فضیلت دیکھی تو انکو فضیلت نہین ہوتی اور اہل
ولایت کو ولایت ہوتی ہے جب تک کہ خود نہ دیکھے جب خود دیکھے تو انکو ولایت نہین ہوتی
اس سے مراد یہ ہے کہ جہان اہل ولایت کی فضیلت ہوتی ہے تو ولایت کا دیکھنا اُس سے جاتا رہتا
ہے اور جب دیکھا جائے تو معنے ساقط ہو جاتے ہین اسلیئے کہ فضیلت ایک صفت ہے جسکو فاضل
نہین دیکھتا اور ولایت صفت ہے جو ولایت والا نہین دیکھتا جب کوئی کہے کہ مین فاضل
ہون یا ولی تو وہ نہ فاضل ہوتا ہے نہ ولی اور اُسکی حکایت مین لکھا ہے کہ چالیس سال نہ سویا
اور جب سویا تو خداوند تعالی کو خواب مین دیکھا اُسنے کہا کہ بارخدایا مین تجھے بیداری
مین طلب کرتا تھا اور خواب مین پایا حکم ہوا کہ یا شاہ تُنے خواب مین اس بیداری کے
سبب یہ نعمت پائی ہے اگر بیدار نہ رہتا تو اب خواب مین نہ دیکھتا (۳۴) انہین سی دلون
کا اور سرون کا نور عمر بن عثمان مکی رضی اللہ عنہ بڑے مشایخ اور سادات اہل طریقت سے ہوا ہے
اُسکی تصنیفین علم کی حقیقت مین مشہور ہین اور وہ اپنے ارادت جنید کی طرف نسبت کرتا بعد
ازانکہ بوسعید خراز کو دیکھا تھا اور نباجی سے صحبت کی تھی اور اصول مین امام وقت تھا اُس سے
روایت ہے کہ کہا لا یقع علی کیفیۃ الوجد عبارۃ لانہ سر اللہ علی المؤمنین یعنے وجد
دوستون کی کیفیت عبارت پر نہین آتی اسلیئے کہ سر حق ہے جو مومنون کو ملا ہے اور جسمین
بندہ کی عبارت تصرف کر سکتی ہے وہ سر حق نہین ہے اسلیئے کہ بندہ کا تکلف اور تصرف
اسرار ربانی سے بالکل دور ہے اور کہتے ہین کہ جب عمر اصفہان مین آیا تو ایک نوجوان اُسکی
صحبت مین ملا باپ اُسکو منع کرتا تھا کہ اس سی صحبت نہ رکھے اتفاقاً وہ بیمار ہوا کچھہ مدت بیمار رہا

ایک روز شیخ کچھہ آدمی ساتھہ لیکر اُسکے بیمار پرسی کو گیا نوجوان نے اشارہ کیا کہ قوال کو کہو کہ چند بیت پڑھے عمر نے قوال کو بلایا اُسنے یہ بیت پڑھے **شعر** مَالِی مَرِضْتُ فَلَمْ یَعُدْنِی عَائِدٌ ٭ مِنْکُمْ وَیَمْرَضُ اِبْنُ عَبْدِکُمْ فَاَعُوْدُ یعنے مجھے کیا ہے کہ جب مین بیمار ہوا تمسے کسی بیمار پرس نے میری بیمار پرسی نہ کی۔ اور جب تم بیمار ہوتے ہو تو مین بیمار پرسی کرتا ہون۔ بیمار نے جب یہ سنا تو کھڑا ہوا اور بیماری اُسکی کم ہوئی اور کہا کہ زِدْنِی۔ یعنے کچھہ اور کہو۔ قوال نے اور بیت پڑھا **شعر**۔ وَاَشَدُّ مِنْ مَرَضِی عَلَیَّ صُدُوْدُکُمْ ٭ وَصُدُوْدُ عَبْدِکُمْ عَلَیَّ شَدِیْدٌ یعنے مجھہ پر بندش تمہاری بیماری سے زیادہ سخت ہی اور تمہارا بیمار پرسی سے بند کرنا مجھہ پر زیادہ سخت ہے بیمار کھڑا ہوا اور بیماری اُس سے جاتی رہی اور باپ نے اُسکو عمرو کی صحبت مین سپرد کیا اور جو کھٹکا اُسکے دل مین تھا اُس سے توبہ کی اور وہ نوجوان طریقت مین ایک بزرگ ہوا ہے واللہ اعلم بالصواب (۳۵) انہین سے دلون کا بادشاہ عیبون کا دور کرنیوالا ابو محمد سہل بن عبداللہ التستری رضی اللہ عنہ پیر وقت ہوا ہے اور سب لوگ اُسکی تعریف کرتے ہین اُسنے بڑی ریاضتین کی ہین اور معاملات نیک اور اخلاص وفعلون کی ماہیت اور ظاہر وا عالمون کے عیب مین لطیف کلام کی ہی کہتے ہین کہ جَمَعَ بَیْنَ الشَّرِیْعَۃِ وَالْحَقِیْقَۃِ یعنے اُسنے شریعت اور حقیقت کو جمع کیا ہے اور یہ مقولہ خطا کا نشان ہے اسلیے کہ کسی نے فرق نہین کیا کیونکہ شریعت حقیقت کی سوا نہین اور حقیقت شریعت کی سوا نہین اور اس سبب سے کہ اُس پیر کی عبارتین ادراک مین سہل ہین اور طبعتین خوب معلوم کرتی ہین اور یہ بات کہتے ہین کہ جب اللہ تعالی نے شریعت اور حقیقت کو جمع کیا ہے تو یہ محال ہے کہ ولی انمین فرق کرین اور یہ ضرور ہے کہ جب انمین فرق ہو تو ایک کا ردّ اور دوسرے کا قبول لازم آتا ہے اور شریعت کا ردّ بے دینی ہے اور حقیقت کا ردّ کفر اور شرک اور جو فرق کرتے ہین معنے مین وہ فرق نہین ہے بلکہ حقیقت مین اثبات ہی جیسا کہ کہتے ہین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حَقِیْقَۃٌ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ شَرِیْعَۃٌ اگر کوئی صحت ایمان کی حالت مین چاہے کہ ایک کو دوسرے سے جدا نہین کیا جاتا تو اُسکی

خواہش باطل ہوتی ہے اور ہر حال مین شریعت حقیقت کی شاخ ہے جیسا کہ معرفت حقیقت
کی شاخ ہے اور فرمان سننے کی پذیرائی شریعت ہے اور ان ظاہر دار لوگون کو جو طبع مین
نہ بیٹھے اُس سے منکر ہوتے ہین اور راہ حق مین اصول سے کسی اصل کا انکار خطرناک ہوتا ہے
وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلَی الْاِیْمَانِ اور اُس سے روایت ہے کہ اُسنے کہا مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرُبَتْ
عَلٰی اَہْلِ وَجْہِ الْاَرْضِ اِلَّا وَہُمْ جُہَّالٌ بِاللّٰہِ اِلَّا مَنْ یُؤْثِرُ اللّٰہَ عَلٰی نَفْسِہٖ وَرُوْحِہٖ وَدُنْیَاہُ
وَاٰخِرَتِہٖ یعنے نہ ہلا زمین سے کسی پر آفتاب نہ چڑہا اور نہ غروب ہوا جو کہ اللہ تعالی سے جاہل ہو
مگر جس نے خداوند تعالی کو اپنے تن اور جان اور دنیا اور آخرت پر مقدم رکھا ہو یعنے جو شخص
اپنے نصیب پر غرہ رہتا ہے وہ اسبات کی دلیل ہے کہ وہ خداوند تعالی سے جاہل ہے اسلئے کہ
اُس جل جلالہ کی معرفت ترک تدبیر کا تقاضا کرتی ہے اور تدبیر کی ترک تسلیم ہوتی ہے اور تدبیر
کا اثبات تقدیر سے جاہل ہونیکے باعث ہوتا ہے واللہ اعلم (٣٦) انہین سلف اختیار اہل
حرمین اور مشایخ کا قرۃ العین ابو محمد عبد اللہ بن فضل البلخی رضی اللہ عنہ بہت بڑے مشایخ سے
ہوا ہے اور اہل عراق اور خراسان کا پسند احمد بن خضرویہ کا مرید اور ابو عثمان حیری کو اُس سے
بہت محبت تہی متعصب لوگون نے مذہبی ناز کے سبب اُسکو بلخ سے نکالدیا تب سمرقند کو چلا
گیا اور وہان عمر بسر کی روایت ہے کہ اُسنے کہا اَعْرَفُ النَّاسِ بِاللّٰہِ اَشَدُّہُمْ مُجَاہَدَۃً فِیْ
اَوَامِرِہٖ وَاَتْبَعُہُمْ لِسُنَّۃِ نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنے اہل معرفت سے بہت بزرگ وہ ہے جو
شریعت کے ادا کرنے مین اُن سے زیادہ مجتہد ہو اور حفاظت سنت اور متابعت مین با رغبت
ہو اور جو شخص حق تعالی سے نزدیک ہو وہ اُسکے امر پر زیادہ حریص ہوتا ہے اور جو اُس سے
بہت دور ہو اُسکے رسول کی متابعت سے منہ موڑتا ہے اور روایت ہے کہ اُسنے کہا ہے عَجِبْتُ
مِمَّنْ یَقْطَعُ الْبَوَادِیَ وَالْقِفَارَ وَالْمَفَاوِزَ حَتّٰی یَصِلَ اِلٰی بَیْتِہٖ وَحَرَمِہٖ لِاَنَّ فِیْہِ اٰثَارَ اَنْبِیَائِہٖ کَیْفَ
لَا یَقْطَعُ نَفْسَہٗ وَہَوَاہُ حَتّٰی یَصِلَ اِلٰی قَلْبِہٖ لِاَنَّ فِیْہِ اٰثَارَ مَوْلَاہُ یعنے مین تعجب کرتا ہون
اُس سے جو جنگل اور بیابان اور راستے طے کرے تا کہ خانہ کعبہ اور حرم مین پہنچے کیونکہ اُسمین

اس کے انبیاء کے آثار ہین وہ اپنے نفس اور خواہش نفسانی کو کیون قطع نہین کرتا تاکہ اپنے دلکو پہونچے کیونکہ اسمین اُسکے مولا کے آثار ہین یعنے دل اُسکے معرفت کا محل ہے اور کعبہ سے جو قبلہ خدمت ہے زیادہ بزرگ ہے کعبہ وہ ہے کہ ہمیشہ بندہ کی نظر اُسکے طرف ہو اور دل وہ ہے جسکی طرف ہمیشہ حق کی نظر ہو اور جہان کہ میرے دوست کا دل ہے اور جہان اُسکا حکم ہے میری مراد وہان ہے اور جہان کہ حق کے انبیا کا اثر ہے وہان میرے دوستون کا قبلہ ہے واللہ اعلم بالصواب (۳۷)

(۳۷) ذکر محمد بن علی ترمذی

انہین سے شیخ باخطر وفانی از صفات البشر ابو عبداللہ محمد بن علی الترمذی رضی اللہ عنہ علم کے فنون مین کامل اور امام تھا بڑے شاندار مشائخ سے تھا اُسکی تصانیف بہت ہین اور عمدہ اور ہر کتاب کر بیان مین کرامتین ظاہر ہین جیسا کہ ختم الولایت اور کتاب النہج اور نوادر الاصول اور اسکے سوا اور بہت سی کتابین میری نزدیک اور بہت بڑی ہین جیساکہ میرا دل سب کا سب اسکا شکار ہے میرے شیخ رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ محمد کی تعریف خالص ہوتی ہے جو سب جہان مین اسکی مثل نہین اور ظاہری علمون مین بھی اسکی کتابین ہین اور احادیث مین اعلےٰ درجہ کی سندین رکہتا ہے اور ایک تفسیر اُسنے شروع کی تہی جو پوری نہوئی اور جس قدر کہ تصنیف ہوئی ہین اہل علم کے درمیان مشہور ہین اور ایک کو فقہ پڑہائی تھی جو کہ ابو حنیفہ کے خاص یارون سے تھا اور اسکو ترمذی مین محمد حکیم کہتے ہین اور صوفی حکیم اُسکی پیروی کرتے ہین اسکے مناقب بہت ہین اور انہین سے ایک وہ ہے کہ خضر علیہ السلام کے ساتھ صحبت کی تھی اور ابو بکر وراق اسکا مرید روایت کرتا ہے کہ ہر آیت وار کو خضر علیہ السلام اوسکی پاس آتے اور ایک دوسرے سے حالات پوچہتے اور اسی سے روایت ہے کہ اُسنے کہا مَنْ جَهِلَ بِاَوْصَافِ الْعُبُوْدِيَّةِ فَهُوَ بِنُعُوْتِ الرَّبُوْبِيَّةِ اَجْهَلُ یعنے جو شخص شریعت کے علم اور بندگی کے اوصاف سے جاہل ہو وہ خداوند تعالےٰ کے اوصاف سے زیادہ جاہل ہوتا ہے اور جو شخص ظاہر مین نفس کی معرفت کا راستہ نہین جانتا وہ خداوند تعالیٰ کی معرفت کا راستہ نہی جانتا اور جو شخص آفات صفات بشریت کو نہ دیکھے اور صفات حق کے لطیفے بہی نہین دیکھتا کیونکہ ظاہر باطن سے تعلق رکہتا ہے اور جو شخص سوا باطن

کے ظاہر سے تعلق رکھے تو محال ہوتا ہے جو شخص باطن کا دعوےٰ بدون ظاہر کرتا ہے وہ بھی محال
ہے پس اوصاف ربوبیت کی پہچان ارکان عبودیت کی صحبت سے متعلق ہے اور اسکے سوا درست
نہیں ہوتا اور یہ بات سخت باصل اور مفید ہے اپنے موقع پر تمام بیان کیا جائیگا انشاء اللہ عز و جل
(۳۴) انہیں میں شرف زہادیت اور عزی اہل فقر و صفوت ابوبکر محمد بن عمر و وراق رضی اللہ عنہ بڑے بزرگ
اور زاہد مشائخ سے ہوا ہے اور اس نے احمد خضرویہ کو دیکھا تھا اور محمد ابن علی رضی اللہ عنہ سے صحبت
کی تھی آداب اور معاملات میں اوسنے کتابیں تصنیف کی ہیں اور مشائخ اسکو مودب الاولیا کہتے
ہیں بات کرتا ہے کہ محمد بن علی تو چند خبریں مجھے دیں تاکہ جیحون میں ڈالوں میرا دل نچاہا میں نے
گھر میں رکھدیں اور کہدیا کہ ڈالدی ہیں اسنے کہا کہ تو نے کیا دیکھا ہے مینے کہا کچھ نہیں دیکھا اسنے
کہا کہ تو نے وہ خبریں جیحون میں نہیں ڈالیں مینے پھر جاکر پانی میں ڈال دیں پھر میں لوٹا اور میرے
دل میں اس دلیل کا وسواس آیا کہ جب وہ خبریں مینے پانی میں ڈالیں پانی دو ٹکڑے ہو گیا اور
ایک صندوق نکل آیا اس کا سر کھلا تھا جب وہ خبریں پانی میں پڑی اور صندوق میں آگئیں
تو اسکا سر ملگیا پانی بھی جمع ہوا اور صندوق گم ہوا میں پھر آیا اور قصہ بیان کیا ابوبکر محمد نے کہا کہ
اب تو نے ڈالی ہیں مینے کہا ای شیخ اس بات کا بھید مجھے بتائیے اسنے کہا کہ مینے ایک تصنیف
کی تھی جسمیں اصول و تحقیق کا بیان تھا اور اسکا سمجھنا عقل پر محال تھا میرے بھائی خضر علیہ السلام
نے طلب کی تھی اس پانی کو خدا تعالیٰ نے حکم دیا تھا تاکہ اسنے اسکو پہنچا دیا اور ابوبکر وراق کہتا
ہے کہ اَلنَّاسُ ثَلٰثَةٌ اَلْعُلَمَاءُ وَالْفُقَرَاءُ وَالْاُمَرَاءُ فَاِذَا فَسَدَ الْاُمَرَاءُ فَسَدَ الْمَعَاشُ وَاِذَا فَسَدَ الْعُلَمَاءُ
فَسَدَ الطَّاعَةُ وَالشَّرِيْعَةُ وَاِذَا فَسَدَ الْفُقَرَاءُ فَسَدَ الْاَخْلَاصُ یعنے آدمی تین گروہ ہیں ایک علما
دوسرے فقرا تیسرے امرا جب عالم بگڑ جاتے ہیں تو اطاعت و شریعت کی ورزش خلقت پر خراب
ہو جاتی ہے جب امیر بگڑیں تو معاش اور کسب خلقت کا خراب ہو جاتا ہے اور جب فقیر بگڑیں
تو خلقت کی دلی محبت خراب ہو جاتی ہے پس بادشاہوں اور امیروں کی تباہی ظلم سے
ہوتی ہے اور عالموں کی تباہی طمع سے اور فقیروں کی ریاست طلبی سے جب تک بادشاہ

عالمون سے منہ نہ موڑین تباہ نہین ہوتی جب تک عالم بادشاہون سے صحبت نکرین تباہ نہین ہوتی اسلئے کہ بادشاہون کا ظلم بعلمی کے سبب ہے اور عالمون کا طمع بیدینی ہے اور فقیرونکی ریاکاری عدم توکل سے پس بادشاہ بعلم اور عالم بے پرہیز اور فقیر بے توکل شیطان کے نزدیکی ہوتے ہین اور سب خلقت کا فساد ان تین گروہ کے فساد سے متعلق ہے (۳۹) انہین سے توکل اور رضا کی کشتی اور طریق فنا کا سالک ابوسعید احمد بن عیسے خراز رضی اللہ عنہ جو مریدون کا حال بیان کرنیوالا اور طالبان وقت کی دلیل اور پہلے جسنے فنا اور بقا کے طریق کو بیان کیا وہی تہا اور اسکے مناقب مشہور ہین اور اُسنے ریاضت کے نکتے ذکر کیے ہین اور تصنیفین روشن اور کلام مزین بلند ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ کو ملے تہے اور بشر اور سری سقطی رحمہما اللہ سے صحبت کی تہی اُسنے روایت کی ہے کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جُبِلَتِ القُلُوبُ علے حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْھَا قال واعجبا مِمَّن لایری محسنا غیر اللہ کیف لا یمیل بکلیتہ الی اللہ یعنے دلون کی پیدایش یہین ہے کہ جو شخص اُن سے نیکی کرے کیا معنے کہ اگر ایک شخص دوسرے سے نیکی کرے تو ضرور وہ شخص نیکی کرنیوالے کو دوست رکہتا ہے ابوسعید رحمہ اللہ نے کہا ہے عجب ہے وہ شخص کہ تمام جہان مین خدائے عزوجل کے سوائے محسن نہ جانے کسطرح بالکل دل اسکے حوالہ نہین کرتا اسلئے کہ حقیقت مین احسان وہ شخص کرتا ہے جو عین خیر کا مالک ہو کیونکہ احسان اُس شخص کے حق مین نیکی کرتا ہے جو اُس نیکی کا محتاج ہو اور جس شخص پر اور شخص کو احسان کرتا دیکہے وہ کیونکر احسان کرتا ہے پس ملک اور ملک خداوند عزوجل کا ہے اور وہ غیر سے بے نیاز ہے جب خدا کے دوستون نے احسان اور انعام محسن - یہ معنے جان لیے ہین اُنکے دل بالکل اُسکی دوستی مین قید ہوئی اور غیر اللہ سے منہ موڑ لیا (۴۰) انہین سے شاہ محققان اور دلیل مریدان ابوالحسن علی بن محمد اصفہانی رضی اللہ عنہ اور یہی کہتے ہین کہ علی بن سہل بڑے مشائخ سے ہوا ہے اور جنید رحمہ اللہ علیہ سے اسکے خط وکتابت لطیف ہین اور عمرو بن عثمان مکی رحمہ اللہ علیہ اسکی زیارت کو اصفہان مین گیا اور وہ صاحب ابوتراب تہا اور جنید رحمہ اللہ علیہ کا رفیق اور اچہے طریق

مین انکی تعریف تہی اور تصوف رضا اور ریاست سے آراستہ اور فتنہ فساد سے محفوظ اور حقائق اور معاملات
مین خوش کلام اور دقائق اور اشارت مین لطیف بیان روایت ہی کہ اُس نے کہا اَلْحُضُوْرُ
اَفْضَلُ مِنَ الْیَقِیْنِ لِاَنَّ الْحُضُوْرَ وَطَنَاتٌ وَالْیَقِیْنُ خَطَرَاتٌ یعنے حضور بحق یقین بحق سے
زیادہ فضیلت رکہتا ہے اسلیے کہ حضور دل مین وطن پذیر ہوتا ہے اور اس سے غفلت روا نہین
اور یقین ایک گذرنے والی بات ہی کہ کبہی آتا ہے اور کبہی جاتا ہے پس حاضر حضور مین ہوتے ہین
اور یقین کرنیوالے درگاہ پر اور غیبت اور حضور کے بیان مین جدا باب اسی کتاب مین آویگا
انشاء اللہ تعالی اور یہ بہی کہا ہے مِنْ وَقْتِ اٰدَمَ اِلٰی قِیَامِ السَّاعَۃِ النَّاسُ یَقُوْلُوْنَ الْقَلْبُ الْقَلْبُ
وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَرٰی رَجُلًا یَصِفُ اِلَی الشَّیْءِ الْقَلْبُ اَوْکَیْفَ الْقَلْبُ فَلَا اَرٰی یعنے آدم علیہ السلام
کے وقت سے قیامت تک لوگ دل دل کہتے ہین اور مین دوست رکہتا ہون کہ ایک ایسا شخص
دیکہون جو بیان کرے اور کہے کہ دل کیا ہے یا کیسا ہے اور مین ایسا آدمی نہین دیکہتا اور عوام الناس
گوشت پارہ کو دل کہتے ہین اور وہ دیوانون اور مغلوبون اور بچون کیواسطے ہوتا ہے لیکن وہ بے
دل ہوتے ہین پس دل کیا ہوا کہ جسکا صرف بیان ظاہر سنا جاتا ہے یعنی اگر عقل کو دل کہون تو وہ
دل نہین اور اگر روح کو دل کہون تو وہ بہی نہین اگر علم کو دل کہون تو وہ بھی نہین یعنے سب
مشاہدات حق کا قیام دل سے ہی اور اسکا صرف بیان ظاہر ہے لیکن موجود نہین (۲۱) انہین
سے پہر اہل التسلیم اور طریق محبت مین مستقیم ابو الحسن محمد بن اسمعیل خیر النساج رضی اللہ عنہ بزرگ مشائخ
سے ہوا ہے اور اپنے وقت مین معاملات اور نصیحتون مین خوب بیان کرتا تہا اور عبارت مہذب
اور عمر دراز پائی تہی اور شبلی اور ابراہیم خاص رحمہما اللہ دونون نے اسکی مجلس مین توبہ کی تہی اور شبلی
علیہ الرحمۃ کو جنید کی طرف اسکی عزت کی حفاظت کیواسطے بہیجا اور وہ مرید سری تہا اور جنید کے
مصاحبون سے تہا اور ابو الحسن نوری جنید کے نزدیک عزت یافتہ تہا اور ابو حمزہ بغدادی نے
اسکی کامل خیر خواہی کی تہی روایت ہی کہ اسکو خیر النساج اس سبب کہتے تہے کہ جب وہ حج کے ارادہ
پر اپنی زاد بوم سے سامرہ کو گئے تو راستہ مین کوفہ سے گذر ہوا اور دروازہ پر ایک ریشم باف نے انکو

پکڑ لیا کہ تو میرا غلام ہے اور خیر تیرا نام ہے اُسنے وہ حق سے دیکھا اور اُسکے خلاف نکیا اور بہت سال
اُس کا کام کرتا رہا اور جب وہ اُسے کہتا کہ یا خیر وہ کہتا لبیک پس وہ مرد اپنے کئے سے پریشان اور شرمندہ
ہوا اُسکو کہا کہ مینے غلطی کی تہی تو میرا غلام نہین تب وہ مکہ کو چلا گیا اور اس درجہ پر پہنچا کہ جنید ؒ
نے کہا خیر خیرُنا یعنے خیر ہمارا اچھا ہے اسبات کو بہت پسند رکہتا کہ اسکو خیر کہتے ہیں اور کہتا یہ روا نہین
کہ مسلمان مرد نے میرا نام رکہا ہوا اور مین اسم نام کو بدل ڈالون۔ اور کہتے ہین کہ جب وہ قریب المرگ
ہوا وہ نماز شام کا وقت تھا اور جب وہ موت کی غشی مین پڑا اور آنکھین کھولین تو ملک الموت
کے سوا اور کچھ نہ دیکہا اور کہا قِفْ عَافَاکَ اللّٰہُ فَاِنَّمَا اَنْتَ عَبْدٌ مَامُوْرٌ وَاَنَا عَبْدٌ مَامُوْرٌ وَمَا
اُمِرْتَ بِہٖ لَا یَفُوْتُکَ وَمَا اُمِرْتُ بِہٖ فَھُوَ شَیْئٌ یَفُوْتُنِیْ فَدَعْنِیْ اَمْضِیْ فِیْمَا اُمِرْتُ بِہٖ ثُمَّ اَمْضِ بِمَا
اُمِرْتَ بِہٖ یعنے کہڑا ہو تجہے اللہ تعالی معاف کرے کہ تو فرمانبردار بندہ ہے اور مین فرمانبردار
بندہ ہون جو کچھ تجہے فرمایا گیا ہے تجہسے فوت نہین ہوگا یعنے جان قبض کرنا اور جو مجہے فرمایا گیا
ہے وہ مجہسے فوت ہوتا ہے یعنی نماز شام کے وقت مجہے چہوڑدے تاکہ مین اپنا حکم گذارون پہر مین تجہے
چہوڑونگا تو اپنا حکم گذارے پہر پانی طلب کیا۔ کیا اُسنے جواب دیا لَا تَسْاَلْنِیْ عَنْ ھٰذَا
وَلٰکِنْ اِسْتَرَحْتُ مِنْ دُنْیَاکُمْ یعنے مجہے اُسکی بابت مت پوچھ لیکن مین تمہاری دنیا سے رہائی پائی
روایت ہے کہ اُسنے اپنی مجلس مین کہا شَرَحَ اللّٰہُ صُدُوْرَ الْمُتَّقِیْنَ بِنُوْرِ الْیَقِیْنِ وَکَشَفَ بَصَائِرَ
الْمُؤْمِنِیْنَ بِنُوْرِ حَقَائِقِ الْاِیْمَانِ یعنے اللہ تعالی نے متقیون کے سینے کو نور یقین سے کہولا ہے
اور مومنون کی بنیادی حقیقت ایمان کے نور سے روشن کی ہے۔ کیا معنے کہ متقی کو یقین سے
چارہ نہین کیونکہ اُسکا دل نور یقین سے کھلا ہے اور مومنون کی حقیقت ایمان ضروری ہے
کیونکہ اُسکی عقل نور ایمان سے بینا ہے پس جہان ایمان ہوگا اور یقین ہوگا پرہیز ہوگی
اسلئے کہ یہ ایک دوسرے کے نزدیک ہین ایک دوسرے کے تابع ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب (۴۲ ھ)
اور انہین سے وحید عصر یگانہ دہر ابو حمزہ خراسانی رضی اللہ عنہ خراسان کے قدیم سے مشائخ
ہوا ہے ابو تراب سے اُنکی صحبت حاصل تہی اور خراز کو بہی دیکہا ہے توکل مین ثابت قدم تھا

اور مشہور حکایتوں میں ہے کہ وہ ایک روز جاتا ہوا کنوئیں میں گر پڑا جب کوئیں میں اسکو تین دن
گذرے تو خراز کے سیاحوں کا ایک گروہ وہاں آپہونچا اُسنے اپنے جی میں کہا کہ انکو آواز دوں پھر کہا
کہ یہ بات اچھی نہیں کہ ماسوای اللہ سے مدد طلب کروں اور یہ انکو کہنا شکایت ہی کہ خداوند تعالےٰ
نے مجھے کنوئیں میں ڈالا ہے اب تم نکالو سو اتفاقاً وہ خود ہی نزدیک آنکلے کیا دیکھتے ہیں کہ رستہ
میں کنواں ہے جسپر کوئی روک نہیں شاید کوئی بے خبر یا باخبر اسمیں گرے تو اچھا نہیں آؤ
تا ثواب کو لئیے اس کنوئیں کا سر ڈھانپ دیں تا کہ کوئی اسمیں نہ گرے وہ کہتا ہے کہ میری جان
گھبرائی اور میں اپنی زندگی سے نوامید ہوا جب انہوں نے کنوئیں کو خوب طرح ڈھانپ لیا تو
واپس ہوئے میں نے جناب حق تعالیٰ میں مناجات کی اور جانا کہ اب موت سر پر آئی ہے اور سب
خلقت سے نا امید ہوا جب رات ہوئی تو مینے کنوئیں سے آواز سنی مینے اچھی طرح سے دیکھا کہ تو کیا معلوم
ہوا کہ ایک شخص نے کنوئیں کا سر کھولا ہے اور ایک بڑا جانور اژدہا کی صورت پر دیکھا کہ اُسنے دم نیچے
کیا مینے جانا کہ میری نجات اسمیں ہے اور یہ خدا نے بھیجا ہے اُسکی دم سے آویزاں ہوا پھر اُسنے مجھے
باہر کھینچا ہاتف نے آواز دی کہ اے ابا حمزہ یہ نجات جو تجھے حاصل ہوئی خوب نجات ہی کہ ایک زہریلی
چیز نے تجھے موت سے نجات دی۔ اس سے لوگوں نے پوچھا کہ غریب کون ہوتا ہے اوس نے جواب دیا
المستوحش من الالف یعنے جو شخص الفت سے خوفناک ہو گیا یعنے کہ جسکو سب الفتیں وحشت ہو جائیں
وہ غریب ہوتا ہے اسلئے کہ درویش دنیا اور عاقبت میں وطن نہیں رکھتا اور وطن کے سوا الفت
کرنا وحشت ہوتی ہی جب درویش کی الفت جہان سے قطع ہو جاتی ہی تو وہ سب سے خوفناک
ہوتا ہے اور یہ بڑا بلند درجہ ہے واللہ اعلم بالصواب (۳۴) انہیں سے داعی مریدان بحکم فرمان
ابو العباس احمد بن مسروق رضی اللہ عنہ خراسان کے بزرگوں اور بڑے آدمیوں سے ہوا ہے
اور سب اولیاء اللہ اسکے اوتاد الارض ہونے پر متفق ہیں اور اسکو قطب مدار علیہ سے صحبت تھی
لوگوں نے اُسے پوچھا کہ ہمکو بتائیے کہ قطب کون ہے اُسنے ظاہر جواب نہ دیا لیکن اشارہ سے معلوم
کرایا کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ ہی اور اُسنے چالیس کس با تمکین کی خدمت کی تھی اور اُن سے فائدہ

اٹھایا اور ظاہری باطنی علموں مین لایق تہا اُس سے روایت ہی کہ اُسنے کہا من کان سرورہ
بغیر الحق فسرورہ یورث الهموم ومن لم یکن انسہ فی خدمة ربہ فانسہ یورث الوحشة
یعنے جو شخص بغیر خداوند تعالی کے خوش ہو پس اُسکی خوشی سربسر غم ہوتی ہے اور جسکو خداوند تعالے
کی خدمت سے انس نہو اُسکی انس سب وحشت ہوتی ہی یعنے جو چیز ماسوائے اللہ ہے وہ فانی ہی اور جو
فنا پر خوش ہو وہ فنا کی طرح فنا ہو جاتا ہے اور غمناک ہوتا ہے اسکی خدمت کے سوا سب خاک ہی
جب جہان کا حقیر ہونا ظاہر ہو جاتا ہے تو اسکی سب انس وحشت ہوتی ہی پس غم اور وحشت
سب جہان مین غیر اللہ کے دیکھنے سے ہی واللہ اعلم (۴۴) انہین استادوں کلان و شیخ محققان
ابو عبداللہ بن احمد اسمعیل مغربی رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے بزرگون اور پیشواؤن سے اپنے زمانہ مین
استادون کا مقبول اور اپنے مریدون کا پاسدار ہوا ہے اور ابراہیم خواص اور ابراہیم شیبانی رحمہما اللہ
دونون اُسکے مرید ہوئی ہین اور اُسکی کلام بلند اور دلایل واضح ہین اور دنیا سے جدا ہونے مین
ثابت قدم ہوا ہے اُس سے روایت ہی کہ اُسنے کہا ہے ما رایت انصف من الدنیا ان خدمتها
خدمتك وان تركتها تركتك یعنے مینے دنیا سے کوئی چیز زیادہ منصف نہین دیکھی کہ جب تک تو
اُسکی خدمت کرے تیری خدمت کرتی ہی اور جب تو اُسکو چھوڑ دے وہ تجھے چھوڑ دیتی ہے یعنی جب تک
تو اُسکی طلب کرے وہ تیری طلب کرتی ہی اور جب تو اُس سے منہ موڑے اور خداوند تعالی کی طلب اختیار
کرے تجھسے بھاگتی ہے اور اُسکا اندیشہ تیرے دل مین نہین آتا پس جو شخص سچے دل سے دنیا سے
منہ موڑے اسکی شرارت سے بچ رہتا ہے اور اُسکی آفت سے نجات پاتا ہے واللہ اعلم وباللہ التوفیق
(۴۵) انہین سے پیر زمانہ اور اپنے وقت مین یگانہ ابو علی بن حسن بن علی جورجانی رضی اللہ عنہ
اپنے وقت مین بے نظیر ہوا ہے علم معاملات اور رویت آفات مین اُسکے تصنیفات بہت روشن ہین
اور محمد بن علی ترمذی کا مرید ہوا ہے۔ اس سے روایت ہی کہ کہا الخلق کلهم فی میادین الغفلة
یرکضون وعلی الظنون یعتمدون وعندهم انهم فی الحقیقة یتقلبون وعن المکاشفة ینطقون
یعنے سب خلقت غفلت کے میدانون مین گھوڑے دوڑاتے ہین اور انکا بھروسہ گمان اور آفات پر ہے

ہے اور وہ ایسا جانتے ہین کہ انکی کام حقیقت پر ہین اور انکی گفتگو اسرار مکاشفہ سے ہے اور اس پیر کے
اشارت طبع کی غرور اور نفس کی رعونت ہے کہ جاہل آدمی اپنی جہالت کا معتقد نہین ہوتا خاصکر
جاہل صوفی۔ جیسا کہ عالم صوفی خلق اللہ سے زیادہ عزیز ہین جاہل صوفی خلق اللہ مین زیادہ
ذلیل ہین اسلئے کہ انمین سے عالم لوگ حقیقت پر ہوتے ہین نہ گمان پر اور جاہل گمان پر یہ حقیقت
پر غفلت کے میدان مین چرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ میدان ولایت ہے اور گمان پر بہروسہ
کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یقین ہے اور رسم پر چلتے ہین اور جانتے ہین کہ وہ حقیقت ہے اور خواہش
نفسانی سے کلام کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ مکاشفہ ہے اسلئے کہ گمان آدمی کے سر سے باہر نہین
جاتا مگر جلال یا جمال کے حق دیکھنے سے کہ جب اُسکا جمال ظاہر ہوتا ہے تو سب اُسی کو دیکھتے ہین
اُنکا گمان فنا ہو جاتا ہے اور جلال کے مکاشفہ مین اپنے آپکو بھی نہین دیکھتے اور نہ انکا گمان
سر نکلتا ہے واللہ اعلم (۴۲۶) انمین سے باسط علوم و واضح رسوم ابو محمد بن احمد بن حسین
حریری رضی اللہ عنہ جنید کے صاحب اسرار سے تہا اور سہل بن عبد اللہ کی صحبت بھی پائی
تھی اور علم کی سب قسمون مین خبردار تھا اور فقہ مین امام وقت اور اصول کو اچھا جانتا تھا
اور تصوف کے طریق مین اُس درجہ پر تھا کہ جنید رضی اللہ عنہ نے اسے کہا کہ میرے مریدون کو ادب
سکہلاؤ اور ریاضت فرماؤ اور جنید رحمہ اللہ علیہ کے بعد ولی عہد ہوا بلکہ اسکا مسند نشین ہوا روایت
ہے کہ اُسنے کہا دَوَامُ الْاِیْمَانِ وَقِوَامُ الْاَدْیَانِ وَصَلَاحُ الْاَبْدَانِ فِیْ ثَلٰثِ خِصَالٍ اَلْاِکْتِفَاءُ وَالْاِ
تِّقَاءُ وَالْاِحْتِمَاءُ فَمَنِ اکْتَفٰی بِاللّٰہِ صَلُحَتْ سَرِیْرَتُہٗ وَمَنِ اتَّقٰی مَا نَہَی اللّٰہُ عَنْہُ اسْتَقَامَتْ سِیْرَتُہٗ
وَمَنِ احْتَمٰی مَالَمْ یُوَافِقْہُ ارْتَاضَتْ طَبِیْعَتُہٗ فَثَمَرَۃُ الْاِکْتِفَاءِ صَفْوُ الْمَعْرِفَۃِ وَعَاقِبَۃُ الْاِتِّقَاءِ حُسْنُ
الْخَلِیْقَۃِ وَغَایَۃُ الْاِحْتِمَاءِ اِعْتِدَالُ الطَّبِیْعَۃِ یعنے ایمان کا ہمیشہ رہنا اور دین کا قایم رہنا اور بدن
کی صلاحیت تین چیز مین ہے ایک کفایت کرنا دوسرا پرہیز اختیار رکھنا تیسرا غذا اہلین احتیاط
جو شخص خداوند تعالی پر کفایت کرے اُسکا خصلت صلاحیت سے ہوتا ہے اور جو شخص اُسکی
سے پرہیز کرے اُسکی خصلت اچھی ہوتی ہے اور جو شخص اپنی غذا نگاہ رکھے اُسکا نفس ریاضت پاتا

پاتا ہے پہر کفایت کا ثمرہ معرفت کی صفائی ہے اور پرہیز کا انجام خوبی خلق کا دائرہ ہے اور جو اچہا غذا کا نتیجہ اعتدال طبیعت اور تندرستی یعنے جو شخص خداوند تعالی پر کفایت کرے اُسکی معرفت صاف ہوجاتی ہے اور جو تقوی کے معاملہ مین پنجہ مارے دنیا اور عاقبت مین اُسکا خلق اچہا ہوجاتا ہے جیسا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین مَنْ کَثُرَ صَلٰوتُہٗ بِاللَّیْلِ حَسُنَ وَجْہُہٗ فِی النَّہَارِ یعنے جو شخص رات کیوقت بہت نماز گذارے دنکو اسکا چہرہ نورانی ہوتا ہے حدیث مین ہے کہ قیامت کے روز متقی اونگے وُجُوہُہُمْ نُوْرٌ عَلٰی مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ یعنے چہرے روشن اور نورانی تختون پر اور جو شخص پرہیز کے رستہ پر چلے اُسکا بدن بیماری سے اور اُسکا نفس شہوت سے بچا رہتا ہے اور بہتر کہانا جلد اولا قابل شنید اور نیک ہے واللہ اعلم (۷۴) انہین سے شیخ ظرفا و قدوہ اہل صفا ابو العباس احمد بن محمد بن سہل آملی رضے اللہ عنہ بزرگ مشائخ ہے اور انکے شاندار وقت ہوا ہے اور اپنے عہد مین ہمیشہ باعزت رہا اور علم تفسیر اور قراءت مین عالم اور قرآن شریف کے لطائف کی گفتگو کرنے مین خاص اور جنید کے بڑے مریدون سے تہا اور اسکو ابراہیم بارستانی سے صحبت تہی اور ابو سعید خراز اُسکا بڑا ادب کرتا اور تصوف مین اسکے سوا کسی کو نہ مانتا اس سے روایت ہے کہ کہا انس عَلٰی مَالُوْفَاتِ الطِّبَاعِ یَقْطَعُ صَاحِبَہَا عَنْ بُلُوْغِ دَرَجَاتِ الْحَقَائِقِ یعنے طبیعت کی مرغوب چیزون سے الفت کرنا مرد کو حقیقت کے درجات سے پہینکدیتا ہے یعنی جو شخص طبع کے مرغوب چیزون سے آرام پاتا ہے وہ حقیقت سے رہجاتا ہے اسلئے کہ طبعیتین نفس کے اوزار اور ہتہیار ہین اور نفس حجاب کا محل ہے اور حقیقت کشف کا محل ہے اور مرید حجاب کردہ مکاشف کے برابر آرام مین نہین ہوتا پس حقیقتون کا ادراک کشف کا محل ہے اور یہ حقیقت طبیعت کی پیاری چیزون سے منہ موڑنے سے متعلق ہے اسلئے کہ طبعیتون کا پیار دو چیز سے ہوتا ہے ایک دنیا اور اسکی بہتون سے دوسرے عاقبت اور اسکے حالات سے دنیا سے تو اُسکی الفت جنسیت یعنی ہمجنس ہونیکے باعث ہے اور عاقبت سے گمان پر ناجنس اور ناشناخت سے ہے پس نفس عاقبت کی الفت گمان پر ہے نہ اسکے عین سے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر حقیقت کو پہچانتا تو دنیا سے تعلق قطع کرتا اور جب اس دنیا سے

قطع کیا تو طبع کی ولایت طی ہوئی پھر حقیقتون کا مکاشفہ ہوتا ہے کیونکہ عاقبت کو بالطبع فنائی
طبع کے سوائی خواہش نہین لاِنَّ فیہما مالا خطر علےٰ قلبِ بشرٍ اسلئے کہ اسمین وہ چیزین ہین کہ جو
بندہ کے دلپر گذری عاقبت کا خطرہ اس سبب سے ہے کہ اُسکا راستہ بڑا خطرناک ہی اور اس چیز کا خطرہ
نہین ہوتا جو کشف سی دلو نمین آجائی جب عاقبت کی حقیقت پہچاننے مین وہم عاجز ہوتا ہے
پھر طبع کو اسکے عین سے کسطرح الفت ہو یہ بات صحیح ہوئی کہ طبع کو عاقبت کی الفت گمان سے
ہے واللہ اعلم (۴۸) انہین سے مستغرق معنے اور مستہلک دعوی ابو المغیث الحسین بن منصور
صلاح رضی اللہ عنہ طریقت کی شوقمندون اور مستون سے ہوا ہے اور حال قوی اور ہمت بلند رکہتا
تہا اور مشایخ صوفیہ کو اسکی شان مین اختلاف کرتے ہین ایک گروہ کے نزدیک مردود ہے اور
ایک کی نزدیک مقبول جیسا کہ عمرو بن عثمان مکی اور ابو یعقوب نہر جوری اور ابو یعقوب اقطع اور علی
بن حسین اصفہانی وغیرہ نے ایک گروہ کو اُس سے رد کیا ہے اور ابن عطا و محمد بن خفیف اور
ابو القاسم نصر آبادی رحمہ اللہ علیہ اور سب متاخرین نے اُسے قبول کیا ہے اور ایک گروہ نے اسکی بابت توقف
کیا ہے جیسا کہ جنید اور شبلی اور حریری اور حصری وغیرہ رحمہم اللہ اور ایک گروہ نے اوسی اسباب سی
نسبت دی ہی لیکن ہمارے زمانہ مین شیخ المشائخ شیخ ابو سعید ابو الخیر اور شیخ ابو القاسم کرکانی اور شیخ
ابو العباس شقانی رضی اللہ عنہم اسمین ایک سر سمجہا ہے اور انکے نزدیک بزرگ ہوا ہے لیکن استاد
ابو القاسم قشیری رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ اگر وہ صاحبان معنے و حقیقت سی ہوا ہے تو خلقت کے
جدا ہونے سی جدا نہین ہوتا اگر طریقت سے جدا اور مردود خدا ہوا ہے تو خلقت مین مقبول ہونیسے
مقبول نہین ہوتا اور تسلیم کے حکم سے اسکو ہم اُسکے بخدا حوالہ کرتے ہین اور جسقدر اسمین نشان
حق پائے جاتے ہین اُسیقدر اُسکو بزرگ جانتے ہین لیکن ان سب مشائخ تہوڑے آدمی اوسکو کمال
فضل اور صفائی حال اور کثرت اجتہاد اور ریاضت کے منکر ہین اور اس کتاب مین اسکا ذکر چہوڑنا
دنیا خیانت تہی کیونکہ بعض لوگ بظاہر اُسکے تکفیر کرتے ہین اور اس سے منکر ہین اور اُسکے حالات
کو فریب اور حیلہ اور جادو سے نسبت کرتے ہین اور خیال کرتے ہین کہ منصور بن صلاح وہ بغدادی

ملحد ہے کہ محمود بن ذکریا کا استاد ہوا ہے اور ابو سعید قرمطی کا رفیق ہے اگر وہ حسین جسکے حق مین ہمارا اختلاف ہی فارسی ابضاوی ہوا ہے اور جو مشایخ اسکو رد اور جدا سمجھتے ہین اس سے یہ ثابت مقصے ہے نہین کہ اسکے دین اور مذہب مین طعن ہی بلکہ یہ طعن اسکے حال اور روزگار مین ہے کہ وہ ابتدا مین سہل بن عبداللہ کا مرید ہوا اور بلا اجازت اسکے پاس سے چلا گیا پھر عمر بن عثمان مکی کو جا ملا لیکن اسکے پاس سے بھی بلا اجازت چلا گیا اور جنید سے تعلق پیدا کیا مگر جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اسے قبول نہ کیا اس سبب سے سب نے اسکو چھوڑ دیا پس جو معاملت مین جدا ہو یہ نہین کہ وہ اصل مین بھی مردود چھوڑا گیا ہو کیا تو نے نہین دیکھا کہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے انا والحلاج فی شیءٍ واحدٍ فخلّصنی جنونی واھلکہ عقلہ یعنے مین اور حلاج ایک ہی بات پر ہین لیکن میرے دیوانہ پن نے مجھے چھوڑا دیا اور اسکی عقل نے اسے ہلاک کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ جائے طعن ہوتا تو شبلی یہ بات نہ کہتا کہ مین اور حلاج ایک چیز ہین اور محمد بن خفیف نے کہا ہے ھو عالمٌ ربانیٌ یعنے وہ عالم ربانی ہے ایسا ہی اوروں نے بھی اسے بزرگ سمجھا ہے پس مشایخ کی نارضامندی اور انسے عاق ہونا طریقت مین جدائے اور نفرت کا نتیجہ نہین دیتی یا اسکی تصنیفات روشن ہین اور اصول اور فروع مین انکی زبان اور کلام مہذب ہے اور مین کہ علی بن عثمان جلالی ہون رضی اللہ عنہ بغداد اور اسکے نواح مین مینے پچاس سالہ اسکی تصنیف کر دیکھے ہین اور کچھہ خوزستان اور فارس اور خراسان مین سب کے سب ایسی باتین پائی گئین جیسا کہ مرید ابتدا مین ظاہر کرتے ہین انمین بعض ضعیف اور بعض آسان اور بعض بڑے سخت جب کسی کو حق سے تجلے ہوتا ہے تو قوت حال سے بیان کرتا ہے اور فضل حق مدد کرتا ہے اور بات معما ہوتی ہے خاصکر جب بیان کرنیوالا اپنے بیان مین جلدی اور تعجب کرے تب وہمون کو اسکے سننے سے نفرت زیادہ ہوتی ہے اور عقل اسکی سمجھ سے رہجاتی ہے تب کہتے ہین کہ یہ سخن بلند ہے اور ایک گروہ بیخبری کے باعث منکر ہو جاتا ہے اور ایک گروہ کہتا ہے کہ ہم نہین سمجھتے انکا انکار مثل اقرار ہوتا ہے لیکن جب محقق اور اہل بصیر

دیکھنے مین تو عبادت مین شامل نہین رہتے اور اُسکے تعجب مین مشغول نہین ہوتے مگر مذمت اور
تعریف سے فارغ ہوتے ہین اور اقرار اور انکار سے بچے رہتے ہین پھر جن لوگون نے اُس جوانمرد
کے حال کو جادو سے نسبت دی ہے وہ محال ہے اسلئے کہ سنت وجماعت کے اصول مین سحر حق ہے
جیساکہ کرامت حق ہے لیکن کامل حال مین جادو کا ظاہر کرنا کفر ہوتا ہے اور کرامت کا ظاہر کرنا
کمال معرفت ہے اسلئے کہ ایک تو غضب الٰہی کا نتیجہ ہے دوسرا رضائے الٰہی کا خزینہ ہے اور یہ
اثبات کرامات کے باب مین زیادہ واضح بیان کرونگا اہل سنت اور اہل بصیرت لوگون کا
اتفاق ہے کہ مسلمان زبانکار اور جادوگر نہین ہوتے اور کافر صاحب کرامت نہین ہوتا
کیونکہ دو ضدین باہم جمع نہین ہوتین اور حسین رضی اللہ عنہ جب تک رہا صلاحیت مین رہا
نیک کام نمازین اور بہت مناجاتین اور دائمی روزہ انکا وتیرہ تھا اور مہذب حمد رکہتا تھا
اور توحید مین لطیف نکتے بیان کیے اگر اُسکے فعل جادو ہوتے تو یہ سب باتین اسمین محال ہوتین
پس ثابت ہوا کہ کرامتین تھین اور کرامتین ولی محقق کے سوا اور مین نہین ہوتین بعض
اہل سنت واصول اسکو رد کرتے ہین اور اسمین اعتراض کرتے ہین جو اُسنے یگانگت اور آمیزش
دیعنے سب مذہب اور انسان ایک ہی ہین کی بابت بیان کیا ہے وہ عبارت یعنی ظاہر مین بُرا ہی
ہے نہ معنوی کیونکہ مغلوب کو یہ طاقت نہین ہوتی کہ غلبہ حال مین اُسکی عبارت درست ہوے
یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عبارت کے معنے مشکل ہون کہ عبارت بنانیوالے کا مقصود سہلتر دریافت
نہ سکے اور یہ لوگ جنکی سمجھ مین اُسکے معنے نہ آسکین ایسی صورت بنائین کہ انکے منکر ہوجائین
اور انکا وہ انکار انہین کیطرف لوٹ آوے بلکہ معنے نہ سمجھین لیکن مینے بغداد اور اسکے نواح
مین ملحدون کا ایک گروہ دیکہا ہے کہ اُس سے دوستی کا دعوے کرتے تھے اور اُسکی کلام کو
اپنی بیدینی کی دلیل بناتے تھے اور حلاجی کہلاتے تھے اور اسکی بابت جوش خروش کرتے
تھے جیسے کہ رافضی لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دوستی مین جوش وخروش کرتے ہین
جس جگہ انکے فرقون کا فرق بیان کیا گیا ہے وہان انکے کلمات کی رد کرتے ہین ایک باب

لکھونگا انشاء اللہ عزوجل۔ غرض کہ انکی کلام کی پیروی نکرنی چاہیئے اسلیئے کہ وہ اپنی حالت میں
مغلوب ہوئے ہین صاحب مقدور اور استقامت نہین ہوئی اور پیروی کیواسطے صاحب استقامت
کی کلام چاہیئے۔ پس خدا کا شکر ہے کہ حسین میرے دلبر عزیز ہے۔ لیکن کسی اصل پر اسکا طریق قایم نہین
اور اسکا حال کسی محل مین قرار پذیر نہین اور اُسکے حالات مین بہت فساد ہین اور مجھے اپنے ظہور
کے ابتدا مین اُس سے بہت طاقتین یعنے دلایل حاصل ہوئی ہین اور اس سے پہلے اُسکی کلام کی
شرح مین مینے ایک کتاب بنائی ہے اسمین دلایل اور حجت سے اُسکے حال کی صحبت اور اسکے کلام بلند
ثابت کی ہے اور جو کتاب منہاج الدین مینے تیار کی ہے اسمین اوسکی ابتدا اور انتہا کا بیان کیا
ہے یہان بہی اسقدر لایا گیا ہے پس جسطریق کا اصل کجی اقرار اور حیلہ سے ثابت ہو سکے اُس سے
تعلق یا پیروی کیون کرنی چاہیئے لیکن صاحب خواہش نفسانی کو راستے سی موافقت نہین
ہوتی وہ ہمیشہ ایسی چیز ڈہونڈتا ہے جسمین کجی ہو اور اُسی سے تعلق کرتا ہے روایت ہی کہ اُسنے کہا
ہے اَلْاَلْسِنَۃُ مُسْتَنْطِقَاتٌ تَحْتَ نُطْقِہَا مُسْتَہْلِکَاتٌ یعنے زبانین گویا اپنی کلام کے نیچے ہلاک
ہین یہ عبارتین سب آفتین ہین اور حقیقت مین ایسی عبارتون کے معنے بیہودہ ہوتے ہین جب
معنے حاصل ہون تو عبارت سے گم نہین ہوتے اور اگر معنے گم ہون تو عبارت سے موجود نہین
ہوتے سوائے اُسکے کہ اسمین گمان ظاہر ہو اور طالب کو ہلاک کرتی ہے اسلیئے کہ وہ عبارت کو
معنے خیال کرتا ہے واللہ اعلم (۴۸) اور انہین سے سرہنگ متوکلان اور سالار مسلمان ابو اسحق
ابراہیم بن احمد الخواص رضی اللہ عنہ توکل مین بڑا شاندار اور بلند درجہ تہا اور اکثر مشایخ کو ملا تھا
اُسکے نشان اور کرامتین بہت ہین اور طریقت کی معاملات مین عمدہ تصنیفین ہین روایت ہی
کہ اُس نے کہا اَلْعِلْمُ کُلُّہٗ فِیْ کَلِمَتَیْنِ لَا تَتَکَلَّفْ فِیْمَا کُفِیْتَ وَلَا تُضَیِّعْ مَا اسْتُکْفِیْتَ یعنے علم سب کا
سب دو کلمے مین جمع ہے ایک وہ کہ اللہ تعالی نے جس چیز کا اندیشہ تیرے دل سی اُٹھا لیا ہے
اسمین تکلف مت کر دوسرا جو کچہ تجھے کرنا چاہیئے اور تجہہ پر فرض ہے ضایع مت کر تا کہ دنیا
اور عاقبت مین تجھے توفیق دیجائے اُس سے مراد ہے کہ قسمت مین تکلف مت کر کیونکہ قسمت ازلی

تیرے تکلیف سے نہیں بدلتی اور امر الٰہی مین قصور مت کر کہ نافرمانی کا پہل عذاب ہے اس سے پوچھا گیا کہ تونے عجائبات سے کیا دیکھا ہے اُسنے جواب دیا کہ عجائبات تو بہت دیکھے ہین لیکن اس سے زیادہ عجیب کچھہ نہین دیکھا کہ حضر علیہ السلام نے مجھسے صحبت کی درخواستکی مینے منظور نہ کیا لوگون نے کہا کہ کیون قبول نہ کیا مینے جواب دیا یہ کام اسواسطے نہین کیا کہ مین اس سے پہلے اچھا رفیق مین طلب کرتا تہا۔ لیکن مجھے اندیشہ ہوا کہ سوائے حق جل وعلے کے اسپر بہروسہ ہوگا اور اسکی صحبت میرے توکل کا نقصان کرے گی اور فرض چھوڑکر نفل اختیار کرونگا اسکے یہ کمال درجہ کی بات ہے (۴۹) اور انہین سے سراپردہ تمکین اور اساس اہل الیقین ابو حمزہ بغدادی بزاز رضی اللہ عنہ بڑے اور متکلم مشایخون سے ہوا ہے حارث محاسبی کا مرید اور سری سے ہم صحبت ہوا ہے اور خیر نساج اور نوری کے قریبیون سے تہا اُسنے بڑے بڑے مشائخ سے صحبت حاصل کی تہی اور بغداد کی مسجد رصافہ مین واعظ تہا۔ تفسیر اور قرائت مین عالم ہوا ہے احادیث پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم مین اسکی روائتین بلند ہین یہ وہ تہا کہ نوری کی مصیبت اور بلا کی وقت مین اسکے ساتھہ رہا اور خداوند تعالے نے سب کو رہائی دی اور اسکا قصہ مذہب نوری کے بیان مین آویگا انشاء اللہ تعالی روایت ہے کہ اُسنے کہا اِذَا سَلِمْتَ مِنْكَ نَفْسُكَ فَقَدْ اَدَّيْتَ حَقَّهَا وَاِذَا سَلِمَ مِنْكَ الْخَلْقُ قَضَيْتَ حُقُوْقَهُمْ جب تیرا وجود تجھہ سے سلامت رہا تو تونے اسکا حق ادا کیا اور جب خلقت تجھہ سے سلامت رہی تو تونے انکا حق ادا کیا یعنے حق دو ہین ایک نفس کا حق تجھپر ہے دوسرا خلقت کا حق جب تونے نفس کو گناہ سے منع کیا اور اُس جہان مین اسکی سلامتی طلب کی تو تونے اُسکا حق ادا کیا اور جب خلقت کو اپنی بدی سے بچایا اور انکی برائی نچاہی تو انکا حق ادا کیا اس بات کی کوشش کر کہ تجھکو اور خلقت کو تجھے بدی نہ پہونچے پہر خداوند تعالی کا حق ادا کرنے مین مشغول ہو واللہ اعلم (۵۰) اور انہین سے اپنے فن مین امام اور عالی اور لطیف کلام ابوبکر بن محمد بن موسے واسطی رضی اللہ تعالی عنہ از محقق مشایخ سے ہوا ہے اور حقیقتون مین بڑا شان رکھتا تھا اور درجہ بلند اور سب مشایخ اسکی

تعریف کرتے تھے اور جنید رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب سے تھا اور ظاہر کلام دقیق رکھتا تھا اسلئے
ظاہری لوگ اسکو نہ لکھتے اور کسی شہر میں قیام نرکھتا جب مرو میں آیا اسکی لطافت طبع
اور نیک خصلت کی سبب انہوں نے اُسے قبول کرلیا اور اُس سے وعظ سنی اور وہان ہی
اُسنے عمر گذاری روایت ہی کہ اُسنے کہا کہ اَلذَّاکِرُونَ فِی ذِکْرِہٖ اَکْثَرُ غَفْلَۃً مِنَ النَّاسِ لِذِکْرِہٖ
اپنے یاد کرنیوالے کو اُسکی یاد کرنیمین اسکا ذکر بھولنے والے سے غفلت زیادہ ہوتی ہے اسلئے
جب خداوند پاک کو یاد رکہے اگر اُسکے ذکر کو بھول جائے تو نقصان نہین اور زبان وہ ہے
کہ اُسکے ذکر کو یاد رکہے اور اُسکو بھول جائے کیونکہ ذکر اور چیز ہے اور مذکور اور چیز ہے پس
جب ذکر کے گمان پر عین مذکور سے اعتراض کرے یعنی روگردان ہو تو اسمین زیادہ غفلت
پائی جاتی ہے بہ نسبت اُسکی کہ مذکور کے یاد سے اعراض کرے اور گمان بھی نہو اور بھول
جانے والے کو نسیان اور غیبت مین حضور کا گمان نہین اور یاد کنندہ کو یاد کرنے اور مذکور سے
غایب ہونیمین حضور کا گمان ہوتا ہے پس عدم حضور کی حالت مین حضور کا گمان غفلت
سے زیادہ نزدیک ہی بہ نسبت اسکے کہ غایب خالی از گمان ہو اسلئے کہ طالبان حق کی ہلاکت
انکے گمان مین ہے جہان کہ گمان زیادہ ہے معنے کم ہین اور جہان معنے زیادہ ہین وہان
گمان کم ہے اور حقیقت مین انکا گمان عقل کی تہمت سی ہے اور عقل کو تہمت کی حالت مین
نفس کا ارادہ حاصل ہوتا ہے اور ہمت کو تہمت اور ارادہ سے کچھ نزدیکی نہین اور اصل ذکر
یا تو غیبت مین ہوتا ہے یا حضور مین جب غایب اپنے آپ سے غیبت مین ہو اور حق سے حضور
ہو تو وہ ذکر نہین ہوتا بلکہ وہ مشاہدہ ہوتا ہے جب حق سے غایب ہو اور آپ سے آگاہ ہو وہ
ذکر نہین ہوتا بلکہ غیبت ہوتی ہے اور غیبت غفلت سی ہوتی ہے واللہ اعلم (۱۵) انہین سے
سکینہ اعمال اور سفینہ مقال ابوبکر بن دلف بن شبلی رضی اللہ عنہ بزرگان اور مذکوران
مشائخ سے ہوا ہے اور عنایت حق سے زمانہ مہذب اور وقت پاک رکھتا تھا اُسکی اشارتین
لطیف اور قابل تعریف ہین جیسا کہ متاخرین سے ایک شخص کہتا ہے ثَلٰثَۃٌ مِنْ عَجَائِبِ

الدُّنیا اِشَارَاتِ الشِّبلِی وَنُکَاتُ المُرتَعِشِ وَحِکَایَاتُ الجَعفَرِ یعنے مین دنیا کی عجائبات سی این شبلی کی اشارتین اور مرتعش کے نکتے اور جعفر کی حکائیتین اور وہ قوم کے بڑے آدمیون سے اور اہل طریقت کی سادات سی ہوا ہے ابتدا مین دربانان خلیفہ کا افسر تہا خیر النساج کی مجلس مین اُسنے توبہ کی اور جنید سے تعلق ارادت کا رکہتا تہا اور اکثر مشائخ سے ملاقات حاصل کی ذکر ہے کہ قول خدائے عزوجل کے معنے مین اسنے کہا ہے قُل لِّلمُؤمِنِینَ یَغُضُّوا مِن اَبصَارِهِم ای اَبصَارِ رُؤُسِهِم عَنِ المَحَارِمِ وَاَبصَارِ القُلُوبِ عَمَّا سِوَی اللّٰہِ تعالےٰ یعنے ای محمد صلے اللہ علیہ وسلم مومنون کو کہہ تاکہ سر کی آنکہون کو نظرت شہوت سے نگاہ رکہین اور دل کی آنکہہ کو فکر ماسوائے اللہ کے قسمون سے بچا رکہین صرف اندیشہ رویت کا رکہے پس شہوت کی تابعداری اور غیر محارم کا دیکہنا غفلت کی باعث ہی اور امانت دہندہ مصیبت اہل غفلت کی لئے وہ ہی کہ اپنے عیبون اسے بیخبر ہون اور جو یہان جاہل رہیگا وہ عاقبت کو بہی جاہل ہوگا وَمَن کَانَ فِی هٰذِہٖ اَعمٰی فَهُوَ فِی الاٰخِرَةِ اَعمٰی یعنے جو شخص حیات دنیا مین اندہا ہوگا وہ آخرت کو بہی اندہا ہوگا اور حقیقت مین جب تک اللہ تعالی کیسی کے دل سے شہوت کا ارادہ دور نکری اُسکے سر کی آنکہین بند رکہنے والی چیزون سے محفوظ نہین ہوتین اور جب تک اللہ تعالی اپنی خواہش اور محبت کسی کے دل مین ثابت نکرے اُسکو دل کی آنکہین غیر کے دیکہنے سی نہین بچتی۔ اُسکا ذکر ہے کہ ایک روز بازار مین آیا ایک قوم نے کہا کہ هٰذَا المَجنُونُ یعنے یہ پاگل ہی اُسنے کہا اَنَا عِندَکُم مَجنُونٌ وَاَنتُم عِندِی اَصحَاءٌ فَزَادَ فِی اللّٰہُ فِی جُنُونِی وَزَادَ فِی صِحَّتِکُم یعنے مین تمہاری نزدیک دیوانہ ہون اور تم میری نزدیک ہوشیار ہو جب کہ میرا دیوانہ ہونا محبت کی باعث ہی اور تمہاری صحت غفلت کی قوت سی پس خداوند عزوجل میری دیوانہ پن کو زیادہ کری تاکہ مجہے قربت پر قربت زیادہ اور تمہاری ہوشیاری کو زیادہ کرے تاکہ تمہاری دوری اور زیادہ ہوجائی اور یہ کلام غیرت کی سبب تہی پس خود آدمی کیون ایسا ہو کہ دوستی اور دیوانگی مین فرق نکری اور دونو جہان مین اسکو امتیاز نہو واللہ اعلم (۵۲) انہین سے حاکی احوال اولیا اور لطیف قوال اور ادا

ابو محمد بن جعفر بن نصیر خالدی رضی اللہ عنہ جنید کے بڑے مصاحبوں اور قدسیوں سے تھا اور
علم طریقت کے فنون میں خبردار اور انفاس مشائخ کا پاسدار اور انکے حقوق کا نگہبان تھا اور اُسکی
کلام ہر فن میں بڑی بلند تھی ہے اور ترک رعونت کیواسطے ہر مسئلہ میں حکایت بیان کی ہے
اور اُسکا حوالہ اوروں کی طرف کیا ہے اور اُس سے مذکور ہے کہ اُسنے کہا اَلتَّوَکُّلُ وَاِسْتِوَاءُ الْقَلْبِ
عِنْدَ الْوُجُوْدِ وَالْعَدَمِ یعنے توکل وہ ہوتی کہ رزق کا عدم اور وجود تیرے نزدیک یکساں ہو
رزق کے موجود ہونے میں خوش نہووے اور عدم موجودگی رزق میں غمناک نہووین اسلیئے کہ
تن یعنے وجود انسان ملک مالک ہی اور اُسکی پرورش اور ہلاک کرنے میں وہی تبارک وتعالے
تیری نسبت زیادہ اچھا ہے جیساکہ چاہتا ہے رکھتا ہے تو اسمین دخل نہ دے اور ملک مالک کے
حوالہ کر اور اپنا اختیار دور کر ابو محمد جعفر روایت کرتا ہے کہ مین جنید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا
وہ اسوقت تپ کی حالت مین تھا مینے کہا کہ اے استاد جناب حق تعالی مین عرض کرو کہ صحت
دے اُسنے جواب دیا کہ کل مین کہہ رہا تھا کہ میرے سر مین آواز آئی کہ تیرا تن ہمارا ملک ہی اگر ہم
چاہین تو تندرست رکھین تو بیمار رکھین تو کون ہے کہ ہمارے ملک اور ہم مین دخل دیتا ہے
اختیار چھوڑ دے تا تو بندہ ہوئے واللہ اعلم بالصواب (۵۳) انہین سے شیخ المحمود اور معدن جود
ابو علی محمد بن قاسم رودباری رضی اللہ عنہ صوفی بزرگون کے جوانمردون اور سپاہیون سے
ہوا ہے اور بادشاہی خاندان سے ہوا ہے اور معاملات مین بڑا شان رکھتا تھا اور اُسکے نشان
اور مناقب بہت ہین اور طریق صوفیہ کے دقایق مین کلام لطیف کرتا ہے اُسنے کہا ہے اَلْمُرِیْدُ
لَا یُرِیْدُ لِنَفْسِہٖ اِلَّا مَا اَرَادَ اللّٰہُ لَہٗ وَالْمُرَادُ لَا یُرِیْدُ مِنَ الْکَوْنَیْنِ شَیْئًا غَیْرَہٗ یعنے مرید وہ ہوتا
ہے جو اپنے لئے کوئی چیز نچاہے مگر جو کچھ اللہ تعالے نے اُسکے واسطے چاہا ہو اور مراد وہ ہے کہ
دو نو جہان سے کوئی چیز حق تبارک و تعالی کے سوا نہ چاہے پس جو شخص ارادت حق تبارک
وتعالی پر راضی ہے اُسکو اپنی ارادت کی ترک کرنی چاہیئے تاکہ وہ اسکا مرید ہو اور محب کو خود
ارادت نہین ہوتی تاکہ اُسکے لئے مراد ہو۔ جو شخص اللہ تعالی کو چاہتا ہے وہ وہی چیز چاہتا ہے

ہے جو اللہ تعالے چاہتا ہے اور جسکو حق تعالی چاہتا ہے وہ حق تعالی کے سوا اور کسی چیز کو نہین چاہتا پس رضا ابتداء مقامات ہی اور محبت حالات انتہا اور مقامات کی نسبت عبودیت کی تحقیق سے ہی اور درجات کا مشرب تائید ربوبیت سی اور جب ایسا ہو تو مرید بذات خود قائم ہوتا ہے اور مراد حق سے قایم ہوتی ہے واللہ اعلم (۵۴) انہین سے خزینہ اور توحید اور سمسار تفرید ابو العباس قاسم بن محمد سیاری رضی اللہ عنہ امامان وقت سی ہوا ہے اور ظاہری علمون اور حقایق کا عالم اور ابو بکر واسطے سی اسکی صحبت تہی اور اکثر مشایخ سے ادب یاب ہوا تہا صحبت مین بہت خوش اور ظریف قوم ہوا ہے اور انکی زہد مین الفت اور اسکی کلام اونچی ہے اور تصنیفات قابل التعریف اسنے کہا ہے اَلتَّوحِیدُ اَن لَّا یَخطُرَ بِالقُلُوبِ مَا دُونَہٗ یعنی توحید وہ ہوتی ہے کہ ماسوائے اللہ کو تیرے دل کی نزدیک گذر نہو اور مخلوقات کو تیرے دل کے اسرار پر عبور نہو اور تیرے معاملہ کی صفائی مین کدورت نہو اسلئے کہ غیر کا اندیشہ انکے اثبات سے ہوتا ہے جب غیر ثابت ہوا تو توحید کا حکم گر پڑا اور وہ رئیس خاندان سے تہا اور شہر مرو کے لوگون سی کسی کو اُسپر زیادتی نہ تہی اور باپ سی اسکو بہت میراث حاصل ہوئی وہ سب میراث دیکر دو تار موئی مبارک پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالی نے انکی برکت سی توبہ نصوح کی توفیق دی اور ابو بکر واسطی کی صحبت مین رہا اس درجہ تک پہونچا کہ صوفیون سے ایک صنف کا امام ہوا اور دنیا سے کوچ کرنیکے وقت اسے وصیت کی کہ ان موئے مبارک کو اسکے منہ مین رکھا گیا آجتک انکا اثر اسکی قبر سے ظاہر ہے اور لوگ حاجت طلبی کو وہان جاتے ہین وہان سے مرادین چاہتے ہین اور ملتے ہین اور مجرب ہی واللہ اعلم (۵۵) انہین سے تصوف مین مالک وقت اور تکلف اور تصرف سی خالی طبع ابو عبد اللہ محمد بن خفیف رضی اللہ عنہ انواع علوم مین اپنے زمانہ کا امام تہا اور مجاہدات مین اسکی بڑی شان ہے اسکا زمانہ ظاہر اور ظاہر ہے کہ تصانیف مین گذرا۔ ابن عطا اور شبلی اور حسین بن منصور حلاج اور حریری رضی اللہ عنہم کو ملا تہا اور مکہ مین یعقوب نہر جوری سی صحبت کی تہی اور مجرد ہو کر اچھی سیرین کین بادشاہی خاندان سے تہا

اور لطف الٰہی سے تایب ہوا اور بادشاہی چھوڑ دی اور صاحبان معنے کے دلونپر اوسکا بزرگ
خیال ہے اُس سے روایت ہی کہ اُسنے کہا اَلتَّوْحِیْدُ اَلْاِعْرَاضُ عَنِ الطَّبِیْعَۃِ یعنے توحید کے
معنے طبیعت سی روگردان ہونا اسلیئے کہ سب طبیعتین خداوند تعالیٰ کی نعمتون سے در پردہ
ہین اور اُسکی نعمتون کے دیکھنے سے اندہی ہین پس جبتک طبیعت سی روگردان نہو حق تعالےٰ
کیطرف توجہ نہین ہوتی اور طبیعت مین گرفتار توحید کی حقیقت سی در پردہ ہوتا ہے جب
تونے طبع کی آفت کو دیکھا توحید کی حقیقت کو پہونچا اور اُسکے نشان اور دلائل بہت ہین
واللہ اعلم بالصواب (۵۶) انہین سے سیف سادات اور آفتاب سعادت ابوعثمان سعید
بن سلام المغربی رضی اللہ عنہ اہل تمکنت بزرگون سے ہوا ہے اور علم کے فنون مین بہت فایدہ
تھا اور صاحب ریاضت اور سیاست ہوا ہے اور اُسکے نشان آفتاب سے زیادہ روشن
ہین اور دلایل اچھے ہین اُسنے کہا ہے مَنْ اٰثَرَ صُحْبَتَ الْاَغْنِیَاءِ عَلٰی مُجَالِسَۃِ الْفُقَرَاءِ اِبْتَلَاہُ اللہُ
تَعَالٰی بِمَوْتِ الْقَلْبِ یعنے جو شخص مالدارون کی صحبت فقیرون کی صحبت پر مقدم رکھے
تو اللہ تعالیٰ اُسکو دل کی ہلاکت مین گرفتار فرماتا ہے چونکہ غنی لوگون سے صحبت کرتا ہے اور
درویشون سے نفرت کرتا ہے اسلیئے فقیرون سے وہ روگردان ہوتا ہے جو انسے ہم مجلس ہو
وہ شخص جسنے صحبت کی ہو اسلیئے کہ صحبت مین روگردانی نہین اور جب درویشون کی مجلس سے
اغنیا کی صحبت مین جائے تو اُسکا دل حاجت کی موت سے مرجاتا ہے اور اسکا جسم گمان
مین گرفتار ہوتا ہے جب مجلس چھوڑنے کا ثمرہ دل کا ہلاک ہونا ہو تو صحبت سی کسطرح روگردان
ہو اور ان کلمات سے صحبت اور مجالست مین فرق دریافت ہوا واللہ اعلم بالصواب (۵۷)
انہین سے صف صوفیون کا بہادر اور احوال عارفان کی کشتی ابوالقاسم ابراہیم بن محمد بن محمود
نصرآبادی رضی اللہ عنہ اور نشاپور مین جیسا شاہ حمویہ پادشاہ تھا ویسا ہے یہ بھی حال اور مرتبہ
مین بلند تھا مگر اُسکی عزت دنیا مین تھی اور اِنکی عزت دین مین اُنکی کلام عجیب اور نشان بلند
ہین شبلی کا مرید اور خراسان کے پچھلے لوگون کے استاد تھے اپنے زمانہ مین اور سب اہل زمانہ سی

زیادہ عالم اور زیادہ پرہیز گار فنون علم مین سب سے فایق اُس نے کہا ہے اَنْتَ بَیْنَ النِّسْبَتَیْنِ نِسْبَۃٌ اِلَی الْحَقِّ فَاِذَا انْتَسَبْتَ اِلٰی اٰدَمَ دَخَلْتَ فِیْ مَیَادِیْنِ الشَّھَوَاتِ وَمَوَاضِعِ الْاٰفَاتِ وَالذِّلَّاتِ وَھِیَ نِسْبَۃٌ تُحَقِّقُ الْبَشَرِیَّۃَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا فَاِذَا انْتَسَبْتَ اِلَی الْحَقِّ دَخَلْتَ فِیْ مُقَامَاتِ الْکَشْفِ وَالْبَرَاھِیْنِ وَالْعِصْمَۃِ وَالْوِلَایَۃِ وَھِیَ نِسْبَۃٌ تُحَقِّقُ الْعُبُوْدِیَّۃَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا یعنے تو دو نسبت کے درمیان ہے ایک آدم کیطرف دوسرے نسبت حق کی طرف جب تو آدم سے منسوب ہوا تو شہوتون کے میدانون اور آفتون اور ذلتون کے مکانون مین پڑا کیونکہ طبیعت کی بشریت کی طرف بیقدر ہوتی ہے اسلئے کہ حق جل وعلا نے فرمایا ہے کہ وہ ظالم اور جاہل ہے اور جب تونے حق سے نسبت کی تو کشف اور برہان اور بیگناہی اور ولایت کے مقام مین داخل ہوا اور تونے عبودیت کی نسبت پائی جسکے حق مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ خدا کے وہ بندے ہین کہ زمین پر آہستہ چلتے ہین جو تحقیق عبودیت کے واسطے ہے لیکن آدم کی نسبت قیامت کے دن قطع ہوجائیگی اور عبودیت کی نسبت ہمیشہ قائم رہتی ہے اسمین تغیر نہین آتا اور جب بندہ آپ کو اپنی طرف نسبت کرے یا آدم کیطرف تو کامل وہ ہوتا ہے جو کہے اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ یعنے تحقیق مینے اپنے نفس پر ظلم کیا اور جب حق کیطرف نسبت کرے تب آدمی اسبات کا مکان ہوجاتا ہے کہ حق تعالے نے فرمایا ہے یٰعِبَادِیْ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ واللہ اعلم بالصواب (۵۵) انہین سرور سالکان طریق اور جمال جانہائے تحقیق ابو الحسن علی بن ابرہیم حصری رحمۃ اللہ علیہ جو جناب رب العزت کے شریف شاندارون سے ہوئے ہین اور صوفیون کے بڑے امام اپنے زمانہ مین بے نظیر تھے انکی کلام بلند ہے اور سب معانی مین انکی عبارتین خوش ہین انہون نے کہا ہے دَعُوْنِیْ فِیْ بَلَائِیْ مَا نُوَّامَا اَلَمْ تَسْتُمْ مِنْ اَوْلَادِ اٰدَمَ الَّذِیْ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِیَدِہٖ وَنَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِہٖ وَاَسْجَدَ لَہُ الْمَلٰئِکَۃَ ثُمَّ اَمَرَہٗ بِاَمْرٍ فَخَالَفَ اِذَا کَانَ اَوَّلُ الدَّنِّ دُرْدِیًّا فَکَیْفَ یَکُوْنُ اٰخِرُہٗ یعنے مجھے میری بلا مین رہنے دو اور سنو کیا تم اُس اولاد آدم سے نہین جسکو اللہ تعالے

نے بلا واسطہ غیر خاص اپنے قدرت کی ہاتھہ سے پیدا کیا اور اسمین جان ڈالی اور فرشتون کو حکم دیا
تاکہ انہون نے اُسے سجدہ کیا پھر اُسکو ایک حکم فرمایا لیکن اُسنے برخلاف کیا جب ابتدا ہی مین تلچھٹ
ہو تو سوچو کہ اُسکے اخیر مین کیا ہو گا غرض کہ اگر آدمی اُسکی پر رہنے دین تو سب کا سب مخالف
ہوتا ہے اور اگر عنایت حقانی اُسپر عاید ہو تو سب محبت ہو جاتا ہے اب اللہ جل شانہ کی نہایت عنایت
کی خوبی سمجھنی چاہیے اور اپنی کارروائی کی برائی مقابلہ سے دیکھنی چاہیے اور اسمین عمر گذار دو
باللہ التوفیق یہ صوفیان متقدمین سابقہ کا ذکر ہے جو برگزیدہ ہوئی ہین اگر مین اس کتاب مین
سب کا ذکر کرتا یا انکے حالات مشرحاً لکھتا اور حکایتین بیان کرتا تو اصل مطلب بھی رہجاتا اور کتاب
بڑی ضخیم ہو جاتی۔ اب متاخرین سے ایک گروہ انکے ساتھہ ملاتا ہون وَبِاللّٰہِ الْعَوْنُ وَالْعِصْمَۃُ وَالتَّوفِیقُ

چھٹا باب اسمین صوفیون کے متاخرین اماموں کا ذکر ہے۔ ای طالب خداوند تعالےٰ
تجھے خیر دے جان لو کہ ہمارے زمانہ مین ایک ایسا گروہ ہے جو ریاضت کا بوجھہ اٹھا نہین سکتا اور
بدون ریاضت رئیس بننا چاہتے ہین اور سب صوفیون کو اپنے جیسا خیال کرتے ہین جب پہلے
لوگون کا ذکر سنتے ہین اور انکے شریف درجہ کو دیکھتے ہین اور انکی کارروائیان پڑہتی ہین پھر اپنی
طرف نگاہ کرتے ہین تو اپنے آپکو اُن سے دور پاتے ہین پھر تصوف کی ترک کرتے ہین اور کہتے ہین
کہ ہم وہ لوگ نہین ہین اور کہتے ہین کہ ہمارے زمانہ مین ایسے لوگ نہین رہے اور یہ انکا کہنا محالات سے کی
نشانات سے ہے یعنی ناممکن ہے اسلئے کہ خداوند عزوجل زمین کبھی بے حجت نہین چھوڑتے اور کبھی
اس امت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو خالی رہنے نہین دیتے۔ جیسا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے لَا یَزَالُ طَایِفَۃٌ مِنْ اُمَّتِیْ عَلَے الْخَیْرِ وَالْحَقِّ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ یعنی ہمیشہ میری امت سے
ایک گروہ نیکی اور حق پر رہے گا جب تک کہ قیامت نہ آوے اور یہ بھی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے لَا یَزَالُ فِی اُمَّتِیْ اَرْبَعُوْنَ عَلٰے خُلُقِ اِبْرَاھِیْمَ یعنی میری امت کبھی اس گروہ سے خالی نہ
ہوگی جو کہ نیکی اور حق پر ہونگے قیامت آنے تک اور ہمیشہ میری امت مین چالیس آدمی ابراہیم کے خلق
پر ہونگے۔ اور جنکا ذکر اس باب مین بیان ہوتا ہے انمین سے ایک گروہ چل دے اور بہشت اور راحت

آرام مین ہوئے اور ایک گروہ زندہ ہے رضی اللہ عنہم وعنا وعن جمیع المسلمین والمسلمات برحمتہ
(۱) انہین سے طرار طریق ولایت اور جمال جمع اہل ہدایت ابو العباس احمد بن محمد قصاب رض
اور کے صوفیون کو دیکہا ہوا اور انکی صحبت مین رہے ہے اور وہ بلند حال اور سچی دانائی اور
کثرت دلائل اور زہد اور کرامت مین مشہور و معروف ہوئے ہین اور ابو عبداللہ درزی جو طبرستان
مین امام ہوا ہے کہتا ہے کہ خداوند عزوجل کے فضلوں سے ایک وہ ہے کہ کسی کو بلا تعلیم
ایسا کر دیتا ہے جب ہمکو دین کے اصول اور توحید کے دقائق مین کچھ مشکل پیش آتی ہے
تو اُس سے پوچھتے ہین وہ ابو العباس قصاب ہے اور وہ رضی اللہ عنہ امی ہوئے ہین لیکن جو تصوف مین اُسنے
کلام کی ہے بہت بلند نکتے ہین اور ابتدا اور انتہا مین بلند حال اور نیک خصلت ہوئے ہین مینے انکی بہت سی
حکائتین سنی ہین لیکن میرا طریق اس کتاب مین اختصار ہے۔ کہتے ہین کہ ایک لڑکے نے اونٹ کی
مہار پکڑی تہی اور بہت بہاری بوجہہ لادکر بازار آمل مین جارہا تہا اور وہان ہمیشہ کیچڑ رہتا ہے اونٹ
اونٹ کا پاؤن پہسلا اور گر پڑا اور چور ہوگیا لوگون نے ارادہ کیا تاکہ وہ بوجہہ اُسکے اوپر سے اتارین
لڑکا جناب باری مین ہاتہہ اُٹھا کر روتا تہا ابو العباس رض کا وہان گذر ہوا پوچھا کہ کیا ہوا ہے لوگون نے
کہا کہ اونٹ کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے انہون نے اونٹ کی باگ پکڑی اور آسمان کیطرف منہ اٹھا کر کہا
بار خدایا اسکی ٹانگ درست کر اور اگر درست نہین کرنی تو قصاب کا دل اُسکے حال پر کیون جلایا ہے
اُسیوقت اونٹ کہڑا ہو کر چلا اُن سے روایت ہے کہ کہا سب جہان کو انکی عنایت سے اُسکی خو
خوگیر ہونا چاہیے نہین تو رنج مین رہینگے اسلیئے کہ جب اُس جناب پاک سے خوگیر ہوگا تو بلا مین زیادہ
میلان دیکہیگا بلا کی طرف بلا نہین آتی اور اگر حق سے خوگیر نہوگا تو بلا آویگی اور تو آزردہ دل ہوگا
اور خداوند تعالی نے جو غضب یا رضا ہمارے واسطے مقرر فرمایا ہے وہ بدل نہین ہوتا پس جناب
رب العزت کے حکم پر راضی ہونا ہماری خوشی کا نصیب ہے جو شخص حق سے خوگیر ہوتا ہے اُسکے دل کو ہمیشہ
راحت ہوتی ہے اور جو شخص اُس سے منہ موڑتا ہے قضا وارد ہونیسے آزردہ ہوتا ہے واللہ اعلم (۲)
انہین سے بیان مریدان اور برہان محققان ابو علی بن حسین بن محمد دقاق رض اپنے فن مین امام اور اپنے

وقت مین بے نظیر ہوئے ہین بیان صریح اور زبان فصیح رکہتے تہے جسمین راہ خداوند کو کھولا ہے اور
اکثر مشایخ سے ملاقات کی ہے اور اُن سے صحبت کی ہے اور نصر آبادی کے مرید ہوئے ہین اور وعظ کیا
کرتے اُن سے روایت ہے کہ کہا مَنْ اَنِسَ بِغَیْرِہٖ ضَعُفَ فِیْ حَالِہٖ وَمَنْ نَطَقَ مِنْ غَیْرِہٖ کَذَبَ فِیْ مَقَالِہٖ
یعنے جسکو ماسوائے اللہ کیطرف انس ہو اُسکے حال مین ضعف آتا ہے اور جو اُسکے سوا کلام کرے
وہ اپنے گفتگو سے جہوٹا ہوتا ہے اسلئے کہ غیر سے انس کرنا معرفت کی کمی کا باعث ہوتا ہے اور اگر
اس جناب سے انس کرے تو اسمین وحشت نہین ہوتی اور غیر سے ڈرنیوالا غیر سے بیان نہین کرتا
اور یہ بہی اُن سے روایت ہے کہ کہا ایک روز مین اُسکی مجلس مین آیا اس نیت پر کہ متوکلان کے حال
سے پوچھون اسوقت انہون نے عمدہ طبری دستار سر پر باندہی تہی میرا دل دستار کیطرف مائل
ہوا مینے کہا کہ اے استاد مَا التَّوَکُّلُ یعنے توکل کیا چیز ہے انہون نے جواب دیا کہ توکل وہ ہے کہ
تو لوگون کی دستار کا طمع نکرے یہ لکہکر دستار میرے آگے ڈالی (۳۳) انہین سے شرف اہل زمانہ
اور اپنے زمانہ مین لگانہ ابوالحسن علی بن احمد خرقانی رضہ بڑے قدیم مشایخ سے ہوئے ہین اور انکے
زمانہ مین سب اولیا انکی تعریف کرتے تہے شیخ ابو سعید نے انکی زیارت کا قصد کیا اور ہر فن مین
انکی باہمی گفتگو لطیف ہوا کرتی جب وہ واپس جاتا تہا تو کہا کرتا تہا کہ مینے تجہسے اپنے زمانہ کی ولایت
کا عہد کیا یعنے اپنے زمانہ کا ولی مانا اور حسن مودب سے مینے سنا ہے کہ وہ شیخ ابو سعید کا خادم تہا
کہ جب شیخ انکے حضور مین آتا تو بہی اُنسے کوئی بات نکرتا اور آپ سنتا رہتا جس بات کی بابت
پوچہے وہ اُسیکا جواب دیتے مینے اُسے کہا اے شیخ کیون ایسی چپ اختیار کی ہے جواب دیا کہ ایک
بات کا بیان کرنیوالا کافی ہوتا ہے اور استاد ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ سے مینے سنا ہے کہ جب
ولایت خرقان مین آیا اُس پیر کے دبدبہ کے باعث میری فصاحت تمام ہوئی اور عبارت نرہی
اور مینے خیال کیا کہ مین ولایت سے جدا ہوگیا ہون روایت ہے کہ کہا انہون نے دو راستے ہین
ایک گمراہی کا دوسرا ہدایت کا جو راہ ضلالت ہے وہ بندہ کی راہ خداوند تعالی کی طرف ہے کیونکہ وہ
جانتا ہے کہ مین خدا کی طرف جاتا ہون اور جو راہ ہدایت ہے وہ خداوند کی راہ بندہ کیطرف ہے پس

جو شخص کہے کہ مین حق کو پہونچا وہ نہین پہونچا اور جو کہے کہ اُسکے پاس لے گئے وہ پہونچا ہے اسلئے
پہچاننے کے متعلق ہے اور نہ پہنچا کام پہنچے یا نہ پہنچے اور رہائی اور عدم رہائی سے متعلق
نہین ہے بلکہ پہونچانے اور نہ پہنچانے مین اور چھوڑانے اور نہ چھوڑانے سے متعلق ہے واللہ
اعلم بالصواب (۴) اور انہین سے وقت کا بادشاہ عبارت اور بیان کی پناہ ابو عبداللہ محمد بن
علی معروف احمد داستانی بسطام مین مقیم رضی اللہ عنہ انواع علوم مین عالم تھا اور جناب
رب العزت کی شانداروں سے انکی کلام مہذب اور اشارات لطیف اور شیخ سہلکی کہ اس ولایت کا
امام تھا اور نیک خلق اُس سے مینے کچھ حالات ابو عبداللہ کے سنے ہین اور بڑے بلند اور خوش
ہین انہین سے ایک یہ ہے جو اُسنے کہا ہے اَلتَّوحِیدُ عَلَی مَوجُودٌ وَاَنتَ فِی التَّوحِیدِ مَفقُودٌ
یعنے توحید تجہسے درست ہی لیکن تو توحید مین نادرست ہی کیونکہ اُسکے حق کے بموجب نہین چلتا
اور توحید کا بہت ادنے درجہ ملک مین اپنے تصرف کو نابود کرنا اور حق جلالہ کو اپنے سب کامون
کے سپرد و ثابت کرنا - اور شیخ سہلکی نے کہا ہے کہ ایک وقت بسطام مین ٹڈی ڈل آیا اور سب
درخت اور زراعت انکی کثرت سے تباہ ہوئی اور لوگون نے غل مچایا شیخ نے مجھے پوچھا کہ یہ کیا شغل
ہے مینے کہا ٹڈی آئی ہے اور لوگ اس سے بہت بیزار ہین شیخ صاحب کھڑے ہوئے اور کوٹھے
پر چڑھے اور آسمان کیطرف منہ کیا سب ٹڈی چلی گئی اور عصر کی نماز کو ایک دانہ اُس سے نہ رہا
اور کسی کے ایک پتہ کا نقصان نہوا واللہ اعلم بالصواب (۵) انہین سے محبون کا شاہنشاہ
اور صوفیون کا ملک عالیجاہ ابو سعید فضل اللہ بن محمد میہنی رضی اللہ عنہ وقت کا بادشاہ اور
طریقت کی زیب تھا اور سب زمانہ کے لوگ اُسکی تسخیر مین آیا ہی تھے کچھ تو زیارت مین درست اور کچھ نیک
اعتقاد اور کچھ اُسکی قوت حال کے قائل اور وہ فنون علم مین عالم تھا اشراف کی درجہ مین عجب
حالت اور بڑی شان رکھتا تھا اسکے سوا اُسکے نشان اور دلائل بہت تھے جیسا کہ آج جہان
مین اُسکے آثار ظاہر ہین ابتدا عمر مین میہنہ سے سرخس مین علم پڑھنے کو آیا اور ابو علی زاہد رضی اللہ
عنہ سے تعلق کیا ایک روز مین تین دن کا سبق لیتا اور تین دن عبادت مین بسر کرتا جب

اس امام نے اُسمین وہ مرشد دیکھا اسکی زیادہ تعظیم کی اور ان دنونمین سرخس کا حاکم شیخ ابوالفضل
حسن تھا ایک روز سرخس کی نہر پر جارہا تھا ابوالحسن فضل اُسکے پاس آیا اور کہا کہ اے ابوسعید میرا
راستہ یہ نہین جسپر تو جاتا ہے۔ آپنے راستہ پر چل شیخ نے اُس سے کچھہ تعلق نہ کیا اور پھر واپس اپنی جگہ آیا
اور عبادت اور ریاضت مین مشغول ہوا تاکہ حق تعالےٰ نے اُسپر ہدایت کا دروازہ کھولا اور
اُسکو اعلےٰ درجہ پر پہنچایا۔ اور شیخ ابو سلم فارسی سے مینے سنا کہ اسنے کہا مجھے ہمیشہ اُس سے چھیڑ
چھاڑ رہتی ایک وقت مینے اسکی زیارت کا ارادہ کیا میری ایک گدڑی تھی جو میل سے غلیظ ہوئی
ہوئی تھی جب مین اسکے نزدیک آیا اُسکو تخت پر بیٹھا ہوا دیکھا اور مصری قبا پہنی ہوئی مینے اپنے
جی مین کہا یہ تو فقر کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ اُسکو اسقدر تعلقات دامنگیر ہین اور مین فقر کا
دعوے کرتا ہون باوجود اس تنہائی کے مجھے اس مرد سے کسطرح موافقت ہوگی وہ میرے
اس اندیشہ سے آگاہ ہوا سر اٹھا کر کہا یَا اَبَا مُسْلِمٍ فِی اَیِّ دِیْوَانٍ وَجَدْتَ مَنْ کَانَ قَلْبُہٗ
قَائِمًا فِی مُشَاہِدَۃِ الْحَقِّ یَقَعُ عَلَیْہِ اِسْمُ الْفَقْرِ یعنے تونے کس دیوان مین دیکھا ہے کہ جب کسی
کا دل مشاہدہ حق مین قایم ہے اُسپر فقر کا نام واقع ہوتا ہے یعنی صاحبان مشاہدہ حق سے غنی ہین
اور فقیر صاحبان مجاہدہ ہین اور کہا کہ مین اپنے خیال پر پریشان ہوا اور ناپسند اندیشہ سے استغفار کی
اور اُس سے روایت ہے کہ کہا اَلتَّصَوُّفُ قِیَامُ الْقَلْبِ مَعَ اللّٰہِ بِلَا وَاسِطَۃٍ یعنے تصوف بلا واسطہ
دل کا حق کیطرف قایم ہوتا ہے اور یہ مشاہدہ سے اشارہ ہے اور مشاہدہ غلبہ دوستی سے ہے
اور صفت کا استغراق سوق روایت کی تحقیق مین اور صفت کا فنا بقائی حق مین۔ اور کتاب الجمع
مین مشاہدہ اور اُسکے وجود مین بیان لاؤنگا انشا اللہ تعالی ایک وقت نشاپور مین طوس جانیکا
قصد رکھتا تہا اور اسمین سرد گہاٹی تھی یہانتک کہ موزہ مین اُسکو سردی معلوم ہوتی تھی ایک
درویش نے کہا مینے سوچا کہ اپنا کپڑا دو ٹکڑے کرون اور اسکے پاؤن پر لپیٹون لیکن میرے دل
مین یہ حوصلہ نہوا کہ کپڑا یا رومال بہت عمدہ تہا جب ہم طوس مین پہونچے ایک مجلس مین مینے
اُس سے سوال کیا کہ شیخ صاحب وسواس شیطان اور الہام حق مین فرق بیان فرماوین

اُسنے جواب دیا کہ الہام وہ ہوتا ہے جو تجھے کہا گیا کہ رومال دو ٹکڑے کر تاکہ ابوسعید کے پاؤن پر سردی نہو اور وسواس وہ جسنے تجھے اُس سے منع کیا اور اس قسم کی روائتین اُن سے اکثر منقول ہین اور مردون کا کام یہی ہے واللہ اعلم (۶) انہین سے اوتاد کی زینت اور بندون کا شیخ ابوالفضل محمد بن حسن ختلی رضی اللہ عنہ طریقت مین زین الاکابر ہوئے ہین عالم تفسیر اور روایات تھا اور تصوف مین جنید کا مذہب کہتا تہا اور حصری کا مرید تھا اور سیروانی کا مصاحب اور عمر قزوینی اور ابوالحسن بن سالبہ کے رشتہ دارون سے اور ساٹھ سال گوشہ نشینی کے لئے بھاگ جاتی اور اپنا نام خلقت سے گم کرتے اور اکثر جبل لگام مین رہتے اچھی عمر پائی انکی نشانیان اور دلائل بہت تھین لیکن لباس اور رسوم صوفیا نہ رکہتے اور رسمی لوگون سے سخت پیش آتے اور مین اُن سے زیادہ کوئی شخص ہیبت ناک نہین دیکھا روایت ہے کہ انہون نے فرمایا اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَّلَنَا فِیْہِ صَوْمٌ یعنی دنیا ایک روز ہے اور ہمارا اسمین روزہ ہے یعنی ہم اُس سے کچھہ فائدہ نہین پاتے اور اُسکی قید مین نہین آتے اسلئے کہ ہمنے اسکی آفت دیکھہ لی ہے اور اُسکے حجاب ہونے پر واقف ہوئے ہین اور اُس سے روگردان ہوئے ایک وقت مین انکے ہاتھہ پر پانی بیٹھا تہا جب وہ وضو کر رہے تہے میرے دل مین آیا کہ جب کام تقدیر اور قسمت پر ہین تو آزاد لوگ کرامت کی امید پر کیون پیرون کے غلام بنتے ہین اُسنے کہا ای لڑکے جو تونے سوچا ہے مینے جان لیا ہے۔ جان لو کہ ہر ایک بات کیواسطے سبب ہے جب حق جل وعلا چاہتے ہین کہ سپاہی بچہ کو پادشاہت عطا فرماوین اُسکو توبہ دیتے ہین اور دوست کی خدمت مین مشغول کرتے ہین تاکہ یہ خدمت اُسکی کرامت کا سبب ہو اور ایسی ہی کئی لطائف ہر روز ان سے ظہور مین آتے اور وفات کے روز وہ بیت الجن مین تہے جو کہ ایک کانو گھاٹی کے اوپر ہے۔ بانیان رود اور دمشق کے درمیان ہے اور اُس وقت انکا سر میری گود مین تھا اور میرے دل مین اسوقت کسی یار کی طرف رنج تہا جیسا کہ آدمیون کی عادت ہی تب انہون نے فرمایا کہ بیٹا مین تمکو ایک مسئلہ اعتقادی بتاتا ہون اگر تو اوسپر درست ہوکر چلے تو سب رنجون

نیچ ہے جان لے کہ ہر حال اور ہر محل مین جو نیک یا بد ہوتا ہے خداوند تعالےٰ کی قدرت سے
پیدا ہوتا ہے چاہیے کہ جناب العزت کی کئے پر جھگڑا نہ کرے اور دل مین رنج نکرے سوا اِسکے اور کوئی
وصیت ایسی چوڑی نہ کی اور جان دی رحمہ اللہ تعالےٰ واللہ اعلم بالصواب (۷) انہین سے
استاد اور امام اور زین اسلام ابو القاسم عبد الکریم ابن ہوزن قشیری رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ
مین عجیب تہے اور بلند قدر اور درجہ بزرگ اور زمانہ کے لوگون کو انکا حال اور اقسام فضیلت معلوم
ہے اور ہر فن مین انکے بہت لطیفے ہین او تصنیفات لطیف سب با تحقیق اور خداوند تعالی نے اُن
کا حال اور زبان عیبون سے محفوظ رکہا ہوا تہا اور اُس سے مینے سنا کہ انہون نے فرمایا مثل
الصُّوفِی کَعِلَّۃِ البِرسَامِ اَوَّلُہٗ ھِذْیَانٌ وَّاٰخِرُہٗ سُکُوْتٌ فَاِذَا تَمَکَّنْتَ خَرَسْتَ یعنے صوفی کے حالت
کو مرض سرسام سے مثال دی کہ پہلے بکواس کرتا ہے اور انتہا مین چپ چاپ رہتا ہے اور جب
ٹہیر گیا تو گونگا ہوا پس صوفی پن مین دو صفتین ہین ایک وجد دوسرا نمود اور نمود مبتدیون
کے واسطے ہے اور بکواس نمود سے مراد ہوتی ہے اور وجد منتہیون کیواسطے ہے اور وجد کی حالت
مین وجد کا بیان مشکل ہوتا ہے پس والا ہمین سے طالب ہین اور ہمت مین ناطق ہین اور کلام
اہل طلب کے نزدیک بکواس معلوم ہوتا ہے اور جب پہونچے تو پہنچ گئے اور انکو بیان اور
اشارہ نہین رہتا اُسکی مثل یہ ہے کہ جب موسے علیہ السلام مبتدی تہے اور انکی سب ہمت مرادت
تہی اپنی ہمت ظاہر کی اور عرض کی رب اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ یعنے ے مجھے دکھلا تاکہ مین آپ کو
دیکھون یہ عبارت مقصود ناحاصل ہونے کے سبب بکواس معلوم ہوئی اور ہمارے رسول محمد
صلے اللہ علیہ وسلم منتہی تہے اور صاحب حوصلہ جب آپکا وجود ہمت کے مقام پر پہونچا اور
ہمت فنا ہوئی تو عرض کی لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ یعنے مین تیری ثنا شمار نہین کرسکتا اور یہ
یہ بڑا درجہ بلند اور مقام اعلےٰ ہے واللہ اعلم بالصواب (۸) انہین سے شیخ اور امام اوحد اور
اپنے طریق مین منفرد ابو العباس احمد بن محمد الاشقانی رضی اللہ عنہ علم فروع اور اصول کے فنون
مین امام تہا اور سب معانی مین کامل اور بہت مشایخ بڑے اعلےٰ درجہ کے صوفیون سے ہو گئے ہین

اپنے ایکو فنا مین ظاہر کرتے لیکن مغلق عبارت سے اور وہ اُس عبارت سے خاص تہے مین نے ایک جاہلون کا گروہ دیکھا کہ اس عبارت کی تقلید کرتے تہے اور اُنکی پراگندہ عبارتین لی ہوئی اور وہ تقلید مین معنے مین بری تہے دیکھو کہ عبارت کسی ہوگی ہے مجھے انسے بڑی محبت تہی اور وہ مجھپر سچے مہربان تہا اور بعض علمون مین میرے استاد تہے جب سے مین ہوا ہون مینے کسی قسم سے کوئی ایسا شخص نہین دیکھا جس کے نزدیک اُسکی نسبت شرع کی زیادہ تعظیم ہو اور سب موجودات سے الگ ہوے تہے جبکہ علم اصول مین وہ عبارت کہتے اور امام محقق کے سوا کوئی اُن سے فائدہ نہ اٹھاتا اور ہمیشہ انکی طبع دنیا اور عاقبت سے نفرت کرتی اور ہمیشہ یہ پکارتے تہے اَشْتَھِیْ عَدَمًا لَا وُجُوْدَ لَہٗ یعنے مین اس نیستی کو چاہتا ہون جسکا وجود نہین فارسی مین یہ کہتے ہین کہ آدمی را بائیست محال باشد۔ و مرا نیز بائیستی محال است یعنے آدمی کو ضرورت اور خواہش محال کی ہوتی ہے اور مجھے محال درکار ہے۔ کیونکہ مین یقین جانتا ہون کہ وہ نہوگا اور وہ وہی ہے جو مجھے درکار ہے کیونکہ اللہ تعالی مجھے ایسی نیستی مین لیجائیگا کہ اُس نیستی کا کبہی وجود نہین ہوگا اسلئے کہ جو کچھ کرامات اور مقامات سے ہے سب محل حجاب اور بلا ہین اور آدمی اپنے حجاب کا عاشق ہے آرام یا حجاب سے آرزوی دیدار مین نیستی بہتر ہے چونکہ اللہ تعالی کی ایسی ہستی ہے جپر نیستی جائز نہین اگر مین نیست ہوجاؤن تو اُسکے ملک مین کیا زیان ہے کیونکہ اس نیستی کو ہرگز ہستی نہوگی اور فنا مین یہ اصل قوی ہے واللہ اعلم

(۹) انہین سے قطب زمانہ اپنے وقت مین یگانہ ابوالقاسم بن علے بن عبداللہ کرمانی رضی اللہ عنہ و ارضاہ و متعناہ والمسلمین ببقایہ اپنے وقت مین بے نظیر ہوئے ہین اور اپنے زمانہ مین بے بدل اونکی ابتدا بہت اچھی اور قوی ہے اور سخت سفر باشرط کئے ہین اسوقت سبکا دل اونکی طرف متوجہ تہا اور سب طالبان حق کا اُسپر اعتقاد تہا اور واقعہ مریدون کے کشف مین ایک نشان اور فنون علم مین ماہر اور انکے مرید ایک جہان کی زینت تہے اور اُسکے بعد اُسکی اولاد نیک ہے انشاء اللہ تعالی پیشوا قوم ہونگے اور وہ وقت کی زبان ہین ابو علے فضل بن محمد فارندی ابقاہ اللہ

کہ اس بزرگ کی حق مین اپنا نصیب نہ چھوڑا تھا اور سب سے روگردان ہو اللہ تعالی نے اس روگردانی
کی برکتون سے اس سعید کا زبان حال بنایا ایک دن مین شیخ کے حضور مین بیٹھا تھا اور مین
اپنی احوال اور تماشین گنتا تھا اس حکم کہ مین اپنا احوال ظاہر کرون کیونکہ وہ ناقد وقت ہی اور
وے بزرگ رضی اللہ عنہ عزت سی اُسکے لئی مجھے لڑکپن کے غرور جوانی کی حالت اس کی کلام پر
حریص ہووے دل مین صورت پیدا کرتی تھی کہ مگر اس پیر کا ابتدا مین اس کوچہ کی طرف
گذر نہین ہوا کہ میرے حق مین اسقدر عجز و نیاز کرتا ہے وہ میرے باطن سے سمجھ گیا اور کہا کہ اے
دوست جان لو کہ یہ عجز نہ تیرے واسطے اور نہ تیرے حال کیطرح کیونکہ حال کا بدلنے والا محال کے
محل مین آتا ہے بلکہ مین یہ عجز و نیاز محول احوال کیواسطے کرتا ہون اور یہ سب طالبون کے لئی عام ہے
نہ خاص تیرے لئے جب مینے یہ سنا تو مین بیتاب ہوا اور اُسنے میری طرف دیکھکر کہا اے بیٹا آدمی کی
اس طریقت سے اُس سے زیادہ نسبت نہین ہوتی کہ جب اسکی طریقت کی طرف لگائین تو وجہ یافت
کرنے کا خیال اُسے پھیر دے اور جب اسکو اُس سے جدا کرین تو اُسکا خیال عبارت کو پہنچے پس نفی
اور اثبات اور گم ہونا اور موجود ہونا دو نو خیالی ہون اور آدمی گمان کی قید سے کبھی رہا نہین
ہوتا اُسکو چاہئے کہ بندگی کو اختیار کرے اور نسبتین آپ سے دفع کرے بدون نسبت آدمیت
اور فرمانبرداری سب کچھ دور کرے اسکے بعد مجھے اسکے بہت بھید تھے اگر اُسکے نشان ظاہر کرتا
مین مشغول ہو جاؤن تو مقصود سے رہجاؤن واللہ اعلم بالصواب (١٠) اور انہین مین سے رئیس
اولیا اور ناصح اہل صفا ابو احمد مظفر بن احمد بن حمدان رضی اللہ عنہ جب وہ مسند ریاست بزرگ
خداوند تعالی تصوف کا دروازہ اسپر کھولا یا اور کرامت کا تاج اُسکے سر پر رکھا فنا اور بقا
مین اسکا بیان نیک اور عبارت بلند تھی اور شیخ المشائخ ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ
ہمکو اس مین بندگی کیواسطے لائے ہین اور خواجہ مظفر کو خداوندی راہ سے یعنے ہمنے مجاہدہ
سے مشاہدہ پایا اور وہ مشاہدہ سے مجاہدہ مین آیا مینے اُس سے سنا کہ اُسنے کہا جو کچھ بزرگون
کو جنگل اور بیابان قطع کرنے سے ظاہر ہوا وہ مجھے مسند اور بالا نشینی سے حاصل ہوا اور جو لوگ

صاحب غرور مین اس پہر کے اس قول کو دعوے سے قبول کرتے ہین اور ریا انکی نقصان کی باعث ہے
کیونکہ اپنی صدق حال کی عبارت کسی حال کی عبارت کسی حال مین دعوے نہین ہوسکتی خاص کر جب
اہل معنے بیان کرین اور آج اسکا فرزند رشید باقی ہے اور حضرت خواجہ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ
ایک دن مین انکے پاس تہا غیاث پور کا ایک مدعی اُسکے پاس آیا اور انکی عبارت یعنے فانی سو دانگاہ باقی
شود فانی ہوتا ہے پہر باقی ہوتا ہے پر خواجہ مظفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فنا پر بقا کسطرح صورت پذیر
ہوتا ہے کیونکہ فنا نیست سے مراد ہے اور بقا ہست سے اشارہ ہے اور انہین سے ہر ایک اپنے صاحب کو نفی
کرنیوالا ہے پس معلوم ہے لیکن جب نیست ہوتا ہے اگر ہست ہو تو وہ عین نہین ہوتا کیونکہ وہ خود اور
چیز ہے اور ذاتون کا فانی ہونا روا نہین ہوتا لیکن صفت کا فنا ہونا جائز ہوتا ہے اگر سبب کا فنا
ہونا بہی ہو سکتا ہے پس جب سبب اور صفت فانی ہوجاوے تو موصوف اور سبب بچتا ہے اور فنا اُسکی ذات
پر درست نہین ہوتا اور علی بن عثمان الجلالی رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ مجہے اُس خواجہ کی عبارت بعینہ
یاد نہین لیکن معنے یہ ہین جو مینے بیان کئے اور عبارت کی مراد زیادہ ظاہر کرتا ہون تاکہ زیادہ عام
ہوجاوے پس اس سے مراد یہ ہے کہ بندہ کا اختیار مین اسکی صفت ہوتی ہے اور بندہ اختیار حق سے اپنے
اختیار مین پردہ نشین ہے پس بندہ کی صفت حق سے اسکا حجاب ہوا اور یہ ضرور ہے کہ اختیار حق ازلی
ہوتا ہے اور بندہ کا اختیار محدث اور ازلی پر فنا روا نہین ہوتا اور جب حق کا اختیار بندہ کے حق مین
بقا پاتا ہے تو ضرور بندہ کا اختیار فانی ہوجاتا ہے اور اسکا تصرف قطع ہوجاتا ہے واللہ اعلم ایک
روز گرمی کے موسم مین مین اسکے پاس آیا سفری کپڑے پہنے ہوئے اور پراگندہ حال اسنے کہا کہ اے
ابوالحسن تو اپنے وقت کی خواہش بیان کر کہ کیسی ہے اُسنے جواب دیا کہ مین سماع چاہتا ہون اسیوقت
اُسنے آدمی بہیجکر قوال طلب کئے اور ایک جماعت راگ ناچ والون کی بہی آئی اور جوش جوانی اور
ارادت کی قوت اور سوز محبت نے پہلے کلمات کے سنتے مین بیقرار کردیا جب کچہہ دیر ہوئی اور جوش خروش
اس آفت کا سکر و بود مین کم ہوا مجہے پوچہا کہ اس سماع سے تیرا کیا حال ہوا مینے کہا اے شیخ
مین بہت خوش تہا شیخ نے کہا کہ ایک وقت ایسا آویگا کہ یہ سماع اور کوّے کی آواز دو تجہکو یکسان

ہونگی کیونکہ سماع کا زور تب تک ہوتا ہے کہ مشاہدہ نہوا اور جب مشاہدہ حاصل ہوا تو قوت سماع ناچیز ہو اور دیکھہ تاکہ یہ عادت اختیار نکرے تاکہ طبیعت نہو جائیگا اور پہر تو رہ نجائے واللہ اعلم بالصواب

اس باب میں اُن متاخرین صوفی مردون کا مختصر ذکر ہے جو مختلف شہرون میں ہوئے

ہیں ۔ اگر میں اب ذکر اور بیان حال سب کا درج کرون تو کتاب بہت ضخیم ہو جاتی ہے اور اگر بعض کو چھوڑ دون تو کتاب تو کتاب سے مقصود حاصل نہیں ہوتا اسلئے ان لوگون کے نام اس کتاب میں لاتا ہون جو قوم کے فردون سے میرے عہد میں ہوئے ہین اور اب ہین ان مشایخ قوم کا نام لیتا ہوں جو صاحب معنی ہوئے ہین نہ ان کا نام جو صاحب رسم ہوئے ہین تاکہ مین اپنی مراد حاصل کرنیکے قریب ہو جاؤن انشاء اللہ عزوجل ۔ جو عراق اور شام مین ہوئے ازانجملہ شیخ زکی بن علی بزرگ مشایخ ہوئے ہین اور زمانہ کی سادات سے اُسکو مینے ایسا پایا ہے جیساکہ محبت کے شعلون سے ایک شعلہ ہے اُسکے نشان اور دلایل ظاہر ہین ۔ اور شیخ بزرگوار ابو جعفر محمد بن مصباح صیدلانی رئیس صوفیون سے ہوئے ہین اور تحقیق مین اُسکی اچھی زبان تھی اور حسین ابن منصور سے بہت محبت رکھتا تھا اور اُسکی بعض تصنیفین مینے پڑہی ہین اور ابو القاسم سدسی ایک پیر صاحب مجاہدہ ہوا ہے نیک حال اور درویشون کی رعایت کرنیوالا اور بڑا معتقد ۔ لیکن پارس والون سے شیخ شیوخ ابو الحسن بن سالبہ تصوف مین بہت فصیح زبان ہوئے ہین اور توحید مین بہت واضح بیان اور اُنکے کلمات مشہور ہین ۔ اور شیخ مرشد ابو اسحاق بن شہر یار قوم کے اقبالمندون سے ہوئے ہین اور کامل سیاست اور شیخ طریقت ابو الحسن علی بن بکران بزرگ صوفیون سے ہوئے ہین اور شیخ ابو مسلم ایک مرد عزیز وقت ہوا ہے اور نیک زمانہ اور شیخ ابو الفتح سالبہ باپ کا خلف الرشید اور امید وار اور شیخ ابو طالب ایک مرد کلمات حق مین گرفتار ہوا ہے ان سب مین سے مینے شیخ الشیوخ شیخ ابو اسحاق کو نہین دیکھا لیکن اہل قہستان اور آذربائجان اور طبرستان اور شیخ شفیق فرح المعروف باخی زنجانی مرد نیک خصلت اور خوب طریقت ہوا ہے اس زمانہ مین اس گروہ کے بزرگون سے ایک شیخ ہوا ہے جسکی خوبیان بہت ہین اور یہ بادشاہ تائب اور راہ حق مین چالاک مرد تھا اور شیخ ابو عبد اللہ

جنیدی ایک پیر رفیق اور باعزت ہوا ہے۔ اور شیخ ابو طاہر کشوف اسوقت بڑے بزرگون سے ہین اور خواجہ حسن سمنان ایک مرد پابند شرع اور امیدوار۔ اور شیخ سہلکی نر اور صوفی اور درویشون سے ہوئی ہین اور احمد بن شیخ خرقانی خلف الرشید اور ادیب کندی زمانہ کے سادات سے ہی لیکن اہل کرمان سے خواجہ علی بن حسین اسیر کانی اپنے وقت کا سیاح اور نیک سفر کرتا تھا اور اسکا بیٹا حکیم مروی بھی عزیز القدر ہے اور شیخ محمد بن سلمہ بزرگان وقت سے ہوا ہے اور اُس سے زیادہ اولیاء خداوند تعالی پوشیدہ ہین اور جوان اور بالغ امیدوار ہین لیکن خراسانیان سے جن پر آج سایہ اقبال حق ہے شیخ مجتہد ابو العباس سرمعانی ہے جو عمر اور زندگی مین خوب رہا ہے اور وقت خوش اور خواجہ ابو جعفر محمد بن علی جودینی جو اس گروہ کے بزرگون اور محققون سے ہوا ہے اور خواجہ ابو جعفر ترشیزی جو عزیزان وقت سے ہوا ہے اور خواجہ محمود نیشاپوری پیشوائے وقت اور نیک زبان ہوا ہے اور شیخ محمد معشوق زندگی خوب اور وقت خوش اور محبت کی انگیٹھی اور پیر نیک باطن اور خوش حال ہوا ہے اور خواجہ سید مظفر شیخ ابو سعید کا بیٹا امید ہے کہ پیشوائے قوم اور دلون کا قبلہ ہو اور خواجہ شیخ احمد حمادی سرخسی وقت وقت کا پہلوان اور کچھ میرا رفیق رہا ہے مینے اسکے بہت عجیب کام دیکھے ہین اور جوان مرد صوفیون سے تھا اور شیخ احمد نجار سمرقندی جو مرو مین مقیم اور اپنے وقت کا بادشاہ ہوا ہے اور شیخ ابو الحسن علی بن علی الاسود خلف الرشید یگانہ وقت بلند ہمت اور اچھی دانش کا ہوا ہے اور اگر سب خراسانیان شمار کرون تو مشکل ہے اور مینے صرف خراسان مین تین سو آدمی دیکھے ہین جو ہر ایک جدا مشرب رکھتے تھے کہ انمین سے ایک ہی سب جہان کیلئے کافی تھا اور یہ سب اس سبب سے ہی کہ محبت کا آفتاب اور طریقت کا اقبال خراسان کے طالع مین ہے لیکن ماوراء النہر والون سے خواجہ امام مقبول خاص و عام ابو جعفر محمد بن حسین حرمی مرد صاحب سماع اور پابند ہے اور ہمت عالی رکھتا ہے اور زمانہ صاف اور طالبان درگاہ حق پر کامل شفقت اور خواجہ فقیہ اپنے اصحاب مین وجیہ ابو محمد بانغزی زمانہ مین نیک اور معاملہ مین قوی۔ اور احمد ایلاقی شیخ وقت اور بزرگ زمانہ اور رسوم عادات کا تارک اور خواجہ عارف یگانہ وقت اور عجیب زمانہ اور علی بن ابی اسحاق صاحب زمانہ اور مرد صاحب شان

اور یک زبان ہوا ہے اور یہ سب انکے نام ہین جنکو مینے دیکہا ہے اور سب کا مقام معلوم کیا ہے اور سب
اور سب اہل تحقیق تہے لیکن اہل غزنین اور وہان کے رہنے والے شیخ عارف اور اپنے
وقت مین منصف ابوالفضل بن اسدی ایک بزرگوار پیر ہوا ہے اور اُسکے دلایل روشن ہین اور کرامتین
ظاہر اور محبت کی آگ سے مثل شعلہ تہا اور اسکا حال فریب پر مبنی تہا اور شیخ تعلقات کا تارک اسمعیل
شاشی پیر صاحب شان تہا اور ملامتی طریق پر چلتا اور شیخ سالار طبری صوفی عالمون سے ہوا ہے
اور زمانہ خوب رکہتا تہا اور شیخ عیار اور معدن اسرار ابو عبداللہ محمد بن حکیم معروف بریدہ رحمۃ اللہ
علیہ جناب حق کے مستون سے ہوا ہے زمانہ مین اپنے فن مین ثانی نہین رکہتے تہے اور ان کا حال خلقت
سے پوشیدہ تہا اور انکے دلائل اور نشانیان ظاہر اور شیخ محترم صحبت مین انکا حال خوش تہا اور شیخ
اور سب سے مقدم سعید بن ابی سعید عیار حافظ حدیث پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور زندگی خوش پائی
اور اکثر مشایخ کو دیکہا تہا اور حال مین قوی اور باخبر تہا لیکن پوشیدہ کارروائی کرتا اور کسی سے
ظاہر نکرتا اور خواجہ بزرگوار قاعدہ حرمت و وقار ابوالعلا عبدالرحیم بن احمد السغدی قوم کا عزیز
وقت کا سردار میرا دل اس سے اچھا ہوا اور حال مہذب رکہتا ہے اور حال اچھا اور فنون علم سے آگاہ
اور شیخ یگانہ قسورہ بن محمد جردیزی اہل طریقت پر کامل شفیق اور ہر ایک کا ادب کرتا ہے اور مشایخ
کو دیکہا ہے اور عام لوگون کے اعتقاد اور اس شہر کے عالمون سے مجہے اچہی امید ہے کہ ان لوگون
کے بعد ظاہر ہونگے جو ہمکو انکی نسبت اعتقاد ہوگا اور اس پراگندہ گردانے جو اس شہر مین راہ پاتا
ہے اور اس طریق کی صورت بدنما کردی ہے اس شہر سے دور ہو جاوین اور وہ بہی اولیا اور
اور بزرگون کا ٹکانا ہو اب ہم انکے فرقون کا فرق بیان کرتے ہین جو اپنے اپنے مذہب رکہتے
ہین واللہ اعلم بالصواب **یہ باب اُن کے فرقون کے فرق مذہبی بیان کرنے**
مین ہے پہلے اِس سے مینے ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر مین کہا تہا کہ یہ بارہ فرقے ہین
دو انمین سے مردود ہین اور دس مقبول اُن دس گروہ سے ہر ایک کا مجاہدات مین معاملہ اور
طریقہ اچھا ہے اور مشاہدات مین آداب لطیف گو معاملات و مجاہدات اور ریاضات انکی مختلف

لیکن اصول اور فروع شرع اور توحید سے موافق ہیں اور ابویزید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اِخْتِلَافُ الْعُلَمَاءِ
رَحْمَۃٌ اِلَّا فِیْ تَجْرِیْدِ التَّوْحِیْدِ عالموں کا اختلاف رحمت ہے مگر توحید کی خالص کرنے میں متفق ہیں اور
اس کلمے کے مطابق خبر مشہور بھی ہے اور تصوف کی حقیقت حقیقت میں مشائخ کے اخبار میں ہے
اور مجاز اور رسوم کے رو سے مقسوم ہے پس میں مختصر طور پر انکی باتیں اسکے بیان میں تقسیم کرتا ہوں
اور ہر ایک کی اصل مذہب کو واضح کرتا ہوں تاکہ طالب کو اسکا علم حاصل ہو جائے اور عالموں کیلئے
ہتھیار اور مریدوں کے لئے اصلاح اور محبوں کے واسطے نجات اور عقلمندوں اور صاحبان مروت
کے لئے تنبیہ اور بصیر کے لئے دونوں جہان کا ثواب ہو وباللہ التوفیق لیکن محاسبہ محاسبیوں کی محبت
ابی عبداللہ حارث بن اسد محاسبی رضی اللہ عنہ سے ہے اور اپنے زمانہ کے لوگوں کے اتفاق سے مقبول
النفس اور مقتول النفس ہوا ہے اور علم فروع اور اصول اور حقایق کا عالم ہوا ہے اور اسکی کلام توحید
کے خالص کرنے میں اور صحت معاملہ ظاہری اور باطنی میں ہے اور اسکے مذہب کی عجیب بات یہ ہے
کہ وہ رضا کو مقامات سے نہیں کہتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ قسم احوال سے ہے اور یہ اختلاف ابتدائی
اسنے کیا ہے پھر خراسانیاں نے اسپر اعتراض کیا ہے اور عراقیوں نے کہا ہے کہ رضا مقامات کی قسم سے
ہے اور یہی توکل کی حد ہے اور آجتک ان دو قوم کے مابین اختلاف رہا ہے اب میں اس قول کا
بیان کرتا ہوں انشاءاللہ تعالی اَلْکَلَامُ فِیْ حَقِیْقَۃِ الرِّضَاءِ اور اس مذہب کا بیان اسطرح پر ہے
کہ پہلے رضا کی اصلیت اور حقیقت کو ثابت کریں اور اسکی قسمیں مقرر کریں پھر حال اور مقام کی حقیقت
اور انکا فرق بیان کیا جائے انشاءاللہ عزوجل - اب جان لو کہ کتاب اور حدیث
بیان ہے رضا کا حکم دیتی ہے اور امت کا اسپر اتفاق ہے جیسا کہ خداوند عزوجل نے فرمایا ہے
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ یعنے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالی سے راضی ہوئے
پھر فرمایا لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ یعنے تحقیق اللہ تعالی مومنوں
سے راضی ہوا جب انہوں نے درخت کے نیچے تجھسے بیعت کی پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ذَاقَ
طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ وَالرِّضَا یعنے ایمان کا مزہ اس شخص نے پایا جو اللہ تعالی پر اور رضا

پر راضی ہوا رضا دو طرح پر ہوتی ہے۔ ایک خداوند تعالی کا بندہ سے راضی ہونا اور ایک بندہ
کا خداوند تعالی سے راضی ہونا لیکن رضائے حق تعالی کی حقیقت ثواب اور نعمت اور کرامت بندہ
کے حق مین ارادہ کرنا ہے اور اصل رضا بندہ کا اسکی فرمانبرداری اور حکم کا ماننا ہے پس
خداوند تعالی رضا بندہ کی رضا پر مقدم ہے۔ کیونکہ جب اس جناب سے توفیق نہ ملی بندہ اسکا حکم نہین
مانتا اور اسکی اطاعت پر قائم نہین ہوتا اسلئے کہ بندہ کی رضا خداوند تعالی کی رضا سے نزدیک
ہے اور اسکا قیام بھی اسی سے ہے الغرض بندہ کی رضا یہ ہے کہ دل کا قضا کی دونو طرف قائم کرے
إِمَّا مَنْعٌ وَإِمَّا عَطَاءٌ یعنے یا تو منع ہے یا عطا ہے اور اسکا سر حالات کی نظارہ پر قائم ہوا إِمَّا جَمَالٌ
وَإِمَّا جَلَالٌ یعنے یا خوبی یا جلالت۔ جیسا کہ اگر منع کرنیسے رک جائے یا عطا سے آگے بڑھے۔
اسکی رضامندی کے نزدیک دونو حالتین برابر ہون خواہ جلالت حق کی آگ سے جلجائے یا لطف
اور جمال کے نور روشن ہو جائے تو وہ جلنا اور روشن ہونا اسکے دل مین یکسان ہوا اسلئے کہ اسکا
ظاہر کرنیوالا حق ہے اور جو خداوند تعالی سے اسپر آوے وہ سب اچھا ہے۔ امیر المومنین حسین
بن علی کرم اللہ وجہہ سے لوگون نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے قول کی بابت پوچھا جو انہون نے
فرمایا ہے اَلْفَقْرُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الْغِنَاءِ وَالسَّقَمُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الصِّحَّةِ فَقَالَ رَحِمَ اللهُ أَبَا ذَرٍّ أَمَّا أَنَا فَأَ
قُولُ مَنْ أَشْرَفَ عَلَى حُسْنِ اخْتِيَارِ اللهِ لَمْ يَتَمَنَّ غَيْرَ مَا اخْتَارَ اللهُ لَهُ یعنے درویشی میرے نزدیک
غنا سے بہت پیاری ہے اور بیماری تندرستی کی نسبت مجھے بہت پسند ہے حسین رضی اللہ نے فرمایا
ابوذر پر رحمت حق تعالی ہو لیکن مین کہتا ہون کہ جسکو اختیار حق کی خوبی پر آگاہی ہو وہ
سوا اس چیز کے کہ خداوند تعالی نے اسکے حق مین اختیار فرمائی ہے اور کسی چیز کی آرزو نہین کرتا
جب بندہ نے حق تعالی کا اختیار دیکھا اور اپنا اختیار سے منہ موڑا سب غمون سے رہا ہوا اور
یہ معنے غیبت کی حالت مین درست نہین ہوتے بلکہ اسکے واسطے حضور چاہیے لِأَنَّ الرِّضَاءَ
لِلْأَحْزَانِ نَافِيَةٌ وَلِلْغَفْلَةِ مُعَالِجَةٌ شَافِيَةٌ یعنے رضا مرد کو غم و درد سے رہائی دیتی ہے اور غفلت
کے پنجہ سے چھوڑاتی ہے اور غیر کا اندیشہ آدمی کے دل سے دور کرتی ہے اور رنجون کی قید سے

رہائی دیتی ہے کہ دنیا سے رہائی رضا کی صفت ہے لیکن معاملات میں رضا کی حقیقت بندہ کو کفایت ہوتی ہے کہ یہ جان لی کہ دنیا کا قبول اور رد کرنا خداوند عزوجل کے علم میں ہے اور یہ اعتقاد کرنا کہ خداوند تعالی اسکو ہر حال میں دیکھ رہا ہے اور اُن معنوں کو سمجھنے والے چار قسم ہیں ایک گروہ نے تو خداوند تعالی کی عطا پر راضی ہے اور وہ معرفت ہے اور ایک گروہ نعمتوں پر راضی ہے اور دنیا ہے اور ایک گروہ بلا پر راضی ہے اور وہ کئی طرح کی محنتیں ہیں اور ایک گروہ برگزیدہ ہونے ہونے پر راضی ہیں اور وہ محبت ہے بس جو شخص عطا کنندہ کو عطا کے سبب دیکھتا ہے اسکو جان سے قبول کرتا ہے جب اُسنے جان سے قبول کر لیا تو تکلیف اور مشقت اُسکے دل سے دور ہو جاتی ہے اور جو عطیہ سے عطا کنندہ کی طرف نگاہ کرتا ہے وہ عطا میں ہی رہجاتا ہے اور رضا کے راستہ پر تکلف سے چلتا ہے اور تکلف میں سب رنج اور مشقت ہوتی ہے اور معرفت اسوقت حقیقت ہوتی ہے کہ بندہ معرفت حق میں مکاشف ہو اور جب معرفت اسکے لئے قید اور حجاب ہوتا ہے وہ معرفت مکروہ ہوتی ہے اور وہ نعمت کم بختی ہوتی ہے اور وہ عطا پردہ ہے پھر جو شخص دنیا کے سبب اُس سے راضی ہو وہ ہلاکت اور زیانکاری میں ہوتا ہے اور اُسکی وہ رضا سب کی سب دوزخ ہوتی ہے اس سبب سے کہ دنیا وہ قدر نہیں رکھتی جو اُسپر دل کی دوستی رکھے اور کسی طرح کا غم اسکے دلپر گذرے اور نعمت تب نعمت ہوتی ہے جب منعم کیطرف رہنما ہو اور جب منعم سے حجاب ہو تو وہ نعمت بلا ہوتی ہے اور پھر جو شخص بلا میں اُس سے راضی ہو وہ اس طرح پر ہے کہ بلا میں بلا ڈالنے والے کو دیکھے اور اُسکی مشقت اور بلا میں ڈالنے والیکو دیکھنے سے بلا کو برداشت کر سکے تب اسکا رنج دوست کے مشاہدہ کے باعث آزردہ نہیں کرتا پھر جو لوگ برگزیدہ ہونیکے باعث اُس سے راضی ہوں وہ اسکے محب ہیں کہ رضا اور غضب میں انکی ہستی عاریتاً ہوتی ہے اور انکے دلونکی منزلیں جناب پاک کے سوا نہیں ہوتیں اور انکے اسرار کا خیمہ روضہ انس کے سوا نہیں ہوتا وہ وہ حاضر ہوتے ہیں غایب صورت اور جسمانی وحشی عرش نشین روحانی اور موصد ربانی خلقت سے دل ہٹایا ہوا اور مقامات اور حالات میں قابو اور موجودات سے تعلق چھوڑا ہوا اور دوستی

حق پر کمر باندھے ہوئے اور لطف دوست کے منتظر بیٹھے ہوئے لَا یَمْلِکُوْنَ لِاَنْفُسِھِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا
یَمْلِکُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوۃً وَّلَا نُشُوْرًا یعنے وہ اپنے نفسون پر ضرر اور نفع کے خواہان نہین
اور نہ موت اور زندگی اور حشر کی پرواہ رکہتے ہین پس غیر حق پر راضی ہونا زیان ہوتا ہے اور
حق سے راضی ہونا رضوان ہے اسلیئے کہ حق سے راضی ہونا صریحًا بادشاہت ہے اور آرام کی ابتدا
ہوتی ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ لَّمْ یَرْضَ بِاللّٰہِ بِقَضَائِہٖ شَغَلَ قَلْبَہٗ وَتَعَبَ
بَدَنَہٗ یعنے جو شخص اللہ تعالی اور اسکے حکم پر راضی نہین ہوا اُسنے اپنے دلکو اسباب دنیا و نصیب
کی طلب مین مشغول کیا اور اپنے بدن کو رنج مین ڈالا **فصل**۔ اس مین اُن آثار کا بیان ہے کہ
کہ موسے صلوۃ اللہ علیہ نے دعا کی ہے اَللّٰھُمَّ دُلَّنِیْ عَلٰی عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُہٗ رَضِیْتَ عَنِّیْ فَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی
اِنَّکَ لَا تُطِیْقُ ذٰلِکَ یَا مُوْسٰی فَخَرَّ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ سَاجِدًا مُتَضَرِّعًا فَاَوْحَی اللّٰہُ اِلَیْہِ یَا
ابْنَ عِمْرَانَ اِنَّ رِضَائِیْ فِیْ رِضَاءِکَ بِقَضَائِیْ یعنے بار خدایا مجھے اس عمل کیطرف رہنمائی کیجیئے
کہ جب مین وہ کرون آپ مجھسے راضی ہوجاوین خداوند جل جلالہٗ نے فرمایا تجھسے وہ عمل نہین ہوسکتا
پھر موسے علیہ السلام سجدہ مین گرے اور عجز و نیاز کیا تب خداوند عزوجل نے انکی طرف وحی بھیجی کہ اے عمران
کے بیٹے میری رضامندی اور خوشنودی اسمین ہے کہ تو میرے حکم سے راضی ہو کیا معنے کہ جب بندہ
خداوند تعالی کے احکام سے راضی ہوتا ہے تو یہ اسکی رضا خداوند تعالی کی رضامندی اور خوشی کی
علامت ہے بشر حافی رضی اللہ عنہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ زہد زیادہ فضیلت
رکہتا ہے یا رضا فضیل نے کہا کہ اَلرِّضَا اَفْضَلُ مِنَ الزُّھْدِ لِاَنَّ الرَّاضِیْ لَا یَتَمَنّٰی فَوْقَ مَنْزِلَتِہٖ
یعنے رضا زہد سے زیادہ فضیلت رکہتی ہے اسلیئے کہ راضی کے دل مین آرزو نہین رہتی زاہد آرزو مند
ہوتا ہے کہ زہد کے مرتبہ سے بڑہکر اور رتبہ سے جسکی زاہد کو تمنا ہوتی ہے مگر رضا سے اوپر کوئی
درجہ نہین کہ رضامند کو اوسکی آرزو ہو پس حضور نیچے کے درجہ سے بہت اچھا ہے اور یہ حکایت
قول محاسبی رحمہ اللہ علیہ کی صحبت پر دلیل ہے کہ رضا حالات کی قبیل سے ہے اور وہی ہے نہ
کسبی اور درجات سے بھی نہین ہے اور یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ راضی کو تمنا نہین ہوتی اور پیغمبر

صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ دعوت اسلام کیوقت فرماتے اَسْاَلُکَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ یعنے بار خدایا مین چاہتا ہون کہ جب مجھہ پر قضا آوی تو آپ مجھی اسمین راضی رکھین یعنے مجھے ایسی صفت مین رکھین کہ جب جناب مقدس سے قضا یعنے حکم آوی تو وہ حکم مجھے اپنے وارد ہونیسے راضی پاوی یہان سے ثابت ہوا کہ قضا کی وارد ہونیسے پہلے رضا درست نہین ہوتی کیونکہ وہ رضا پر ارادہ ہوتا ہے اور رضا کا ارادہ عین رضا نہین ہوتا ابو العباس بن عطا فرماتا ہی اَلرِّضَاءُ نَظَرُ الْقَلْبِ اِلٰی قَدِیْمِ اِخْتِیَارِ اللّٰہِ لِلْعَبْدِ یعنے بندہ پر قدیم اختیار خداوند جل جلالہ کی طرف نگاہ کرنا بہی رضا ہے یعنے جو کچھہ اُسکو پہنچے سمجھے کہ اُسکی واسطے مجھپر قدیم ارادہ اور حکم سابق ہوا ہے اور بیقرار نہو بلکہ خوشدل ہو حارث محاسبی صاحب مذہب رضی اللہ عنہ کہتا ہے اَلرِّضَاءُ سُکُوْنُ الْقَلْبِ تَحْتَ مَجَارِی الْاَحْکَامِ رضا دل کی تسکین ہے جب اُسپر حکم جاری ہو خواہ کیسا ہی ہو اور اسمین اسکا مذہب قوی ہے اسلیے اطمینان اور بندہ کے دلکی تسکین بندہ کی کمائی سے نہین بلکہ اللہ تعالی کی بخشش سی ہے اس بات پر دلیل ہی کہ رضا حال ہی نہ مقام اور کہتے ہین کہ عتبۃ الغلام ایک رات نسویا اور دن چڑہے تک کہتا تھا اِنْ تُعَذِّبْنِیْ فَاَنَا لَکَ مُحِبٌّ وَاِنْ تَرْحَمْنِیْ فَاَنَا لَکَ مُحِبٌّ یعنے اگر مجھے دوزخ مین عذاب دی تو مین تیرا محبت کرنیوالا ہون اور اگر رحمت کرے تو بہی محب ہون یعنے عذاب کا درد اور نعمت کی لذت بدن پر ہوتی ہی اور دوستی کا جوش دلمین ہوتا ہے اور یہ اُسکی خلاف نہین اور یہ قول محاسبی کی تاکید ہے کیونکہ رضا محبت کا نتیجہ ہوتا ہے کہ محبوب جو کچھہ کری محب اسپر راضی ہو اگر عذاب دے تو دوستی پر پردہ نہو اور خوش ہو اور اگر نعمت مین رکھے تو بہی دوستی پر حجاب نہو اور اختیار حق کے مقابل مین اپنا اختیار نرکھے اور ابو عثمان حیری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہین کہ مُنْذُ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً مَا اَقَامَنِیَ اللّٰہُ فِیْ حَالٍ فَکَرِھْتُہٗ وَمَا نَقَلَنِیْ اِلٰی غَیْرِہٖ فَسَخِطْتُہٗ یعنے چالیس سال ہوی ہین کہ خدائے عزوجل نے مجھے جس حال مین رکہا مینے مکروہ نہین سمجھا اور کسی حال سے مجھے دوسری حال کیطرف نقل نہین کیا کہ مین اس حال مین غضبناک ہوا ہون اور یہ ہمیشہ رضا اور کمال محبت کی طرف اشارہ

ہے اور مشہور حکایت ہی کہ ایک درویش دجلہ مین گرفتار ہوا اور تیرا نہین جانتا تھا کنارہ سے ایک
نے کہا کہ اگر تو چاہے تو کسی کو خبر کرون تا تجھے نکالے اُسنے جواب دیا کہ کچھہ ضرورت نہین پھر اُسنے
کہا کہ تو غرق ہونا چاہتا ہے اُسنے جواب دیا کہ نہین پھر اُسنے پوچھا اور کیا چاہتا ہے۔ اُسنے
کہا کہ جو کچھہ خداوند تعالی چاہتا ہے مجھی خواہش سے کیا کام ہے اور فنا مین مشائخ کی بہت سی
باتین ہین جنکی عبارتین مختلف ہین لیکن قاعدہ یہی دو اصل ہین جو مینے یاد کیے اور تطویل
کی ترک کیو اسطے اسپر اختصار کیا لیکن یہان چاہیئے کہ احوال اور مقام مین جو فرق رہے بیان
کرون اور انکی حدین ظاہر کرون تاکہ تجھپر اور دوسرے پڑہنے والون پر ان معنے کا سمجھنا آسان
ہو جائے اور اس حد کو جان لین انشاء اللہ تعالی اَلفَرقُ بَینَ المَقَامِ وَالحَالِ مقام اور حال
کا فرق جاننا چاہیے کہ یہ دو لفظ دونو گروہ مین مستعمل ہین اور انکی عبارتون مین جاری ہین اور
محققون کے علمون اور بیان مین انکا رواج ہے اور طالبان حق کو انکا جاننا ضروری
ہے اور یہ بات ان حدون کے بیان کا موقع نہ تھا لیکن اسجگہ اسکا معلوم کرنا ضروری تھا
وَبِاللّٰہِ التَّوفِیقُ وَالعِصمَۃُ وَالعَونُ۔ اب جان لو کہ مقام ضمہ میم اول سے بندہ کا قیام ہے
اور فتح میم سے جائے اقامت بندہ مگر اصل لفظ مقام مین یہ تفصیل اور یہ معنے عربی زبان کے مطابق
سہو اور غلطی ہے مقام بضم میم اقامت اور جائے قیام ہے بندہ کی راہ حق مین اقامت کی
نہین۔ اور بندہ اس مقام کا حق ادا کرنا اور رعایت کرتا تاکہ اُس کے کمال کو دریافت کرے
جس قدر کہ آدمی سے ہو سکے۔ یہ جائز نہین کہ کسی مقام سے آگے بڑہے اور اس مقام کا حق
ادا نکرے جیسا کہ ابتدا مقامات کی توبہ ہوتی ہے پھر انابت یعنے عجز و نیاز پھر زہد یعنے ترک
ماسواے اللہ پھر توکل یعنے خداوند تعالی پر بھروسہ کرنا اور علے ہذا القیاس پس جائز نہین
ہے کہ بدون توبہ کے انابت کا دعوے کرے اور بغیر انابت کے زہد کا دعوے کرے اور بدون
زہد کے توکل کا دعوے کرے اور خداوند عزوجل نے ہمکو جبرئیل کی کلام سے خبر دی کہ اُسنے
کہا وَمَا مِنَّا اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعلُومٌ یعنے ہم مین سے کوئی ایسا نہین جسکے لیئے مقام معلوم یعنے

مقرر نہ ہو۔ اب حال کا حال سنو کہ حال ایک معنے ہوتی ہین کہ حق تعالی سے دلپر پہونچتے ہین
جب وہ آتے ہین تو اپنے کسب اور اختیار سے دفع نہین کرسکتا نہ تکلف اور کارپردازی سے اُسکو حاصل
کرسکتا ہے یعنی جب جاوین تو واپس نہین کرسکتا پس مقام طالب کی راہ اور کوشش کی جگہ مین اُسکی
لگانے اور اُسکے اندازہ کسب پر جناب باری سے درجہ پانی سے مراد ہے اور حال تعلق کے فضل خداوند
جل جلالہ سے مراد ہے جو بدون تعلق مجاہدہ بندہ کے دلپر وارد ہوتا ہے اس سبب کہ مقام اعمال کی
قسم سے ہی اور حال فضل الٰہی ہی افضل سی روایت ہی کہ مقام کیسی چیز ہے اور حال وہی پس صاحب
مقام اپنی کوشش سی قایم رہتا ہے اور صاحب حال آپنے آپ سی فانی ہوتا ہے اور اسکا قیام اُس حال
پر ہوتا ہے جو خداوند تعالی اسمین پیدا فرماتا ہے اور یہان مشایخ رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے ایک
گروہ حال کا دوام جایز رکہتا ہے اور دوسرے جایز نہین رکہتے اور حارث محاسبی رضی اللہ عنہ دوام
حال کو جایز رکہتا ہے اور کہتا ہے کہ محبت اور شوق اور قبض اور بسط سب حال ہین اگر انکی مداومت
روا نہ ہوتی تو نہ محب محب ہوتا ہے اور نہ مشتاق مشتاق اور جب تک یہ حال بندہ کی صفت نہو
جائی تب تک اُسکا نام اُسپر واقع نہین ہوتا اور یہی وجہ ہے کہ وہ رضا کو حالات سی کہتا ہے اور
جو ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا ہے اُسکا اشارہ بہی اُسکی طرف ہی وہ قول یہ ہے مُنْذُ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً
مَا اَقَامَنِیَ اللّٰہُ عَلٰی حَالٍ فَکَرِھْتُہٗ۔ یعنے چالیس سال ہوئی کہ خداوند تعالی نے کسی حال پر مجھے قایم
نہ کیا جسکو مینے مکروہ سمجہا۔ اور دوسرا گروہ حال کا دوام اور بقا روا نہین جیسا کہ جنید رضی اللہ
عنہ کہتے ہین اَلْاَحْوَالُ کَالْبُرُوْقِ فَاِنْ بَقِیَ فَحَدِیْثُ النَّفْسِ احوال بجلی کیطرح ہوتا ہے کہ دکہائی دیتا
ہے اور قایم نہین رہتا اگر باقی رہے تو حدیث النفس ہے کیونکہ جو باقی ہو وہ حال نہین ہوتا بلکہ
وہ حدیث النفس اور طبع کی ہوس ہے اور ایک گروہ نے اُسکی بابت کہا ہے اَلْاَحْوَالُ کَاسْمِھَا یعنے
اِنَّھَا کَمَا تَحِلُّ فِی الْقَلْبِ تَزُوْلُ یعنے حال اپنے نام کی مانند ہے یعنی وارد ہونیکے وقت جیسا کہ دلپر وارد
ہوتا ہے دوسرے وقت زایل ہوجاتا ہے اور جو باقی ہو وہ صفت ہوتی ہی اور صفت موصوف سے
قایم رہتی ہے اور یہ بہی ہوسکتا ہے کہ موصوف صفت سی زیادہ کامل ہوتا ہے اور یہ سب محال ہین

یہ فرق مینے اسواسطے بیان کیا تا تجھے معلوم ہو جائے کہ اس گروہ کی عبارتون مین اور اس کتاب مین جہان
کہین تو حال اور مقام دیکھے معلوم کرے کہ اس سے کیا مراد ہے غرض کہ رضا مقامات کی حد ہے اور
حالات کی ابتدا اور یہ ایسا محل ہے جسکے ایک طرف کسب اور کوشش ہے اور دوسری طرف محبت
اور اسکا جوش اور اسکے اوپر کوئی مقام نہین اور مجاہدات اِس سے قطع ہوتے ہین پس اسکی ابتدا
کسب سے ہے اور انتہا بخشش سے اب احتمال ہوتا ہے کہ جسنے ابتدا مین اپنی رضا آپ سے دیکھی اُس نے
کہا کہ مقام ہے اور جسنے انتہا اپنی رضا حق سے دیکھی اُسنے کہا کہ حال ہے اصل تصوف مین
محاسبی رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب کا حکم یہ ہے لیکن معاملات مین اُسنے خلاف نہین کیا بدون اسکے
کہ مریدون کو اُن عبارات اور معاملات سے جنمین خطا کا وہم ہوتا جھڑک اور منع کرتا خواہ اُسکا
اصل درست ہی ہوتا جیسا کہ ایک روز ابو حمزہ بغدادی جو اسکا مرید تھا اُسکے پاس آیا وہ شنوا
اور صاحب حال تھا اور حارث شاہ مرغ رکھتا تھا کہ وہ بانگ دیا کرتا اُسوقت اُسنے بانگ دی
ابو حمزہ نے نعرہ مارا حارث کھڑا ہو گیا اور کارد اٹھائی اور کہا کہ کفرت یعنے تو کافر ہو گیا ہے
اور اُسکے قتل کے درپے ہوا باقی مرید اُسکے شیخ کے قدمون پر گرے اور اُسکو وہان سے چھوڑایا پھر
ابو حمزہ کو کہا کہ اَسْلِمْ یَا مَطْرُوْدُ یعنے اے مردود مسلمان ہو مریدون نے کہ شیخ صاحب ہم سب
اُسکو خاص اولیا اور موحدون سے جانتے ہین آپ نے اُسپر کیون یہ تردد کیا حارث نے جواب
دیا کہ مجھے اِس سے کچھ تردد نہین اور نہین دیدار کی خوبی ہے اُسکا باطن مستغرق توحید جانتا
ہون لیکن اسکو ایسی چیز کرنی چاہیے کہ حلولیون کے فعلون سے مشابہ نہو حتی کہ اُسکے معاملات
مین انکے مقامات کا نشان جو مرغ عقل نہین رکھتا اور مطابق عادت کے اپنی خواہش سے آواز
دیتا ہے وہ کیونکر حق سے سماع رکھتا ہے اور حق جل وعلا نہین رکھتا اور اُسکے دوستون اُسکی
کلام کی سوا آرام نہین اسکے اسلام کے سوا وقت اور حال نہین ہے اسکا کسی چیز مین حلول اور نزول
نہین اور اکیلا ہوتا اور ملنا قدیم پر روا نہین جب ابو حمزہ نے اسوقت شیخ کی نظر دیکھی کہا ایہا
الشیخ ہر چند مین اصل مین راستی پر تھا لیکن جبکہ میرا فعل اور قوم کے فعل سے مشابہ ہوا مینے توبہ

کی اور باز آیا اور اس قسم کے اوسکی بہت سی راستے ہین اور مینے مختصر کیا اور یہ طریق سلامت کے راہ مین قابل تعریف ہی جسمین ہوش کا نقصان نہین اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ کَانَ مِنْکُمْ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یَقِفَنَّ مَوَاقِفَ التُّھَمِ یعنے جو شخص اللہ تعالی پر ایمان رکھتا ہے اور روز قیامت کو مانتا ہے اسکو چاہیے کہ تہمت کی جگہ پہ کھڑا نہ ہووے اور مین کہ علی بن عثمان جلالی رضی اللہ ہون ہمیشہ خداوند تعالی سے درخواست کرتا ہون کہ مجھے ایسا معاملہ دے اور یہ صفت رسمی لوگون کی صحبت سی درست نہین ہوتی کیونکہ اگر گناہ اور ریا مین توان سے اتفاق نکرے تو تیرے دشمن ہو جاتے ہین فَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ جَھْلٍ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ✦

قصاری قصاریون کے پیرو ابو صالح بن حمدون بن عمارۃ القصار رحمۃ اللہ علیہ سے ہی وہ بڑے عالمون اور اس طریقت سادات سی ہوا ہے اور اسکا طریق ملامت کا اظہار اور پھیلاؤ تھا معاملت کی فنون مین اُنکی کلام بلند ہے وہ کہتا تہا کہ چاہیکہ خلقت کی علم کی نسبت خدائی عزوجل کا علم تیرے حال پر زیادہ حاوی ہو یعنے چاہیکہ جدا ہو کر پوشیدہ ہو کر حق سی بہت نیک معاملہ کرے بہ نسبت اسکے کہ ظاہر مین خلقت سی معاملہ کرے کہ تیرے دل کا خلقت کیطرف مشغول ہونا حق تعالی کیطرف سی بڑا پردہ ہے اور ملامت کی باب شروع کتاب مین اسکا احوال اور حکایت بیان ہوئی اُسپر اختصار کرتا ہون تاکہ فضول کلام نہو جائے اور اُسکی عجیب حکایتون سے ایک گروہ ہے کہ کہتا ہے ایک روز مین نیشاپور کی حیرہ نہر مین جا رہا تہا نوح نام ایک چور جوانمردی مین مشہور تھا اور نشاپور کے سب چور اُسکے تابع تہے راستہ مین مجہے ملا مینے کہا کہ اے نوح جوانمردی کیا چیز ہے اُسنے پوچہا کہ میری جوانمردی پوچہتا ہے یا اپنی مینے کہا دونو بتادے اُسنے کہا کہ میری جوانمردی وہ ہے کہ مین نیچے مرقعہ پہنتا ہون اور اوپر قبا اور معاملہ وہ اختیار کرتا ہون تاکہ صوفی ہو جاؤن اور خدا سے شرم کرتا ہون اور اس مرقعہ مین گناہ سے پرہیز کرتا ہون اور تیری جوانمردی وہ ہے کہ تو مرقعہ باہر پہنتا ہے تا تو خلقت پر اور خلقت تجھہ پر مبتلا ہو جائے پس تیری جوانمردی شریعت کی حفاظت ہی ظاہر مین اور میری جوانمردی در پردہ حقیقت کی حفاظت ہے اور یہ

اصل بہت قوی ہے لیکن طیفوریہ اور یہ لوگ ابی یزید طیفور بن عیسے بن سرشان البسطامی کے پیروی کرتے ہیں اور وہ رئیس اور بزرگ صوفیون سے تہا اور اسکا طریق غلبہ اور مستی تہی اور حق عزوجل کا غلبہ شوق اور سکر اور دوستی۔ آدمی کی کسی دوستی کی جنس سے نہیں اور جو چیز کسب کے احاطہ سے باہر ہو اسکا دعوی باطل ہوتا ہے اور اُس سے تقلید کرنا محال ہے پس ہوشیار کے لئے سکر صفت نہیں ہوتی اور آدمی اپنی طرف سکر کی کشش کرنیکا اختیار نہیں رکھتا اور اسکا سکر خود مغلوب ہوتا ہے اسکو خلقت کی طرف توجہ نہیں ہوتی تاکہ کسی صنعت کی طرف تکلف ظاہر ہو اور اس طریقت کے مشایخ کی رائے یہ ہے کہ اقتدا صرف اُسی شخص مستقیم سے درست ہوتی ہے جو گردش حال سے نکل گیا ہو پھر ایک گروہ روا رکھتا ہے کہ آدمی تکلف لے غلبہ اور سکر کے راستہ پر چلے اس سبب سے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُبْكُوا فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكَوْا یعنے روؤ اگر تم نہ روؤ تو رونی صورت بناؤ۔ اسکی دو وجہ ہوتی ہیں ایک اپنے آپکو گروہ کی مانند بنانا ریا کی راہ پر یہ شرک صریح ہوتا ہے اور دوسرا اس ارادہ پر مانند کرنا تاکہ اللہ تعالی اسکو بھی اس درجہ پر پہونچائے جس گروہ کی مانند بنا ہے تاکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کیموافق ہو حدیث یہ ہے مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنے جو شخص کسی قوم کی صورت بنے وہ انہیں سے ہے اور جو مجاہدات کے اقسام سے ہو وہ بجالائے اور امیدوار ہے تاکہ خداوند تعالی تحقیق معانی کا دروازہ اُسپر کھولے مشایخ سے ایکنے کہا ہے اَلْمُشَاهَدَاتُ مَوَارِيثُ الْمُجَاهَدَاتِ یعنے مشاہدے مجاہدات کا سبب ہیں میں کہتا ہوں کہ مجاہدات سکر حاصل کرنیکا باعث نہیں ہوتا اور مجاہدات ہوش کی حالت میں کرسکتے ہیں اور صاحب ہوش کو مست کی حالت پر توجہ نہیں ہوتی اور یہ محال ہوتا ہے اب میں سکر اور صحو کی حقیقت مع اختلاف مشایخ بیان کرتا ہوں تاکہ شبہ جاتا رہے انشاء اللہ عزوجل

اَلْكَلَامُ فِي السُّكْرِ وَالصَّحْوِ

تجہے اللہ تعالی عزت دے جان لے سکر اور غلبہ وہ عبارت ہے کہ صاحبان معنے کی غلبہ محبت حق تعالے سے حاصل ہو اور صحو حصول مراد سے عبارت ہے اور صاحبان معنے کو اُسکی بابت بہت کلام

ہے ایک گروہ تو صحو کو افضل سمجھتے ہین اور ایک گروہ سکر کو فوق دیتے ہین اور جو لوگ سکر کو افضل جانتے ہین وہ ابو یزید ہے اور اُسکی پیرو کہتے ہین کہ صحو صفت آدمیت کی تمکین اور اعتدال سے صورت پذیر ہوتے ہین اور حق سے بڑا پردہ ہے اور سکر آفت کے زوال اور صفات بشریت کے نقصان اور اُسکی تدبیر اور اختیار دور ہونے اور اسکے تصرف کے حق مین فنا ہونے پر اطلاق کرتے ہین اِس وجہ سے کہ معانی اور قوتین جو آدمی مین موجود ہین اُسکی جنس کے برخلاف ہون وہ زیادہ کامل اور تمام تر اس حال کا ہوتا ہے جیساکہ داؤد علیہ السلام صحو کی حالت مین تھے کہ جو کلام اُنسے ظہور مین آیا خداوند تعالی نے انکی طرف نسبت کیا اور فرمایا وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ یعنی داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا اور ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی حالت سکر مین تھی جو فعل اُنسے ظہور مین آیا خداوند تعالی نے اپنی طرف نسبت کیا اور فرمایا وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی فَشَتَّانَ مَا بَیْنَ عَبْدٍ وَعَبْدٍ یعنی تونے نہ پھینکا جب تونے پھینکا ولکن اللہ تعالی نے پھینکا پس بندہ اور بندگی مین بڑی دوری ہے جو اپنے آپ قایم تھا اور اپنی صفات پر ثابت اُسسے کہا کہ تونے کیا ادب کی صورت پر اور جو حق سے قایم تھا اور اپنی صفات سے فانی اسکو فرمایا کہ جو کیا ہمنے کیا۔ پس بندہ کے فعل کو حق کی طرف اضافت کرنا بہت اچھا ہوتا ہے بہ نسبت اسکے کہ فعل حق کو بندہ کی طرف نسبت کرین بندہ اپنے آپ قایم ہوتا ہے اور جب بندہ کا فعل حق کیطرف اضافت کرین تو حق سے قایم ہوتا ہے کہ جب بندہ اپنے آپ قایم ہوتا ہے جیساکہ داؤد علیہ السلام کی نظر نامناسب جگہ پر پڑی یعنے اوریا کی عورت پر تو دیکھا جو دیکھا اور جب بندہ حق سے قایم ہوا ایسا ہوتا ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نظر اُسی جنس کی عورت پر پڑی تو عورت زید پر حرام ہوئی اسلئے کہ وہ صحو کے محل مین تھے اور وہ سکر کے محل مین پھر جو لوگ صحو کو سکر پر فوق دیتے ہین وہ جنید رضی اللہ عنہ ہے اور انکی تابعدار کہتے ہین کہ سکر آفت کا محل ہے اسلئے کہ وہ پریشانی حال کی ہے اور صحبت کا جاتے رہنا اور اپنا سررشتہ گم کرنا جب بندہ سب معانی کا طالب ہوتا ہے یا فنا کے روسے یا بقا

کے روسے یا محو کے روسے یا اثبات کے روسے تب حال درست نہین ہوتا اور فائدہ تحقیق حاصل نہین ہوتا اسلیئے کہ اہل حق کا دل سب موجودات سے مجرد چاہیے سا اور نابینائی کے سبب چیزون کی فکر مین خوش نہووے تاکہ انکی آفت سے آزادی ہو اور خلقت جو ماسوائے اللہ چیزون مین رہتی ہے اس باعث سے ہے کہ وہ چیزونکی ماہیت سے بیخبر ہین کیونکہ اگر چیزون کی ماہیت جانتے تو چھوٹ جاتے اور درست دیدار دو طرح پر ہوتا ہے ایک تو یہ کہ دیکھنے والا شے کو بقا کی نظر سے دیکھتا ہے یعنے سمجھتا ہے کہ یہ ہمیشہ قایم رہنے والی چیز ہے اور دوسرا وہ کہ فنا کی نظر سے دیکھتا ہے اگر بقا کی نظر سے دیکھتا ہے تو سب چیزونکو اپنے بقا مین ناقص پاتا ہے کیونکہ چیزون کو اپنے بقا کے حال مین خود بخود باقی نہین دیکھتا۔ اور اگر فنا کی نظر سے دیکھتا ہے تو کل موجودات کو بقائے حق کے مقابل مین فانی پاتا ہے اور یہ دونو صفتین موجودات سے اسکا منہ موڑتی ہین اسی سبب سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے زبان مبارک سے یہ دعا کی اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ یعنے بارخدایا ہمکو ماہیت چیزون سے اگاہ فرمائے اسلیئے کہ جسکو ماہیت چیزونکی یاد ہوئی اُسنے آرام پایا اور خدائے عزوجل نے جو فرمایا ہے فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ یعنے پس اے صاحبان بینش عبرت پکڑو اسکے معنے یہی ہین کیونکہ جب تک ماہیت اشیا نہ دیکھینگے تب تک عبرت نہ پائینگے پس یہ سب چیز صحو کی حالت مین درست نہین ہوتی ہین اور سکر والون کو تو اس سے ذرا بھی واقفیت نہین جیسا کہ موسے علیہ السلام سکر کی حالت مین تھے تجلے کے ظاہر کرنے کی طاقت نہ پائی اور بیہوش ہو کر گر پڑے وَخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا یعنے موسے علیہ السلام بیہوش ہو کر گرے اور ہمارے رسول صلے اللہ علیہ وسلم صحو کی حالت مین تھے مکہ معظمہ سے قاب کوسین عین تجلی مین تھے ہر پل زیادہ ہوشیار اور بیدار تھے شعر شَرِبْتُ الرَّاحَ کَاْسًا بَعْدَ کَاْسٍ۔ فَمَا نَفِدَ الشَّرَابُ وَمَا رَوِیْتُ یعنے مینے شراب پیالہ پر پیالہ پی۔ نہ شراب کم ہوئی اور نہ مین سیر آب ہوا اور میرا شیخ جو جنیدی مذہب تھا فرماتا ہے سکر بچون کی کھیل ہے اور صحو مردون کا محل فنا ہے اور مین علی عثمان جلالی کا بیٹا کہتا ہون اور میرا قول اپنے شیخ کے

موافق ہے کہ صاحب سکر کا بل حال صحو ہوتا ہے اور سحو کا ادنے درجہ دیدار سے بشریت کا ہیجانا
ہے۔ پس جو صحو آفت معلوم ہو اُس سکر سے بہتر جو عین آفت ہو۔ اور ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ علیہ
کی حکایت کرتے ہین کہ اپنے ابتداء حال مین بیس سال بیابانون مین گوشہ نشین رہے چنانچہ کسی
آدمی نے معلوم نہ کیا۔ یہانتک کہ مشقت سے انکے اعضا خشک ہوگئے اور انکی آنکھین اتنی چھوٹی
ہوگئین جتناکہ سوئی کا سوراخ ہوتا ہے اور صورت آدمیت کی بدل گئی بیس سال کے بعد
انکو لوگون مین صحبت کا حکم ہوا تب انہون نے اپنے جی مین کہا کہ ابتدا مین اہل اللہ اور مجاوران
خانہ خدا سے صحبت کرون تاکہ زیادہ مبارک ہو پھر اہل مکہ کا قصد کیا مشایخ کو صفائی باطن نے
انکے آنے سے آگاہ کیا تب وہ استقبال کو گئے انکے ایسے حال مین پایا کہ صورت بدلی ہوئی
اور جان صرف اڑی ہوی پوچھا کہ اے اباعثمان بیس سال آپنے زندگی کی ہے کہ آدم اور انکی
اولاد یک وقت سے عاجز ہوئی یعنے جس حالت مین آپنے اتنے عرصہ تک زندگی گذاری ہے آدم
اور اُسکی اولاد نہین گذار سکتی آپ فرمایئے کہ کیون گئے اور کیا دیکھا اور کیا حاصل کیا اور
کیون واپس آئے انہون نے جواب دیا کہ مین سکر کی حالت مین چلا گیا اور سکر کی آفت دیکھی
اور ناامیدی حاصل ہوئی اور عاجز ہو کر آیا پھر سب مشایخ نے کہا آپکے معبرون پر حرام ہے
کہ صحو اور سکر کا بیان کرین کیونکہ آپنے سب کی داد دی ہے اور آفت سکر ظاہر کردی الغرض سکر
بقائے صفت دیکھین اور فنائے صفت کا گمان ہے اور یہ حجاب ہوتا ہے اور صحو فنائے صفت
مین سب کا سب بقا کا دیدار ہے اور یہ عین کشف ہوتا ہے غرض کہ کسی کو یہ صورت نظر آوے
کہ صحو کی انسبت سکر فنا سے زیادہ نزدیک ہے تو یہ محال ہوگا اسلئے کہ سکر صحو پر زیادہ صفت
رکھتا ہے اور جبتک بندہ مین یہ اوصاف بڑھتے جاوین بیخبر ہوتا ہے اور جب اسمین نقصان
آتا ہے تب طالبون کو امید ہوتی ہے اور صحو اور سکر مین یہ انکے حال کی ہی انتہا ہے
ابو یزید رحمتہ اللہ علیہ کی حکایت کرتے ہین کہ وہ مغلوب ہوا اور وہ اس صورت پر ہے کہ
یحیےٰ ابن معاذ رضی اللہ عنہ نے اسکو خط لکھا کہ آپ اُس شخص کے حق مین کیا کہتے ہین کہ

محبت کی دریا سے ایک قطرہ پی کر نیست ہو جائے بایزید نے جواب میں کہا کہ آپ اُس شخص کے حق میں کیا کہتے ہیں کہ اگر سب دریا جہان کے محبت کا شراب ہو جاویں اور وہ سب پی جاوے ابھی پیاس سے شور کرتا ہے آدمی اُس سے یہ سمجھتے ہیں کہ یحیی نے سکر سے مراد کہی ہے اور بایزید نے صحو سے اور یہ برخلاف ہی کہ صاحب صحو وہ سمجھا جائے جو ایک قطرہ کی طاقت بھی نہیں رکھتا اور صاحب سکر وہ ہو جو مستی میں سب پی جائے اور پھر اور چاہے اسلیئے کہ شراب سکر کا آلہ ہے جنس کے لیئے جنس اولے ہوتی ہے اور صحو اسکے برخلاف ہوتا ہے وہ شراب سے آرام نہیں پاتا لیکن سکر دو طرح پر ہوتا ہے ایک دوستی کی شراب سے دوسرا محبت کی پیالہ سے اور سکر سبب دوستی ہوتی ہے کہ رویت نعمت کی سبب پیدا ہوتی ہے اور سکر محبت بوجہ ہوتی ہے جو رویت منعم سے پیدا ہوتی ہے پس جو شخص نعمت دیکہتا ہے وہ اپنے اوپر دیکہتا ہے تو وہ اپنے آپکو دیکہتا ہے اور جو منعم کو دیکہے جب نعمت کو منعم کے ساتہہ دیکہتا ہے تو وہ آپکو نہیں دیکہتا اگرچہ سکر میں ہو اُسکا سکر صحو ہوتا ہے اور صحو بہی دو طرح پر ہوتا ہے ایک صحو غفلت پر دوسرا محبت پر قایم ہونا اور جو صحو غفلتی ہوتا ہے وہ بڑا حجاب ہوتا ہے اور جو صحو محبتی ہو وہ کشف ہوتا ہے پس جو غفلت کی قرین ہو اگرچہ صحو ہو سکر ہوتا ہے اور جو محبت کو پہونچے اگرچہ سکر ہو صحو ہوتا ہے جب اصل محکم ہو صحو سکر کے مانند ہے اور سکر صحو کی مانند اور جب بے اصل ہوں تو دونو بیفائدہ ہوتے ہیں غرض کہ صحو اور سکر مردوں کی راہ میں معلول کے اختلاف کی باعث ہوتا ہے جب حقیقت کا بادشاہ جمال دکھاتا ہے تو صحو اور سکر دونو طفیلی ہوتے ہیں اسلیئے کہ اُن دونو کے کنارے یا طرفین ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اور ایک کا انتہا دوسرے کا ابتدا اور ابتدا اور انتہا فرقوں میں ہوتی ہے اور جسمیں تفرقہ ہو وہ حکم میں مساوی ہوتا ہے اور جمع تفرقوں کی نفی ہوتی ہے اسی بارہ میں ایک بزرگ کہتا ہے شعر اِذَا طَلَعَ الصَّبَاحُ بِنَجْمِ رَاحٍ تَسَاوَى فِيهِ سُكْرَانٌ وَصَاحٍ یعنے جب صبح طلوع کرتی ہے اور ستارے خوش ہوتے ہیں سو اسمیں صحو اور سکر برابر ہوتے ہیں۔ اور سرخس میں دو پیر ہوئے ہیں ایک لقمان دوسرا ابو الفضل

رضی اللہ عنہا ایکدن لقمان ابوالفضل کے پاس آیا اسکو دیکھا کہ ہاتھہ مین کتاب کی جزو پکڑی ہوئی کہا کہ اے ابوالفضل اس جزو مین کیا ڈھونڈتے ہو اُسنے جواب دیا کہ تو جس چیز کی ترک مین ہے اُسنے کہا کہ یہ خلاف کیون ہے جواب دیا کہ خلاف تو دیکھتا ہے جو مجھہ سے پوچھتا ہے کہ کیا ڈھونڈتا ہے مستی سے ہوشیار ہو اور ہشیاری سے بیدار ہو تاکہ تیرا خلاف اٹھہ جائے اور تو جان لے کہ مین اور تو کیا طلب کرتے ہین پس طیفوریون کو جنیدیون سے اسقدر اختلاف تھا کہ ہمنے بیان کیا اور معاملہ مین مذہب اُسکا مطلقاً ترک صحبت اور اختیار گوشہ نشینی ہے اور مریدون کو بالکل یہی فرماتا ہے اور یہ طریق نیک اور سیرت قابل تعریف ہی اگر الفضل تعالی میسر ہو۔ لیکن جنیدیہ انکی پیروی ابوالقاسم جنید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ ہے اُسکے وقت مین اسکو طاؤس العلما کہتے اس گروہ کا سردار امام امان تھا اُسکے طریق کی بنا صحو پر ہے برخلاف طیفوریون کے اور اسکا اختلاف بیان ہوا اور سب مذہبون سے یہ زیادہ مشہور و معروف ہے اور سب مشائخ جنیدی مذہب ہوئے ہین اور اُسکے سوا انکے کلمات مین اس طریقت کے معاملات کی بابت بہت اختلاف ہی لیکن طول کلامی کے ڈر سے اسپر اختصار کیا ہے اور اگر کوئی اِس سے زیادہ معلوم کرنا چاہے تو اور جگہ دیکھہ لے تا اُس سے اچھا معلوم ہو جاوے کیونکہ اس کتاب مین میری روش اختصار ہے اور طول کلامی کی ترک وباللہ التوفیق اور مینے ایک حکایت دیکھی ہے کہ جب حسین ابن منصور غلبہ مستی مین عمر بن عثمان سے بیزار ہو کر جنید رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو جنید رضہ نے پوچھا کس واسطے آیا ہے اُس نے جواب دیا کہ مین آپ سے مجلس کرنا یعنے حلقہ نشین ہونا چاہتا ہون انہون نے کہا کہ میرے دیوانون سے صحبت نہین کیونکہ صحبت کیلئے صحت چاہئے کیونکہ جب تو آفت سے زیادہ صحبت کرے تو ایسا ہوتا ہے کہ تو نے سہل بن عبداللہ تستری اور عمر سے صحبت کی ہو پھر اُسنے کہا کہ اَیُّهَا الشَّیْخُ اَلصَّحْوُ وَالسُّکْرُ صِفَتَانِ لِلْعَبْدِ وَمَا دَامَ الْعَبْدُ مَحْجُوْبًا عَنْ رَبِّہٖ حَتّٰی فَنِیَ اَوْصَافُہٗ یعنے صحو اور سکر بندہ کے لئے دو صفتین ہین بندہ ہمیشہ خدا سے حجاب مین ہے جبتک کہ اوصاف

فضیلۃ جنید کا ذکر

فانی ہون جنید نے فرمایا۔ اَخۡطَانَ فِی الصَّحۡوِ وَالسُّکۡرِ یعنے تو نے صحو اور سکر مین خطا کی اسلئے کہ ہمین خلاف نہین کہ صحو حق سے صحت حال مراد ہے اور سکر کثرت شوق اور نہایت محبت ہی اور یہ دونو باتین خلقت کی صفت اور کسب مین نہین آتین اور مین تیری اور منصور کے بیٹے کی کلام کو بہت فضول اور بیمعنی عبارتین دیکھتا ہون۔ لیکن نوریہ انکی پیرو ہے ابی الحسن احمد بن محمد نوری رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق رکھتی ہے وہ صوفی عالمون سے اعلے درجہ پر تہا اور انمین مشہور اور مذکور اسکے مناقب روشن اور قاطع دلیلین ہین اور تصوف مین اسکا مذہب پسندیدہ ہے اور اسکے مذہب کے قاعدہ یعنے اصل مین تصوف کو فقر پر فوق دیتا ہی اور اسکا معاملہ جنید سے مطابق ہی۔ اور اسکی طریقت کے عجائبات سے ایک یہہ ہے کہ صحبت مین صاحب کے حق کو اپنے حق پر مقدم رکہے اور جس صحبت مین مقدم نہ رکہا جاوے وہ حرام ہے اور رکہتا ہی کہ صحبت انکی لئے فرض ہے اور گوشہ نشینی ناپسند اور صاحب کو صاحب پر مقدم رکہنا فرض ہی اوس سے روائیت ہی کہ کہا ایاکم وَالۡعُزۡلَۃَ فَاِنَّ الۡعُزۡلَۃَ مُقَارِنَۃُ الشَّیۡطَانِ وَعَلَیۡکُمۡ بِالصُّحۡبَۃِ رِضَاءُ الرَّحۡمٰنِ یعنے گوشہ نشینی سے بچو کیونکہ وہ شیطان کے ہم نشینی ہی اور صحبت کو لازم پکڑو کیونکہ صحبت مین خداوند عزوجل کی خوشنودی ہی اب مین ایثار کی حقیقت بیان کرتا ہون جب مین صحبت اور گوشہ نشینی کے باب مین پہونچونگا وہان اسکی رمزین بیان کرونگا کہ عام فائدہ ہوجاوے انشاء اللہ عزوجل اَلۡکَلَامُ فِی الۡاِیۡثَارِ خداوند عزوجل نے فرمایا ہے یُؤۡثِرُوۡنَ عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ وَلَوۡ کَانَ بِہِمۡ خَصَاصَۃٌ یعنے ایثار بخشش کرنی مین دوسرکی حاجت براری کیلئے بخشش کرنیمین دوسرے کی حاجت براری کو اپنی حاجت پر مقدم رکہنا ایثار ہی اگرچہ خود حاجتمند ہون اور اس آیت کا شان نزول خاص فقراء اصحاب ہین اور اصل ایثار وہ ہوتا ہے کہ محبت مین اپنے صاحب کا حق نگاہ رکہے اور اپنے حصے کو اوسکے حصہ مین دیوے اور خود رنج اٹہاے اس خیال پر کہ صاحب خوش ہو اِنَّ الۡاِیۡثَارَ الۡقِیَامُ بِمُعَاوَنَۃِ الۡاَغۡیَارِ مَعَ اسۡتِعۡمَالِ مَا اَمَرَہُ الۡجَبَّارُ لِرَسُوۡلِہِ الۡمُخۡتَارِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اسلئے ایثار کیا ہی غیرونکی امداد پر قائم ہونا باوجود استعمال اوس امر کے جو اللہ تعالے جبار نے اپنے رسول مختار کو حکم دیا جیسا کہ فرمایا ہی خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰہِلِیۡنَ یعنے معافی اختیار کر اور امر معروف کر اور جاہلون سے منہ موڑنے۔ یہہ باب صحبت کے آداب مین زیادہ مشروح ذکر ہوگا لیکن یہان ایثار مراد ہے اور یہہ

دو طرح پر ہوتا ہے ایک صحبت مین جیسا کہ ذکر ہوا اور دوسرا ایثار محبت مین لیکن صاحب کے حق مین ایثار
کرنا ایک نوع رنج اور تکلیف ہی اور دوست کے حق مین ایثار کرنا آرام اور خوشی ہی - اور مشہور حکایتون مین
آیا ہی کہ جب غلام الخلیل نے اوس گروہ سے اپنی عداوت ظاہر کی اور ہر ایک سے جھگڑا واقع ہوا نوری اور رقام
اور ابو حمزہ کو پکڑ کر دار الخلافہ مین لے گئے غلام نے کہا کہ یہہ زندیق قوم ہی اگر امیر حکم فرمائی تو انکے مار ڈالنے
سے زندیقون کا اصل پراگندہ ہو جائے کہ یہہ اس گروہ کے سردار ہین جس شخص کے ہاتھہ سے یہہ کار خیر ہوگا
مین اسکے واسطے بڑا اجر کا ضامن ہون خلیفہ نے اسیوقت حکم دیا کہ انکو قتل کر ڈالین سیاف یعنے جلاد
آیا اور تینون کی ٹنڈیان کسین جلاد نے رقام کا قصد کیا نوری اٹھا اور رقام کی جگہہ بیٹھا تا کہ اسے
قتل کیا جائے اور اسنا کو خوشی اور رغبت سے چاہتا تھا لوگ اس بات سے تعجب ہو جلاد نے کہا کہ ای جوانمرد
یہہ تلوار ایسی چیز نہین کہ اس رغبت سے اوسکے آگے آوین جیسا کہ تو آیا ہے ابھی تیری باری نہین آئی اوسنے
کہا یہہ بات تو ہے لیکن میرا طریق ایثار پر مبنی ہی اور دنیا کی سب چیزون سے زیادہ عزیز زندگی ہی مین
چاہتا ہون کہ یہہ چند دم زندگی ان بھائیون کی کام آجائین کہ دنیا کا ایک دم میری نزدیک آخرت
کے ہزار سال سے زیادہ دوست ہے اسلئے کہ یہہ خدمت کا مقام ہی اور قربت کا گھر ہے اور قربت خدمت سے حاصل
ہوتی ہی قاصد نے یہہ خبر خلیفہ کو پہونچائی خلیفہ اسکی طبع کی نرمی اور سخن کے دقیق ہونیکے سبب اوس حال مین تعجب ہوا
اور ایک آدمی بھیجا کہ انکی خاطر ٹھہر جاوٴ اسوقت قاضی القضات ابو العباس بن علی تھا انکو اوسکے حوالہ کیا
اوسنے سب کو پکڑ لیا اور گھر لے گیا شریعت اور طریقت کے احکام سے جو انکو پوچھا جواب مین انکو کامل پایا اور غفلت کے
سبب اپنے حال سے خراب ہوا پھر نوری نے کہا کہ ای قاضی جو کچھہ تو نے پوچھا ہے ابھی کچھہ نہین پوچھا فَاِنَّ لِلّٰہِ
عِبَادًا یَاکُلُوْنَ بِاللّٰہِ وَیَشْرَبُوْنَ بِاللّٰہِ وَیَجْلِسُوْنَ بِاللّٰہِ وَیَقُوْلُوْنَ بِاللّٰہِ یعنے خداوند عز وجل کے مرد ہین کہ
خدا کیواسطے کھاتے ہین اور خدا کیواسطے پیتے ہین اور خدا کیواسطے بیٹھتے ہین اور اللہ تعالی کیواسطے کلام کرتے ہین
حرکات و سکنات اور زندگی سب اوسکے واسطے کرتے ہین اور اوسکے مشاہدہ مین رہتے ہین کہ اگر ایک لحظہ مشاہدہ جل جلالہ
انکو حاصل نہو تو شور کرتے ہین قاضی اوسکی دقیق بات سے تعجب ہوا اوسکی صحت حال کی بابت خلیفہ کیطرف
لکھا کہ اگر یہہ گروہ ملحدین فَمَنِ الْمُوَحِّدُ فِی الْعَالَمِ یعنے پس جہان مین موحد کون ہے مین گواہی دیتا ہون

اور حکم کرتا ہون کہ اگر یہہ ملحد ہین تو روی زمین پر کوئی موحد نہین پہر خلیفہ نے انکو بلایا اور کہا کہ کچھہ
مانگ تو انہون نے جواب دیا کہ ہمکو تجھہ سے یہہ حاجت ہے کہ ہمکو بھولدے اور اپنی قبولیت سے ہمکو منسوب نکرے
اور نہ اپنی جدائی سے رد کرے کیونکہ ہمارے واسطے تیری جدائی مثل قبولیت کے ہے اور قبولیت مثل جدائی کے ہے
خلیفہ رو پڑا اور انکو واپس کردیا اور نافع سے روایت کرتے ہین کہ ابن عمر کو مچھلی کی خواہش ہوئی تمام شہر مین
تلاش کی لیکن نملی اور چند روز کے بعد مجہے ملی مینے حکم دیا کہ اسکا کباب کیا گیا پہر اوٹہاکر ابن عمر کے پاس
لایا تب اس مچھلی کے دیکھنے سے اسکی پیشانی مین خوشی کا اثر معلوم ہوا اسیوقت ایک سوالی اوسکے دروازہ
پر آیا فرمایا کہ یہہ مچھلی اوس سوالی کو دیدو غلام نے کہا کہ اتنے روز تو اسکی آرزو کرتا رہا اب کیون دیتا ہے ہم
سوالی کو کوئی اور چیز دیدیتے ہین اسنے جواب دیا کہ ای غلام اس کا کہانا مجھے حرام ہے کیونکہ میری دلمین اسکی
خواہش نہین رہی اوس حدیث کی سبب سے جو مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اَیُّمَا امْرِءٍ اشْتَھٰی
شَھْوَۃً فَرَدَّ شَھْوَتَہٗ وَاٰثَرَ اٰخَرَ عَلٰی نَفْسِہٖ غُفِرَ لَہٗ جس مرد کو کسی چیز کی خواہش ہو اور اسکو وہ
چیز مل گئی پہر اوسنے دوسرے کی آرزو اپنی آرزو سے فائق سمجہکر اوسکو دیدی ضرور خداوند تعالی اسکو
بخشیگا - اور یہہ بہی مینے حکایتون مین پایا ہے کہ دس درویش ایک جنگل مین چلے گئے اور رستہ بہول گئے اور
اور پیاس انپر غالب ہوئی اور انکے پاس پانی کا ایک پیالہ تہا ایک دوسرے پر ایثار کرتے تہے کسی نے نپیا یہانتک
کہ سب مرگئے ایک شخص رہگیا وہ کہتا ہے کہ جب مینے دیکھا کہ سب مرگئے مینے وہ پانی پیا اور اسکے پینے سے ہوش
آیا ایک نے اوسے کہا اگر تو بہی وہ پانی نہ پیتا تو بہتر ہوتا اوسنے کہا ای شخص تو نے شریعت کو ایسا جانا ہے اگر مین
نہ پیتا تو قاتل نفس ہوتا اور اسکی باعث عذاب مین گرفتار ہوتا اوسنے کہا پہر یہہ قاتل نفس ہوئے اوسنے کہا
کہ نہین اسلئے کہ ایک واسطے دوسرے کے نہین پیتا تہا تاکہ وہ سب بچ رہے جب اس باہمی اتفاق اور باہمی ایثار
سے فوت ہوئے اور مین رہگیا پہر حکم شرع سے مجہپر اسکا پینا واجب ہوا - اور جب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ
پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے بستر مبارک پر لیٹے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ کو ساتھہ لیکر مکہ شریف سے تشریف باہر لیگئے اور غار مین رونق افروز ہوئے اس رات کافرون
نے سخت ارادہ کیا خداوند جل جلالہ نے جبرئیل اور میکائیل کو حکم فرمایا کہ جب سے تم دونو کو باہم بھائی بنایا ہے

اور ایک کی عمر دوسرے سے دراز کی ہے اب بتاؤ کہ تم مین سے کون ہے جو اپنی بہائی کو
اپنی جان پر مقدم رکہے اور اپنی موت اختیار کرے ہر ایک نے اپنی زندگی اختیار رکہی تب خداوند
عزوجل نے ان کو فرمایا کہ علی کرم اللہ وجہ کا شرف قابل دید ہی اور اسکی فضیلت مین غور کرنا چاہی
کہ ہمنے اوسکے اور اپنی رسول کے درمیان برادری بہائی ہے اور علی کرم اللہ وجہ نے اپنی قتل اور موت بجائے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی ہی اسطرحپر کہ بستر مرگ پر بجائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ رہے
اور اپنی زندگی ایثار کی ہے اور خود موت کو قبول کیا اب دونو زمین پر جاؤ اور علی کرم اللہ
وجہ کو بچاؤ پہر میکائیل اور جبرئیل علیہ السلام آئے ایک علی کرم اللہ وجہ کے سر کی طرف بیٹھ گیا
اور دوسرا پاؤن کی طرف جبرئیل نے کہا بَخٍ بَخٍ مَنْ مِثْلُكَ یَا ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالیٰ یُبَاهِیْ
بِكَ عَلَی مَلٰئِكَةٍ یعنے شاباش اے ابی طالب کے بیٹے تیری مثل کون ہے کہ خداوند تعالی تیری
واسطے فخر سب فرشتون پر کرتا ہے اور تو میٹھی نیند مین سویا ہے اسوقت یہ آیت اسکے شان مین آئی
وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْرِیْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ یعنے آدمیون
مین سے وہ شخص ہے جو حق تعالی کی رضاجوئی مین اپنے جان کو بیچتا ہے اور اللہ تعالی بندون
پر مہربان ہے۔ اور جب جنگ احد کے کی محنت مین مومنون کو ز مایا ایک عورت انصار کی صالحات
سے کہتی ہی کہ مین ایک پانی کا پیالہ لیکر باہر گئی تا کہ لڑائی مین خود جاکر کسیکو پلاؤن اصحاب کرام سے
ایک کو مینے دیکہا گہائل دم گنتا تہا اوس نے میری طرف اشارہ کیا کہ پانی مجہے دو اتنے مین دوسرے
زخمی نے آواز دی کہ مجہے دی اوسنے وہ پانی نہ پیا اور کہا کہ دوسرے کے پاس لیجا جب اوسکے پاس
لیگئی ایک اور نے آواز دی کہ مجہے دی اوس دوسرے نے وہ پانی نہ پیا اور کہا کہ اوس تیسرے کے پاس لیجا
ایسا ہی سات کس مین یہ بات ایثار کی ظہور مین آئی جب ساتون نے وہ پانی مجہسے لینا چاہا اوسیوقت
جان بحق ہوئے پہر مین لوٹ کر گئی تا اور کو دون کیا دیکہتی ہون کہ چہہ ہی عالم بقا کو گئے ہوئے
تہے تب یہ آیت آئی وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ یعنے اپنی جان پر
مقدم رکہتے ہین اگرچہ انکو خود حاجت ہوتی ہے۔ اور بنی اسرائیل مین ایک عابد تہا کہ اوسنے چار سو

سال عبادت کی ایک روز اسنے کہا کہ بار خدایا اگر یہہ پہار بیدا نہوتے تو بندون پر چلنا اور سیر کرنا آسان ہوتا اسوقت پیغمبر صلواۃ اللہ علیہ کو حکم آیا کہ اس عابد کو کہو کہ ہمارے ملک مین تصرف کرنے سے تیرا کیا کام ہے اب اگر تونے تصرف کیا تو تیرا نام نیکبختون سے مٹایا جائیگا اور بدبختون کے دفتر مین درج ہوگا عابد کا دل خوش اور جناب ربانی مین سجدہ شکر ادا کیا پیغمبر صلواۃ اللہ علیہ نے کہا کہ کم بختی پر سجدہ شکر واجب نہین ہوتا اوسنے جواب دیا کہ یہہ شکر بدبختی پر نہین بلکہ اثبات پر ہے کہ میرا نام بھی دیوالوں کے دیوان مین ہے لیکن یا پیغمبر خدا میری ایک مراد ہے پیغمبر نے کہا کہ بیان کر اوسنے کہا کہ اب جناب مین خداوند عزوجل کے عرض کردو کہ آپ جب مجھے دوزخ بھیجینگے تو مجھے اتنا بڑا کرنا کہ مین سب گناہگار موحدون کی جگہہ گھیرلون تاکہ وہ سب بہشت مین جاوین حکم ہوا کہ اس بندہ کو کہہ یہہ امتحان تیرے اہانت کیواسطے نہین بلکہ دنیا اور عاقبت مین تو جسکی شفاعت کریگا وہ بہشت مین جاویگا۔ اور مین نے احمد حمادوخسرسی سے پوچھا کہ پہلے تیری توبہ کس سبب ہوئی اوسنی کہا خرس سے جنگل مین اونٹ لیگیا کچھہ مدت وہان رہا اور مجھے ہمیشہ یہہ خواہش ہوئی کہ مین بھوکا رہنا اور اپنا حصہ دوسرے کو دیتا اور فرمان خدای عزوجل کا میرے دلمین خیال رہتا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ترجمہ مکرر ہوچکا اور مین ان لوگون سے اعتقاد رکہتا ایکروز بہوکہا شیر جنگل سے آیا اسنے ایک اونٹ مارڈالا اور ایک بلندی پر چڑہ گیا اور آواز دی جو درندے اوس جنگل مین نزدیک تھے اوسکی آواز سنکر جمع ہوئے تب وہ آیا اور اونٹ کو پہاڑ دیا اور آپ کچھہ نہ کہایا پہر اوس بلندی پر چڑہ گیا اور اونٹ کو لومڑی اور گیدڑ اور بہیڑیے درندون نے سب کہالیا اور وہ شیر وہان ٹہیر گیا تاکہ سب کہاکر واپس چلے گئے پہر اوسنے ارادہ کیا تا خود بہی اوس سے کچھہ کہالے اسیوقت لنگڑی لومڑی دور سے ظاہر ہوئی شیر پہر بلندی پر چڑھ گیا تاکہ اوس لومڑی نے بہی جتنا ہوسکا کہالیا پہر واپس چلی گئی پہر شیر آیا اور تہوڑا سا اوس سے کہالیا مین دور سے دیکھہ رہا تہا جب واپس ہوا تو فصیح زبان سے مجہے کہا کہ اے احمد لقمہ کا ایثار کرنا کتون کا کام ہے مرد وہ ہین جو جان اور زندگی ایثار کرتے ہین جب مینے یہہ برہان دیکھی تو سب کاروبار چھوڑ دیا میری توبہ کی ابتدا

یہہ ہوئی جعفر خلدی رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ ایک روز ابو الحسن نوری رحمہ اللہ خلوت مین مناجات کرتے تہے
اور مین پاس اُسکے مناجات سننے کو وہان اسی صورت مین کہ اسکو معلوم نہو جاے گیا وہ بڑا لایق اور فصیح تہا
کہتا تہا بار خدایا آپ دوزخیون کو عذاب کرینگے حالانکہ سب آپکے علم اور قدرت اور ارادے
قدیم سے پیدا ہوئے ہین اگر ناچار دوزخ کو آپنے پر کرنا ہے تو آپ قادر ہین کہ سب طبقات دوزخ کو مجہسے
پر کرین اور باقی سب مخلوقات کو بہشت مین لیجائین جعفر نے کہا کہ مین اُسکی اس امر مین حیران ہوا
مین نے خواب مین ایک آنے والے کو دیکہا کہ آرہا تہا اور کہتا تہا کہ خداوند عز وجل نے فرمایا ہے
کہ ابو الحسن کو کہدو کہ ہمنے تجہکو اُس شفقت اور تعظیم کے سبب بخشدیا جو تو ہمارے اور بندون سے بجا لایا ہے
اور اسکو اسواسطے نوری کہتے کہ جب اندہیری کوٹہری مین کلام کرتے تو اُنکے نور باطن سے کوٹہری روشن
ہو جاتی اور نور حق سے مریدون کے باطنون کو جان لیتا اسلئے جنید نے اوسے کہا کہ ابو الحسن جاسوس
اور اہل بصیرت اوسکو القلوب ہے یہہ اُسکا خاص مذہب ہے اور اصل قوی اور امر بزرگ جانتے ہین اور روح
دینے اور پیاری چیز کو چہوڑنے سے اور کوئی چیز آدمی پر سخت نہین اور خداوند عز وجل نے سب نیکیان
کی جابی یعنے پیاری چیز محبوب کو دوسرے کیواسطے چہوڑ دینے مین رکہی ہے جیسا کہ فرمایا لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ
حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ یعنے جب تک تم اپنی پیاری چیز کو راہ خدا مین خرچ نکروگے تب تک نیکی نپاؤگے
جس شخص نے روح سے دریغ نکیا مال اور حال اور خرقہ اور لقمہ دینے مین کب دریغ کرتا ہے اور اس طریقت کا
اصل یہہ ہے جیسا کہ ایک شخص رویم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا کہ مجہے وصیت کر اوسنے کہا یَا بُنَیَّ لَیْسَ الْاَمْرُ
غَیْرَ بَذْلِ الرُّوْحِ اِنْ قَدَرْتَ عَلٰی ذٰلِکَ وَاِلَّا فَلَا تَشْتَغِلْ بِتُرَّهَاتِ الصُّوْفِیَةِ یعنے اے بیٹے یہہ کام جان دینے
کے سوا نہین اگر تجہے طاقت ہی نہین تو صوفیون کے بیہودہ کلام مین مشغول مت ہو اور اسکے سوا جو ہے
واہیات ہے اور خداوند عز وجل نے فرمایا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ
یُرْزَقُوْنَ یعنے مت خیال کر جو لوگ راہ خداوند کریم مین قتل ہوئے مردہ ہین بلکہ زندہ ہین اپنے رب کے نزدیک
رزق کہاتے ہین اور یہہ بہی فرمایا ہے کہ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ جو شخص
فی سبیل اللہ قتل ہوئے اونکو مردہ نہ جانیو بلکہ وہ زندہ ہے ہمیشہ کا قرب روح دینے سے ہوا اور

فرمان خداوند عز وجل مین اپنا حصہ ترک کرنے اور اوسکے دوستون کی متابعت کرنے مین پاتے ہین لیکن ایثار اور اختیار رویت مین تفرقہ ہوتا ہے اور عین مین جمع مین ایثار جو ترک نصیب ہے اصل نصیب ہے اور جب تک طالب کا طریق اوسکے متعلق ہو تب تک اوسکی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے اور جب کشش حق نے اپنی حکومت اور امداد ظاہر کی تب اوسکے حالات اور فعل غیبت ہو گئے اور وہ ظاہر نکرسکا اور حالت کا نام نہ رہا جس کا کوئی نام لے یا اوسکو ظاہر کرے یا کوئی چیز اوسپر اطلاق کرے اور اسی بات مین شیخ شبلی نے فرمایا ہے - شعر - غُبِتَ عَنِّي فَمَا اُحِسُّ بِنَفْسِي - وَتَلَاشَتْ بِهِ صِفَاتِي الْمَوْصُوفَةُ - فَاَنَا اليَوْمَ غَائِبٌ عَنْ جَمْعٍ - لَيْسَ لَهَا الْعِبَارَةُ الْمَلْصُوقَةُ یعنے تو مجھسے غائب ہوا پس میری سدھ بدھ نرہی - اور اس غائب ہونے سے میری صفات موصوفہ پراگندہ ہوئی - لیکن مین آج کے دن سب سے غائب ہون - افسوسناک کلام کے سوا اور کچھ نہین لیکن سہیلیہ یہہ لوگ سہیل بن تستری رحمۃ اللہ سے اقتدا کرتے ہین اور اہل تصوف سے بڑا شاندار ہے اور نہین بڑا بزرگ ہوا ہے - جیسا کہ اسکا ذکر ہو چکا ہے غرض کہ اپنے وقت کا بادشاہ تھا اور اس سے لوگون کے مرادات ملتی تہین اور طریقت کے عقدے کہلتے تہے اور دلائل ظاہری بہت تہین بلکہ اوس کی باتین عقل سے دریافت نہین ہو سکتین اور اس کا طریق اجتہاد اور نفس کی مشقت اور ریاضت ہے اور مریدون سے مجاہدہ کرا کر کامل درجہ پر پہونچایا اور اسکی بات ہو سکا یتون سے یہہ ہے کہ اسنے اپنے مرید کو کہا کہ کوشش کر کہ تا ایکدن تمام روز تو یا اللہ یا اللہ یا اللہ کہتا رہے دوسرے روز پھر تیسرے روز بہی یہی فرمایا تا کہ وہ ایسا ہی کرتا رہے اور اسکی یہہ عادت ہو گئی تب کہا کہ اب راتین بہی اسی شغل مین گذار و مرید نے ایسا ہی کیا اسقدر مزاولت کی کہ جب خواب مین جاتا تو اسی ذکر مین ہوتا تا کہ ذکر اوسکی عادت طبعی ہوئی پھر کہا کہ اب یہہ کام چھوڑدے اور دوست کی یاد مین مشغول ہو پھر ایسا ہو گیا کہ ہر حال اسی مین محو رہتا ایک وقت گھر مین بیٹھا تھا اوپر سے ایک لکڑی گری اور اسکے سر پر آکر ٹوٹ گئی اور خون کے قطرے اوسکے سر سے زمین پر گرتے تھے اور ان قطرات سے اللہ اللہ لکھا ہوا ظاہر ہوتا تھا - مریدون کی تربیت مجاہدات اور ریاضتون سے سہیلیون کا طریق ہے اور درویشون کی خدمت اور ادب حمدونیون کا وصف اور مراقبہ باطن جنیدیون کا دستور ہے لیکن ریاضت اور مجاہدات سب نفس کی مخالفت سے ہیں یہانتک کہ جبتک نفس کو نہ پہنچانا اوسکے لئے ریاضت اور مجاہدہ

فائدہ نہین دیتا اب مین نفس کی معرفت اور اس کی حقیقت بیان کرتا ہون تاکہ معلوم ہوجاے
پہر مذہب مجاہدات مین مذہبون کا بیان اور اسکی احکام یاد کرتا ہون تاکہ طالب معرفت پر یہہ دونو ظاہر
ہوجاوین واللہ اعلم بالصواب اَلْکَلَامُ فِی حَقِیْقَۃِ النَّفْسِ اَوْ مَعْنَے الْھَوٰی جان لو کہ نفس لغت کے روسی
شی کا وجود ہے اور حقیقت اور ذات اور لوگون کے عادات اور عبارات مین کئی معنون کے احتمال رکھتا ہے
جو ایکدوسرے کے برخلاف استعمال کرتے ہین اور مختلف معنون مین لاتے ہین ایک گروہ کے نزدیک
نفس کے معنی روح ہین اور ایک گروہ کے نزدیک مروت اور ایک گروہ جسم کہتی ہین اور ایک گروہ
خون سی مراد لیتے ہین لیکن محقق صوفی ان سب چیزون سے ایک بہی مراد نہین رکہتے اور حقیقت
مین انکا اتفاق ہی کہ برائی کا چشمہ اور برائی کا رہنما ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ ایک شی ہی جو بدن مین
امانت رکہی گئی ہے جیسے روح ایک گروہ کہتا ہے کہ قالب کی صفت ہے جیساکہ حیات اور سب
اتفاق ہی کہ اونے خلق نفس اسی سی ظاہر کرتے ہین اور وہ بری کامون کا سبب ہے اور یہہ دو قسم پر ہے
ایک گناہ دوسرا برے خلق جیسے تکبر اور حسد اور بخل اور غصہ او کینہ اور مثل انکی جو عقل اور شرع مین ناپسند
باتین ہین پس بدن کی ریاضت سی یہہ صفتین دور ہوسکتی ہین جیسے توبہ سے گناہ جاتے رہتے ہین
اور گناہ ظاہری اوصاف سے ہین اور اخلاق مذکورہ باطنی وصف ہین اور ریاضت ظاہری
فعلون سی ہوتی ہے اور توبہ باطنی اوصاف سے جو بری وصف باطن مین ظاہر ہون ظاہری
روشن وصفون سی پاک ہوجاتی ہین اور جو ظاہر ہین جلوہ گر ہون باطنی اوصاف پسندیدہ سے دور
ہوجاتے ہین اور نفس اور روح بدن دونو ایک لطیفہ سی ہین جیساکہ آنکہین نظر کا مکان ہین اور کان
سننے کا مکان اور زبان ذائقہ کا مکان ہے ایسا ہی علیحدہ اوصاف یعنے جو ہر اور عرض
جو آدمی کے بدن مین امانت رکہی گئی ہین پس نفس کے برخلاف چلنا سب عبادتون کا سردار ہے اور سب
مجاہدات کا کمال ہے بندہ بدون خلاف نفس حق کیطرف راہ نہین پاتا اسلئے کہ اسکے موافق چلنے مین
بندہ کی ہلاکت ہی اور اسکی مخالفت مین بندہ کی نجات ہی اللہ تعالے نے اوسکے خلاف چلنے کا حکم فرمایا
ہے اور جو لوگ نفس کے خلاف چلتے ہین انکی تعریف فرمائی ہے اور جو نفس کے موافق چلتے ہین انکی برائی

بیان فرمائے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ شانہ نے فرمایا ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ
الْمَأْوَىٰ یعنے جس نے نفس کو خواہش سے منع کیا اوس کے لئے بہشت جائے آرام ہے پھر فرمایا فَكُلَّمَا
جَاءَكُمْ رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ تم جب تمہارے پاس رسول آیا تمہارے خواہش نفسانی
کے مطابق حکم نہ دیا تو تم نے تکبر کیا۔ اور یوسف صدیق علیہ السلام نے کہا وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِي إِنَّ
النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّي یعنے مین اپنے نفس کو پاک نہین کر سکتا تحقیق نفس برائی
کا حکم دیتا ہی مگر جسپر میرا رب رحم کرے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا
بَصَّرَهُ بِعُيُوبِ نَفْسِهِ یعنے جب اللہ تعالے بندہ پر نیکی کا ارادہ کرتا ہے تو اوسکو اوسکے نفس کے عیبون
سے آگاہ کرتا ہے اور آثار مین وارد ہے کہ خدائے عزوجل نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی
اور فرمایا کہ یَا دَاوُدُ عَادِ نَفْسَكَ فَإِنَّ وُدِّي فِي عَدَاوَتِهَا یعنے اے داؤد اپنے نفس سے عداوت
کر پس ضرور میری دوستی اوسکی عداوت میں ہے پس یہہ سب اوصاف ہین اور صفت کے واسطے موصوف
کا ہونا ضروری ہی جس سے وہ قائم ہون اسلئے کہ صفت خود بخود قائم نہین ہوتی اور اسکی
شناخت سب بدن کی شناخت کے سوا معلوم نہین ہوتی اور اسکی شناخت کا طریق انسانی
اسرار اور اوصاف کا بیان ہی اور حقیقت انسانیت مین لوگون نے بہت باتین بیان کی ہین
کہ یہہ کس چیز کا نام ہے اور کس چیز کے لائق ہے اور ان سب باتون کا جاننا طالبان حق پر فرض
ہے اسلئے کہ جو شخص اپنی خبر نہین رکھتا دوسرے سے بالکل بے خبر ہوتا ہی اور جب بندہ کو معرفت
خداوند عزوجل کے تکلیف فرمائی گئی ہے تو پہلے اوسکو اپنی شناخت چاہی تاکہ جب اپنے حادث
ہونیکو صحیح کرے تو خداوند کریم کے قدامت کو پہچانے اور اپنے فانی ہونے سے حق کا بقا معلوم
کرے نص قرآنی یہہ فرما رہی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے کافرون کی یہہ صفت فرمائی ہی کہ وہ اپنی ذات
نہین جانتے جیسا کہ فرمایا ہی۔ وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ یعنے ابراہیم
علیہ السلام کی ملت سے وہ بیطرف ہوتا ہے جو اپنے نفس سے بیخبر ہے اور ایک شیخ نے کہا ہے
مَنْ جَهِلَ نَفْسَهُ فَهُوَ بِغَيْرِهِ أَجْهَلُ یعنے جو اپنے نفس سے بیخبر ہے وہ اپنے غیر یا دہ بیخبر ہے اور رسول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اَیْ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ وَیُقَالُ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالذُّلِّ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْعِزِّ وَیُقَالُ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْعُبُوْدِیَّةِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالرُّبُوْبِیَّةِ یعنے جسنے اپنے نفس کو فانی جانا پس تحقیق اپنے رب کو پہچانا اے جس نے اپنے نفس کو فانی جانا پس تحقیق اپنے رب کو باقی پہچانا اور بعض کہتے ہین کہ جسنے اپنے نفس کو ذلیل پہچانا پس تحقیق اوسنے اپنے رب کو عزیز پہچانا بعض نے کہا ہے جسنے اپنے آپ کو بندہ سمجہا اوسنے رب کو رب سمجہا پس جو شخص آپ کو نہین پہچانتا سب کی شناخت سے پردہ مین ہوتا ہے اور یہان اس سب بیان سے شناخت انسانیت ہی۔ اہل قبلہ لوگون کا اسمین اختلاف ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ انسان روح کے سوا نہین ہے یہہ بدن اوسکی زرہ او شکل اور اوس کا مکان اور جاے آرام ہے تاکہ طبعیتون کے خلل سے بچ رہے اور حس اور عقل اسکی صفت ہی اور یہہ قول باطل ہے اسلئے کہ جب جان اس بناے انسانی سے جدا ہوتی ہے تو بہی اسکو انسان کہتے ہین اور اس مردہ شخص سے یہہ نام دور نہین ہوتا جب اسمین جان ہوتی ہی تو انسان زندہ ہوتا ہے جب بیجان ہو تو انسان مردہ ہوتا ہے اور دوسرا یہہ کہ بیل کے بدن مین بہی جان امانت رکہی گئی ہے اور اوسکو انسان نہین کہتے اگر انسانیت کا باعث روح ہو تو چاہئے تہا کہ جہان کہین جاندار ہوتا انسانیت کا حکم موجود ہوتا پس انکے قول باطل ہونے پر یہہ قوی دلیل ہے۔ اور دوسرا گروہ کہتا ہی کہ یہہ نام روح اور بدن پر واقع ہے جب تک کہ اکہٹے ہین اور جب ایک دوسرے سے جدا ہوتا یہہ نام قائم نہین رہتا جیساکہ جب سیاہ اور سفید دونو رنگ گہوڑے مین موجود ہون تو اسکو ابلق کہتے ہین جب دونو رنگ ایک دوسرے سے جدا ہون تو ایک کو سیاہ دوسرے کو سفید کہتے ہین اور یہہ بہی باطل ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْئًا مَّذْكُوْرًا یعنے کیا انسان پر ایک وقت نہ تہا کہ کچہہ شئی مذکور نہ تہا اور خاک آدم بیجان کو انسان کہتے ہین اور ابہی اس بدنمین جان لاحق نہین ہوتی۔ اور ایک گروہ کہتا ہے کہ انسان جزو لایتجزّے ہے اور اسکا محل دل ہے کہ آدمی

سب اوصاف کا اصول وہی ہے۔ اور یہہ بھی محال ہے کیونکہ اگر ایک کو مار ڈالین رسول
اس سے جدا کرین تو بھی انسانیت کا نام اوس سے نہین جاتا اور آدم کے بدن مین جان سے پہلے
دل موجود نہین تھا اسپر سب کا اتفاق ہے۔ اور صوفی کے ایک گروہ نے جو دعوے تصوف رکھتے ہیں
مین اس بات مین غلطی کہائی ہے کہتے ہین کہ انسان کہانے پینے والا اور تغیر کا مکان نہین بلکہ وہ سر الہی
ہے اور یہہ بدن اسکا پردہ ہے اور طبع کی آمیزش یعنے ملاپ اور بدن اور روح کے ایک جا ہونے مین مانند کہا گیا ہے
مین کہتا ہون کہ بالاتفاق سب صاحب عقل اور بولنے اور کافر اور فاسق اور جاہل انسان کہلاتے ہین اور
انمین ان سر ایسی کچہہ معنی نہین اور سب بدلنے والے اور کہانے پینے والے ہین اور انسان کے بدن اور روح
مین کچہہ معنی نہین کہ انکو انسان کہین اور انکی نیست ہونے کے بعد بھی معنی نہین بلکہ خداوند عز وجل نے سب حالات کو
جو ہمارے بدن اور سے مرکب ہین انسان کہا ہے بدون معنی کے کہ وہ بعض آدمیون مین موجود نہین
جیسا کہ اللہ عز وجل نے فرمایا ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ
ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا
ثُمَّ اَنْشَاْنَاهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ یعنے تحقیق ہمنے انسان کو کیچڑ کے پارہ سے
پیدا کیا پھر اسکو ہمنے قطرہ منی بنا کر ایک ٹھکانے مین ٹھرایا پھر نطفہ کو پارہ خون بنایا پھر پارہ خون کو پارہ
گوشت بنایا پھر پارہ گوشت سے ہڈیون کو چھپایا پھر اوسکو اور صورت بنایا پس اللہ جل جلالہ بڑا بزرگ اور بہت
اچھا پیدا کرنے والا ہے جو سب سے بھی زیادہ ہے پس خداوند کریم کی خاک ناپاک سے اس صورت خاص کو باوجود سب تغیر کے
کو انسان فرمایا ہے جیسا اہل سنت سے ایک گروہ نے کہا ہے کہ انسان زندہ ہے جسکی صورت اس صفت پر مقرر ہے کہ
اس نام کو اس سے دور نہین کرتی جب تک صورت اور آلہ مقررہ پر ہے ظاہر و باطن پر یہہ نام
قائم ہے اور صورت معہود سے تندرست اور بیمار مراد ہے اور مجنون اور عاقل آلہ کا نام ہے اور
بالاتفاق جو صحیح اور تندرست ہو وہ زیادہ پیدائش مین کامل ہوتا ہے پس جاننا چاہیے کہ انسان کامل
کی ترکیب محققون کے نزدیک تین معنی سے ہوتی ہے ایک روح دوسرا نفس تیسرا بدن اور اس صورت پر کہ
ہر ایک جوہر کی ایک صفت ہوتی ہے جس سے وہ قائم ہوتا ہے روح کیلیے عقل اور نفس کیلیے خواہش اور بدن کیلیے حس

کل جہان سے نمونہ ہے اور عالم دو جہان کا نام ہے اور انسان مین دونو جہان سے نشان
ہی اس جہان سے پانی اور خاک اور ہوا اور آگ اس کی ترکیب بلغم اور خون اور صفرا اور
سودا سے ہے اور اس جہان کا نشان بہشت اور دوزخ اور عرصات پس جان بسبب لطافت کی
بجائے بہشت ہے اور نفس بجائے دوزخ کیونکہ اسمین آفت اور وحشت ہے اور جسم بجائے عرصات
اور ان دو صفت کے خوبی قہر اور الفت سے ہے پس بہشت اوسکی رضا کی تاثیر ہے اور دوزخ
اوسکی غضب کا نتیجہ ہے ایسا ہے مومن کے روح معرفت کی روح سے ہے اور اسکا نفس پردہ اور
گمراہی سے ہے جب تک قیامت کے روز مومن دوزخ سے نجات نپائے بہشت مین نہین پہونچتا
اور دیدار ربانی کی حقیقت نہین پاتا اور محبت کی صفائی تک نہین پہونچتا ایسا ہی جب تک
بندہ دنیا مین نفس اور خواہش سے نجات نہ پائے وہ حقیقت ارادت کو نہین پہونچتا۔
(جسکے اصل روح ہے) قربت اور معرفت کی حقیقت کو نہین پہونچتا پس جو شخص دنیا مین اوسکو
پہچانے اور اون سے پرہیز کرے اور شریعت کے راستہ پر قایم ہو وہ قیامت کو دوزخ
اور پل صراط نہ دیکھیگا الغرض مومن کی روح اوسکو بہشت کی طرف بولاتی ہے کیونکہ دنیا
مین وہ اسکا نمونہ ہے اور نفس اوسکو دوزخ کی طرف بولانے والا ہے کیونکہ دنیا مین وہ
اسکا نمونہ ہے اس پہلے کے لئے عقل مدبر کامل ہے اور دوسرے کیواسطے ناقص خواہش
راہبر ہے اسمین ثواب اور دوسرے سے خطا پس طالبان درگاہ ربانی پر واجب ہے کہ
ہمیشہ مخالف نفس کی راہ چلین تاکہ اوسکے برخلاف روح اور عقل کی مددگار ہون جو کہ سر خدای
عز وجل کا مکان ہے واللہ اعلم بالصواب۔ **فصل ۲** لیکن جو کچھہ مشایخ نے نفس کی بابت لکھا
ہے بیان کیا جاتا ہے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے اَشَدُّ الْحِجَابِ رُؤْيَةُ النَّفْسِ وَ
تَدْبِيرُهَا یعنے بڑا بھاری پردہ بندہ کیواسطے نفس کا دہیان رکھنا اور اسکی تدبیر کو ماننا ہے اسلئے
کہ نفس کی متابعت خداوند عز وجل کی مخالفت حق سب پردون کا سردار ہے۔ اور ابو یزید
بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے اَلنَّفْسُ صِفَةٌ لَا تَسْكُنُ اِلَّا بِالْبَاطِلِ نفس ایک صفت ہے

جو باطل کے سوا آرام نہین پاتا ہے وہ کبھی راہ حق پر نہین چلتا اور محمد ابن علی ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے تُرِیْدُ اَنْ تَعْرِفَ الْحَقَّ مَعَ بَقَاءِ نَفْسِكَ فِيْكَ وَنَفْسُكَ لَا تَعْرِفُ نَفْسَهَا فَكَيْفَ تَعْرِفُ غَيْرَهَا یعنے اگر تو چاہتا ہے کہ تیرا نفس تجھہ مین باقی رہے اور تو حق کو پہچانے حالانکہ تیرا نفس اپنے آپ کو نہین پہچانتا پس وہ غیر کو کسطرح پہچانیگا یعنے نفس اپنے بقاے کی حالت مین خود محجوب ہی تو حق کا مکاشفہ کسطرح کر سکتا ہے۔ جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے اَسَاسُ الْكُفْرِ قِيَامُكَ عَلٰى مُرَادِ نَفْسِكَ یعنے بندہ کا اپنے مراد پر قائم ہونا کفر کے بنا ہے اسلئے کہ نفس لطیفہ اسلام سے دور ہے بلکہ ضرور اعراض مین کوشش کرتا ہے اور محل انکار ہے اور منکر بیگانہ ہوتا ہے ابو سلیمان دارانی کہتا ہے اَلنَّفْسُ خَائِنَةٌ مَانِعَةٌ وَاَفْضَلُ الْاَعْمَالِ خِلَافُهَا یعنے نفس امانت مین خیانت کرنیوالا اور طلب رضا سے منع کرنیوالا ہے اور سب سے افضل عمل اوسکا خلاف ہے اسلئے امانت مین خیانت کرنا بیگانگی ہوتی ہے اور رضا کی ترک گم شدگی اور صوفیون کے قول خیانت نفس اور بیگانگی مین اندازہ شمار سے باہر ہین اب مین مقصود اور مذہب سہل کے ثابت کرنے پر آیا ہون جسمین مجاہدہ نفس کی صحبت اور اسکے ریاضت ہی اور اسکی حقیقت کے بیان کرنیکا طریق ذکر ہوتا ہے وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق۔

اَلْكَلَامُ فِي الْمُجَاهَدَةِ

مجاہدہ نفس کی کلام

اَلنَّفْسُ اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا جن لوگون نے ہماری خاطر جہاد کیا البتہ ہم اونکو اپنی راہ بتائینگے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِي اللّٰهِ یعنے مجاہد وہ شخص ہے جسنے راہ خدا مین اپنی نفس سے جہاد کیا یعنے اللہ تعالے کے راضی کرنیکو نفسانی خواہشون کو روکا۔ اور یہہ بھی حضرت نے فرمایا ہے رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ یعنے ہم نے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کیطرف رجوع کیا جہاد یعنے غزا مین فی سبیل اللہ قتل ہونا یہہ چھوٹا جہاد سمجھا گیا اور اپنے نفسانی خواہشون

کا توڑنا بڑا جہاد ظاہر ہوا قیل یا رسول اللہ ما الجہاد الاکبر قال الا وھی مجاھدۃ النفس
یعنے پوچھا گیا کہ یا رسول جہاد اکبر کیا ہے فرمایا کہ یہہ نفس پر قہر کرنا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے
نفس پر قہر کرنے کو جہاد پر فضیلت فرمای اسلیئے کہ اسمین زیادہ رنج ہوتا ہے کیونکہ وہ
جہاد خواہش پر چلنا ہوتا ہے اور مجاہدہ اسکا قہر کرنا پس تجھے خدا عزت فرمائے مجاہدہ نفس
اور اسکے سیاست کا طریق واضح اور ظاہر ہے جو کہ سب دینون اور مذہبون مین عمدہ ہے
اور اہل طریقت اسکی پاس داری مین خاص ہین اور یہہ بات سب خاص و عام اہل طریقت
مین مستعمل اور جاری ہے اور اسمین مشائخ رضی اللہ عنہم نے رموز اور کلمات بیان کئے ہین
اور سہیل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ اسکی اصل مین بڑا غلو کرتا ہے اور مجاہدات مین اسنے
بہت دلائل بیان کئے ہین اور کہتے ہین کہ اوسنے اپنے آپ کو اس بات پر مقرر کیا تہا کہ پندرہوین
روز ایک مرتبہ کہانا کہایا اور انکی بڑی عمر ہوئی ہے کیونکہ انکی غذا تہوری تہی اور سب
محققون نے مجاہدہ کو ثابت کیا ہے اور اسکو مشاہدہ کا سبب کہا جاتا ہے اور طالب کے لئے
حق کے پانے مین اسکی بڑی تاثیر بیان کی ہے اور عاقبت مین کامیاب ہونے سے دنیا مین
طلب حق کو اسنے فضیلت دی ہے اسلیئے کہ وہ کہتا ہے کہ وہ اس کا ثمرہ ہے جب تو دنیا
مین عبادت کریگا وہان ثواب پائیگا عبادت کے بدون وہ درجہ حاصل نہین ہوتا پس
چاہیئے کہ وصول حق کے سبب مین بندہ کوشش کرے تاکہ خداوند کریم کے کرم سے حاصل
ہو۔ اور دوسرے لوگ کہتے ہین کہ حق کو پہونچنے کے لئے علت نہین کیونکہ جو شخص حق
کو پہونچتا ہے فضل سے پہونچتا ہے فضل کو فعلون سے کیا کام پس مجاہدہ نفس کی تہذیب
کیواسطے ہوتا ہے نہ قرب کی اصلیت کے واسطے اسلیئے کہ مجاہدہ بندہ کیطرف رجوع کرتا
ہے اور مشاہدہ حق کے حوالہ ہے تو محال ہے کہ یہہ اسکی وجہ ہو یا وہ اسکا آلہ ہو اور سہیل
رضی اللہ عنہ نے اسمین قول اللہ تبارک وتعالے کا دلیل دی ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا
ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنے جن لوگون نے ہماری طلب مین جہاد کیا انکو

ہم انپار سنہ بتاتے ہین اور سب انبیا کا آنا اور شریعت کا ثبوت اور کتابون کا نازل ہونا اور تکلیف کے
سب احکام مجاہدہ ہی اگر مجاہدہ مشاہدہ کا باعث ہوتا تو سب امورات مذکورہ بالا باطل ہوتے اور دنیا اور
عاقبت کے حالات حکم اور علتون سے تعلق رکھتے ہین اور جو شخص حکم سبب سے خالی جانتا ہے
شرع اور رسم اوس سے جلتے رہتے ہین اصول اور فروع مین تکلیف درست اور ثابت نہوتی
کہانا سیر ہونے کا اور کپڑا سردی دور کرنیکا سبب ہوتا ہے اگر علت اور سبب کا واسطہ نہوتا تو یہ سب
باتین نکمی پائی جاتین پس اسباب کا فعلون مین لحاظ کرنا توحید ہے اور اونکا دور سمجھنا تعطیل
یعنے بیکاری اور مشاہدہ مین اسکی دلیلین ہین اور اسکا انکار مشاہدہ کا انکار ہی بلکہ کھلم کھلا مکابرہ
کیا تو نہین دیکھتا کہ سرکش گھوڑیکو ریاضت کی برکت سے آدمیانہ صفت مین لاتے ہین یعنے کسی ایک ایسی
کرتب کرتا ہے اور گھوڑون کے وصف اوس سے بدل جاتے ہین چنانچہ وہ چابک اٹھا لیتا ہی اور
اپنے مالک کو دیدیتا ہے اور کندھا تہ سے پھیرتا ہی اور ایسا ہی چھوٹے بچے عجمی کو ریاضت سے عربی زبان
بنالیتے ہین اور سکی طبعی کلام عجمی سے بدل جاتی ہے پھر وحشی کو ریاضت سے اوس درجہ تک پہونچاتے
ہین کہ جب اسکو چھوڑ دین تو چلا جاتا ہے اور جب بلائین تو واپس آتا ہے اور قید کا رنج اوسکو
آزادی اور کھلا رہنے کی نسبت بھلا معلوم دیتا ہے اور پلید کتے کو کوشش سے وہان تک پہونچاتے
ہین کہ اسکا مارا ہوا حلال ہوجاتا ہے اور آدمی جو کوشش اور ریاضت سے پاکی وہ حرام علی ہذا القیاس
پس اور رسم کا مدار کوشش پر ہے اور رسول صلی اللہ علیہ نے باوجودیکہ قرب حق حاصل تہا اور
عاقبت کی طرف سے امن اور بخشا ہی اونکی ثابت تہی اسقدر کوشش اختیار کی کہ بہت مدت
بہوکہا رہنے اور وصلی روزہ رکھنے اور شب بیداری کو اس حد تک پہنچایا کہ فرمان اللہ جل جلالہ
نازل ہوا یا محمد طٰہٰ مَا اَنزَلنَا عَلَیکَ القُرآنَ لِتَشقٰی یعنے ہم نے تیری طرف قرآن مجید اسواسطے
نہین بہیجا کہ تو ہلاک ہو جائے ابوہریرہؓ سے روایت آئی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
مسجد کی عمارت مین خود اینٹین اٹھاتے اور تکلیف پاتے تہے مینے عرض کی کہ یا حضرت اینٹ مجھے
دیجیے کہ بجائے آپ کے مین کام کرتا ہون حضرت نے فرمایا یا اَبَا هُرَیرَةَ خُذ غَیرَهَا فَاِنَّهُ لَا عَیشَ

اِلَّا عَیْشَ الْاٰخِرَۃِ یعنے اے ابوہریرہؓ تو دوسری اینٹ لے کہ عیش کا مکان عاقبت کا گھر ہے دنیا رنج اور مشقت کا مکان ہے اور حیان بن خارجہ روایت کرتا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ سے مینے پوچھا کہ تو غزا کے بارہ مین کیا کہتا ہے اوسنے جواب دیا اَبْدَءْ بِنَفْسِکَ فَجَاھِدْھَا وَ اَبْدَءْ بِنَفْسِکَ فَاغْزُھَا فَاِنَّکَ اِنْ قُتِلْتَ فَارًّا بَعَثَکَ اللّٰہُ فَارًّا وَاِنْ قُتِلْتَ صَابِرًا بَعَثَکَ اللّٰہُ صَابِرًا مُحْتَسِبًا یعنے اپنے نفس سے شروع کر پس اوسکو مشقت مین ڈال اور اپنی نفس سے شروع کر پس اوسکو جہاد مین لیجا پس تحقیق اگر تو بہاگ کر مارا گیا تو خداوند کریم تجکو بہاگے ہو ون مین اٹھایگا اور صبر کیحالت مین قتل کیا گیا تو مجہی اللہ تعالی تو صبر کرنیوالون مین اوٹہایگا جیسا کہ اور ثواب پانیوالون حق کتاب کی تالیف اور ترکیب کا اثر ہے ایسا ہی مجاہدات کی ترکیب اور تالیف کو معانی کے اصول مین اثر ہے جب کہ بیان بدون عبارت اور تالیف کے درست نہین ہوتا ایسا ہی وصول مراد بدون مجاہدہ اور ترکیب کے درست نہین اور جو شخص بلا مجاہدہ حصول وصول کا دعوی کرتا ہے وہ خطا کرتا ہے اسلئے کہ جہان اور اسکے حدوث کا ثابت کرنا خداوند تعالی کی معرفت کی دلیل ہے اور نفس کی شناخت اور مجاہدہ اوسکے وصل کی دلیل ہے اور دوسرا گروہ یہہ دلیل دیتا ہے کہ یہہ آیت کی تفسیر مین مقدم موخر ہے۔ چنانچہ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا اَیْ وَالَّذِیْنَ ھَدَیْنَاھُمْ سُبُلَنَا مَاھَدُوْا فِیْنَا یعنے جن لوگون کی ہمنے اپنا رستہ دکھا ہے وہ ہماری راہ مین کوشش کرتے ہین اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَنْ یُنْجِیْ اَحَدُکُمْ بِعَمَلِہٖ قِیْلَ وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِرَحْمَتِہٖ کوئی تم سے اپنی عمل کے معاوضہ مین رہائی نہین پاتا پوچھا گیا آپ بہی اسی قول مین شامل ہین فرمایا کہ ہان مین بہی ایسا ہی ہون کہ یہہ کہ اللہ جل جلالہ اپنی رحمت سے مجھے بچا رکھے پس کوشش کرنا بندہ کا فعل ہوتا ہے یہہ محال ہے کہ اسکا فعل اوسکی نجات کا باعث ہو پس بندہ کی رہائی اور نجات خواہش الہی سے متعلق ہے کوشش سے نہین چونکہ خداوند تعالی فرماتا ہے فَمَنْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ یُّرِدْ اَنْ یُّضِلَّہٗ یَجْعَلْ صَدْرَہٗ ضَیِّقًا حَرَجًا یعنے

جسکو اللہ جل جلالہ ہدایت کرنا چاہتے ہین اوس کا سینہ اسلام کے واسطے کھولدیتے ہین جسکو گمراہ رکھنا چاہتے ہین اوسکا سینہ تنگ کردیتے ہین جسمین وہ حرج معلوم کرتا ہے اور یہہ بہی حق تعالے نے فرمایا ہے تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ یعنے اے بنی آدم کہو کہ بارخدایا جسکو آپ چاہتے ہین ملک عطا فرماتے ہین اور جس سے چاہتے ہین چہین لیتے ہین۔ اسمین حق جل وعلا نے اپنی خواہش کو ثابت فرمایا اور سب لوگون کی تکلیف کو اسکے آگے نیست کردیا اگر کوشش وصول کا باعث ہوتے تو شیطان مردود نہوتا اور اگر کوشش کے ترک رد ومنع سے ہوتی تو آدم علیہ السلام ہرگز مقبول اور صاف نہوتے پس سبقت عنایت سے کام ہوتا ہے کثرت کوشش سے نہین ہوتا یہہ نہین کہ جو زیادہ کوشش کرنیوالا وہ زیادہ بیغم ہوتا ہے بلکہ جسپر عنایت ایزدی زیادہ ہوتی ہے وہ حق سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے ایک تو حجرہ مین عبادت کی قریب حق سے دور رہا ہے اور ایک خرابات مین گناہ کے قریب حق جل جلالہ سے نزدیک اور قریب ہے اور سب باتون سے زیادہ شریف ایمان ہے جو لڑکا ابہی نابالغ ہے اوسپر حکم ایمانداری روا ہے ایسا ہے دیوانون کو ایماندار کہتے ہین پس اشرف بخششون کے واسطے مجاہدہ علت نہین ہوتی اور جو اس سے کم درجہ ہو وہ بہی علت کے محتاج نہین ہوتی۔ مین کہ علی عثمان رضی اللہ عنہ جلابے کا بیٹا ہون کہتا ہون کہ دو معنے سے اس عبارت مین اختلاف ہے اس لئے کہ ایک کہتا ہے مَنْ طَلَبَ وَجَدَ یعنے جسنے ڈہونڈا پایا دوسرا کہتا ہے مَنْ وَجَدَ طَلَبَ یعنے جسنے پایا اوسنے ڈہونڈا پس پانے کا سبب طلب ہوا اور طلب کا سبب پانا وہ کوشش کرتا ہے تاکہ مشاہدہ پائے اور یہہ مشاہدہ کرتا ہے تاکہ مجاہدہ پائے اور اسکی حقیقت یہہ ہے کہ مشاہدہ مین مجاہدہ کرنا ایسا ہے جیسا کہ طاعت کے لئے توفیق ہے اور توفیق عطیہ حق جل وعلا ہے۔ پس جب کہ حصول طاعت کی طلب بدون توفیق کے محال ہوتی ہے۔ اسلئے بدون بندگی کے توفیق کا حاصل ہونا بہی محال ہوتا ہے اور جیسا کہ بدون مشاہدہ کے مجاہدہ موجود نہین ہوتا ایسا ہی بدون مجاہدہ کے مشاہدہ محال ہوتا ہے پس جمال خداوندی سے ایک چمک آتی ہے اور بندہ کو مجاہدہ کی طرف دلالت

کرتی ہے جب علت وجود مجاہدہ کی وہ چمک ہوتی ہی تو ہدایت مجاہدہ پر سبقت کنندہ ہی لیکن جو جو یعنے سہل اور اسکے اصحاب محبت لاتے ہین کہ جو شخص مجاہدہ کو ثابت نہین کرتا مع سبب انبیا اور نزول کتب اور شریعتون کا منکر ہوتا ہے کیونکہ تکلیف کا مدار مجاہدہ پر ہے اس سی بہتر یہہ ہے کہ تکلیف کا مدار ہدایت حق پر ہی اور مجاہدات محبت ثابت کرنیکو ہین نہ حقیقت وصل کے لئے اور خداوند عز وجل نے فرمایا ہے وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ یعنے اگر ہم فرشتون کو بھیجدیتے اور مردون سے انکی بات چیت کراتے اور ان پر سب چیزین اٹھاتے تو بھی یہہ ایمان نہ لاتے جب تک کہ ہمارا ارادہ نہوتا اسلئے کہ ایمان کی علت ہماری مشیت ہے نہ دلایل کا دیکھنا اور انکا مجاہدہ اور یہہ بھی فرمایا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ یعنے جو لوگ کافر ہوئے انکے نزدیک اظہار محبت اور دلایل کا وارد ہونا اور قیامت کے خوفون سے ڈرانا اور ان سب باتون کا ترک کرنا برابر ہے یہہ ایمان نہ لائینگے کیونکہ ہمنے انکو اہل ایمان سے مخلوق نہین کیا اور انکے دل بدبختی کے مہر زدہ ہین پس انبیا کا وارد ہونا اور کتابون کا نازل ہونا اور شریعتون کا ثابت ہونا یہہ سب سبب وصل کے ہین نہ علت وصول اسلئے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ابو جہل تکلیف کے حکم مین یکسان تہے لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ فضیلت اور عدل کو پہونچے ابو جہل عدل بے فضل کے باعث رہگیا پس ابو جہل فضل سی عدل کیطرف پہونچنی کی علت عین وصول سی ہٹ رہتا ہی نہ طلب وصول کیونکہ اگر طالب اور مطلوب ایک ہوتے تو طالب کا اسباب ہوتا اور جب پالیتا تو طالب نہوتا اسلئے کہ جو پہنچ جاتا ہے وہ آرام مین ہوتا ہے اور طلبگار کو آرام نہین پاتا اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ یعنے جو شخص ایک دن مساوی حالت پر رہا پس وہ زیان کار ہے یعنے طالبان حق سے جسکے دو دن یکسان ہون وہ ظاہر اخسارہ مین ہوتا ہے بلکہ چاہئے کہ ہر روز طلب مین زیادہ ہو اور یہ طالبون کا درجہ ہے پہر فرمایا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِستَقِیمُوا وَلَن تُحصُوا یعنے استقامت اختیار کرو اور وہین نہ گہر
رہو پس مجاہدہ کو سبب فرمایا اور محبت ثابت کرنیکے واسطے سبب کو ثابت کیا۔ اور تحقیق آلہیت کیلیے
لئے وصول کو سبب سے نفی کیا اور جو کہتے ہین کہ گھوڑے کو مجاہدہ نفی کوشش سے ایک صفت سے
دوسری صفت مین لیجاتے ہین جاننا چاہئے کہ گھوڑے مین ایک صنعت پوشیدہ ہے جسکے ظاہر
کرنیکے واسطے مجاہدہ سبب ہے کیونکہ جب تک ریاضت نہوگی وہ معنی ظاہر نہونگے اور گدہے مین جبکہ
صفت با معنے نہین کبہی گھوڑا نہین ہو سکتا اور نہ گہوڑا مجاہدہ سے گدہا بن سکتا ہے اور نہ گدہا
ریاضت سے گہوڑا بنایا جاتا ہے اسلئے کہ یہہ عین ذات کا بدلنا ہے پس وہ چیز جو عین کو بدل
نہین سکتی جناب حق مین اسکا ثابت ہونا محال ہوگا اس پر رضی اللہ عنہ یعنے سہل تستری پر اطلاق
مجاہدہ ہوتا تہا یعنے مجاہدہ کا قایل ہے کہ وہ اس سے جدا تہا اور عین مجاہدہ مین اوسکی عبارت
اوس سے علیحدہ تہی اب اس گروہ نے اوسکی عبارت بلا معاملہ کو مذہب بنا لیا ہے اور محال
ہوتا ہے کہ جو کچہہ معاملہ ہو وہ سب کے سب عبارت ہو غرض کہ اس قصہ والون مین مجاہدہ
اور ریاضت بالاتفاق موجود ہے لیکن مجاہدہ کے دیکہنے مین آفت ہے پس جو شخص مجاہدہ
کے نفی کرتا ہے اوسکی مراد عین مجاہدہ نہین بلکہ اوسکی مراد یہہ ہے کہ جناب اقدس مین اپنے
مجاہدہ کو خیال مین نہ لائے اور اپنے فعلون پر مغرور نہو اسلئے کہ مجاہدہ بندہ کا فعل ہوتا ہے
اور مشاہدہ عطائے حق ہے جب تک عطائے حق نہو بندہ کا فعل بیقدر ہوتا ہے تیرا دل اپنی طرف سے نہین ہٹا کہ تو
اسقدر اپنی آرائش کرتا ہے اور فضل حق کو نہین دیکہتا کہ اپنی کام اتنی باتین کرتا ہے پس دوستون خداوند تعالی کا
مجاہدہ فعل حق ہے جو انمین بدون اختیار موجود ہے اور وہ قہر اور گداز ہے اور گداز سب لغزش ہے اور جاہلون کا مجاہدہ
انکا فعل ہے جو انمین انکی اختیار سے موجود ہوتا ہے اور وہ تشویش اور پریشانی ہے اور پریشان دل آفت سے پراگندہ
ہوتا ہے پس جہانتک ہو سکے تو اپنے فعل کا ذکر مت کر اور کسی صفت مین نفس کی اطاعت مت کر
کہ تیری ہستی کا وجود تیرا حجاب ہے اگر ایک فعل سے تو حجاب مین ہوا تو دوسرے فعل سے نکلا جب
تو بالکل حجاب ہے تو جب تک بالکل فنا نہووے بقا کے لایق نہو گا تو اِنَّ النفسَ کَلبٌ نَابِحٌ وَجِلدُہٗ

اَلْکَلْبُ لَا یَطْھُرُ اِلَّا بِالدِّبَاغِ - اور حکایتون مین مشہور ہے کہ حسین بن منصور رحمتہ اللہ علیہ کوفہ مین
محمد ی الحسین العلوی کے گہر وارد ہوا ابراہیم خاص رحمتہ اللہ علیہ ہے کوفہ مین آیا جب اوسکی خبر سنی
تو اوسکے پاس گیا حسین نے کہا اے ابراہیم ان چالیس سال مین کہ تو اس طریق سے تعلق رکہتا
ہے ان معنون سے تجہے کیا حاصل ہوا ہے اوسنے کہا توکل طریق مجہکو مسلم ہوا ہے حسین نے
کہا ضَیَّعْتَ عُمْرَکَ فِیْ عُمْرَانِ بَاطِنِکَ فَاَیْنَ الْفَنَاءُ فِی التَّوْحِیْدِ یعنے عمر کو تو نے باطن کے
آبادی مین ضایع کیا پس توحید مین فنا ہونا کہان ہے - یعنے توکل کیا ہے اپنا معاملہ خداوند
تعالی کے سپرد کرنا اور اسپر بھروسہ کرنے مین باطن کو درست کرنا اور جب کوئی شخص عمر معالجہ
باطن مین خرچ کرے ایک اور عمر چاہئے تا معالجہ ظاہر مین خرچ کرے دو عمر ضایع کرے اور ابہی
حق سے اوسنے اثر نپایا ہو اور شیخ ابوعلی سیاہ مروزی رحمتہ اللہ علیہ کی بات کرتے ہین کہ
اسنے کہا مین نفس کو دیکھا اوسکی صورت میری صورت کی مانند تہی کہ ایک نے اوسکے بال پکڑے تہے
اور میرے حوالہ کر دیا مینے اسکو ایک درخت پر باندھا اور اسکے مار ڈالنے کا ارادہ کیا اوسنے مجہی
کہا کہ اے اباعلی خفا ست ہو مین خدا کا لشکر ہون اور مجہے تو کم نہین کر سکتا - اور محمد بن
علیان نسوی سے جو کہ جنید رحمتہ اللہ علیہ کے بڑے دوستون سے تہا روایت لاتے ہین کہ مین ابتدا
حال مین جو نفس کی آفتون سے اگاہ ہوا تہا اور اسکے گہاتون کو جانکر ہمیشہ میرے دلمین
اوس سے عداوت تہی ایک روز ایک چیز لومڑی بچہ کی مانند میرے گلو سے نکلی خداوند تعالے
نے اوس سے مجہکو آگاہ کر دیا مینے معلوم کیا کہ وہ نفس ہے اسکو مینے پاؤنکے نیچے دبا دیا اور
لاتین مارنی شروع کین جو لات اوسکو مارتا تہا وہ بڑا ہوتا تہا مینے کہا اے فلان سب چیزین
رنج اور زخم سے ہلاک ہوتی ہین تو کیون زیادہ ہوتا ہی اوسنے جواب دیا کہ میری پیدائش ایسی ہی اور جو اور چیز
کو رنج ہو وہ مجہی راحت ہوتی ہی اور جو دوسری چیزون کی راحت ہوتی ہی وہ میرا رنج ہوتا ہی اور شیخ ابوالعباس
شقانی رضی اللہ عنہ جو امام وقت تہا کہتا ہے کہ ایک روز مین گہر مین آیا ایک چہوٹا سا زرد کتا دیکہا وہ اپنی جگہ
سویا ہوا تہا مین جانا کہ محلہ سے آیا ہی مینے اسکو دور کرنیکا ارادہ کیا وہ میرے دامن کے نیچے آیا اور چھپ گیا اور شیخ ابوالقاسم گرگانی

جو آج کے دن قطب اور مدار علیہ ہے خدا اوسکو سلامت رکھے اپنی ابتدائی حال سے
خبر دی ہے کہ مینے نفس کو سانپ کی صورت مین دیکھا ہے اور ایک درویش نے کہا کہ مین اوسے
چوہے کی صورت مین دیکھا ہے مینے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے جواب دیا کہ مین غافلون کی
موت ہون کیونکہ انکو شرارت اور بدی کیطرف بلاتا ہون اور دوستون کے لئے نجات ہون
کیونکہ اگر مین انکے ساتھہ نہوتا تو یہہ اپنے پاکی پر مغرور ہوجاتے اور اپنے فعلون پر تکبر کرتے
اسلیئے کہ جب وہ اپنے طہارت اور سر کی صفائی اور ولائیت کا نور اور اپنی اطاعت پر استقامت
دیکھتے تو فریفتگی اور تکبر اور خواہش انمین ظاہر ہوجاتی چونکہ میرا وجود آفت ہے جب مجھے اپنی دو
پہلو کے مابین دیکھتے ہین تو وہ سب عیب انکے دور ہوجاتے ہین اور یہہ سب حکائتین اس
بات کی دلیل ہین کہ نفس عین ہے نہ صفت اور اسکے لئے وصف ہے اور ہم اسکے اوصاف ظاہر
دیکھتے ہین اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَعْدٰی عَدُوِّكَ نَفْسُكَ الَّتِیْ بَیْنَ جَنْبَیْكَ
یعنے تیرے دشمنون سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیری دو پہلو کے درمیان ہے پس جب تجھے اسکی
پہچان حاصل ہوے یعنے تونے اسکو پہچان لیا تجھے معلوم ہوا کہ اسکو خود ریاضت سے قابو کرسکتا
ہے لیکن اوسکی اصل ذات فنا نہین ہوتی اور جب اسکی پہچان درست ہوئی تو طالب حق اگر
اپنے وجود پر مالک باختیار ہو تو اگر نفس اوسکے اندر ہے تو کچھہ ڈر نہین کَانَّ النَّفْسَ کَلْبٌ لَهٗ نُبَاحٌ
وَاِمْسَاكُ الْكَلْبِ بَعْدَ الرِّیَاضَةِ مُبَاحٌ پس نفس کے مجاہدات اوصاف نفس کے فنا کرنیکو ہوتے ہین
نہ عین یا ذات نفس کو فنا کرنیکے واسطے ۔ اور مشائخ رحمتہ اللہ نے اس بارہ مین بہت باتین
کی ہین لیکن کتاب بڑی ہوجانیکے خوف سے اسی قدر پر کفائیت ہوئی اب مین حقیقت
ہوا اور ترک شہوات کا بیان کرتا ہون انشاء اللہ عزوجل وباللہ التوفیق ۔

اے فلان تجھے خداوند تعالے عزیز کرے جان کہ ہوا ایک گروہ کے نزدیک اوصاف نفس سے مراد ہے اور ایک گروہ
کے نزدیک ہوا ارادہ طبع سے مراد ہے جوکہ مدبر نفس ہے اور امیر باختیار ہے جیسا کہ عقل روح سے مراد ہے اور جس
روح کے بنا مین عقل سے قوت ہو ناقص ہوتی ہے ایسا ہے ہر نفس کو کہ ہوا سے قوت ہو ناقص

ہوتا ہے پس روح کا ناقص ہونا قربت مین نقصان لاتا ہے اور نفس کا نقصان عین قربت ہے
اور بندہ کے لئے ہمیشہ دو طرف سے دعوت ہوتی ہے ایک عقل سے دوسرے ہوا سے مگر
جو شخص دعوت عقل کے تابع ہو وہ ایمان کو پہونچتا ہے اور جو دعوت ہوا کا تابع ہو وہ کافر
اور گمراہ ہوتا ہے پس ہوا پردہ اور گمراہی ہوتی ہے اور مریدون مین صدر نشینی اور طالبان
حق کے روگردانی کا باعث اور بندہ اسکے دور کرنے پر مامور ہے اور اسکے اختیار کرنے سے
منع کیا گیا ہے لِاَنَّ مَنْ رَكِبَهَا هَلَكَ وَمَنْ خَالَفَهَا مَلَكَ یعنے اسلئے کہ جسنے اسکو اختیار کیا
وہ مارا گیا اور جسنے اسکے برخلاف کیا وہ مالک ہوا جیسا کہ خداوند عز وجل نے فرمایا ہے اَمَّا
مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنے جس نے حضور
ربنے مین کھڑے ہونے سے خوف کیا اور نفس کو خواہش سے منع کیا پس تحقیق بہشت اوسکا
مکان ہوا - اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَخْوَفُ مَا اَخَافُ عَلٰى اُمَّتِيْ اِتِّبَاعُ الْهَوٰى
وَطُوْلُ الْاَمَلِ یعنے زیادہ خوفناک جس سے مجھے اپنی امت کا ڈر ہے وہ ہوائے کا تابع دار
ہونا اور لمبی امید یا آرزو - اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے
تفسیر قول خدائے تبارک وتعالے وتقدس مین فرمایا ہے اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ
اَیِ الْهَوٰى اِلٰهٌ مَعْبُوْدٌ یعنے کیا تونے دیکھا ہے کہ جس نے خواہش نفسانی کو اپنا معبود ٹھہرایا ہے
یعنے خواہش نفسانی اوسکی معبود ہے - افسوس ہے اوسپر کہ بدون حق ہوا اوسکی معبود ہے
اور رات دن اوسکی تمام ہمت اوسکی رضاجوئی ہے اور ہوا سب دو قسم ہین ایک خواہش
لذت اور شہوت کی اور دوسرے خواہش خلقت مین رتبہ پانے اور ریاست کی جو شخص
خواہش لذت کا تابع ہو وہ خرابات مین ہوتا ہے اور خلقت اسکے فساد سے بیغم رہتی
ہے لیکن جو شخص خواہش ریاست اور رتبہ کے تابع ہو وہ حجرہ اور دایرہ مین رہکر خلقت مین فساد
ڈالتا ہے کیونکہ خود گمراہ ہوتا ہے اور خلقت کو بھی گمراہی کیطرف بلاتا ہے فنعوذ باللہ
مِنْ مُتَابَعَةِ الْهَوٰى بس جسکی کل حرکتین خواہش نفس کے تابع ہون اور وہ اوسمین راضی ہو

وہ حق سے دور ہوتا ہے گو وہ تمہارے ساتھہ مسجد مین ہو پہر جسکی تربیت خواہش نفس سے دور ہو اور
ہو سکی متابعت سے ناچار ہو وہ حق سے نزدیک ہوتا ہے گو بتخانہ مین ہو ابراہیم خاص رضی اللہ عنہ
کہتا ہی کہ ایک وقت مین نے سنا کہ روم مین ایک راہب ستر سال سے رہبانیت کیے سبب دیوار ٹہاکر
مین بیٹہا ہے مینے کہا عجب ہے کہ رہبانیت کے لئے چالیس سال شرط ہے اور اس شخص نے کس مذہب کے
رو سے ستر سال اس بتخانہ مین بسیرا کیا ہے مینے اسکے پاس جانیکا ارادہ کیا جب اسکے عبادتخانہ
کے نزدیک پہونچا تو اوسنے کہڑکی کہولی اور مجہے کہا کہ اے ابراہیم جسکام کو تو آیا ہے مجہے معلوم ہے
مین یہان ستر سال سے رہبانیت کے باعث نہین بیٹہا ہون لیکن میری پاس ایک کتا ہے
خواہش سے شو کیا ہوا مین اس عبادتخانہ مین بیٹہا ہون تا کتے کی رکہوالی کرون اور اسکی شرارت
خلقت کو نہ پہونچے ورنہ مین راہب نہین ہون جب مین نے اس سے یہہ بات سنی تو کہا
بار خدایا آپ قادر ہین کہ عین گمراہی مین بندہ کو راہ صواب دکہاتے ہو اور راہ راست پر
چلاتے ہو پہر اوسنے مجہے کہا کہ اے ابراہیم کب تک آدمیون کو طلب کریگا جا اپنے آپکو طلب کر جب تو اپنے
نفس کو پایا تو اپنی رکہوالی کر کیونکہ یہہ نفس ہر روز تین سو ساٹہہ طرح کا لباس معبودیت کا پہنتا ہے اور
بندہ کو گمراہی کیطرف لیجاتا ہے غرض کہ جب تک بندہ کے دلمین گناہ اور نافرمانی کے ہوا
ظاہر نہو تب تک شیطان کو بندہ کے دل اور باطن مین دخل نہین ہوتا جب کچہہ ہوس
ظاہر ہوتی ہے تب شیطان اسکو پکڑ لیتا ہے اور آراستہ کرتا ہے اور اسکی دلمین جلوہ کرتا ہے
اور شیطان کے اس کام کو وسواس کہتے ہین پس اسکے ابتدا ہوا سے ہوتی ہے وَالْبَادِیُ
اَظْلَمُ یعنے ابتدا کنندہ زیادہ ظالم ہوتا ہے گو یا نفس نے وسواس کی بنا ڈالی اور یہہ اس قول کے
معنے ہین جب شیطان نے کہا کہ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ یعنے مین سب بندونکو دہوکہا دونگا
مین سب آدمیون کو گمراہ کر دونگا تو حق سبحانہ تعالے نے فرمایا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ
سُلْطَانٌ یعنے تجہے میری خاص بندون پر کچہہ تسلط نہین پس حقیقت مین نفس اور ہوا
بندہ کا شیطان ہے اور اسی سبب سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَا مِنْ عَبْدٍ

اِلَّا وَقَدْ غَلَبَہٗ شَیْطَانُہٗ اِلَّا عُمَرُ فَاِنَّہٗ غَلَبَ شَیْطَانَہٗ یعنے کوئی بندہ نہین کہ اسکے شیطان
نے اوسپر غلبہ نہ کیا ہو یعنے ہر ایک کے ہوانے اوسپر غلبہ کیا ہے بدون عمرؓ کے کہ اونہون نے
اپنے شیطان یعنے ہوا پر غلبہ کیا ہوا ہے پس ہوا سے آدم کا خمیر کی ترکیب ہے اور یہی فرزندان
آدم کی ریحان جان ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْھَوٰی وَالشَّھْوَۃُ
مَعْجُوْنَۃٌ بِطِیْنَۃِ ابْنِ اٰدَمَ۔ ہوے یعنے خواہش نفسانی بنی آدم کے خمیر مین گوندی
ہوئی ہے۔ ہوی کی ترک بندہ کو امیر کر دیتی ہے اور اس کا اختیار کرنا امیر کو
اسیر کر دیتا ہے جیساکہ زلیخانے ہوی کو اختیار کیا امیر تھے اسیر ہوئے اور یوسف علیہ السلام
نے ہوی کی ترک کی اسیر تہا امیر ہوا۔ جنیدؒ سے لوگون نے پوچھا کہ مَا الْوَصْلُ قَالَ
اِجْتِنَابُ الْھَوٰی یعنے وصل کیا ہے اوسنے کہا ترک ہوے جو شخص وصل حق سے مشرف
ہونا چاہے اوسے کہو کہ ہواے تن کے خلاف کرے کہ بندہ کو کسی عبادت سے ایسا تقرب
حق کا حاصل نہین جیساکہ ترک ہوے سے کیونکہ آدمی پر ناخن سے پہاڑ کا کھودنا ہوا
کے برخلاف جانے سے آسان ہوتا ہے ذوالنون مصری کی حکایتون مین پایا ہے کہ
انہون نے کہا کہ ایک کو مینے دیکہا کہ ہوا مین اڑتا تہا مین نے اوسے پوچہا کہ یہہ درجہ
تجہے کسطرح ملا اوسنے جواب دیا کہ مینے ہوے کو پامال کیا تب ہوا پر اڑا اور روایت
ہے کہ محمد بن فضل بلخی نے کہا کہ مین تعجب کرتا ہون اوس شخص سے کہ اپنی خواہش کیساتہ
لیکر حق کے گہر مین جائے اور زیارت کرے جسکو شوق بیت اللہ وہ کیون ہوی پر قدم نہین
رکہتا تا کہ اسکو پہونچے اور اسکا دیدار کرے لیکن زیادہ ظاہر صفت نفس کے لئے شہوت
ہوتی ہے اور شہوت ایک معنے ہین جو اجزاے آدمی مین پہیلے ہوئے ہین اور سب
حواس اسکے کام مین لگے ہین اسلئے بندہ کو سب حواس کی حفاظت کی تکلیف دی گئی
ہے اور ہر ایک کے فعل کی بابت اسکو سوال ہوگا۔ آنکہون کی شہوت دیکہنا ہے
اور کانون کی شہوت سننا اور ناک کی شہوت سونگہنا اور زبان کی شہوت کلام کرنا

اور تالو کی شہوت چکھنا اور جسم کی شہوت چھونا اور گھسنا اور سینہ کی شہوت سوچنا پس طالب حق کو چاہیے کہ اپنا نگہبان اور حاکم ہو رہے اور دن رات اپنی عمر اوسکی حفاظت مین گذارے یہانتک کہ ہوی کے داعیے جو حواس مین ظاہر ہوتے ہین اپنی ذات سے جدا کرے اور خداوند تعالی سے درخواست کرے تاکہ اسکو اوس صفت کا کرے کہ یہہ خواہش اسکے باطن سے دور ہو جائے کیونکہ جو شخص شہوت کے دریا مین گرفتار رہو سب معنون سے روکا جاتا ہے پس اگر بندہ تکلیف سے خواہش کو اپنی ذات سے دور کرے تو اسکا رنج زیادہ ہو جاتا ہے جب اسکی جنبین متواتر پیدا ہو جائین تو اسکا چارہ دور کرنیکا تسلیم ہے تاکہ مراد حاصل ہو جائے۔ ابو علی سیاہ مروری رضی اللہ عنہ سے حکائیت کرتے ہین کہ اوسنے کہا کہ مین حمام مین گیا تھا اور سنت کے مطابق استرہ کر رہا تھا مین نے اپنے جی مین کہا کہ اے ابو علی یہہ عضو جو منبع شہوت ہے اور تجھے اتنی آفتون مین گرفتار رکھتا ہے اپنے جسم سے دور کر تاکہ تجھے شہوت سے رہائی ہو جائے۔ اتنی مین مجھے آواز آئی کہ اے ابا علی ہمارے ملک مین تو تصرف کرتا ہے مگر ہماری جرأت مین ایک عضو دوسرے عضو سے زیادہ اولے نہین۔ مجھکو اپنی عزت کی قسم کہ اگر تو اس عضو کو آپ سے جدا کرے ہم اسکی جگہہ ہر بال مین سو گنا شہوت اور ہوی رکھین۔ اور اسی مضمون مین کہتا ہے۔

بندہ کو بنائے جسم کے خراب کرنے مین کچہہ تصرف نہین۔ لیکن توفیق حق سے صفت کے بدلنے اور امر کی تسلیم اور اپنی شہوت سے پہرنے اور طاقت سے بری ہونے مین کسب ہے اور حقیقت مین جب تسلیم ہوئی تو عصمت ہوئی اور جب حق سے عطا ہوا تو بندہ مجاہدہ کی نسبت زیادہ حفاظت مین آیا اور فنائے آفت سے زیادہ نزدیک ہوا اِنَّ نَفیَ الذُبَابِ بِالْمِکَنَّۃِ اَیسَرُ مِن نَفیِھَا بِالمِذَبَّۃِ یعنی مکہی کو جہاڑو سے دور کرنا آسان ہے بہ نسبت اسکے کہ اسی لاٹہی سے دور کرین پس حفاظت حق سب آفتون کے زائل کرنیوالے

سب علتون کے دور کرنیوالے ہے اور کسی صفت مین بندہ کو اوس سے شارکت نہین جس چیز مین حق تعالے نے تصرف عطا فرمایا ہے اوسکے سوا اور چیز مین تصرف نہین ہو سکتا اور جب تک تقدیر مین اوسکی عصمت مقدر نہو بندہ کوشش کے ساتھہ کسی چیز سے ہٹ نہین سکتا کیونکہ کوشش عنایت حق سے ہوتی ہے اور جب جناب حق سے بندہ پر احسان نہو تو اسکی کوشش فایدہ نہین دیتی اور بندگی کی طاقت اوس سے ساقط ہو جاتی ہے سب کوششین دو جگہ مین صورت پذیر ہوتے ہین ایک تو کوشش کرے تا تقدیر حق کو آپسے بدل ڈالی دوسرا یہہ کہ بخلاف تقدیر کچھ آپ کمائی کرے اور یہہ دونو باتین جایز نہین ہوتین کیونکہ تقدیر کوشش سے بدل نہین ہو سکتی اور کوئی کام تقدیر کے سوا نہین اور روایت ہے کہ شبلی رحمتہ اللہ علیہ بیمار ہوے ایک طبیب اونکے پاس آکر کہا کہ پرہیز کر شبلی نے پوچھا کہ کس چیز سے پرہیز کرون آیا اوس چیز سے جو میرا نصیب ہے یا اوس چیز سے جو میرے نصیب مین نہین اگر نصیبہ سے پرہیز کرنا چاہئے تو یہہ نہین ہوسکتا اور اگر نصیب کے سوا اور چیز سے پرہیز کرنا ہو تو وہ خود مجھے نہین دینگے اِنَّ الْمُشَاهِدَ لَا يُجَاهِدُ یعنے اسلئے کہ جو مشاہدہ مین ہو اسمین کوشش نہین کیجاتی اور یہہ مسئلہ اور جگہہ احتیاط سے لاونگا انشاء اللہ تعالے عز وجل

اَمَّا الْحَكِيْمِيَّةُ

حکیمون کا اتباع ابی عبد اللہ محمد بن علی حکیم ترمذی رضی اللہ عنہ سے ہے اور وہ سب علوم ظاہری اور باطنی مین امام وقت تھا اور اسکی تصانیف بہت ہین اور اسکے کلام کا قاعدہ اور طریق طرز ولایت پر تھا اور وہ حقیقت ولایت اور درجات اولیا اور رعایت ترتیب ولایت کا بیان کرتا ہے جو علیحدہ دریاے ناپیدا کنار ہے اور بڑا عجیب در ابتداے ظہور کشف مین مذہب اوسکا یہہ ہے کہ تو جانے کہ خداوند تعالے کے اولیا مین جنکو اللہ تعالی نے خلقت

سے برگزیدہ کیا ہے اور انکی ہمت تعلقات سے قطع کی اور انکو دواعی نفس اور ہوی سے
قابو کر لیا اور ہر ایک کو ایک ایک درجہ پر قایم کیا اور ان پر معانی ولائیت کا دروازہ
کہولدیا اسمین بہت لمبی چوڑی کلام ہے اسکے چند اصل کی شرح کرنی چاہئے تاکہ معلوم ہو جائے
اب مین مختصر طور پر اسکی تحقیق اور ثبوت ظاہر کرتا ہون اور اسکے اسباب اور اوصاف مین
جو مردون نے فرمایا ہے لاتا ہون انشاء اللہ عزوجل۔

فی اثبات الولایت

جاننا چاہئے کہ تصوف اور معرفت کا اصول اور بنا ولائیت کے ثابت کرنے پر ہے اور سب
مشایخ رضی اللہ عنہم اسکی ثابت کرنیکے حکم مین متفق ہین لیکن ہر ایک نے اور عبارت مین اس کا بیان
ظاہر کیا ہے اور محمد بن علی رحمتہ اللہ علیہ خاص طور پر مطلق اس عبارت کو خاص حقیقت
طریقت مین بیان کیا ہے لیکن ولائیت کو اگر فتح واو سے پڑہین تو یہہ حق لغت مین تصرف ہوتا
اور ولائیت کسرہ واو سے امارت ہے اور یہہ بہی ہو سکتا ہی کہ دونو مصدر ین فعل ولیت کے
ہون اور جب ایسا ہوا تو چاہیکہ دلالت کی طرح دو لغت ہون اور ولائیت بمعنی ربوبیت
بہی ہوتی ہی اسی سبب سے خدا ے عزوجل نے فرمایا ہے هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ یعنے یہان ولائیت
خاص اللہ کیواسطے حق ہی تاکہ کافر حق سے دوستی کرین اور اسی پر ایمان لاوین اور اپنے معبودون
سے بیزار ہون اور ولائیت بمعنے محبت بہی ہے لیکن ولی روا ہی کہ فعیل بمعنے مفعول ہو جیسا کہ
خدا ے عزوجل نے فرمایا کہ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِينَ یعنے وہ نیکمردون کا دوست ہے کیونکہ اللہ تعالے
اپنے بندہ کو اوسکے فعل اور اوصاف سے نہین چہوڑتا بلکہ اسکو اپنی حفاظت کی پناہ مین رکہتا
ہے اور یہہ بہی جائز ہے کہ فعیل بمعنے مبالغہ فاعل ہو کہ بندہ اوسکی بندگی سے محبت و دوستی
کرے اور اوسکی رعائیت حقوق مین ہمیشہ قایم رہے اور اسکے غیر سے منہ پہیرے ایک مرید
ہوتا ہے اور دوسرا مراد اور یہہ سب معنے بندہ سے حق کو اور حق سے بندہ کو جائز ہوتے ہین
اسلئے جائز ہے کہ اللہ تبارک وتعالی اپنے دوستون کا مددگار ہو کیونکہ خداوند تعالی اپنے
دوستون کے مددگار ہونیکا وعدہ فرمایا ہے اور وہ دوست اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہین

اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ یعنے خبردار تحقیق اللہ تعالی کی مدد قریب ہے اور یہہ بہی فرمایا
کہ اَنَّ الْکَافِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ یعنے تحقیق جو کافر لوگ ہین اونکے لئے مددگار نہین جب
کافرون کا مددگار نہوگا تو ضرور مومنون کا مددگار ہوگا کہ اسکے عقلون کی مدد کرے
تاکہ آیتون پر دلیل لاوین اور انکے دلون پر بیان معانی کیواسطے اسرار و دلایل کہل
جاوین۔ اور انکو مخالفت نفس و شیطان پر آمادہ کرے اور اپنے امرون کے موافق
ہونے پر مدد کرے اور یہہ بہی جائز ہوتا ہے کہ انکو دوستی مین خاص کرے اور عداوت
کے مکان سے بچائے جیسا کہ فرمایا ہے یُحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ یعنے انکو دوست رکہے اور وہ اسکو
دوست رکہین تاکہ اوسکو دوستی مین دوست رکہین اور اسکی لطف سے منہ موڑین حتی
کہ وہ انکا دوست ہو اور یہہ اسکے دوست ہون اور جائز ہے کہ ایک کو اپنی اطاعت
پر قایم ہونے کے ولائیت سے اوسکو حفاظت اور پاکدامنی مین رکہے تاکہ بندہ اسکی اطاعت پر
قایم ہو اور اسکے مخالفت سے پرہیز کرے اور شیطان کی قید سے بہاگ جائے اور یہہ بہی جائز ہوتا
ہے کہ ایک کو ولائیت ہوے تاکہ ملک مین اوسکی حل سے حل ہو اور اسکے عقد سے عقد ہو یعنے سب بندوبست
اس کے اختیار مین ہون اور اسکے دعائین مقبول اور اسکے نفس قبول ہون جیسا پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ ذِیْ طِمْرَیْنِ لَا یُعْبَأُ بِہٖ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ
مشہور ہے کہ عہد خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مین رود نیل اپنی عادت سے کہڑا ہوا اسلئے کہ
زمان جہالت مین ہر سال ایک لونڈی آراستہ کرکے اوسمین ڈالا کرتے تب وہ جاری ہوتا
عمر رضی اللہ عنہ نے پارہ کاغذ پر لکہا کہ اے پانی اگر تو اپنے آپ کہڑا ہے تو جاری نہین
اور اگر خداوند تعالے کے حکم سے کہڑا ہے تو عمر کہتا ہے کہ چل پس جب رقعہ پانی مین ڈالا
گیا تو پانی چل پڑا اور یہہ امارت سچی تہی پس میری مراد ولائیت اور اوسکے ثابت کرنے
سے یہہ ہے کہ تجہے معلوم ہوجائے کہ ولی کا نام اس شخص کیواسطے جائز ہوتا ہے کہ معانی
مذکورہ اسمین موجود ہون جیسا کہ ہمنے کہا ہے کہ ولائیت اسکا حال ہو قال اور اس سبب

بہلے مشایخ نے اسمین کتابین تصنیف کی ہین اور وہ عزیز جلدہی فنا ہوا اب مین اس پیر
بزرگ کی عبارت آراستہ کرتا ہون جیسا کہ میرا اعتقاد اس سے بہت اچھا ہے تاکہ
تجھے بہت فایدے حاصل ہون اور تیرے سوا اور بہی اس کتاب کے پڑہنے سے سعادتمند
ہون اور اس طریقت کے طالبون سے ہون کامیاب ہوجاوین انشاء اللہ عزوجل
تجھے خداوند تعالی قوی کرے اور طاقت دیوے جان تو کہ یہہ لفظ خلقت مین متداول ہے
اور کتاب اور سنت اس کا بیان کر رہی ہے جیسا کہ خداوند عزوجل نے فرمایا ہے اَلَآ
اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ خبردار تحقیق دوستان خدا پر نہ
خوف ہے اور نہ غمناک ہونگے اور یہہ بہی کہا کہ نَحْنُ اَوْلِيَاءُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰ
خِرَةِ یعنے ہم حیات دنیا اور عاقبت مین تمہارے دوست ہین اور ایک جگہہ فرمایا اَللّٰهُ
وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا یعنے اللہ تعالی دوست ہے ان لوگون کا جو ایمان لائے اور پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ لَعِبَادًا يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ قِيْلَ مَنْ هُمْ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا لَعَلَّنَا نُحِبُّهُمْ قَالَ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ اَمْوَالٍ وَّاكْتِسَابٍ وُّ
جُوْهُهُمْ نُوْرٌ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ لَا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ
ثُمَّ تَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ یعنے اللہ تعالے کے بندون سے بعض
ایسے ہین کہ نبی اور شہید انپر رشک کرتے ہین پوچہا گیا کہ یارسول اللہ وہ کون ہین انکی صفت بتائیے
تاہم ان سے محبت کرین حضرت نے فرمایا کہ وہ قوم ہے جو روح اللہ سے محبت کرتے ہین بدون مال
اور کسب کے انکے چہرے نورانی ہین نور کے منبرون پر ہونگے جب لوگ ڈرین گے وہ نہ ڈرینگے
اور جب لوگ غمناک ہونگے وہ غم نہ کرین گے پہر یہہ آیت پڑہی جس کے معنے یہہ
ہین تحقیق دوستان خداوند تعالے پر نہ خوف ہے اور نہ وہ غم کرینگے اور یہہ بہی پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا نے عزوجل نے فرمایا مَنْ اٰذٰى وَلِيًّا فَقَدِ اسْتَحَلَّ مُحَارَبَتِيْ یعنے
جس نے ولی کو ایذا دی اسنے مجہسے لڑنا حلال جانا اور اس سے مراد یہہ ہے کہ خداوند تعالی کے

ولی وہ ہین جنکو دوستی اور ولایت سے خاص کیاہے اور جو اسکے ملک کے والے ہین
اور انکو برگزیدہ کیاہے اور اظہار فعل کا نشانہ کردیاہے اور اقسام کرامات سے خاص کیاہے
اور طبعی آفات کو انسے دور کیا اور انکو نفس اور ہوا کے تابعداری سے رہائی دی تاکہ اونکی
ہمت اسکے سوا اور کیطرف نہین ہوتے اور اسکے سوا انکو کچھہ نہین سوجھتا ہم سے پہلے زمانہ
گذشتہ مین اولیاء اللہ ہوئے ہین اور اب بھی موجود ہین اور اسکے بعد روز قیامت تک
ہونگے اسلئے کہ خداوند تعالی نے امت محمدؐ صلی علیہ وسلم کو سب امتون پر شرف دیاہے اور
اپنے ذمہ لیاہے کہ مین شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بجا رکھونگا جب خبری دلائل اور
عقلی حجتین آج کے روز عالمون مین موجود ہین چاہئے کہ دلائل عینی بھی اولیا اور خاصان
خدا کے درمیان موجود ہون اور ہمارا یہہ اختلاف دو گروہ سے ہوگا ایک معتزلہ سے
دوسرا عامہ حشوی عیب داران سے معتزلہ ایماندارون سے کہ ایک کے دوسرے سے خاص
ہونے کا انکار کرتے ہین حالانکہ ولی کے خاص ہونے سے انکار کرنا نبی سے انکار ہے
اور یہہ کفر ہے اور عام حشوی خاص ہونیکو جائز رکھتے ہین لیکن کہتے ہین کہ وہ
ہوچکے ہین اور اب وہ نہین رہے اور یہہ نہین جانتے اور کہ ماضی اور مستقبل کا انکار
برابر ہے اسلئے کہ انکار کے ایک طرف دوسری طرف سے زیادہ اولے ہوتی
ہے پس خداوند تعالی نے برہان نبوت کا آج تک باقی کر دیاہے اور اولیا کو
اسکے ظاہر کرنیکا سبب کردیا تاکہ ہمیشہ قدرت حق تعالی کے نشان آیات اور حجت صدق
محمد علیہ السلام کے ظاہر رہے اور ان کو اولیا جہان کا مالک کردیا جو تابع حدیث کے ہوئے
ہین اونہون نے متابعت نفس کا راستہ چھوڑ دیا پھر ان کے قدم کی برکت سے آسمان سے بارش
ہوتی ہے اور انکے صفای حال کی طفیل سے زمین سے نباتات پیدا ہوتے ہین اور انکی توجہ
سے مسلمان کافرون پر فتحیاب ہوتے ہین اور انسے چار ہزار چھپے رہتے ہین اور ایک دوسرے
کو نہین پہچانتے اور اپنے حال کی خوبی کو نہین جانتے اور ہر حال مین آپ سے اور خلقت سے

چھپے رہتے ہین اور اس بارہ مین خبرین وارد ہین اور اولیا کے کلام بہی ظاہر کر رہی ہے
اور خداوند تعالے کا شکر ہے کہ مجھے اس بارہ مین خبر ظاہر ہوئی ہے لیکن جو لوگ
مشکلات کو حل کرنیوالے اور حل شدہ کو بند کرنے والے اور درگاہ حق کے سپاہی ہین
تین سو آدمی ہین جنکو اخیار کہتے ہین اور چالیس اور ہین جنکو ابدال کہتے ہین اور
سات اور ہین جنکو ابرار کہتے ہین اور چار اور ہین جنکو اوتاد کہتے ہین اور تین اور ہین
جو نقیب کے نام سے نامزد ہین اور ایک اور ہے جو قطب نام رکھتا ہے اور اسکو غوث بہی کہتے ہین
اور یہہ سب ایک دوسرے کو پہچانتے ہین اور کاروبار مین ایک دوسرے کی اجازت کے محتاج
ہوتے ہین اور اسپر صحیح خبرین روایت شدہ ناطق ہین اور اہل سنت اسکی صحت پر متفق ہین
اور اس مکان مین بہت بہیلاو نہین میرے اس قول پر کہ یہہ ایکدوسرکو پہچانتے ہین
عام لوگون کا اعتراض ہی کہ جب ہر ایک انکا ولی ہے پس لازم آتا ہے کہ یہہ اپنی عاقبت سے
بیغم ہون اور یہہ محال ہوتا ہے کہ ولایت سے آگاہ ہونا امن چاہتا ہے جب روا ہوتا ہی کہ
مومن اپنی ایمان کو پہچانے اور بیغم نہو تو یہہ روا نہین کہ ولی اپنی ولایت کو پہچانے اور بیغم نہو
لیکن یہہ جائز ہوتا ہے کہ مہربانی کی راہ سے اللہ تعالے ولی کو اسکے امن عاقبت سی شناسا
یعنے واقف کرے جب اسکی حالت صحیح ہو اور مخالفت سی محفوظ ہو اور یہان مشایخ کا اختلاف ہی
اور مینے وجہ اختلاف کے ظاہر کر دی ہے کہ جو چار ہزار چھپے ہوے ہین انکو اپنی ولایت
کی آگاہی روا نہین اور جو دوسرا گروہ ہے وہ آگاہی روا رکہتے ہین اور اکثر فقہا بہی اس
گروہ سے متفق ہین اور اکثر اس گروہ سے اتفاق رکھتے ہین الیہا ہی متکلمین سے استاد ابو اسحق
اسفرانی اور متقدمین کی ایک جماعت بہی کہتے ہین کہ ولی اپنے آپ کو نہین پہچانتا کہ مین
ولی ہون اور استاد ابوبکر ابن فورک اور متقدمین کی ایک جماعت یہہ کہتے ہین کہ ولی اپنی
ولایت کو جانتا ہے مین کہتا ہون کہ وہ گروہ اگر آپ کو ولی پہچانے تو کیا زیان اور آفت
ہی جواب مین کہی مین جب کہ وہ اپنے جانتا کہ مین ولی ہون تو اپنے آپ پر مغرور ہوتا مین کہتا ہون کہ ولایت کیواسطے

حفظ حق شرط ہے اور جو حق سے محفوظ ہو تو مغرور ہوتا اور سپرد وا نہین ہوتا اور یہہ بہت
جاہلانہ بات ہے کہ کوئی شخص ولی ہو اور اوس سے کرامتین خلاف عادت سرزد ہون اور
وہ نہ جانے کہ مین ولی ہون یا یہہ کرامتین ہین اور عوام الناس سے ایک گروہ نے خاص اس
گروہ کی تقلید کی ہے اور بعض نے دوسرے گروہ کے اور انکی بات معتبر نہین لیکن معتزلہ
بالکل بندون سے خاص ہونے اور کرامتون کے منکر ہین اور ولائیت کی اصل کرامتین اور
تخصیص ہے کہتے ہین کہ سب مسلمان جب مطیع ہون تو اولیاء اللہ ہین اور جس نے احکام ایمان پر
قیام کیا اور خدا تعالی کی صفات اور رویت کا منکر ہوا اور مومن کیواسطے دوزخ مین ہمیشہ
رہنا جائز سمجھا اور بدون وارد ہونے رسولون کے اور نازل ہونے کتابون کے صرف
عقل ہونے پر تکلیف جائز ہونے کا اقرار کیا وہ ولی ہوتا ہے اور سب مسلمانون کے نزدیک
ولی ہوتا ہے مگر ولی شیطان کا ۔ اور کہتے ہین کہ اگر ولائیت پر کرامت واجب ہوتی تو چاہئے
تہا کہ سب مسلمانون سے کرامت ظاہر ہوتی اسلئے کہ سب ایمان مین شریک ہین جب اصل مین شریک
ہوے تو فرع مین بہی مشترک ہونا چاہئے پہر کہتے ہین کہ جائز ہے کہ مومن اور کافر دونون مین
کرامت ہو ۔ وہ ایسا ہے کہ ایک شخص سفر مین بہوکا ہے اسکو مہاندار ملجاے یا راستہ مین
تہکا ہو اور کوئی اسکو گھوڑی پر سوار کرے علی ہذا القیاس ، اور کہتے ہین کہ اگر روا ہوتا کہ آدمی
ایک رات مین سفر طے کرتا ہے تو چاہئے تہا کہ یہہ بات پیغمبر کیواسطے بہی ہوتی جب آپنے مکہ معظمہ کا
ارادہ کیا بلکہ خداوند عزوجل نے فرمایا وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَ
نْفُسِ یعنے اوٹہاتا ہے بوجہ تمہاری اوس شہر تک کہ تم پہونچا نہین سکتے مگر سختی جان سے ۔ مین
کہتا ہون تمہار کہنا باطل ہے اسلئے کہ خداوند عزوجل نے فرمایا ہے سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى
بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ یعنے پاک ہے وہ ذات جسنے
لیجا بندہ کو رات کے وقت سیر کرنے خانہ کعبہ سے مسجد اقصی تک جسکے ارد گرد برکت ہے لیکن
بوجہ کا اوٹہانا اور اصحاب کا مکہ شریف سے جمع ہو کر روانہ ہونا ہوتا یہہ معنی رکہتا ہے کہ کرامت خاص ہے

نہ عام اور اگر یہہ سب کرامت سمجہہ مین جانے تو کرامت عام ہوتی اور ایمان غیبی ضروری ہوتا ہے اور سب احکام ایمان غیبی ہوتی اور خبر ہونے کی ضرورت نرہتی اسلیئے کہ ایمان عام مقام مین ہے مطیع مین بہی اور گنہگار مین اور ولایت تخصیص کے محل مین ہے پس خداوند تعالی نے جسکا حکم محل عام مین رکہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی موافقت سے بوجہ کالا دنا فرمایا اور جسکا حکم خاص محل مین رکہا اوسکے لئے ایک رات مین پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ سے بیت المقدس تک پہونچایا اور وہان سے قاب قوسین مین اور دنیا کے سب گوشے اور کنارے انکو دکہائے جب واپس تشریف لائے ابہی بہت سی رات باقی تہی غرض کہ ایمان عام کا حکم ہوتا ہے اور کرامت کا حکم خاص خاص تخصیص کا انکار ظاہر اسکا یہ ہے جیسا کہ بادشاہ کے دربار مین جو کیدار اور دربان اور اردلی اور وزیر ہوتے ہین ہر چند کہ نوکری کے حکم مین یکسان ہوتے ہین لیکن بعض کیواسطے خاصیت ہے پس ہر چند حقیقت مین مومن یکسان ہوتے ہین لیکن بعض عاصی ہوتے ہین اور بعض مطیع ایک عالم ایک عابد اور ایک جاہل پس ثابت ہوا کہ تخصیص کا انکار کل معانی کا انکار ہوتا ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ مشائخ سے ہر ایک شیخ کے لئے تحقیق عبارت ولایت مین رمزین ہین انکی مختار رمزون سے جو ممکن ہی وہ بیان کرتا ہون تاکہ کامل فائدہ ہوجائے انشاء اللہ تعالی۔ ابو علی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے اَلْوَلِیُّ ھُوَ الْفَانِیْ حَالِہٖ وَالْبَاقِیْ مُشَاھِدَۃِ الْحَقِّ لَمْ یَکُنْ لَّہٗ مِنْ نَفْسِہٖ اِخْبَارٌ وَّلَا مَعَ غَیْرِ اللّٰہِ قَرَارٌ یعنے ولی وہ ہوتا ہے جو اپنے حال مین فانی ہو اور مشاہدہ حق مین باقی ہو اسکو اپنے وجود کی خبر نہو اور نہ بدون اللہ تعالے کے ساتہہ قرار ہو اسلیئے کہ بندہ اپنے حال سے خبر دیتا ہے اور جب حال فنا ہوگیا تو اسکو اپنی خبر کا دینا درست نہین ہوتا اور وہ غیر حق کے ساتہہ آرام نہین پاتا تاکہ اوسکو اپنے حال سے خبر دے اسلیئے غیر کو حال غیب سے خبر دینا حبیب کا بہید ظاہر کرنا ہوتا ہے اور پیاری کا بہید

غیر حبیب ظاہر کرنا محال ہوتا ہے۔ اور یہہ بہی ثابت ہی کہ جب بندہ مشاہدہ حق مین ہوگا تو مشاہدہ
کی حالت مین غیر کا دیکھنا اوسے محال ہوتا ہے اور جب غیر کو دیکھا نہ جائے تو خلقت سی قرار پانا
کسطرح ممکن ہوتا ہے۔ جنید رضی اللہ عنہ نے کہا ہے اَلْوَلِی مَنْ لَا یَکُوْنُ لَہٗ خَوْفٌ لِاَنَّ الْخَوْفَ
تَرَقُّبُ مَکْرُوْہٍ یَّحِلُّ فِی الْمُسْتَقْبَلِ وَاِنْتِظَارُ الْمَحْبُوْبِ یَفُوْتُ فِی الْمُسْتَانِفِ وَالْوَلِیُّ ابْنُ وَ
قْتِہٖ لَیْسَ لَہٗ وَقْتٌ مُسْتَقْبَلٌ فَیَخَافُ شَیْأً وَکَمَا لَا خَوْفَ لَہٗ لَا رَجَا لَہٗ لِاَنَّ الرَّجَا اِنْتِظَارُ
مَحْبُوْبٍ یَحْصُلُ اَوْ مَکْرُوْہٍ یَکْشِفُ وَکَذَالِکَ فِی الثَّانِی مِنَ الْوَقْتِ وَکَذَالِکَ لَا یَحْزُنُ
مِنْ خُزُوْنَتِہِ الْوَقْتِ فَاَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ حَزَنٌ قَالَ اللہُ تَعَالٰی اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللہِ لَا خَوْفٌ
عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ - اس قول سی یہہ مراد ہے جو اسنے کہا ہے کہ ولی وہ ہے جسکو خوف
نہین ہوتا اس لئے کہ خوف اس چیز سے ہوتا ہے جسکے آنے سے دل کراہت کرتا ہو کہ آئندہ
پر بلا وارد ہو یا ڈرتا ہے کہ زمانہ آئندہ مین محبوب جو اسوقت موجود ہے چلا جائیگا ولی صاحب
وقت ہوتا ہی اسکو آئندہ ایسا وقت نہین ہوتا جس سے وہ ڈرے اللہ تعالی نے فرمایا
ہے کہ خبردار ضرور اولیا اللہ کو نہ خوف ہوتا ہے اور نہ غمناک ہونگے اور جیسا کہ اسکو
خوف نہین ہوتا امید بہی نہین ہوتی اسلئے کہ رجا امید ہوتی ہی کہ محبوب اسکو آئندہ ملے یا سختی
اوس سے ٹلجائے اور یہہ اور وقت ہے اور ایسا ہے اسکو غم نہین ہوتا اسلئے کہ غم کدورت
وقت سی ہوتا ہے پس جو شخص کہ رضا کی زیر حمایت اور موافقت کے باغ مین ہو
اوسکو کب غم ہوتا ہے اور عوام الناس کا اس قول مین ایسا خیال ہی کہ جب خوف اور
رضا اور غم ہنوا تو بجاے اسکے امن ہوگا اور امن بہی نہین ہوتا کیونکہ امن تب ہوتا
ہے جب غیب نہ دیکہا جاوے اور وقت کی پروانہ رکھے - اور یہہ ان لوگون کی
صفت ہوتی ہے کہ انکی بشریت کی طرف دہیان نہین کرتے اور اسی صفت سے آرام
نہین ہوتا اور خوف اور رجا اور غم اور امن سب نفس کے نصیب ہین اور وہ
جب فانی ہوا تو بندہ کی صفت رضا ہوگی اور جب رضا آئی تو مشاہدہ مین حوال

قائم ہو جب محول کو دیکھا جائے تو حالات سے روگردانی ظاہر ہوتی ہے تب دل پر ولایت ظاہر ہوئی اور اسکے بغیر ظاہر ہو۔ اور ابو عثمان مغربی کہتا ہے کہ اَلْوَلِیُّ قَدْ یَکُوْنُ مَشْہُوْرًا وَلَا یَکُوْنُ مَفْتُوْنًا ولی خلقت کے درمیان مشہور ہوتا ہے لیکن اسمین مبتلا نہیں ہوتا۔ ایک اور شخص کہتا ہے اَلْوَلِیُّ قَدْ یَکُوْنُ مَسْتُوْرًا وَلَا یَکُوْنُ مَشْہُوْرًا ولی کبھی چھپا رہتا ہے اور مشہور نہیں ہوتا جس نے شہرت پیدا کی وہ ولی ہوتا ہے کیونکہ شہرت سے فساد ہوتا ابو عثمان نے کہا ہے کہ روا ہوتا ہے کہ وہ مشہور ہو لیکن اسکی شہرت سے فساد ہو اسلئے کہ فساد جھوٹھ مین ہوتا ہے جب ولی اپنی ولایت مین سچا ہو تو کچھ مضایقہ نہین اور کاذب لاالت کا اسم واقع نہین ہوتا اور جھوٹھی سے کرامت کا ہونا محال ہوتا ہے پس چاہئے کہ فساد ولی کے حال سے ساقط ہو اور یہہ دونو قول اس اختلاف کی طرف رجوع کرتے ہین جب کہ ولی آپ کو ولی نہ سمجھے کیونکہ اگر وہ اپنی ذات کو پہچانیگا تو مشہور ہوگا اور اگر نہ پہچانیگا تو مفتون ہوگا اور اسکا بیان دور دراز ہے حکایتون مین ہے کہ ابراہیم ادہم علیہ الرحمۃ نے ایک مرد کو پوچھا کہ تو ولی اللہ ہونا چاہتا ہے اوسنے جواب دیا کہ ہان چاہتا ہون انہون فرمایا لَا تَرْغَبْ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَفَرِّغْ نَفْسَکَ لِلّٰہِ وَاَقْبِلْ بِوَجْھِکَ عَلَیْہِ یعنے دنیا اور عاقبت کی طرف رغبت مت کر کیونکہ دنیا کیطرف رغبت کرنا حق تعالے سے منہ موڑ کر فانی چیز کی طرف جانا ہے اور عاقبت کیطرف رغبت کرنا حق تعالے سے منہ موڑ کر باقی چیز کی طرف جانا ہے جب فانی چیز کیطرف منہ موڑیگا تو فانی فنا ہو جاتا ہے اور منہ موڑنا نابود ہوتا ہے اور جب باقی چیز کیطرف منہ موڑیگا تو باقی پر فنا جائز نہین ہوتا پس اسکے منہ موڑنے پر بھی فنا روا نہین ہوتا اور اس کلمہ سے یہہ فایدہ ہے کہ دنیا اور عاقبت کیواسطے خداوند تعالی کو مت چھوڑ اور یہہ بھی کہا کہ اپنے آپ کو خداوند تعالی کی دوستی کے لئے فارغ کر اور دلمین دنیا اور عاقبت کا خیال مت رکھہ اور دل کی توجہ خدا کیطرف کر جب یہہ اوصاف تجھہ مین موجود ہون تو تو ولی ہوگا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے لوگون نے پوچھا کہ ولی کون ہوتا ہے اوسنے جواب دیا اَلْوَلِیُّ

هُوَالصَّابِرُ تَحْتَ الْاَمْرِ وَالنَّهْيِ یعنے ولی وہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے امر اور نہی کے ماتحت صبر کرے اسلئے کہ جسکو حق کی دوستی ولین زیادہ ہوتی ہے اوسکے امر کی دل مین زیادہ تعظیم ہوتی ہی اور اسکی نہی سے زیادہ دور رہتا ہے - اور یہہ بھی ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا مجہے ایک وقت لوگون نے کہا کہ فلانے شہر مین خدا عزوجل کے ولیون سے ایک ولی ہے مین نے اوسکی زیارت کا قصد کیا جب مین اوسکی مسجد مین پہونچا تو وہ اپنے گہر سے نکلا اور مسجد مین تہوک دیا مین نے اوسکو سلام نہ کیا اور واپس ہوا اور مین نے کہا کہ ولی چاہیئے کہ شریعت کی پاسداری کرے تاکہ حق تعالی اوسکا حال برقرار رکہے پس اگر یہہ مرد ولی ہوتا تو اپنی تہوک مسجد کے زمین پر نہ پہینکتا اور اوسکی عزت محفوظ رکہتا اور اسکا حق نگاہ رکہتا تاکہ اوسکی کرامت صحیح ہوتی اوسی رات سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکہا آپنے مجہے فرمایا اے ابا یزید جو تونے کام کیا اسکی برکتین تجہکو پہونچین دوسرے روز مین اس درجہ کو پہونچا جسمین تم دیکہتے ہو مین نے سنا کہ ایک شخص ابو سعید کے پاس آیا اسنے پہلے بایان پانو مسجد مین رکہا شیخ نے کہا کہ اوسکو ہٹا دو کیونکہ جو شخص دوست کے گہر جانیکا وقوف نہین رکہتا وہ ہمارے لائق نہین - اور ایک ملحدون کے گروہ لعنۃ اللہ علیہم نے اس بزرگ صوفیا طریق سے تعلق کیا اور انہون نے کہا کہ اسقدر خدمت کرنی چاہیئے کہ بندہ ولی ہو جائے جب ولی ہوا تو خدمت نہی اور یہہ ظاہر گمراہی ہی اور راہ حق مین کوی مقام نہین کہ خدمت کے ارکان سے کوی رکن جاتا رہے اور مناسب مقام پر اسکا بیان پورا لکہونگا انشاء اللہ عزوجل

کرامت کا ثبوت

صحت تکلیف کی حالت مین ولی پر کرامت کا ظاہر کرنا جائز ہے اور اہل سنت وجماعت کے ہر دو فریق اسپر متفق ہین اور عقل کے نزدیک بہی محال نہین اسلئے کہ یہہ قسم مقدور خداوند کا ہی اور اسکا ظاہر کرنا اصول شرع سے کسی اصل کے خلاف نہین اور یہہ جنس ارادہ وہم اور عقل سے دور نہین اور کرامت سچائی ولایت کی علامت ہی اور جہوٹے سے ظاہر نہین ہوتی

ولائیت کا جھوٹا دعوی کرامت نہونے سے ثابت ہے بلکہ اسکے جھوٹے دعوے کا نشان
ہے اور کرامت ایک فعل پر خلاف عادت ہے جو حالت بقاے تکلیف مین ہو اور
تعریف حق کی دلیل کی صورت پر شیخ کو جھوٹ سے جانے وہ بھی ولی ہوتا ہے اور
ایک گروہ اہل سنت کہتے ہین کہ کرامت درست ہی لیکن معجزہ کی حد تک نہین پہونچتی ہے
جیسا کہ دعا کا مقبول ہونا اور مراد حاصل ہونا اور جو اوس طرح کی باتین کہ عادت مقررہ کے
برخلاف ہون مین کہتا ہون کہ جب ولی سچے سے تکلیف کی حالت مین کوئی فعل خلاف
عادت ظاہر ہو تو تمہارا اسمین فساد کی بابت کیا خیال ہے ۔ اگر کہین کہ یہہ مقدر
خداوند تعالے کی نوع سے نہین تو یہہ خود گمراہی ہے اور اگر کہین کہ مقدر کی نوع
ہے لیکن ولی صادق کے ہاتھہ پر اوسکے ظاہر ہونے مین بطلان نبوت ہوتا ہی اور
تخصیص انبیا کا انکار یہہ سب مشکل ہین اسلیئے کہ ولی کرامتون ہی خاص ہی اور نبی معجزات
سے والمعجزة لم یکن معجزة بعینها انما کانت معجزة بحصولها ومن شرطها اقتران
دعوی النبوة بها فالمعجزات یختص للانبیاء والکرامات یکون للاولیاء
یعنے معجزہ بعینہ معجزہ نہین ہوتا سوا اسکی نہین کہ معجزہ اسکے حاصل ہونیکے واسطے ہوتا ہے
اور نبوت کا دعوی معجزہ کی کئی شرط ہی پس معجزہ کے لئے خاص ہوتا ہے اور کرامتین اولیا
کے لئے جب ولی ولی ہو اور نبی نبی تو انکے درمیان کچھہ مشابہت نہین ہوتی جس سے
پرہیز کرنا چاہیئے اور مراتب پیغمبرون کا شرف بلندرتبہ اور صفای پاک انہی سے ہی نہ
صرف معجزہ اور کرامت یا اظہار خارق عادت سے اور اصل مین معجزات سب مساوی
ہین اور درجات تفصیل مین ایک کو دوسرے پر فضیلت ہے جب خلاف عادات
فعلون مین مساوات دور ہوتی ہے تو انکو ایک دوسرے پر فضیلت ہو کیون روا نہین ہوتا
کہ انکے فعل خلاف عادت ہی کرامت ہون انبیا اوسنے زیادہ فاضل ہون اوسسبب ہان فعل خلاف عادت ایک
دوسرے سے انکی تفصیل اور تخصیص کا باعث ہو تو یہان بھی فعل خلاف عادت ہے پر تخصیص کی کی وجہ ہوتی ہی یعنی یکسان نہین

ہوتی اور جو شخص اہل عقل سے یہہ دلیل معلوم کرے اوسکے دل سے اشتباہ جاتا رہتا ہی
اگر کسی کو یہہ خیال آوے کہ اگر ولی کو کرامت خلاف عادت ہو اور ولی نبوت کا دعوی کرے
یہہ محال ہوتا ہی اسلئے کہ ولائیت کی شرط دل کے سچائی ہے اور دعوے جو برخلاف معنے ہو
وہ جھوٹ ہوتا ہے اور جھوٹا ولی نہین ہوتا اس لئے کہ ولائیت کی شرط دل کے سچائی
ہے اور دعوے جو برخلاف معنے ہو وہ جھوٹ ہوتا ہے اور جھوٹا ولی نہین ہوتا اور
اگر ولی نبوت کا دعوی کرے تو معجزہ مین دست اندازی ہوتی ہے اور یہہ کفر ہے اور
کرامت مومن مطیع کے سوا کسی اور کو نہین ہوتی اور جھوٹھہ گناہ ہوتا ہے نہ طاعت
اور جب ایسا ہو تو ولی کی کرامت اثبات حجت نبی کے موافق ہوتی ہی تب کرامت اور
معجزہ مین کچھہ اشتباہ نہین ہوتا اسلئے کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم اپنا معجزہ ثابت کرنے
سے اپنی نبوت ظاہر کرتے ہین اور ولی کرامت سے ہی نبی کے نبوت کو ثابت کرتا
ہے اور اپنی ولائیت پس یہہ ولائیت مین صادق ہے یہی کہتا ہے کہ وہ نبوت مین
صادق ہی اور ولی کی کرامت عین معجزہ نبی کا ہوتا ہے اور مومن کو کرامت ولی
کا دیکھنا صدق نبوت پر زیادہ یقین ہونیکا باعث ہوتا ہے نہ موجب اشتباہ اسلئے کہ
اونکے دعوے مین خلاف واقع نہین ہوتا کہ ایک دوسرے کو نفی کرے بلکہ ایک کا دعوی
دوسرے دعوے کی دلیل کا معاون ہوتا ہے جبکہ شریعت مبارک جب وارثون کا ایک
گروہ دعوے مین متفق ہون جب ایک کی دلیل ثابت ہو جائے تو اسکی دلیل اورونکی
لئے دلیل ہوتی ہے اس سبب سے کہ دعوی مین متفق ہین جب دعوی مختلف ہو تو ایک کی
حجت دوسرونکی حجت نہین ہوتی پس جب نبی دلالت معجزہ سے صحت نبوت کا مدعی
ہو اور ولی اسکے دعوے کی تصدیق کرے تو اس محل مین اشتباہ کا ثابت ہونا محال ہوتا ہے
وَاللهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

معجزات اور کرامات کا فرق

جب کہ یہہ ثابت ہوا
جھوٹے سے معجزہ اور کرامت ظہور مین آنا محال ہے البتہ وضح طور پر فرق چاہئے تاکہ ہر ایک

کو معلوم ہو جائے جاننا چاہئے کہ معجزہ مین ظاہر کرنا شرط ہے اور کرامت مین چھپانا
اسلیئے کہ معجزہ کا نتیجہ غیر کی طرف جاتا ہے اور کرامت کا نتیجہ خاص صاحب کرامت پر
رجوع کرتا ہے دوسرا یہہ کہ صاحب معجزہ یقین کرتا ہے کہ یہہ معجزہ ہے اور دوسرے
یقین نہین کر سکتا کہ وہ کرامت ہے یا استدراج اور یہہ بھی ہی کہ صاحب معجزہ شرع
مین تصرف کرتا ہے اور اسکے نفی اور اثبات کی ترتیب مین فرمان خدای عزوجل سے سند لیکر
کرتا ہی اور صاحب کرامات کو اس شرع کی تسلیم اور قبول احکام کے سوا چارہ نہین اسلئے
کہ ولی کی کرامت کی وجہ سے حکم شرع نبوی کا خلاف نہین کرتی اور اگر کوی کہے کہ جب
تونے کہا کہ معجزہ خارق عادت ہی اور ولایت نبی کی صداقت ہے تو اسکے جسے نبی کیلئے
روا رکہا ہے وہ مطابق عادت ہوتا ہے اور جو تصحیح کرامت اثبات معجزہ کے لئے
حجت بنای ہے وہ سبکو باطل کرتی ہے مین کہتا ہون یہہ امر اس صورت کے برخلاف
ہے جو تجہے اعتقاد ہون سمہ لیئے کہ معجزہ عادات خلقت کے برخلاف ہے جب ولی کی کرامت
عین معجزہ نبی ہی وہی دلیل ہوتی ہی کہ نبی کا معجزہ ہی پس معجزہ معجزہ کے مخالف نہین ہو سکتا
کیا تونے نہین دیکہا کہ جب خبیب کو مکہ کے کافرون نے سولی پر چڑہایا تب رسول صلی اللہ
علیہ وسلم مدینہ منورہ کی مسجد مین بیٹہے تہے اور اوسکو دیکہہ رہے تہے اور جو کچہہ کا ذکر رہے
تہے حضرت رسول اکرم وہ اصحاب سے کہتے تہے اور اللہ تعالی نے خبیب کی نظر سے بہی پردہ
اٹہایا تا کہ اوسنے بہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکہا اور حضرت کو سلام کہا اللہ تعالے نے
اسکا سلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک مین پہونچایا اور حضرت کا جواب بہی
اسے سنوایا اور دعا کی تا کہ وہ روبقبلہ ہوا پس یہہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو
مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ مین دیکہا یہہ فعل خلاف عادت تہا اور معجزہ تہا اور جو اسنے خاص
پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے دیکہہ لیا حالانکہ حضرت مکہ مین نہ تہے یہہ بہی ایک فعل خلاف
عادت اور اسکی کرامت تہی اسلیئے غائب کا دیکہنا بالاتفاق خلاف عادت ہی پس

غیبت بیان اور غیبت مکان مین کچهه فرق نهوا کیونکه حبیب کی کرامت اس حال مین که پیغامبر صلی الله علیه وسلم کی غیبت مکانی رکهتا تها اور ایسا هی متاخرین کی کرامات غیبت زمانی مین یعنے اسوقت که حضرت سے زمانه مین غائب تهے اور یهه فرق ظاهر هے اور دلیل واضح هی اس بات پر که کرامت برخلاف معجزه نهین هوتے اور مومن تصدیق کننده مطیع کے سوا کسی اور سے ظهور نهین پاتی اسلئے کرامت حقیقت مین پیغامبر کا معجزه هے اسلئے آپکی شریعت باقی هی چاهیئے اسکی دلیل بهی باقی هو پس ولی صدق رسالت رسول پر گواه هین اور یهه جائز نهین که بیگانه یعنے منکر نبی سے کرامت ظاهر هو۔ اس باره مین ابراهیم خاصی رحمته الله علیه کی حکایت هے جو که اس مقام مین نهایت مناسب هے بیان کرتے هین که انهون نے فرمایا که مین جنگل مین گیا که اپنی عادت کے مطابق خلوت نشین رهون جب تهوری دیر هوئی تو ایک شخص گوشه سے اٹها اور مجهسے صحبت کا خواهان هوا مینے اسکی طرف نگاه کی اوسکے دیکهنے سے مجهے نفرت هوئی مینے کها که یهه کیا چیز هے اوسنے مجهے کها که ای ابراهیم آزرده مت هو که مین النصاری اور رهبان نسایکه سے هون اور روم کے شهرون کے گرد نواح سے آیا هون تاکه آپ کی صحبت حاصل هو ابراهیم نے فرمایا که جب مین نے معلوم کیا که یهه بیگانه هے میرے دلکو آرام آیا اوسکی صحبت کا طریق اور اسکی حق گذاری مجه پر آسان هوئی مینے کها که اے راهب المضارے میرے پاس کهانا پانی نهین مین ڈرتا هون که تجهے اس جنگل مین تکلیف هو اسنے جواب دیا که ای ابراهیم آپکا جهان مین اتنا چرچا هے تو ابهی کهانے پانی کا غم کرتا هے ابراهیم نے کها که مین اس کی خوش کلامی اور طلب سے متعجب هوا اور تجربه کے حکم سے اسکی صحبت قبول کی تاکه معلوم کرون که اپنے دعوے مین کس رتبه تک هے جب سات دن رات هم چلے تو هم پر پیاس غالب هوئی تب وه کهڑا هوگیا اور کها که اے ابراهیم جهان مین آپکا اتنا نقاره بج رها هی لاو جو کچهه آپکے پاس موجود هے که مین پیاس سے لاچار هون ابراهیم نے

فرمایا کہ مین نے سر زمین پر رکھا اور جناب باری مین عرض کی کہ بار خدایا مجھے اس
بیگانہ کے سامنے رسوا نفرمائے کہ اس کو علین بیگانہ ہونیکی حالت مین مجھہ پر ظن نیک
ہے کیا خوب ہے کہ کافر کا ظن مجھہ پر پورا کرے آپ فرماتے ہین کہ جب مینے سر اٹھایا
ایک رکاب مین دو روٹی اور دو پیالہ شربت او سپر حاضر پائے وہ ہمنے کھایا اور
پیالہ اور چلے اور جب سات دن اور گذرے مین اپنے جی مین کہا کہ مین اس کافر
کو جدا کرون تاکہ وہ اپنی خرابی دیکھے پہلے اس سے کہ کسی اور چیز سے میرا امتحان
کرے اور کوئی چیز میرے پیش کرے تب مین نے کہا یا راہب النصار لاؤ کہ آج تیری
باری آئی تیرے پاس مجاہدہ کا ثمرہ کیا ہے ۔ اوسنے بھی سر زمین پر رکھا اور کچھہ
کہا وہین ایک رکاب جسمین چار روٹیا اور چار پیالے شربت کے رکھے ہوئے
تھے موجود ہوے مین اس سے سخت تعجب ہوا اور میرے دل مین رنج آیا اور
اپنی حالت سے نا امید ہوا اور اپنے جی مین کہا کہ مین اس سے نہ کھاؤن کہ یہہ کافر
کے واسطے ظاہر ہوا ہے اور اسکی مدد سے ہے مین اس سے کب کھاتا ہون لیکن
اس نے مجھے کہا کہ اے ابراہیم کھاؤ مینے کہا مین نہین کھاتا اوسنے کہا کس سببسے
مین نے کہا اس لئے کہ تو اسکے لائق نہین اور یہہ تیرے حال کی جنس سے
نہین اور مین تیرے اس کام مین تعجب کرتا ہون اگر مین اسکو کرامت خیال کرون
تو کافر پر کرامت روا نہین ہوتی اگر مین کہون کہ مدد ہے تو مدعی کو اشتباہ ہوگا
پھر اوسنے مجھے کہا کہ اے ابراہیم کھاؤ اور آپ کو دو چیزون کی بشارت ایک میرے
مسلمان ہونے کی اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ دوسرا یہہ کہ جناب ربانی مین آپ کی بڑی قدر ہے مینے پوچھا
کہ کیون اسنے کہا اسلئے کہ ہمارے لئے اس جنس کی کوئی چیز نہین ہوتی ہے مین نے
شرم سے زمین پر سر رکھا اور کہا کہ بار خدایا اگر دین محمد سچا ہے اور تجھے پسند ہے

تو مجھے دو روٹی اور دو پیالہ پانی دیجئے اور اگر ابراہیم تیرا خاص ولی ہے تو مجھے دو روٹی اور دو پیالہ پانی کے دیجئے جب مین نے سر اٹھایا تو یہہ طبق حاضر تھا ابراہیم نے اوس سے کہا اور وہ راہب جوانمرد ایک بزرگ دین کا ہوا ان معنی مین عین معجزہ نبی ہے جو کرامت ولی کو پہونچا اور یہہ نادر ہے کہ حضرت کے غائب ہونے کے وقت غیر کو دلیل سچائی دین کی ظاہر کرے اور وی کی حضور مین اوسکی غیر کیلئے کرامت سے نصیب ہو حقیقت مین انتہا ولائیت کو مبتدی ولائیت کے سوا نہین پہچانتا اسلئے کہ وہ راہب فرعون کے ساحرون کی طرح سو من مخفی تھا پس ابراہیم معجزہ نبی کی صداقت ثابت کی اور دوسرا یہہ بھی کہ صدق نبوت اور عزت ولائیت کا طالب تھا خدا تعالی کی عنائیت ازلی سے اوسکا مقصود حاصل کیا اور یہہ کرامت ولی اور معجزہ نبوت مین فرق ظاہر ہے اور اس بارہ مین بہت کلام ہے اور اس کتاب مین اس سے زیادہ گنجائش نہین اور اولیاؤن پر کرامت کا ظاہر کرنا اور کرامت سے اور اسمین محقق رکھنا شرط ہے تکلیف سے ظاہر نکرنا چاہئے اور میرا شیخ کہا کرتا تھا کہ اگر ولی ولائیت ظاہر کرے اور اس سے اپنی صحت حال کا دعوی کرے تو زیان نہین لیکن تکلیف سے اوسکا ظاہر کرنا رعونت ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

اس گروہ کے مشائخ اور سب اہل سنت وجماعت اس بات پر متفق ہین کہ فعل خارق عادت مثل معجزہ اور کرامت کے کافر کے ہاتھہ سے بھی نکلے تاکہ اشتباہ کے اسباب اوسکی ظاہر ہونے سے قطع ہو جاوین اور کسی کو اسکی جھوٹھہ ہونے مین شک نہو اور اس فعل کا ظہور اوسکا جھوٹھہ ثابت کرتا ہے جیساکہ فرعون نے چارسو سال عمر پائی اور اتنی مدت مین اسکو کچھہ بیماری نہوئی اور پانی اسکے پیچھے اونچا جاتا جب وہ کھڑا ہوتا تو پانی بھی کھڑا ہو جاتا اور جب چلتا تو پانی بھی چلتا لیکن ان سب مین عقلمندون کو اسکے دعوی کاذب مین اشتباہ نہوا کیونکہ اوسنے خدائی کا دعوی کیا۔ اور عقلا اسمین مضطرب

ہین کہ خداوند تعالے مجسم اور مرکب نہین اگر ایسے فعل اوسکی مانند بہت فعل اوس سے ظاہر
ہوتے تو عقلمند کو اوسکے جہوٹے دعوے مین شک نہوتا۔ اور جو شداد صاحب ارم
اور نمرود سے روایت کرتے ہین کہ اس جنس کا بہی سب اسی پر قیاس کیا جاتا ہے اور
ایسا ہی مخبر صادق نے ہمکو خبر دی ہے کہ آخر زمانہ مین دجال آویگا اور دعوی خدائی
کریگا اور دو پہاڑ ایک اوسکے داہنے دوسرا بائین چلینگے جو داہنی طرف ہوگا وہ خوشی
اور نعمت کے جگہہ ہوگا اور جو بائین جاویگا وہ عذاب کا مکان ہوگا اور دجال خلقت کو
اپنی طرف بلائے گا اور جو اسپر ایمان نہ لائیگا اور اسکو نہ مانیگا اوسکو عذاب دیگا اور
خداوند عز وجل اوسکو گمراہ کرین سب خلقت کو ماریگا اور زندہ کریگا اور جہان
مین مطلق اوسکے حکم پہیل جاوینگے اگرچہ اسکے سوا فعل خارق عادت اوس سے ظاہر
ہونگے تو بہی عقلمند کو اسکے جہوٹ مین کچھ شبہہ نہ رہیگا کیونکہ عقلمند کو بالضرور معلوم ہوگا
کہ خداوند تعالے گدہے پر سوار نہین ہوتا اور بدلنے والا اور تغیر ہونیوالا اور اندہا
کانا نہین ہوتا اور ایسی باتون کی نمائش کو استدراج کہتے ہین اور یہہ بہی روا ہوتا
ہے کہ جو نبوت کا جہوٹا دعوی کرے اس سے ایسا فعل خارق عادت ظاہر ہو کہ وہ اسکے
جہوٹا ہونے پر دلیل ہو جیسا کہ نبی سچے کے ہاتھ سے فعل خارق عادت ظاہر ہوتا ہے اور
وہ اسکی سچائی کی علامت ہوتا ہے لیکن یہہ روا نہین ہوتا کہ اس سے ایسا فعل ظاہر ہو
جسمین کسیکو شبہہ ظاہر ہوا ہو اور جب اشتباہ کا ثبوت جائز ہوتا ہے تو جہوٹے کو سچے سے
اور سچے کو جہوٹے سے پہچانا نہین جاتا اسوقت طالب نہین جانتا کہ کسکو سچا جانے اور
کسکو جہوٹا بعیت کا حکم اس سبب سے بالکل باطل ہوجاتا ہے اور جائز ہے کہ مدعی ولایت سے
کوئی چیز جنس کرامت سے ظاہر ہو جو دین مین درست ہو گو معاملہ مین اچھا نہوا سلیئے کہ اوس سے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی ثابت کرتا ہے اور اپنے پر حق تعالی کا فضل ظاہر
کرتا ہے اسکے فعل کی نسبت حول اور قوت سے نہین کرتا اور جو اصل ایمان مین راست کو

رہو بلا دلیل ہر حال ہین بالیقین ۔ ولائیت ہین راست گو ہوتا ہے اور اسپر دلیل بہی ہوتی ہے اس لئے کہ اسکا اعتقاد ہر حال ہین اعتقاد ولی کا وصف رکہتا ہے گو اسکے عمل مطابق اعتقاد کے نہون اور جب وہ عمل کی ترک کرے تو ولائیت کا دعوی اوس سے برخلاف ہو جیسا کہ اسکے ایمان کا دعوی سچا ہے اور حقیقت مین ولائیت اور کرامت خداوند کریم کی بخشش سے ہے بندہ کی کمائی سے نہین پس کسب ہدائیت کی حقیقت کی علت نہین ہے۔ اس سے پہلے کہا ہے کہ اولیا گناہون سے پاک نہین ہوتے کیونکہ گناہ سے پاک ہونا نبوت کی شرط ہے لیکن ایسی آفت سے بچے رہتے ہین جسکے ہونے سے نفی ولائیت کا تقاضا ہو اور حاصل ہونیکے بعد ولائیت کا دور ہونا ایک چیز سے متعلق ہے جو نفی ایمان اور ارتداد ہے نہ گناہ اور یہہ مذہب محمد بن علی حکیم ترمذیؒ اور جنیدؒ اور ابوالحسن نوریؒ اور حارث محاسبی وغیرہ اہل حقیقت رضی اللہ عنہم کا ہے۔ لیکن اہل معاملات جیسے سہل بن عبداللہ التستری اور ابوسلیمان درانی اور ابو حمدون قصار وغیرہ رحمۃ اللہ علیہم کا یہہ مذہب ہے کہ ہمیشہ طاعت مین رہنا شرط ولائیت ہے جب گناہ کبیرہ اسکے دلپر گذری وہ ولائیت سے معزول ہو جاتا ہے۔ اس سے پہلے مینے کہا ہے کہ اتفاق امون سے بندہ گناہ کبیرہ کے سبب ایمان سے نہین نکلتا پس ایک ولائیت دوسری ولائیت سے زیادہ اچھی نہین جب معرفت کی ولائیت جو سب کرامتون کا اصل ہے گناہ سے ساقط نہین ہوتی تو یہہ محال ہے کہ جو چیز شرف اور کرامت مین اوس سے کم ہو وہ گناہ سے ساقط ہو جائے اور یہہ اختلاف مشائخ مین تمام ہوا ہے۔ اور یہان میری مراد ان سب کا ثابت کرنا نہین بلکہ بہت اچھی چیز اس بات کی پہچان مین وہ ہے کہ تجہے علم الیقین سے معلوم ہو جائے کہ یہہ کرامت ولی پر کس حال پر ظاہر ہوتی ہے ہوش کی حالت مین۔ اور غلبہ مین یا حوصلہ مین اور ہوش اور مستی کا ذکر مذہب ابو یزید کے ذکر مین مینے تمام بیان کیا اور ابو یزید اور ذوالنون مصری اور محمد بن خفیف اور حسین ابن منصور اور یحی بن معاذ الرازی رضی اللہ عنہم اور ایک

حماقت اس بات پر ہین کہ ولی سے مستی کی حالت مین کرامت ظاہر ہوتی ہے جب وہ
مغلوب ہوتا ہے اور دعوت کی پروا نہین رکھتا او نبی سے معجزہ ہوش کی حالت میں
ہوتا ہے حتے کہ وہ اس سے غالب ہوتا ہے اور خلقت کو اوسکے معاوضہ کے لئے
بلاتا ہے اور صاحب معجزہ دو طرف کم مین مختار ہوتا ہے ایک تو جہان چاہے ظاہر کرتا
اور اولیا کو کرامت مین اختیار نہین ہوتا کیونکہ کبہی تو کرامت چاہتے ہین اور ظاہر نہین
ہوتی اور کبہی نہین چاہتے تو ہو جاتی ہے اسلئے کہ ولی دعوت نہین کرتا تاکہ اوسکی حالت
مین اوصاف قائم رہین پس ایک تو صاحب شرع ہوتا ہے اور دوسرا صاحب پردہ۔
پس چاہیے کہ کرامت صرف وحشت غائب ہونیکے حالت مین ظاہر ہو۔ اور اوسکا سبب
تصرف حق کی تعریف سے ہو۔ اور جبکا وقت ایسا ہوا اسکی سب گفتگو تالیف حق سے ہوتی
ہے اسلئے صفت بشریت کا صحیح ہونا یا لاہی ہوتا ہے یا ساہی یا مطلق الہی پس نبی
تو نہ لاہی ہوتے ہین اور نہ ساہی اور غیر انبیا کے مطلق الہی نہیں ہوتے اور اولیا
لاہی نہین ہوتے۔ باقی یہان تردد اور تلون رہا جسمین تحقیق اور تمکین نہین
اور اولیا جب تک حال بشریت قائم رہنے سے با ہوش ہوتے ہین محجوب رہتے ہین
جب انکو کشف ہوتا ہے تب بیہوش اور حیران ہو جاتے ہین اور الطاف حق کی حقیقت
مین محو ہو جاتے ہین اور کرامت حالت مکاشفہ کے سوا درست نہین ہوتے کیونکہ
وہ قرب کا درجہ ہوتا ہے اور وہ تب حاصل ہوتا ہے کہ پتہ اور سونا اسکے نزدیک
یکسان ہون اور کسی حال مین بدون انبیا کے آدمی کی یہہ صفت نہین ہوتی مگر یہہ
کہ عارضی ہو اور وہ حالت مستی کے سوا نہین ہوتی چنانچہ حارثہ اکبر ورد دنیا سے
الگ ہوے اور دنیا مین ہی عاقبت سے ملے اور کہا عَرَفْتُ نَفْسِیْ مِنَ الدُّنْیَا
فَاسْتَوٰی عِنْدِیْ حَجَرُهَا وَذَهَبُهَا وَفِضَّتُهَا وَمَدَرُهَا مین نے دنیا سے اپنے آپ کو
پہچانا پس میرے نزدیک اوسکی اور سونا اور چاندی اور ڈہیلا برابر ہو۔ دوسرے

اوسکو درخت خرما پر دیکہا کہ کام کر رہا تہا لوگوں نے پوچہا کہ اے حارثہ کیا کرتا ہے اونہنے کہا کہ روزی طلب کرتا ہون کیونکہ وہ ضروری ہے پس اسوقت ایسا تہا اور اس وقت ویسا پس اولیا کے ہوش کی حالت درجہ عوام الناس ہوتا ہے اور مستی کی حالت انبیا کا درجہ جب ہوش مین آتے ہین تو اپنے آپ کو لوگون سے جانتے ہین اور جب بیہوش ہو جاتے ہین تو حق کی طرف راجع ہوتے ہین تاکہ انکی حالت سکر اور بانہیت ہو اور خاص حق کے لئے مہذب ہوتے ہین اور سب صاحبان انکے حق مین شامل ہونے کے ہو جاتا ہے۔ شبلی رضی اللہ عنہ کہتا ہے۔ شعر ذَهَبٌ اَيْنَمَا ذَهَبْنَا وَدُرٌّ حَيْثُ دُرْنَا وَفِضَّةٌ فِي الْفَضَاءِ جہا ہم گئے وہان سونا ہی تہا اور جہان ہمنے دورہ کیا موتی پائے اور میدان مین کنکر وغیرہ چاندی پائی اور استاد امام ابو القاسم قشیری سے مینے سنا ہے کہ اوسے کہا ایک وقت مین طایرانی سے اسکی ابتدائے حال کی بابت پوچہا اوسنے کہا کہ ایک وقت مجہے پتہر درکار رہتا سرخس کے روزخانہ سے جو پتہر مین پکڑتا تہا گوہر ہو جاتا پہر مین اسکو پہینک دیتا اور یہہ اوس وجہ سے تہا کہ پتہر اور گوہر اوسکے نزدیک یکسان تہے بلکہ اسوقت گوہر بیقدر تہا کیونکہ اوسکو اوسکی خواہش نہ تہی بلکہ پتہر درکار تہا اور مین نے خواجہ امام خزانی مین سرخس مین سنا کہ کہتا تہا کہ مین بچپن کی حالت مین ایک محلہ مین توت کے پتون کی تلاش مین گیا کہ ریشمی کیڑو کی واسطے مجہے درکار تہے اور دہوپ مین درخت پر چڑہ گیا اوسکی شاخ جہاڑ رہا تہا شیخ ابو الفضل ابن الحسن رضی اللہ عنہ اوس کوچہ سے گذرے اور مین درخت پر تہا انہون نے مجہے نہ دیکہا مینے کہا کہ بے شک بیہوش ہین اور خوشی سے دل حق کیطرف رکہتے ہین پہر سر اٹہا کر کہا کہ بارخدایا ایک سال ہوا کہ آپ نے مجہے ایک دانگ بہی نہین دیا تاکہ سر کے بال کہولون کیا دوستون سے ایسا کیا جاتا ہے۔ امام سرخس نے کہا کہ اوسیوقت سب پتے اور شاخین اور تنے درختون کے زرین ہوئے پہر اوسنے

کہا کہ مین تعجب کرتا ہون کہ سب کام کی کشائیش بالکلیہ ہے بالاعراض ولکی کشائیش کے بابت
آپ سے کچھہ بات کہی نہین جاتی ۔ شبلی رحمت اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہون
چار ہزار روپیا جو موجود تہے سب کے سب دریا مین پہینکدیے لوگون نے پوچھا کہ کیا کرتا
ہے اسے جواب دیا کہ پتہر پانی مین بہت اچہا ہوتا ہے لوگون نے کہا کہ خلقت کو کیون تم
نہین دیتا اس نے جواب دیا کہ سبحان اللہ تو خدا سے مجہے کیا دلیل ہوگی یعنے مین خدا کو
کیا جواب دونگا کہ جب حجاب اپنے دل سے اٹہاؤن اور مسلمان بہائیون کے دل
پر ڈالون یہہ دین کا کام نہین کہ مین مسلمان بہائیون کو اپنے سے بدتر سمجہون یہہ سب
جسکی شرح کی گئی ہے سکر کی حالت ہے لیکن یہان کرامت کا ثابت کرنا مراد ہے پہر جنید
اور ابو العباس سیارے اور ابو بکر واسطے اور محمد بن علی ترمذی صاحب مذہب
استبا یہہ ہین کہ کرامات ہوش اور تمکین کی حالت مین ظاہر ہوتے ہین نہ سکر کی حالت
مین اسلئے کہ اولیا اللہ ملک کے مدبر ہین اور جہان کے کار پرداز اور خداوند تعالے نے انکو
والیان جہان بنایا ہے او جہان کا بند و بست سب انکے متعلق کیا ہے اور جہان کے حکم انکی
ہمت سے پیوند کئے ہین پس چاہیئے انکی رائے سب راؤن سے زیادہ درست ہو اور سب خلقت
پر دلون سے زیادہ شفیق ہون اسلئے کہ درجہ کمال تک پہونچے ہوئے ہوتے ہین اور تلوین
اور سکر ابتدا حال مین ہوتا ہے جب کمال کو پہونچتے ہین تو بجاے تلوین کے تمکین ہوجاتا
ہے اور وہ سچے ولی ہوجاتے ہین اور انکی کرامتین صحیح ہوتی ہین اور اس قصہ والون
مین مشہور ہے کہ اوتاد کو ہر رات جہان کے گرد پہرنا چاہیئے اور اگر کوئی ایسی جگہ ہو
جہان انکی نظر نہ پڑی ہو دوسرے روز وہان خلل پیدا ہوتا ہے تب یہہ قطب کو خبر
دیتے ہین تاکہ وہ توجہ کرے اور وہ فساد اوسکی برکت سے دور ہوجاے اسلئے کہتے
ہین کہ زر اور ڈہیلا انکے نزدیک یکسان ہے یہہ سب سکر اور نا درستی دیدار کی علامت
ہے اور اسمین شرف نہین ہوتا بلکہ شرف درستی مین اور راست دان مردون کے

واسطے ہوتا ہے زرزرد ہوتی ہے اور ڈھیلا ڈھیلا لیکن وہ اسکی آفت کو جانتا ہے
تب وہ کہتا ہے یَا صَفْرَاءُ یَا بَیْضَاءُ غُرِّی غَیْرِی لَا لِی یعنے اے زرزرد اور اے سیم
سفید میرے غیر کو فریب دے کہ مین تم پر فریفتہ نہین ہوتا اسلیئے مین نے تمہارا فساد دیکھ
لیا ہے پس جو شخص اسکی آفت معلوم کرتا ہے اسکو محل حجاب دیکھتا ہے اور جب اسکے ترک
کرتا ہے اوسکا ثواب پاتا ہے پھر جسکو زر ڈھیلے کی موافق ہو تو اوسکے ڈھیلے کے ترک
کبھی نہین جاتی کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب حارثہ صاحب سکر تھے اونسے کہا کہ پتھر اور
ڈھیلا اور زر اور چاندی میرے نزدیک یکسان ہے۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ صاحب سکر صحو تھے دنیا کو قابو رکھنے کا فساد دیکھا اور اسکے ترک کا ثواب اوسکو
معلوم ہوا تب اسکی ترک کی بابت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تونے عیال کیواسطے کیا
باقی رکھا ہے اسنے جواب دیا کہ اللہ اور رسول۔ اور ابو بکر وراق ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے
روایت کرتے ہین کہ ایک دن محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے کہا کہ اے ابو بکر مین
تجھے آج کے روز کہین لے جانا چاہتا ہون اسنے کہا کہ جیسے شیخ صاحب فرماوین پھر مین
اوسکے ساتھ چلا کچھ دیر نہوئی کہ بیچ ایک سخت بیابان دیکھا اوسکے درمیان ایک تخت سونے کا تخت
کے نیچے رکھا ہے ہوا اور پانی چشمہ کا بھی وہان جاری تھا اور ایک شخص اس تخت پر بیٹھا ہوا
اور خوب پہنا لباس ہوا جب محمد بن علی اوسکے پاس گیا تو وہ تخت نشین کھڑا ہوگیا اور مجھکو
تخت پر بٹھایا جب تھوڑی دیر ہوئی ہر طرف سے گروہ آنا شروع ہوا حتے کہ چالیس آدمی
وہان اکھٹے ہوئے پھر اوسنے اشارہ کیا اسیوقت آسمان سے کھانیکی چیز آئی ہمنے کھالیا اور
محمد بن علی نے سوال کیا اسس مرد لے اس مین بہت سی باتین کہین جن سے
مین نے ایک کلمہ بھی نہ سمجھا جب کچھ دیر ہوی تو اجازت لیکر واپس ہوا اور مجھے کہا
کہ چلا جا تو نیکبخت ہوگیا ہے جب کچھ دیر کے بعد ہم ترمذ مین واپس آئے مینے کہا اے
شیخ یہ کیسے جگہ تھی اور وہ مرد کون تھا اوسنے جواب دیا وہ تیہ یعنے جنگل بنی اسرائیل تھا

اور وہ مرد قطب جسپر دنیا کا مدار ہے مینے کہا اے شیخ اس گھڑی مین ہم ترمنے سے کسطرح تیہ نبی اسرائیل مین پہونچے اوسنے جواب دیا کہ اے ابا بکر تجہے پہونچنے سے کام ہے نہ پوچھنے سے اور نہ اسکے کیفیت سے اور یہہ صحت حال کی علامت ہے نہ سکر کی - اب مین اسکو مختصر کرتا ہون کیونکہ اگر اسکو مفصل تشریح کرون اور انہین حکائیون مین مشغول رہون تو کتاب دراز ہو جاتی ہے اور مطلب فوت ہو جاتا ہے بعض دلایل جو اس کتاب سے تعلق رکہتی ہین اُنکی کرامتون اور حکایتون سے پیوند کرتا ہون تاکہ اسکے پڑہنے سے مریدون کو آگاہی ہو جائے اور عالمون کو راحت اور محققون کی یاد داشت اور عام کا یقین زیادہ اور اشتباہ دور ہو جائے انشاء اللہ تعالے تعالے وَبِاللّٰہِ التوفیق -

جاننا چاہئے کہ جب عقلی دلایل سے کرامات کی صحت ثابت ہوئی اور اسکے ثبوت پر دلیل قایم ہوئی تو چاہیئے کہ دلائل کتابی بہی معلوم ہو جائین اور جو صحیح احادیث مین آیا ہے بلکہ کتاب اور سنت کرامتون کی صحت اور خارق عادت فعلون کا اہل ولایت سے سرزد ہونا بیان کر رہے ہین اور اسکا انکار سب احکام قرآنی کا انکار ہے اسلیئے کہ خداوندتعالی نے نص الکتاب مین ہمکو خبر دی ہے وَظَلَّلْنَا عَلَیْھِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَیْھِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی یعنے ابر ہمیشہ انکے سر پر سایہ رکہتا اور من اور سلوے ہر رات کو تازہ آتے اگر کوئی منکرون سے یہہ کہے کہ وہ موسی علیہ السلام کا معجزہ تہا تو ہم بہی کہتے ہین کہ جائز ہوتا ہے اسلئے کہ کرامات اولیا سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہین اور اگر کہین کہ حالت غایب ہین جو کرامت ہو وا جب نہین کہ محمد صاحب کا معجزہ ہو اور وہ موسی علیہ السلام کے وقت مین تہا مین کہتا ہون کہ جب موسے علیہ السلام انکے سے غایب ہوئے اور کوہ طور کو چلے گئے وہی حکم یعنے سامان باقی رہتا تہا پھر غیبت زمانی اور غیبت مکانی مین فرق نہین جب وہان غیبت مکان مین معجزہ جائز ہوا یہان غیبت زمان مین بہی جائز ہوگا - دوسرا ہمکو آصف برخیا کی کرامات سے خبر دی کہ جب سلیمان علیہ السلام کو خواہش ہوئی کہ بلقیس کا تخت اوسکے آنے سے پہلے حاضر ہو جائے

اور خداوند تعالی چاہتا تہا آصف کا شرف خلقت پر ظاہر کرے اور اسکی کرامات سے خلقت آگاہ ہوجاے کیونکہ اولیا کی کرامتین جائز ہوتی ہین تب سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ وہ کون ہے کہ بلقیس کے تخت کو اسکے آنیسے پہلے یہان حاضر کرے اور زمانہ کے لوگون کو دکہائے خداوند تعالے نے ہمکو خبر دی ہے قَالَ عِفْرِيتٌ مِّنَ الْجِنِّ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن تَقُومَ مِن مَّقَامِكَ یعنے عفریت نے کہا مین اسکا تخت تیرے پاس لاتا ہون اوس سے پہلے کہ تو اپنے مکان سے اوٹھے سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اس سے زیادہ جلدی چاہیے آصف نے کہا کہ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَن يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا یعنے اوس سے پہلے کہ تو آنکہ جہپکے مین وہ تخت یہان حاضر کرتا ہون پس جب اوسکو قائم دیکہا اس کلام سے سلیمان اوسپر خفا ہوا اور انکار کیا اور اسکو حال معلوم نہوا اور یہہ کیسی حال مین معجزہ نہین تہا اسلئے کہ آصف پیغمبر نہین تہا اب ضرور چاہئے کہ کرامت ہو اگر معجزہ ہے تو یا سلیمان علیہ السلام کی ہاتہہ پر ہونا چاہئے تہا۔ دوسرا اللہ تعالے نے ہمکو مریم علیہا السلام کی حصہ سے خبر دی کہ جب زکریا علیہ السلام اوسکے پاس گئے تو موسم گرما مین موسم سرما کا میوہ دیکہتے اور موسم سرما مین موسم گرما کا میوہ ہوتا تو کہتے أَنَّىٰ لَكِ هَٰذَا قَالَتْ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ یعنے تجہے یہہ میوہ کہان سے ملا مریم نے کہا جناب ربانی سے اب دیکہو مریم علیہ السلام باالاتفاق پیغمبر نہ تہی اور اللہ نے صریح بیان سے اوسکے حال کی خبر دی اور کہا وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا یعنے کہجور کو حرکت دے تاکہ تجہپر تازہ چہوہارے جہڑین اور اصحاب کہف کا حال اور کتے کا انسے کلام کرنا اور انکا خواب کرنا اور خواب مین انکا داہین بائین کروٹ لینا بیان فرمایا نُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ الشِّمَالِ وَكَلْبُهُم بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ یعنے ہم انکو داہین بائین کروٹ بدلتے ہین اور انکا کتا دونون بازو کہولے ہوے چوکہٹ پر کہڑا ہے یہہ سب کام خارق عادت ہین اور ظاہر ہے کہ معجزہ نہین اب چاہیئے کہ کرامت ہو اور یہہ بہی جائز ہوتا ہے کہ یہہ کرامتین قبولیت وعلے سے مراد ہون جو تکلیف کے وقت بہی امرون کے حاصل ہونے مین ہوتی ہین اور یہہ بہی جائز ہوتا ہے کہ ایک ساعت مین بہت فاصلے کرتا ہو اور جائز ہوتا ہے

که غیر مقرر جگهه کهانا حاضر هوجائے اور جائز هے که خلقت کے اندیشون کی واقفیت هو اور ایسا
هی اور احادیث صحیحه مین پیغمبر علیه السلام نے حدیث غار کی فرمائی هے اور وه اسیطرح هی که اصحاب
پیغمبر صلی الله علیه وسلم نے عرض کی که یا رسول الله همکو گذشته امتون کے عجیب فعلونسے کچهه
بیان فرمائے حضرت صلی الله علیه وسلم نے فرمایا تم سے پہلے تین شخص کہین جاتے تهے
جب رات هوئی تو ایک غار مین گئے اور وهان سوئے جب تهوڑی سی رات گذری
تو ایک پتهر پهاڑ سے گرا اور وه غار بند هوگئی تب یهه حیران هوگئے ایک دوسرے سے کها که یهان سے کیسے
چهٹنے سے رهائی نهین مگر یهه که اپنی خالص بے ریائی کاموں کو جناب ربانی مین شفیع لاوین
ایکنے کها که میرا ماباپ تها اور دنیا کے مال سے میرے پاس صرف ایک بکری تهی جسکا انکو
دوده پلاتا اور مین هر روز لکڑیون کا گٹها لاتا اور اسکے قیمت سے اپنی اور ماباپ کی خوراک
کا سامان کرتا ایک رات مین دیر سے آیا اور مینے بکری کا دوده دوهکر انکا کهانا دوده
مین ملایا اتنے مین میرا ماباپ سو گئے وه پیاله جسمین دوده اور کهانا ملا هوا تها میرے هاتهه
مین رها اور مین وهین کهڑا هوا اور آپ بهی کچهه نه کهایا انکی جاگنے کا منتظر تها حتی که صبح هوگئی تب وه بیدار
هوے اور کهانا کهایا پهر مین بیٹها پهر کها که بار خدایا اگر مینے یهه بات سچ کهی هے تو همارے واسطے
سوراخ کهولا جائے اور هماری فریاد سنی جائے پیغمبر صلی الله علیه وسلم نے فرمایا اسوقت
که اسوقت پتهر نے تهوڑی سی حرکت کی جس سے شگاف نکل آیا دوسرے نے کها که میری چچی کی ایک
بیٹی خوبصورت تهی اور همیشه میرا دل اوسکی طرف مائل رهتا اور اسکو مین اپنی طرف بلاتا اور وه
قبول نکرتی ناچار ایک وقت مینے ایک سو بیس دینار اسے بهیجے تا ایکرات مجهسے خلوت کرے
جب وه میرے پاس آئی تو خدا تعالے کا خوف میرے دل پر مسلط هوا مینے اسکو چهوڑ دیا اور زر بهی
اسکے پاس رہنے دی پهر اسنے کها بار خدایا اگر مینے یهه سچ کها هے تو همارے واسطے سوراخ زیاده هو جائے
پیغمبر صلی الله علیه وسلم نے فرمایا که اسوقت پتهر نے ایک اور جنبش کی جس سے شگاف زیاده هو گیا
لیکن ابهی اتنا نهوا که اوس سے نکل سکین تیسرے نے کها که میرے مزدورون کا ایک گروه تها وه میرا

کچھہ کام کرتے تھے جب کام تمام ہوا تو سب نے اپنی اجرت لی ایک ان مین سے کہین چلا گیا مینے اسکی
اجرت سے ایک بکری خرید کی دوسرے سال دو ہوگئین تیسرے سال چار غرض کہ ہر سال زیادہ
ہوتی تہین جب چند سال ہوئے تو میرا مال جمع ہوگیا وہ مزدور آیا اور کہا کہ مین ایک وقت تیرا کام
کیا تہا تجہے یاد ہوگا اب مجہے اس مزدوری کی ضرورت ہے مینے اسے کہا کہ جا وہ سب بکریان
تیرا ملک اور مال ہے اوسنے کہا کہ مجہہ ہنسی کرتا ہے مینے کہا نہین بلکہ سچ کہتا ہون وہ سب مال
مینے اوسکو دیدیا کہ لیجا سار خدایا اگر مین یہہ سچ کہتا ہون تو ہمارے لئے سوراخ زیادہ کھول
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت وہ پتہر غار کے دروازہ سے دور ہوا تاکہ تینون آدمی باہر
نکلے یہہ بہی خلاف عادت فعل ہے۔ اور پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو ہریرہ نے حدیث جریج
راہب کی روایت کی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچپن کی حالت جہولے مین کسینے
بات نہین کی مگر تین شخص نے ایک عیسی علیہ السلام نے وہ آپ تم سب جانتے ہو دوسرا اسرائیل
مین جریج نام راہب تہا مجتہد مرد اور اسکی مان پردہ نشین تہی ایک روز وہ اپنا بیٹا دیکھنے کو آئی
وہ نماز مین تہا اوس نے حجرہ کا دروازہ نکہولا دوسرے تیسرے روز بہی ویسا ہی اتفاق ہوا
اوسکی مان نے آزردہ ہوکر کہا کہ اے رب میرے بیٹے کو خوار کر اور میرے حق کی بابت اوسے
پکڑ قضا الٰہی سے اسوقت ایک عورت تہی اوس نے چاپلوسی سے ایک گروہ کو کہا کہ مین جریج
کو لغزش دیتی ہون اور اسکے حجرہ مین چلی گئی مگر جریج اسکی طرف متوجہ نہوا تب اوسنے راستہ
مین ایک گڈریے سے صحبت کی اور حملدار ہوگئی جب شہر مین آئے تو کہا یہہ جریج سے ہے جب اسنے
حمل وضع کیا یعنے بچہ جنی لوگ جریج کے حجرہ کی طرف گئے اور اسکو بادشاہی محل کے دروازہ پر
لائے جریج نے کہا کہ اے بچہ تیرا باپ کون ہے اوسنے جواب دیا کہ اے جریج میری ماں تجہکو جہوٹا
الزام دیتی ہے میرا باپ تو گڈریا ہے۔ تیسرا ایک عورت کا بچہ تہا اور وہ اپنے گہر کے دروازہ پر
بیٹہی تہی ایک سوار خوب صورت عمدہ پوشاک اوس کے پاس سے گذرا عورت نے کہا کہ
اے رب میرے تو اس بیٹے کو اس سوار کی مانند کر اس لڑکے نے کہا کہ ای رب مجہی ایسا نکر

جب تھوڑی دیر ہوئی ایک نو ایک بدنام عورت گذرے عورت نے کہا کہ یارب تو میری
بچہ کو اس عورت کی مانند مگر اس بچہ نے کہا کہ یارب مجھے اس عورت جیسا کر اوسکی ماں تعجب ہوئی
اور کہا کہ تو یہہ کیون کہتا ہے اس بچے نے کہا کہ سوار ایک زورآور آدمی ہے اور یہہ عورت نیکوکار
ہے لیکن خلقت اوسکو برا کہتی ہے اور اسکے حال سے واقف نہین اور مین نہین چاہتا کہ جابرون
سے ہو جاؤن بلکہ چاہتا ہون کہ نیکوکارون سے ہو جاؤن ۔ اور امیر المومنین عمر خطاب
رضی اللہ عنہ کے زایدہ نام باندی کی حدیث مشہور ہے کہ ایکروز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین
آئی اور آپ کو سلام کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای زایدہ کیون میرے پاس دیر کرکے
آئی ہے تو موفقہ ہے اور مین تجھے محبت رکھتا ہون اوسنے عرض کی کہ یارسول اللہ آج ایک عجیب
بات کے لیے آئی ہون حضرت نے پوچھا کہ وہ کیا ہے اوسنے کہا کہ مین صبح لکڑی لینے کو گئی
جب مینے گٹھا باندھا اور ایک پتھر پر رکھا تا کہ اوٹھاون مینے ایک سوار دیکھا جو آسمان سے زمین
پر آیا اور مجھکو سلام کیا اور کہا کہ محمد کو میرا سلام پہونچانا اور کہدینا کہ رضوان خازن بہشت نے
کہا ہے کہ آپ کو بشارت کہ آپکے امت کیواسطے بہشت کے تین حصے کئے گئے ہین ایک گروہ
تو بلا حساب بہشت مین جاینگے ایک گروہ پر حساب آسان ہوگا اور ایک گروہ کو آپ کی شفاعت
سے بخشینگے یہہ کہکر آسمان کو روانہ ہوا جب آسمان اور زمین کے درمیان گیا تو میری طرف توجہ
کی اور دیکھا کہ مین گٹھے کو مٹرو رہتی تھی اور اوٹھا نہین سکتی تھی اسنے مجھے کہا کہ ای زایدہ یہہ
گٹھہ پتھر پر رکھہ اور پتھر کو کہا کہ ای پتھر یہہ گٹھہ زایدہ کے ساتھہ عمر کے گھر کے دروازہ پہ
لیجا تب وہ پتھر اوس گٹھے کو عمر رضی اللہ عنہ کے دروازہ گھر تک لیجاتا تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
اوٹھے اور صحاب کو ساتھہ لیکر عمر کے گھر کے دروازہ پر آئے اور اس پتھر کے آنے جانے کا نشان دیکھا
اور فرمایا الحمد للہ کہ میری دنیا سے رخصت ہونے سے پہلے رضوان نے میری امت کے لوگون کو بشارت
دی اور اللہ تعالے نے میری امت سے ایک عورت کو مریم کے درجہ تک پہنچایا ہے ۔ اور یہ مشہور ہے
کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے علا ابن الحضرمی کو غزا مین بھیجا اور راستہ مین تھوڑا سا دریا کا پانی

تھا اسپر قدم رکھا تو پار ہوئے اور انکے قدم تر نہوئے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
کی بات مشہور ہے کہ راستہ مین جاتا تھا ایک گروہ کو دیکھا کہ راستہ کی ڈنڈی پر کھڑے ہوئے
ہین ایک شیر نے انکا راستہ روکا ہوا ہے عبداللہ بن عمر نے کہا کہ اے کتے اگر تجھے اللہ تعالے
سے حکم ہے تو اپنا کام کر ورنہ ہمکو راستہ دے تا ہم نکل جائین شیر نے اٹھکر تعظیم کی اور چلدیا
اور ابراہیم صلوات اللہ علیہ سے اثر مشہور ہے کہ ایک عجمی مرد کو دیکھا ہوا مین بیٹھا ہوا
اس سے پوچھا کہ اے بندہ خدا یہہ درجہ تجھے کسطرح حاصل ہوا اوسنے جواب دیا کہ تھوڑی
سی بات پر پوچھا کہ وہ کیا ہے اوسنے جواب دیا کہ مینے دنیا سے منہ پھیر لیا اور فرمان خدا
کی طرف متوجہ ہوا مجھے پوچھا گیا کہ اب کیا چاہتا ہے مینے کہا چاہتا ہون کہ ہوا مین پھری
رہائیش ہو تا کہ میرا دل دنیا سے جدا ہو جاے جب وہ جوانمرد عجمی مدینہ مین آیا اور عمر رضی اللہ عنہ
کی طرف روانہ ہوا لوگون نے کہا کہ امیر المومنین جنگلون مین کہین سوئے ہنگے پہر وہ گیا اونکو
دیکھا خاک پر سوے ہوئے اور راستہ مین سر نیچے رکھا ہوا اوس مرد عجمی نے جیمین کہا کہ
جہان مین یہہ سب اسی کا فساد ہے اسکا مارنا میرے نزدیک نہیت آسان ہے تلوار سونتی
اوسی وقت دو شیر نکل آئے اور عجمی کا کہا وہ چونک پڑا اور چلایا عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے
اوسنے انکا قصہ بیان کیا اور مشرف باسلام ہوا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت
مین خالد ابن ولید کے پاس تحفجات مذکورہ ذیل لائے ایک ڈبہ لائے جسمین زہر قاتل تھی
اور کسی بادشاہ کے خزانہ مین اس قسم کا زہر نہین تھا خالد نے وہ ڈبہ کھولا اور وہ زہر ہاتھہ
پر ڈالا اور اللہ تعالے کا نام لیکر اپنے منہ مین رکھدیا اسکا کچھہ نقصان اثر نہوا لوگ اس سے
تعجب ہوا اور اکثر انسے ہدایت مین آئے۔ اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہین کہ
عبادان مین ایک حبشی تھا کہ جو ویرانون مین رہتا ایک روز مینے بازار سے کچھہ خرید کیا اور
اسکے پاس لے گیا اوسنے مجھے پوچھا کہ یہہ کیا چیز ہے مینے کہا کہ کھانا لایا ہون شاید کہ تو محتاج
ہووے ہاتھہ سے اشارت کی اور مجھے ہنسی کی مینے اوس ویرانہ کے پتھر اور ڈھیلے دیکھے سب زرکے

تھے مین اپنے کام سے شرمندہ ہوا اور جو کچھہ لے گیا تھا سب چھوڑدیا اور دہشت سے بھاگا۔
ابراہیم اوسم روایت کرتا ہے کہ ایک گدڑی پوش پر میرا گذر ہوا مینے اس سے پانی طلب
کیا اوسنے کہا کہ میرے پاس دودھ ہے اور پانی بھی ہے تو کونسی چیز چاہتا ہے مینے کہا
کہ پانی چاہتا ہون اٹھا اور پتھر پر عصا مارا اس پتھر سے صاف اور شیرین پانی نکلا
مین اس سے تعجب ہوا اوسنے مجھے کہا کہ تعجب مت کر جب بندہ اللہ تعالے کا فرمان بردار ہوتا
ہے تو سب جہان اوسکا فرمان بردار ہوجاتا ہے ابو دردا اور سلمان رضی اللہ عنہ اکٹھے
بیٹھے کھانا کھارہے تھے اور پیالے سے تسبیح سنتے تھے۔ اور ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ سے
روایت کرتے ہین کہ اوسنے کہا کہ کچھہ مدت مین تین روز مین ایک مرتبہ کھانا کھاتا مین جنگل
مین جاتا تھا دوسرے تیسرے روز مجھے ضعف ہوا اور مجھے کھانا نہ ملا طبیعت نے عادت کے موافق
طلب کیا اور مین ایک جگھہ بیٹھہ گیا ہاتف نے آواز دی کہ اے ابا سعید نفس کے آرام دینے کو
کھانا اختیار کرتا ہے یا کھانے سے اپنے سستی دور کرنا چاہتا ہے مینے کہا کہ الٰہی مین قوت چاہتا
ہون تب مجھہ مین قوت ہوگئی مین اٹھا اور بارہ منزلین اور چلا گیا حالانکہ کچھہ کھایا اور
نہ پیا۔ اور مشہور ہے کہ ان دنونمین تستر مین سہیل بن عبد اللہ کے گھر کو بیت السباع کہتے
ہین اور تستر کے باشندے اسبات پر متفق ہین کہ بہت درندے اور شیر اوسکے پاس آتے
ہین اور وہ انکو کھانا دیتا ہے اور رکھوالی کراتا ہے اور تستر مین بہت لوگ رہتے ہین
اور ابو القاسم مروزی کہتا ہے مین ابو سعید خراز کے ساتھہ جاتا تھا دریا کے کنارے
پر مینے ایک جوان کو دیکھا گدڑی پہنے ہوئے اور حجرہ پہاڑ مین بنایا ہوا ابو سعید نے
کہا کہ اس جوان کی پیشانی عباسی ہے اور اسکا معاملہ کچھہ اور ہے جب مین اسکی طرف
نگاہ کرتا ہون تو کہتا ہون کہ کاہون سے ہے اور جب حجرہ کی طرف دیکھتا ہون
تو طالبان سے معلوم ہوتا ہے آؤ تاکہ اس سے پوچھین کہ کیا ہے خراز نے کہا کہ اے
جوان خداوند تعالی کیطرف کونسا راستہ ہے اسنے کہا کہ خدا کی طرف دو راستے ہین

ایک عام لوگون کا راستہ دوسرا خاصونکا اور تجھے خاصونکے راہ سے کچھہ خبر نہین لیکن
عوام کا راستہ یہہ ہے کہ تو چلتا ہے اور اپنے معاملہ کو واصل باللہ ہونیکی علت سمجھتا ہے
اور مجرہ کو حجاب کا آلہ جانتا ہے - ذوالنون مصری رحمتہ علیہ کہتا ہے کہ مین ایک وقت جماعت کی
ساتھہ کشتی مین بیٹھا تھا اور مصر سے جدہ کو جا رہی تھی ایک جوان گدری پوش کشتی مین ہمارے ساتھہ تھا مین اوس صحبت کی
آرزو کرتا تھا لیکن اسکی ہیبت مانع تھی اسلئے اوس سے کلام نہین کرسکتا تہا کیونکہ وہ بڑا بزرگ زمانہ تہا اور
کسی وقت عبادت سے خالی نہوتا ایک روز کشتی مین کسی جوانکے جواہرات کا بدرہ کھویا گیا
اور بدرہ کے مالک نے اوس جوان کو سقیم الحال دیکھکر تہمت لگائی اسکے ساتھہ ظلم کرنا چاہتے
تب مینے کہا کہ اوس سے اس طرح کا سلوک مت کرو مین اوس سے اچھی طرح پوچھتا ہون تب
مینے اسکے پاس جاکر نرمی سے اوسے کہا کہ ان مردون کا تیری طرف بڑا خیال ہوا ہے
اب خود مینے انکو سختی اور ظلم سے روکا ہے اب کیا کرنا چاہئے اوسنے آسمان کی طرف منہہ
اٹھاکر کچھہ کہا مینے مچھلیان دیکھین کہ پانی پر تیرتی ہین اور ہر ایک کے منہہ مین گوہر پکڑا ہوا
تب اوسنے ایک گوہر پکڑکر اس جوان مرد کو دیا جب کشتی والون نے یہہ حال دیکھا اوس نے
پانی پر پاؤن رکھا خشک قدم اور چلدیا پھر جسنے تھیلی لی تھی وہ اون کشتی کے ملاحون سے تھا اسنے
وہ بدرہ پہینکدیا اور ملاحان کشتی نادم ہوے - اور ابراہیم سے روایت کرتے ہین
کہ اوسنے کہا کہ مین اپنی عمر کے ابتدا مین مسلم مغربی کی زیارت کا قصد کیا جب اسکی مسجد مین
گیا تو وہ امامت کراتا تہا اوسنے سورہ فاتحہ غلط پڑھی مینے اپنے جی مین کہا کہ میرا رنج ضایع
ہوا اوس رات مین وہان رہا دوسرے روز مین طہارت کرنیکو کنارہ پانی پر گیا راستہ مین
ایک شیر سویا تہا مین واپس ہوا شیر میرے پیچھے ہوا مین چلایا اور عاجز ہوا مسلم اپنے حجرہ سے
نکل آیا شیر نے جب اوسے دیکھا تو تواضع کی پھر اسنے شیر کا کان پکڑ لیا اور مالش دیکر کہا
کہ اے خدا کے کتے کیا مینے تمہین نہین کہا کہ میرے مہمانون کو مت چھیڑو پھر مجھے کہا کہ اے
ابو اسحاق تم خلقت کے ظاہر درست کرنے پر مشغول ہوئے اسلئے خلقت سے ڈرتے ہو اور

ہم حق کے لئے باطن درست کرنے مین مشغول ہوئے اسلئے خلقت ہم سے ڈرتی ہے
ایک روز مین شیخ رضی اللہ عنہ بیت الجن سے دمشق کو جاتا تہا اسوقت بارش ہو رہی
تہی مین اسلئے کیچڑ مین مشکل سے چلا جاتا تہا مینے دیکہا کہ شیخ صاحب کا جوتا اور کپڑے خشک
تہے مینے انسے کہا کہ آپ کے جوتا کپڑے خشک ہین انہون نے کہا کہ ہان جب سے مینے اپنی ہمت
توکل کے باعث چہوڑ دی ہے اور باطن کو حرص کی وحشت سے نگاہ رکہا ہے خداوند عزوجل
نے مجہے کیچڑ سے نگاہ رکہا ہے - مین علی بن عثمان جلابی ہون ایک وقت مجہے مشکل بنی جس کے
حل کرنیکا طریق مجہپر دشوار تہا تب مینے شیخ ابوالقاسم گرکانی رضی اللہ عنہ کی زیارت کو طوس کا
قصد کیا انکو دیکہا کہ وہ گہر کی مسجد مین تشریف رکہتے تہے اور اکیلے بعینہ میرا حال ستون سے
کہتے تہے مین نے پوچہا کہ اے شیخ یہ آپ کس سے کہتے ہین اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالے نے
اسوقت اس ستون کو مجہسے گویا کیا ہے اسلئے مینے اس سے سوال کیا ہے - فرغانہ کے ایک گانو
سلاتک نام مین زمین کے اوتاد مین سے ایک بوڑہا تہا جسکو باب العمر کہتے تہے اور اس دیس کے
لوگ درویش بزرگ مشائخ کو باب کہتے ہین اور اسکی بوڑہیا فاطمہ نام تہی مین اوزکند سے
اسکی زیارت کا قصد کیا جب مین اوسکے پاس گیا تو اوس نے پوچہا کہ کیون آیا ہے مینے کہا
کہ شیخ کے دیکہنے کو آیا ہون تاکہ وہ مجہپر نظر شفقت کرے اسنے کہا اے بیٹا مین خود فلانے
روز سے تجہے دیکہتا ہون تاکہ تو مجہہ سے غائب نہو جائے مین تجہے دیکہنا چاہتا ہون جب دن
اور برس مینے شمار کئے تو وہ روز میرے توبہ کا ابتدا تہا اوسنے کہا کہ اے بیٹا فاصلہ طے کرنا
بچونکا کام تہا اس زیارت کے بعد ارادہ کر کہ جسم کے روبرو ہونے مین کچہہ تعلق نہین پہر کہا کہ ای
فاطمہ جو موجود ہے لاؤ تاکہ یہہ درویش کہائے وہ تازہ انگورون کا رکاب لائی حالانکہ
تازہ انگور کا موسم نہ تہا اور اسپر چند چہوہارے حالانکہ فرغانہ مین تازہ چہوہارون کا ملنا ممکن
نہین - ایک وقت مہینہ مین مین شیخ ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ کی قبر پہ اکیلا اپنی عادت کے
موافق بیٹہا تہا مینے ایک سفید کبوتر دیکہا کہ آیا اوس غلاف کے درمیان جو قبر پہ تہا چلا گیا

مینے کہا کہ شاید کسی کے ہاتہہ سے نکل آیا ہے جب مینے اٹہکر غلاف کے نیچے دیکہا تو وہان کچہہ نہتہا
دوسرے تیسرے روز ایسا دیکہا مین تعجب ہوا تاکہ ایک رات اسکو خواب مین دیکہا اور وہ حال
اوس سے پوچہا اوسنے کہا کہ وہ کبوتر میرے معاملہ کی صفائی ہی جو ہر روز میری ہمنشینی کو
قبر مین آتی ہے ۔ اور ابو بکر رواق روائیت کرتا ہے ایک روز محمد بن علی حکیم ترمذی نے
اپنی تصانیف سے کچہہ خبرین مجہے دین اور کہا کہ یہہ دریائے جیحون مین ڈالدی جب مین باہر
آیا مینے دیکہا کہ سب عجیب اور لطیف ہین میرا دل نہ چاہا کہ دریا مین ڈالون تب مینے وہ خبرین
اپنے گہر مین رکہدین اور واپس ہوا اور کہا کہ پہنک آیا ہون تب اسنے پوچہا کہ تونے کیا دیکہا
مین نے کہا کہ کچہہ نہین دیکہا اوسنے کہا کہ تونے دریا مین نہین پہکین اب دو مشکلین پیش آئین
ایک یہہ کہ کیون کہتا ہے پانی مین ڈال ۔ دوسرا یہہ کہ کیا دلیل ظاہر ہوئی جس سے اسنے معلوم کیا
کہ دریا مین نہین ڈالین ناچار مین واپس ہوا اور وہ خبرین اٹہائین اور غمناک ہوکر جیحون
کے کنارہ پر آیا اور خبرین ہاتہہ سے ڈالدین مین نے دیکہا کہ پانی کہل گیا اور ایک صندوق
نکل آیا اسکا سر کہلا ہوا اور یہہ خبرین اسمین پڑی ہوئین ہین پہر صندوق کا سر بند ہوا اور دریا نبی
بدستور ہو گیا تب واپس ہوا اور اسے وہ حال کہدیا اوسنے کہا کہ تونے اب ڈالی ہین مینے کہا ای شیخ خدا
کی قسم یہہ بہید بیان فرمائے اوسنے کہا کہ مینے اہل طریقت کے علم مین ایک کتاب تصنیف کی تہی
جس کی تحقیق سب عقلون پر مشکل تہی اور میرے بہای خضر علیہ السلام وہ مجہہ سے مانگی تہی اور وہ صندوق
اسکے حکم سے آیا تہا اللہ تعالی نے پانی کو حکم دیا ہے تا اسکو پہنچادے اگر ایسی حکایتین بہت سی لاون
تو بہی سیری نہین ہوتی اور اس کتاب سے میری مراد اصل طریقت کا ثابت کرنا ہے جو کہ فروع
اور معاملات مین ہے تا فلان طریقت نے خود کئی کتابین تصنیف اور جمع کی ہین واعظ لوگ منبر پہ
اور مشہور کرتے ہین اب زوائد جو اسکے متعلق ہین اس کتاب مین بیٹہہ کر لاتا ہون تاکہ طالبان معنے
کو اور جگہہ دریافت کرنے کی ضرورت نہ رہے

نبی ولیون سے افضل ہین

جاننا چاہئے کہ ہر وقت اور ہر حال مین اس طریقت کے مشائخ اس بات پر متفق ہین کہ اولیا پیغمبرون

الکلام فی تفضیل الانبیاء علی الاولیاء

کے تابعدار ہین اور انکے دعوتون کے تصدیق کرنے والے ہین پیغمبر اولیا سے زیادہ فاضل
ہین اسلئے ولایت کے انتہا نبوت کے ابتدا ہے اور سب نبی ولی ہوتے ہین لیکن کوئی ولی
نبی نہین ہوتا نبی صفات بشریت کے نفی کرنے مین قرار پذیر ہین اور اولیا اسمین عارضی ہین
کیا وجہ کہ اولیا پر ایک حالت عارضی ہے اور انبیا کے لئے وہ مقام ہے اور جو اولیا کا مقام
ہوتا ہے وہ انبیا کا حجاب ہوتا ہے عالمان اہل سنت اور طریقت کے محققون سے اس بات مین
کوئی اختلاف نہین کرتا مگر ایک حشویون کا گروہ جو اہل خراسان کی صورت مین ہین
اور اصول توحید مین انکی کلام برخلاف ہے کیونکہ اس طریقت کے اصل کو نہین پہچانتے اور
ولی کہلاتے ہین ٹھیک ولی ہین مگر شیطان کے ولی اور یہہ کہتے ہین کہ اولیا انبیا سے زیادہ
فاضل ہین یہی گمراہی انکو کافی ہے کہ جاہل کو محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ فاضل کہتے
ہین کہ اولیا انبیا سے زیادہ فاضل ہین یہی گمراہی انکو کافی کہ جاہل کو محمد مصطفے صلی اللہ علیہ
وسلم سے زیادہ فاضل کہتے ہین اور ایک اور گروہ مشبہ سے ہے جو اس طریقت کی تابعداری
کرتے ہین اور اللہ تعالی کا اور چیزون مین حلول اور نزول یعنے انتقال جائز رکھتے ہین
اور خدا تعالی کا متجزی ہونا بیان کرتے ہین اور یہہ حال دونو مذہب مذموم کا ہے جو علیحدہ
کئے ہین سب اس کتاب مین لاونگا انشاء اللہ تعالی غرض کہ یہہ دو گروہ جو مدعی اسلام
ہین نفی تخصیص انبیا مین برہمنون سے موافق ہین اور جو شخص تخصیص انبیا کی نفی کرتا ہے وہ
کافر ہوتا ہے پس انبیا صلوات اللہ علیہم خاص اور امام ہین اور اولیا انکے تابعدار محال ہوتا ہے
کہ مقتدی امام سے زیادہ فاضل ہو یہہ جان لے اگر حالات اور انفاس اور روزگار سب اولیا
ؤن کو ایک قدم صداقت نبی کے مقابل مین رکھین انکے سب حالات اور انفاس پراگندہ
ہوتے ہین کیونکہ اولیا طلب کرتے ہین اور راستہ مین چلتے ہین اور انبیا پہونچے ہوئے ہین اور پا چکے
ہین پھر دعوت کی خاطر واپس رونق افروز ہوئے اور قوم کو دعوت سے راہ حق پر لیجاتے ہین اگر
کوئی ان مذکورہ ملحدون لعنہم اللہ سے کہے کہ جہان مین عادت ایسی ہے کہ جب کسیطرف رسول آتا ہے

توجسکی طرف آتا ہے وہ رسول سے زیادہ فاضل ہوتا ہے جیسا کہ پیغمبر صلواۃ اللہ علیہم جبرئیل علیہ السلام
سے زیادہ فاضل ہوئے ہین حالانکہ یہہ صورت اُنکی خطا ہے مین کہتا ہون کہ جب بادشاہ ایک
خاص شخص کیطرف رسول بہیجے تب مرسل الیہ زیادہ فاضل ہوتا جیسا کہ جبرائیل علیہ السلام
ایک ایک رسول کیطرف بہیجا گیا تو یہہ ہر ایک اوس سے زیادہ فاضل تہا لیکن اگر قاصد کسی
قوم یا جماعت کیطرف بہیجا جاوے تو ضرور رسول انسے زیادہ فاضل ہوگا جیسا کہ پیغمبر امتون سے
زیادہ فضیلت رکہتے ہین اور مطابق حکم احادیث اسمین کسی عقلمند کو اشتباہ نہین پس ایک
نبی زمانہ کے سب اولیا سے زیادہ فضیلت رکہتا ہے اسلئے کہ جب اولیا عادات اور عرف سے حد کمال کو
پہنچے ہین تو مشاہدہ سے خبر دیتے ہین اور حجاب بشریت سے نجات پاتے ہین گو عین بشر ہون مگر
رسول کو اول قدم مین مشاہدہ ہوتا ہے جب رسول کی ابتدا ولی کے انتہا ہوتی ہے تو اس
صورت کو اسپر قیاس نکرنا چاہئے کیا تو نہین دیکہتا کہ سب اولیا طالبان حق اسبات پر متفق
ہین کہ طالب کو تفرقہ سے نکلکر مقام جمع مین پہونچنا ولایت کا کمال ہے اور اسکی صورت ایسی
ہوتی ہے کہ بندہ غلبہ دوستی کے باعث ایسے درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ اسکے دلی عقل فعل کے دیکہنے
مین مغلوب ہوتی ہے اور فاعل کے غلبہ شوق کے باعث سب جہان کو وہی جانتا ہے اور
وہی دیکہتا ہے جیسا کہ ابو علی رودباری کہتا ہے لَوْ زَالَتْ عَنَّا رُؤْيَتُهُ مَا عَبَدْنَاهُ یعنے
اگر اوسکی رویت ہم سے جاتی رہتی تو ہم اسکی عبادت نکرتے کیونکہ ہم عبادت کا شرف اور ذوق
اوسکے دیدار کے سوا نہین پاتے اور یہہ معنے انبیا کا ابتدا ہوتی ہے کیونکہ اُنکی حالت مین تفرقہ
صورت پذیر نہین ہوتا بلکہ نفی اور اثبات اور چلنے اور بند رہنے اور توجہ ہونے اور منہ موڑنے
اور ابتدا اور انتہا مین سب عین جمع ہوتے ہین جیسا کہ ابتدا حال مین جب ابراہیم علیہ السلام نے
آفتاب کو دیکہا تو کہا هٰذَا رَبِّیْ یعنے یہہ میرا رب ہے پہر ستارہ کو دیکہا تو کہا هٰذَا رَبِّیْ
کیونکہ اسکے دلپر غلبہ حق تہا اور اسکے اجتماع عین جمع مین تہے غیر کو نہ دیکہا اگر دیکہا تو بہی جمع
کی آنکہہ سے ندیکہا اور عین دیدار مین محو ہونے کے باعث آپ دیکہنے سے بری ہوا۔ اور کہا لَآ اُحِبُّ الْآفِلِیْنَ

یعنے مین گم ہونیوالون کو دوست نہین رکہتا ابتدا اور انتہا جمع ہوتی ہے ولائیت کے لئے
ابتدا اور انتہا ہے اور نبوت کے لئے نہین جب ہوئی نبی ہوئی اور جب تک رہنگی نبی رہینگے اور
جب موجود نہ تہے خدا تعالی کے علم اور ارادہ مین وہی تہے - بو یزید رضی اللہ عنہ سے لوگون نے
پوچہا کہ تو انبیا کے حالت مین کیا کہتا ہے اوسنے کہا افسوس ہمکو انکی حالت مین کچھ تصرف نہین جو کچھہ
ہمین ظاہر دیکہتے ہین وہ سب ہم ہوتے ہین اور اللہ تعالے نے انکے اثبات اور نفی کو ایسے درجہ مین
رکہا ہے کہ خلقت اسکو دیکہہ نہین سکتی پس جیسا کہ اولیا کا رتبہ خلقت کے ادراک سے پوشیدہ ہے،
ایسا ہی انبیا کا رتبہ بہی اولیا کے تصرف سے پوشیدہ ہے اور ابو یزید رضی اللہ عنہ جو حجت زمانہ
ہوا ہے کہتا ہے اَوَّلُ مَا صِرْتُ اِلَی الْوَحْدَانِیَّۃِ فَصِرْتُ طَیْرًا جِسْمُہٗ مِنَ الْاَحَدِیَّۃِ
وَجَنَاحُہٗ مِنَ الدَّیْمُوْمِیَّۃِ فَلَمْ اَزَلْ اَطِیْرُ فِیْ ہَوَاءِ الْھُوِیَّۃِ حَتّٰی انْتَہَیْتُ اِلٰی ہَوَاءِ التَّنْزِیْہِ
ثُمَّ اَشْرَفْتُ عَلٰی مَیْدَانِ الْاَزَلِیَّۃِ وَرَاَیْتُ شَجَرَ الْاَحَدِیَّۃِ فَنَظَرْتُ فَعَلِمْتُ اَنَّ ہٰذَا کُلَّہٗ غَیْرُہٗ
یعنے اول جو مینے سیر کی وحدانیت کی طرف تہی پس مین ایک پرندہ ہوگیا جسکا جسم احدیت سے تہا
اور اسکے پر دیمومیت سے پس ہوا ہوئیت مین اڑتا رہا یہانتک کہ مین تنزیہ کی ہوا تک پہونچا پہر مین میدان
ازلیت کے قریب ہوا اور اسکو احدیت کا درخت دکہا پہر مینے دیکہکر جانا کہ یہہ سب اس کا غیر ہے
غرض مین نے دیکہا کہ سراسر آسمانون پر لے گئی اور اس نے کسی چیز کی طرف نگاہ نہ کی
پہر اسکو بہشت اور دوزخ دکہلایا تب بہی وہ موجودات سے کسی چیز کی طرف متوجہ نہوا
اور حجاب سے اوسکو پار کیا پس مین پرندہ ہوا جسکا جسم احدیت سے تہا اور اسکے پر اور بازو
دیمومیت سے اور ہمیشہ ہوای ہوئیت مین اڑتا تہا تا پہر ہوا سے بہی گذر گیا اور ازلیت کے میدان
مین قریب ہوا اور اسمین احدیت کا درخت دیکہا مینے نگاہ کی کہ وہ سب مین ہی تہا مینے کہا
اے خدا جب تک مین ہون مجہے تیری طرف راستہ نہین چونکہ مجہے اپنے آپ سے گذر نہین
تو مجہے کیا کرنا چاہیئے حکم آیا کہ اے بایزید اپنی ہستی سے خلاص ہونا ہمارے دوست کے متابعت سے
متعلق ہے آنکہون مین اسکے قدمون کے خاک سے سرمہ ڈال اور ہمیشہ اوسکی تابعداری مین مزید

اور یہہ بڑی دور دراز گفتگو ہے اور اس حالت کو اہل طریقت معراج بایزید کہتے ہین اور معراج قربت سے مراد ہے اور انبیا کا معراج جسم اور تن سے ظاہر ہوتا ہے اور اولیا کا معراج ہمت اور اسرار سے اور پیغمبرون کا تن صفائی اور پاکیزگی اور قربت مین اولیا کے دل اور سر کی مانند ہوتا ہے اور یہہ ظاہر فضیلت کی دلیل ہے اور وہ اسطرح ہوتا ہے کہ ولی کو اپنے حال مین مغلوب کرتے ہین تا کہ ست ہو جاے پھر سر کے درجات مین اوسکو اس سے غائب کرتے ہین اور خداوند تعالی کے قرب سے اسکو آراستہ کرتے ہین جب پھر حالت صحو مین آتے ہین تو وہ سب براہین اوسکے دل مین نقشہ کھینچے ہین اور اسکو اسکا علم حاصل ہوتا ہے پس بڑا فرق ہے کہ ایک کے جسم کو وہان تک لیجائین جہان تک دوسرے کا فکر پہونچے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بالصواب)

نبی اور ولی فرشتون سے افضل ہین

جاننا چاہئے کہ اہل سنت وجماعت اور جمہور مشائخ طریقت اس بات پر متفق ہین کہ سب انبیا اور جو اولیا سے بچے ہوئے ہین وہ فرشتون سے بہتر ہین بخلاف معتزلہ کہ وہ فرشتون کو انبیا سے افضل کہتے ہین بلکہ یہہ ہی کہتے ہین کہ یہہ رتبہ مین بہت بلند ہین اور پیدائش مین زیادہ لطیف خاصکر اللہ تعالے کے زیادہ مطیع ہین اسلئے زیادہ فضیلت رکھتے ہین - مین کہتا ہون کہ اسکی اصلیت تمہاری صورت مفہومہ کے برخلاف ہے کہ جسم مطیع اور پیدائش لطیف فضل خداوند کریم کے لئے علت نہین ہوتی بلکہ فضیلت اسکو ہوتی ہے جسپر خداوند تعالے کی عنایت ہوا اور جو وجوہات معتزلے بیان کرتے ہین شیطان مین موجود ہین لیکن بالاتفاق وہ ملعون اور خوار ہوا پس فضل اوسکی واسطی ہوتا ہے جسپر عطاء الہی ہو اور خلقت سے اوسکو برگزیدہ کرے اور انبیا کے فرشتون سے افضل ہونیکے دلیل یہہ ہے کہ خداوند تعالی نے فرشتون کو فرمایا تا کہ انہون نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور یہہ بات مقرر ہے جسکو سجدہ کیا جاتا ہے وہ سجدہ کرنے والے سے مرتبہ مین بلند ہوتا ہے - اگر کہین

کہ خانہ کعبہ بہتر ہے اور مومن اس سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے اور مومن اسکو سجدہ کرتا ہے پس
جائز ہوا کہ فرشتے آدم سے افضل ہون گو انہون نے آدم کو سجدہ کیا مین کہتا ہون کہ کوئی
نہین کہتا کہ مومن خانہ کعبہ کو یا دیوار کو یا محراب کو سجدہ کرتا ہے مگر کہتے ہین کہ خدا کو سجدہ
کرتا ہے اور یہہ بہی کہتے ہین کہ فرشتون نے مطابق حکم خداوند عزوجل کے آدم کو سجدہ کیا
کہ جب اللہ جل جلالہ نے سجدہ کا حکم کیا اور فرمایا اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ آدم کو سجدہ کرو یعنے اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ ہمنے فرشتون کو فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو جب مومنو کے سجدہ کا ذکر کیا تو فرمایا
وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ آیت یعنے خداوند تعالےٰ کو سجدہ کرو اور اسکی
بندگی پر کمر باندہو پس آدم کی طرح ہوا دیکہو مسافر جب گہوری پر سوار ہو کر خداوند تعالیٰ کی نماز
یا عبادت کرے اگر اوسکا منہ خانہ کعبہ کی طرف نہو تو وہ معذور ہوتا ہے اور جس طرف جاتا ہے
اشارہ سے سجدہ کرتا ہے اور جب کسی کو جنگل مین قبلہ کی جہت چوک جائے وہ جس طرف منہ کرتا
ہے خداوند کریم کا فرمانبردار ہوتا ہے۔ اور فرشتون کے لئے آدم کو سجدہ کرنے مین کچہہ عذر نہ
تہا مگر جسنے خود عذر بنا لیا وہ ملعون اور خراب ہوا اور دانا ؤن کے لئے یہہ دلائل واضح ہین
اور یہہ بہی جاننا چاہئے کہ فرشتے معرفت حق مین بیقرار ہین باوجود یکہ ان کو حقیقت مین شہوت
نہین اور نہ دل مین ہوس اور آفت اور نہ طبع مین فریب اور حیلہ سازی ہے انکی غذا اطاعت
حق تعالےٰ ہے اور انکا مشرب فرمان حق تعالےٰ کا اطاعت کرنا۔ اور آدم کے خمیر مین شہوت
مرکب ہے اور اس سے ارتکاب گناہ کا احتمال ہے اور دنیا کی آرائش اوسکے دلمین اثر وار اور
حرص اور حیلہ سازی اوسکی طبع مین پہیلی ہوئی اور شیطان کو اسکے وجود مین اسقدر اختیار ہے
کہ اوسکی رگون مین خون کے ساتہہ پہرتا ہے اور نفس جو سب شرارتون کی طرف پکارنے والا ہے
اوسکے وجود مین مضمر ہے بہلا دیکہو کہ جس مین یہہ سب صفتین موجود ہون اور باوجود انکان
غلبہ شہوت فسق و فجور سے پرہیز کرے اور باوجود عین حرص کے دنیا سے روگردان ہو اور
باوجود یکہ دلمین وسوسہ شیطانی باقی ہو وہ گناہ سے باز آئے اور آفت نفسانی سے روگردان

ہو کر عبادت مین قایم ہونے اور اطاعت مین ہمیشہ رہنے اور نفس پر مجاہدہ کرنے اور شیطان
سے مجادلہ کرنے مین مشغول ہو وہ حقیقت مین بہت اچھا ہوگا بہ نسبت اوسکے جسکے وجود مین شہوت
کا میدان نہو اور اسکی طبع مین غذا اور لذت کا ارادہ اور نہ عورت اور فرزند اور خویش اور
رشتہ دار کا پیوند ہو اور نہ سبب اور آلہ کا محتاج ہو اور حرص اور آفت مین غرق ہو۔ مجہے اپنی
جان کی قسم کہ تعجب کرتا ہون اوس شخص کے خیال سے جو فعل مین فضیلت دیکہتا ہے یا جمال مین عزت
یا مال جمع کرنے مین بزرگی سمجہتا ہے وہ جلدی اوس تعجب مین زوال دیکہتا ہے۔ وہ کیون مالک علام
کے فضل افضال کو نہین دیکہتا اور کیون رضای حق مین عزت نہین سمجہتا اور کیون معرفت
اور ایمان مین بزرگی طلب نہین کرتا تا کہ یہہ نعمت اسپر ہمیشہ رہے اور دونو جہان مین اپنی
دلکو اوس سے خوش دیکہے۔ بہلا جبرائیل جو کئی ہزار سال خلقت کے انتظار پر عبادت کرتا رہا
اور خلعت اوسکا غاشیہ داری محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تہی تا کہ معراج کی رات آپکے گہوڑے
کی پیش خدمت کرے وہ کیونکہ افضل ہوگا اوس سے جو دنیا مین نفس کو ریاضت دے اور رات دن
مجاہدہ کرے پہر اللہ تعالے اوسپر عنایت فرماوے اور اپنے دیدار سے مشرف کرے اور اسکو
سب خطرات سے سلامت کرے۔ جب فرشتون کا غرور حد سے زیادہ ہوا تو ہر ایک نے اپنی ذات
مین صفای کا نور دیکہا اور اپنے معاملہ کو اپنی فضیلت کی دلیل سمجہی اور آدمیون پر ملامت کی
زبان کہولی اللہ تعالے نے انکا حال انپر کہولنا چاہا فرمایا کہ جو تم سے تین شخص زیادہ بزرگ
ہین اور تمہارا انپر بہروسہ ہے اختیار کرو تا کہ زمین پر جائین اور زمین کے خلیفے بنین اور خلقت
کی اصلاح کرین اور آدمیون پر عدل اور انصاف کرین تب انہون نے تین شخص اختیار کئے
انمین سے ایک شخص نے زمین پر آنے سے پہلے ہی اسمین فساد دیکہا تب خداوند تعالی سے درخواست
کی تا کہ واپس کیا گیا اور دو زمین پر آئے خداوند تعالے نے انکی پیدایش ملکی بدل دی تا کہ
کہانے پانی کی آرزومند اور شہوت کیطرف مائل ہوئے پہر خداوند تعالے نے ان کو اس خرابی
کے باعث سزا فرمائی اور انہون نے اپنے وجود پر آدمیون کی فضیلت ظاہر دیکہائی۔ غرض کہ

خاص مومن خاص فرشتون سی افضل ہین اور عام مومن عام فرشتون سے زیادہ فضیلت رکھتے ہین پس جو آدمی گناہون سی بچے ہوے اور منہیات سی محفوظ ہین وہ جبرئیل اور میکائیل سی افضل ہین اور جو پاک از گناہ اور بچے ہوے نہین ہین وہ کراما کاتبین اور حفظہ سی افضل ہین واللہ اعلم بالصواب غرض کہ اس بیان مین بہت کلام ہے اور ہر ایک شیخ نے کچہہ بیان کیا ہے اللہ صاحب جسکو چاہتے ہین فضیلت دیتے ہین وَ بِاللّٰہِ التَّوفِیقُ مذہب حکما کی جو باتین تصوف سے متعلق ہین اور جنمین صوفیون کا باہمی اختلاف ہے مختصر بیان ہو چکا ہے اور حقیقت مین ولائیت اسرار حق سے ایک سر ہے اسپر چلنے کے سوا ظاہر نہین ہوتا ولی کو ولی پہچانتا ہے اور اگر اس بات کا اظہار سب عقلمندون پر جائیز ہوتا تو دوست دشمن سی ظاہر ہوتا اور واصل اور غافل مین تمیز ہوتی پس مشیت ایزدی مقتضی کہ دوستی کے جوہر کو خلقت کے خوار داشت مین رکہے پردہ مین اور بلا کے دریا مین ڈالے تاکہ اوسکی طلب کو عزیز جانکر جان جانے سے دلمین خوف نکرے اور اس جان لینے والے دریا مین گذر کر دریا کی تہ مین جائے پہر اسکی مراد بر آوے یا طلب مین ہی جان سی گذر جائے مین چاہتا تہا کہ اس اصل کو طول طویل کرون لاکن تیری ملالت اور نفرت طبع کے خوف نے روکہ یا سیز مرید حق کو طریقت مین اس قدر کافی ہی وَ اَمَّا الخَرَّازِیَّۃُ خرازیون کے ابو سعید خراز طرف نسبت کرتے ہین اور اسکی اس طریقت مین بہت تصنیفیں ہین وہ مجرد ہونے اور خلقت سے جدا ہونمین بڑا شان رکہتا تہا اور حال فنا و بقا مین عبارت کے ابتدا اوسنے کی ہے اور اپنے سارے طریق کو دو عبارتون مین چہپا دیا ہے اب مین اوسکی معنے کہتا ہون اور اسکی غلطیان اسباب مین لاتا ہون تا تجہے معلوم ہوجائے کہ اوسکا مذہب کیا ہے اور ان دو عبارت متداولہ سے اس گروہ کا مقصود کیا ہے ۔

بقا و فنا

خداوند عز وجل نے فرمایا مَا عِندَکُم یَنفَدُ وَمَا عِندَ اللّٰہِ بَاقٍ جو تمہارے پاس ہی وہ کم ہوتا جاتا ہے اور جو خدا تعالی کے پاس ہے وہ باقی رہنی والا ہے ۔ دوسری جگہہ فرماتے ہین کُلُّ مَن عَلَیھَا

فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یعنے جو چیز زمین پر ہے وہ سب فنا ہونے والی ہو
اور حق تعالی جل جلالہ اور عم نوالہ کی ذات باقی رہیگی - جان تو کہ فنا اور بقا علم کے روسے اور معنے
اور حال کے روسے اور معنے دیتی ہے اور ظاہر شناس لوگ اس گروہ کی عبارتون سے کسی عبارت
مین ایسی حیران نہین جیسا کہ اس عبارت مین حیران ہین پس بقا علم زبان اور لغت کے مقتضا سے
تین طرح پر ہے ایک وہ بقا کہ جسکے پہلے طرف فنا ہے اور اوسکی دوسری طرف بہی فنا ہی جیسا کہ
یہہ جہان پہلے نہ تہا اور آخر کو بہی نہو گا اور اسوقت باقی ہے - دوسرے وہ بقا کہ پہلے نہ تہی اور اب
موجود ہوئی پہر فانی نہوگی جیسے بہشت اور دوزخ ہے اور وہ جہان اور اس جہان والے تیسرے
وہ بقا کہ کبہی ایسا وقت نہین ہوا کہ وہ نہوا اور کبہی ایسا وقت نہو گا کہ وہ نہو گا اور وہ بقائی
حق ہی اور اسکی صفات لم یزل ولا یزال وہ اپنے صفات سے قدیم ہے اور اسکی بقا ای اسکی
دائمی وجود مراد ہے اور کسیکو اسکے اوصاف مین اوس سے شرکت نہین پس علم فنا وہ ہوتا ہی
کہ تو جان لے کہ دنیا فانی ہے اور علم بقا وہ ہے کہ تو جانے عاقبت باقی ہے جیسا کہ خدائے عزوجل نے
فرمایا وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی یعنے آخرت بہتر اور بقا پذیر ہے یہان ابقی مبالغہ کی وجہ پر فرمایا
گیا ہے اسلئے کہ اوس جہان کی عمر کو فنا نہو گا لیکن بقائے حال اور فنائے وہ حال ہوتا ہے کہ
جب جہالت فانی ہو جائے تو ضرور علم باقی ہوتا ہے اور جب گناہ فانی ہو تو طاعت باقی
ہوتی ہی جب بندہ اپنی طاعت کا علم حاصل کرے تو غفلت فانی ہو جاتی ہی اور بقا ذکر سے باقی ہوتا ہی
یعنے جب بندہ عالم بحق ہو اور اوسکے علم سے باقی ہو تو جہالت کے باعث اوس سے فانی ہوتا ہی اور
جب غفلت سے فانی ہو تو اوسکے ذکر سے باقی ہوتا ہے اور بری صفتون کو چہوڑ کر اچہی صفتون
مین قایم ہونا اسی کا نام ہے لیکن اس قصہ مین خاص لوگون کو اس عبارت سے وہ مراد
نہین جو ہم نے بیان کی ہے اور اس اصل مین انکا اشارہ علم اور حال سے نہین اور یہہ
لوگ فنا اور بقا کو اہل ولائت کے کمال درجہ کے سوا استعمال نہین کرتے اور جو لوگ مشقت
مجاہدہ سے نکلے ہوئے اور مقامات اور تغیر حالات کے قید سے رہائی یافتہ ہین اور طلب سے

یافت کو پہونچے ہین اور سب آنکھون سے دیکھنے کی چیزون کو دیکھا ہوا اور سب کانون سے سننے کی چیزون کو
سنا ہوا اور سب دل ہی جاننے کی چیزون کو جانا ہوا اور سب سر سے پانے کی چیزون کو پایا ہوا اور
اوسکے پانے مین اپنی دریافت کو آفت دیکھا ہوا اور سب سے منہ موڑا ہوا اور قصد کو مراد مین فنا
کیا ہوا اور راہ انجام کیا ہوا اور دعوے سے بیزار اور معنے سے جدا کر استون کو حجاب جانا
ہوا اتقامات دیکھے ہوے لباس آفت کا پہنا حال بنایا ہوا علین مراد مین ہوکر مرادسی بیمراد ہوئے
ہین سب مشرب ساقط الفت وانستہ چیزون سے انس دور کیا ہوا اللہ تعالی نے فرمایا ہے لِیَهْلِكَ
مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ یعنے "کہ جو ہلاک ہو کاشفہ سے ہلاک ہو
اور جو زندہ ہو کاشفہ سے زندہ ہو اور ان معنون مین کہتا ہون **شعر**

فَنِيتُ فَنَائِيْ بِفَقْدِ هَوَائِيْ ۔ فَصَارَ هَوَائِيْ فِي الْاُمُوْرِ هَوَاكَا ۔ فَاِذَا فَنِيَ الْعَبْدُ عَنْ اَوْصَافِهٖ
اَدْرَكَ الْبَقَاءَ بِتَمَامِهٖ یعنے مینے فنا کو اپنی خواہش کے گم کرنے سے فنا کیا ۔ پس کامون مین میری
خواہش تیری خواہش ہی ہوگئی ۔ پس جب بندہ اپنی اوصاف سے فانی ہوا ۔ تو اوسنے کامل
بقا کو حاصل کیا جب بندہ وجود اوصاف کیحالت مین اوصاف کی آفات سے فانی ہوجاتا
ہے تو فنائے مراد مین بقائے مراد سے باقی ہوتا ہے تاکہ اسکو قرب اور دوری اور وحشت
اور انس اور صحو وسکر اور فراق وصال اور طمس اصطلام اور اسم وعلم اور سمات وارقام
کچھہ نہین جانتا ۔ ایک شیخ رحمتہ اللہ علیہ اسی بارہ مین کہتا ہے وَطَاحَ مَقَامِيْ وَالرُّسُوْمُ كِلَاهُمَا ۔ فَلَسْتُ اَرٰى فِي الْوَقْتِ قُرْبًا وَلَا بُعْدًا ۔ فَنِيتُ بِهٖ عَنِّيْ فَبَانَ لِيَ الْهُدٰى وَهٰذَا
ظُهُوْرُ الْحَقِّ عِنْدَ الْفَنَا قَصْدًا یعنے میرا اتقام اور رسوم دونو پامال ہوئے پس کسیوقت مین
قرب اور بعد نہین دیکھتا مین ۔ مینے آپ سے اوسمین فنا ہوا پس مجھے ہدایت ظاہر ہوئی
پس یہہ ظہور حق ہے جب قصد فنا ہوا ۔ غرض کہ کسی چیز سے فنا ہونا تب ہوتا ہے جب اسکی
آفت دیکھے اور اوسکے ارادہ کی نفی کرے کیونکہ جس کو یہہ خیال ہو کہ کسی چیز سے فنا ہونا
مین اسکے کہ اب اوس چیز سے حجاب ہو درست ہوتا ہے وہ خطا پر ہے ایسا نہین کہ جب آدمی

کسی چیز کو دوست رکہے اور کہے کہ مین اسی سے باقی ہون اور کسی چیز کو دشمن رکہے اور کہے کہ مین اوس سے فانی ہون کیونکہ یہہ دونو طالب کی صفتین ہین اور فنا مین محبت اور عداوت نہین اور بقا مین جمع اور تفریق کو دیکہا نہین جاتا۔ ایک گروہ ان معنون مین غلطی پر ہے جو خیال کرتے ہین کہ فنا ذات کا گم ہونا اور شخص کا نیست ہونا ہے اور بقا وہ ہے کہ بقائے حق سے بندہ کو ملے کیونکہ دونو محال ہین اور مینے ہندوستان مین ایک مرد کو دیکہا کہ وہ تفسیر اور دعوی اور علم کا دعوی کرتا تہا اوسنے اس بارہ مین مجہسے بحث کی جب مینے نگاہ کی تو دیکہا کہ وہ خود فنا اور بقا کو پہچانتا نہ تہا اور نہ بقا کو جانتا اور قدیم اور محدث مین فرق نہین کر سکتا تہا بلکہ اس گروہ کے بہت جاہل ہین کہ فنا کلی کو روا رکہتے ہین اور یہہ مکابرہ عیان ہے کیونکہ فنا کیواسطے اجزاے طینت اور انکا جدا ہونا کبہی جائز نہین ہوتا مین ان خطاکار جاہلون کو کہتا ہون کہ اس فنا سے تمہاری کیا غرض ہے اگر کہین کہ فنا عین مراد ہے تو یہہ محال ہے اور اگر کہین کہ فنا وصف تو ہم روا رکہتے ہین فنا ایک صفت ہے جس سے دوسری صفت بقا باقی ہوتی ہے اور یہہ دونو صفتین بندہ کے حوالے ہوتی ہین مینے جس صفت کو چاہے اور محال ہے ہونا کہ کوی غیر کی صفت سے قائم ہو رومی اور نصارے نسطوریون کا مذہب یہہ ہے کہ مریم رضی اللہ عنہا مجاہدہ کی برکت سے سب اوصاف ماسوے سے فانی ہوئی اور بقاے لاہوتی سے ملی اور اسنے اس سے بقا پایا ہو حتی کہ بقا الہی سے باقی ہو اور عیسی علیہ السلام اوسکا نتیجہ تہا اور اصل مادہ ترکیب عیسی علیہ السلام مادہ انسانیت سے نہین تہا کیونکہ اسکا بقا۔ بقاے الہیت سے تحقیق سے ہوا ہے پس وہ اور اسکے ما اور خداوند تعالے تینون ایک بقا سے باقی ہوے ہین جو قدیم اور صفت حق ہے اور یہہ سب قول حشویون کے موافق ہے اور وہ مجسمہ اور مشبہہ ہین جو ذات حق کو محل حوادث کہتے ہین اور قدیم پر محدث کی صفت روا رکہتے ہین مین ان سب کو کہتا ہون کہ محدث محل قدیم ہونا یا قدیم کا محل محدث ہونا اور قدیم مین وصف محدث ہونا یا محدث مین وصف قدیم ہونا اور اسکا جائز رکہنا مذہب دہریہ کا ہے اور یہ عالم کے حادث ہونیکی دلیل کو باطل کرتا ہے اور

اس سے صفت اور صانع کو قدیم کہنا یا دونو کو محدث کہنا اور مخلوق کو نامخلوق سے ملانا اور نامخلوق کا مخلوق مین حلول ہونا لازم آتا ہے اور یہہ خسارہ انکے لئے کافی ہے کیونکہ جب قدیم کو محل حوادث کہین یا حوادث کو محل قدیم تو صنعت اور صانع کو قدیم کہنا چاہئے جب دلیل کے ضرورت ہو تو محدث صنع ہو گے پس انکے صانع کو بہی محدث کہنا چاہئے کہ ایک چیز کا محل عین چیز کی مثل ہوتا ہے جب محل محدث ہو تو چاہئیکہ حال بہی محدث ہو پس اس سبب سے لازم آتا ہے کہ محدث کو قدیم کہین یا قدیم کو محدث اور یہہ دونو امر گمراہی ہے العرض جو چیز کسی چیز سے پیوند اور نزدیک اور ملی ہوئی ہو تو وہ دونوں اون دلو چیز ایک کی طرح ہوتے ہین پس ہمارا بقا ہماری صفت ہے اور ہمارا فنا ہماری صفت ہے اور ہمارے اوصاف کی تخصیص مین ہمار فنا ہمارے بقا کی مثل ہے اور ہمارا بقا ہمارے فنا کی مثل ہے پس فنا ایک صفت ہے دوسری صفت کے بقا سے پہر اگر کوئی فنا سے وہ مراد رکہے کہ بقا کو اس سے تعلق نہو تو جایز ہوتا ہے اور اگر وہ بقا سے مراد یہہ رکہے کہ فنا کو اس سے تعلق نہو تو بہی جایز ہوتا ہے کہ اس فنا سے ذکر غیر کا فنا ہونا مراد ہوتا ہے اور بقا بقاے ذکر حق مَنْ فَنِیَ مِنَ الْمُرَادِ بَقِیَ بِالْمُرَادِ یعنے جو شخص اپنی مراد سے فانی ہوا وہ مراد حق سے باقی ہوتا ہے اس لئے کہ وہ مراد فانی ہر اور مراد حق باقی ہے جب وہ اپنی مراد پر قایم ہو تو اسکی مراد فانی ہو جاتی ہے قایم رہنا فنا سے ہوتا ہے پھر جب مراد حق پر متصرف ہو جائے تو مراد حق باقی ہوتی ہے اور قایم رہنا بقا سے ہوتا ہے اسکی مثل یہہ ہے کہ جو بادشاہ مین غصہ سے آگ پڑتی ہے بادشاہ آگ کی صفت پر ہو جاتا ہے پس جب کہ آگ کا غلبہ شے مین وصف شی کی بدل کرتا ہے تو ارادہ حق کا غلبہ آگ کے غلبہ سے بہت زیادہ ہوتا ہے لیکن یہہ آگ کا تصرف لوہے کی وصف مین ہے لیکن عین وہی ہے کیونکہ لوہا کبہی آگ نہین ہوتا وَاللهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

فنا اور بقا کے باب مین مشایخ رضی اللہ عنہم مین سے ہر ایک نے رمز لطیفہ

لکھی ہے چنانچہ ابو سعید خراز رحمۃ اللہ جو صاحب مذہب ہے کہتا ہے اَلْفَنَاءُ فَنَاءُ الْعَبْدِ عَنْ
رُؤْیَةِ الْعُبُوْدِیَّةِ وَالْبَقَاءُ بَقَاءُ الْعَبْدِ بِشَاهِدِ الْاِلٰهِیَّةِ یعنے فنا کیا ہے اپنی عبودیت کے دیکھنے
سے فنا ہونا بندہ کا اور بقا کیا ہے کہ بندہ کا مشاہدہ الٰہی سے باقی ہونا یعنے کام مین بندگی کا دیکھنا
آفت ہوتا ہے اور بندہ بندگی کی حقیقت کو تب پہونچتا ہے جب اپنے کام کیطرف نگاہ نکرے اور
اپنے فعل کو دیکھنے سے فنا ہو اور خداوند تعالی کا فعل دیکھنے سے باقی ہو تاکہ اوسکے تمام کارروائی
حق کیطرف منسوب ہو نہ اسکی طرف کیونکہ بندہ کی نزدیک ہو وہ ناقص معتہا ہی اور جو حق تعالے سے بندہ کو پہونچے وہ کامل ہوتا ہے
پس جب بندہ تعلقات سے فانی ہو تو جمال الوہیت حق سے باقی ہوتا ہے۔ ابو یعقوب نہر جوری رحمت اللہ
کہتا ہے کہ صِحَّتُ الْعُبُوْدِیَّةِ فِی الْفَنَاءِ وَالْبَقَاءِ یعنے بندگی کی صحت بقا اور فنا مین ہے اسلئے کہ جب
اپنے کل نصیب سے بری نہووے تک خدمت با اخلاص کے لائق نہین ہوتا پس نصیب آدمیت سے بری
ہونا فنا ہوتا ہے اور بندگی مین با اخلاص ہونا بقا ہے ابراہیم بن شیبانی رضی اللہ عنہ کہتا ہے
عِلْمُ الْفَنَاءِ وَالْبَقَاءِ یَدُوْرُ عَلَی الْاِخْلَاصِ وَالْوَحْدَانِیَّةِ وَصِحَّةِ الْعُبُوْدِیَّةِ وَمَا
کَانَ غَیْرَ هٰذَا فَهُوَ الْمَغَالِیْطُ وَالزَّنْدَقَةُ یعنے علم فنا و بقا کا قاعدہ اخلاص اور وحدانیت ہے
یعنے جب بندہ واحدانیت حق کا اقرار کرتا ہے تو آپ کو حکم حق کا مقہور اور مغلوب دیکھتا ہے
اور مقہور غلبہ غالب ہونا فنا ہوتا ہے اور جب اسکا فنا ہونا اسیر درست ہو تو اپنے عاجز ہونے پر اقرار کرتا ہے
اور بندگی کے سوا چارہ نہین دیکھتا اور حلقہ درگاہ رضا کو پنجہ مارتا ہے۔ اور جو شخص فنا اور بقا
سے اور مراد رکھتا ہے یعنے فنا کو فناے عین جانتا ہے اور بقا کو بقاے حق وہ زندیق اور
نصاری مذہب ہوتا ہے جیسا کہ پہلے اس سے بیان ہوا۔ اور مین کہ علی ابن عثمان جلابی رح
ہون کہتا ہون کہ یہہ سب قول سننے کے رو سے ایک دوسرے کے نزدیک ہین اگرچہ بقا عبارات
مین مخالف فنا ہے لیکن اصل اسکی یہہ ہے کہ بندہ جلالت حق دیکھنے سے فنا ہوتا ہے مگر جب اسکو دل پر
کشف عظمت حق ہوجاتا ہے حتی کہ اوسکی جلالت کے غلبہ مین دنیا اور عاقبت اسکے دل بھول
جاتے ہے اور حالات اور مقام اوسکے نظر ہمت مین حقیر معلوم ہوتے ہین اور کرامات کا نونہ

اسکی حالت مین پراگندہ ہوتا ہے تو عقل اور نفس سے فانی ہوتا ہے اور فنا سے ہی فانی ہوتا
ہے اور عین اس فنا کے فنا مین اوسکی زبان حق سے ناطق ہوتی ہے اور دل اور تن عاجز اور فروتن
جیسا کہ ابتدا مین ذریت آدم پشت آدم سے نکلتے وقت عہد عبودیت کی آفات اسمین مرکب نہ تہین - ایک شیخ
رضی اللہ عنہ زبان عرب مین کہتا ہے - شعر - لَکُنْتُ اِنْ کُنْتُ اَدْرِیْ کَیْفَ السَّبِیْلُ اِلَیْکَا -
اَفْنَیْتَنِیْ عَنْ جَمِیْعِیْ فَصِرْتُ اَبْکِیْ عَلَیْکَا اگر مین جانتا کہ تیری طرف کسطرح راستہ ہے تو البتہ ایسا
ہو جاتا کہ اپنی کل ہستی سے فنا ہوتا اور تیری یاد مین روتا رہتا - اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے شعر فَفَنِیْ
فَنَائِیْ فَنَائِیْ - وَفِیْ فَنَائِیْ وَجَدْتُ نَفْعًا مَحَوْتُ اِسْمِیْ وَرَسْمَ جِسْمِیْ - سَاَلْتَ عَنِّیْ فَقُلْتُ
اَنْتَا - میرے فنا ہونے مین میرے فنا کا فنا ہونا ہے اور مین اپنے فنا مین نفع پایا مین نے اپنے نام
اور نشان جسم کو مٹا دیا تو نے مجھسے پوچھا کہ تو کون ہے مین نے کہا تو ہی ہون - فقر اور تصوف کے باب
مین فنا اور بقا کی یہہ حکم ہین جو مینے کچھہ بیان کئے اور اس کتاب مین جہان فنا اور بقا کا ذکر کرونگا
یہی مراد ہوگی یہہ خرازیون کا اصل مذہب ہے اور سب زمانے کے لوگ اس نیک اصل کے پیرو ہین جو جدای
وصل کی دلیل ہو وہ بے اصل نہین ہوتی اوس گروہ مین یہہ عبارت زبان زد ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

فرقہ خفیفیہ

لیکن گروہ مشایخ خفیفیہ خفیفی ابی عبداللہ محمد بن خفیف شیرازی کے پیرو اور محب ہین اور
وہ اس گروہ کے بزرگون اور سادات سے ہوا ہے اور اپنے وقت مین اس قوم کا عزیز اور ظاہری اور
باطنی علوم کا عالم اور اس طریقت کے فنون علم مین اسکی تصانیف مشہور ہین اور اسکے فضائل حد شمار سے
زیادہ مشہور ہین غرض کہ وہ ایک مرور زمانہ مین عزیز اور عزیز الوجود اور عفیف النفس ہوا ہے اور اتباع شہوات
نفسانی سے روگردان اور یہہ ہی مینے سنا ہے کہ اوسنے چارسو نکاح کئے تہے اور اسکی وجہہ یہہ تہی
کہ وہ شہزادون مین سے تہا اور جب اسنے توبہ کی تو شیراز کے لوگون نے اس سے بڑی محبت کی اور جب
اسکا حال بزرگ اور شایستہ ہوا تو پادشاہون اور رئیسون کے بیٹیون نے برکت پانے کے باعث اس
کے عقد مین آنا چاہا تب اوسنے نکاح کرنا شروع کیا اور دخول سے پہلے طلاق دیتا لیکن چالیس عورتین
جدا جدا دو دو تین تین خادم بستر ہوئین ایک تو ان مین چالیس سال اسکے پاس ہی اور وہ وزیرزادی تہی

اور مین نے شیخ ابو الحسن علی بن بکران شیرازی سے سنا ہے کہ ایکدن اوس کے عہد حکومت مین عورتون کی ایک جماعت جمع تہی اور ہر ایک سے وہ بات کر رہا تہا سب اوسپر متفق تہے کہ انہون نے شیخ کو کبہی سامان شہوت مین نہ دیکہا تہا ہر ایک کے دلمین وسوسہ پیدا ہوا تعجب ہوے اوس سے پہلے جانتے تہے کہ وہ شہوت کے خیال مین خاص ہے اور صحبت کے خیال سے وزیر کے بیٹے کے سوا اور خبر نہین رکہتا جو کہ کئی سال اسکی صحبت مین ہے اور سب عورتون سے وہ زیادہ پیاری ہے تب اونہون نے دو شخص کو اختیار کیا اور اسکے طرف بہیجا کہ شیخ تجہسے زیادہ خوش ہے چاہیے کہ ہمکو اوسکی صحبت کے حال سے خبر کرے اوسنے کہا جب مین شیخ کے زیر حکم ہوئی تب ایک آیا کہ آجکی رات شیخ تیرے گہر آویگا مینے کہانے عمدہ پکاے اور زینت و زیب سے آراستہ ہوئی۔ شیخ جب گہر مین آیا تو کہانا لائی تب اوسنے مجہے بلایا اور تہوڑی دیر میری طرف نگاہ کی اور کچہ دیر کہانے کو دیکہا پہر میرا ہاتہ پکڑ کر اپنی آستین مین کیا تب اوسکے سینے مین ناف تک پیٹ کے اندر پندرہ گرہین پڑی ہتین کہا کہ اے وزیر کی بیٹی پوچہ کہ یہہ کیسی گرہین ہین وزیر کے لڑکی نے کہا کہ مین نے اسکو پوچہا اوسنے جواب دیا کہ یہہ سب سوزش اور سختی صبر کے ہے جسکے گرہین باندہی ہین جو صبر کہ مینے اور طعام سے کیا ہے یہہ کہکر اوٹہا پہر اور زیادہ معاملہ اوس سے یہہ ہوا ہے اور تصوف مین کے اوسکے مذہب کی آرائش غیبت اور حضور ہے اور جو عبارت مین اوسکا بیان نہین ہو سکتا مین اپنے مقدور کے مطابق اوسکا بیان کرتا ہون انشا اللہ تعالی۔

غیبت اور حضور

اور یہہ وہ عبارتین ایسی ہین کہ انکی طرز مین معنی مقصود و متصل عکس ہے لیکن یہہ متضاد معلوم ہوتے ہین زبان والون اور ارباب معنی مین مروج اور مستعمل ہین پس حضور سے حضور دل کا مراد ہے جو بدلالت یقین ہوتا ہے اوسکا غیبی حکم عینی کی طرح ہوا اور غیبت سے غیبت دل مراد ہے جو ماسوا اللہ کے سے اس حد تک کہ اپنے آپ سے بہی غائب ہو بلکہ اپنی غائب ہونے سے غائب ہونا کہ غیبت کی حالت مین اپنی طرف نظارہ کرے اور اوسکا نشان یہہ ہے کہ حکم رسوم سے روگردان ہو جیسا کہ نبی حرام سے محفوظ ہوتا ہے پس اپنی آپ سے

غائب ہونا حضور بحق ہے اور حضور بحق اپنے آپ سے غائب ہونا چنانچہ جو شخص اپنے
آپ سے غائب ہے وہ حق سے حاضر ہوتا ہے اور جو حق سے حاضر تا ہو وہ آپ سے غائب ہوتا ہے پس دل کا مالک
خداوند تعالے ہے جب جذبات خدا میں سے کشش طالب کے دل کو مقہور کرتی ہے
تو اسکے نزدیک دل کے غیبت حضور کیطرح کر دیتی ہے اور شرکت اور تقسیم اٹھ جاتی ہے اور
اپنے طرف نسبت کرنا قطع ہو جاتا ہے جیسا کہ ایک شیخ رضی اللہ عنہ کہتا ہے شعر - وَلِی فُؤَادٌ وَانتَ
مَالِکُہُ - بِلَا شَرِیْکَتِکَ فَکَیْفَ یَنقَسِمُ - جب دل کا مالک بدون حق کے ہو غائب رہے
یا حاضر دل میں جملہ برہان میں نظر کرنیکے حکم سے اوسکے تصرف میں ہوتا ہے دوستوں کا طریق یہی ہے
لیکن جب مشایخ رضی اللہ عنہم میں اختلاف پڑتا ہے تو وہ اس بات میں ہے کہ ایک گروہ
حضور کو غیبت پر مقدم رکھتے ہیں اور ایک گروہ غیبت کو حضور پر جیسا کہ ہمنے صحو اور
سکر میں بیان کیا لیکن صحو اور سکر اوصاف کے باقی رہنے کا نشان دیتا ہے اور غیبت اور
حضور فنائے اوصاف پر پس حقیقت میں یہہ اس سے زیادہ عزیز ہے اور جو لوگ غائب ہونے
کو حضور پر مقدم رکھتے ہیں - ابن عطا حسین بن منصور - ابوبکر شبلی - بندار بن الحسین -
ابو حمزہ بغدادی - سمنون محب - رضی اللہ عنہم ہیں اور عراقیوں سے ایک جماعت کہتی ہے
کہ راہ حق میں بڑا حجاب تو ہے خود جب تو اپنے آپ سے غائب ہوا تو تیری ہستی ثابت کرنیوالی
آفتیں تجھہ میں فانی ہو جاتی ہیں اور قاعدہ زمانہ کا بدل جاتا ہے مریدوں کے مقامات سب
تیرا حجاب ہوے اور طالبوں کے حالات سب تیرے آفت گاہ ہوئی - اسرار زنار ہوئے ہمت
میں مثبات سب خوار ہوے اور آپ سے اور غیر سے آنکھیں بند ہوئیں اور نسبت کے اوصاف
اپنے لگانے میں قربت کے شعلے سے جلے اور اسکی صورت ایسی ہوتی ہے کہ خداوند تعالے
نے تیرے غیبت کی حالت میں تجھے آدم علیہ السلام کی پیٹھہ سے نکالا اور اپنی صفات میں
حاضر ہوا تو قریب حق سے غائب ہوا پس تیرا ہلاک ہونا تیری حضور سے ہے اور فرمان نبی
کے یہی معنے ہیں وہ کلام مبارک یہہ ہے - وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی کَمَا خَلَقْنٰکُمْ اَوَّلَ مَرَّۃٍ

یعنی تم ہمارے پاس اکیلے ہوکر آئے جیسا کہ تمکو ہمنے اول پیدا کیا پھر حارث فارسی اور جنید
سہل - ابن عبداللہ - ابوحفص حداد - ابوحمدون حصار - ابو محمد جریری حصری صاحب مذہب
محمد بن خفیف رضی اللہ عنہم اور ایک اور جماعت اسبات پر ہیں - کہ حضور کو غیبت سے مقدم کہتے ہیں اسلیے
کہ سب خوبیاں حضور سے متعلق ہیں اور غیبت حضور حق میں خود بخود رخصت ہوتی ہے جب حضور
ہوا تو راستہ میں پہونچا آفت ہو جاتا ہے پس جو شخص آپ سے غائب ہوتا ہے ضرور غائب حق
میں حاضر ہوتا ہے اور غائب ہونے سے حضور کا فائدہ ہے غیبت بلا حضور دیوانہ پن اور
غلبہ ہوتا ہے چاہیے کہ غفلت چھوڑ دے تاکہ غیبت سے حضور مقصود ہو جب مقصود موجود ہوا
تو علت ساقط ہو جاتی ہے - شعر - لَیْسَ الْغَائِبُ مَنْ غَابَ مِنَ الْبِلَادِ - اِنَّمَا الْغَائِبُ
مَنْ غَابَ مِنَ الْمُرَادِ وَلَیْسَ الْحَاضِرُ مَنْ لَیْسَ لَهُ مُرَادٌ - اِنَّمَا الْحَاضِرُ مَنْ لَیْسَ لَهُ الْفُؤَادُ - حَتّٰی
اِسْتَقَرَّ فِیْهِ الْمُرَادُ - وہ غائب نہیں ہوتا جو شہر اور ولایت سے غائب ہو غائب وہ ہوتا ہے جو کل مرادوں
سے غائب ہو تاکہ ارادہ حق اوسکا ارادہ ہو اور وہ حاضر ہوتا ہے جسکو ارادہ چیزوں کا نہو
بلکہ حاضر وہ ہوتا ہے کہ اسکا دل عجیب نہو بلکہ اسمیں دنیا اور عاقبت کا فکر نہو اوسکا آرام
خواہش سے نہو ایک شیخ رحمۃ اللہ علیہ ان معنوں میں کہتا ہے - مَنْ لَّمْ یَکُنْ غَائِبًا عَنْ نَفْسِهٖ -
وَعَنِ الْهَوٰی بِالْاُنْسِ وَالْاَحْبَابِ - فَکَاَنَّمَا بَیْنَ الْمَرَاتِبِ وَاقِفٌ - لِمَنَالِ حَظٍّ اَوْ لِحُسْنِ مَآبٍ - یعنی
جو شخص اپنی نفس سے غائب نہو اور انسان اور دوستوں سے خواہش میں نہو - پس گویا مراتب کے
مابین ٹھیرا ہوا ہے - تاکہ حظ اٹھائے یا خوبی بازگشت حاصل کرے اور مشہور ہے کہ ذوالنون علیہ الرحمۃ
کے ایک مرید نے ارادہ کیا کہ ابو یزید کی زیارت کرے جب اوسکے حجرہ کے پاس آیا اور دروازہ
کھٹکایا تو ابو یزید نے کہا کہ تو کون ہے اور کسکو چاہتا ہے اوسنے کہا ابو یزید کو اسنے کہا ابو یزید کون ہوتا ہے
اور کہاں ہے اور کیا چیز ہے - میں مدت سے ابو یزید کو تلاش کرتا ہوں مجھے نہیں ملا جب
وہ واپس ہوا اور جاکر ذوالنون سے حال کا ذکر کیا ذوالنون نے کہا کہ اَخِیْ اَبَا یَزِیْدَ ذَهَبَ
فِی الذَّاهِبِیْنَ اِلَی اللّٰهِ - یعنی میرا بھائی بایزید حق تعالی کی طرف جانیوالوں میں چلا گیا ہے

ایک شخص جنیدؒ کے پاس گیا اور کہا کہ ایک پل میری طرف حاضر ہو تا مین جنید کی بات تجہسے کہون
جنید نے جواب دیا کہ اے جوانمرد مجہسے وہ چیز چاہتا ہے جو مین مدت سے وہی چاہتا ہون مین کئی
برس سے چاہتا ہون کہ ایک دم اپنے آپ پر حاضر ہو جاؤن لیکن مین حاضر نہین ہو سکتا اس
گھڑی تیرے پاس کسیطرح حاضر ہو جاؤن پس غیبت مین حجاب کا ڈر ہوتا ہے اور حضور مین کشف کے
راحت اور ہر حال مین کشف حجاب کیطرح نہین ہوتا اور اس بیان مین ابو شیخ سعیدؒ کہتا ہے تَقَشَّعَ
غَیْمُ الْھِجْرَانِ عَنْ قَمَرِ الْحُبِّ۔ وَاَسْفَرَ نُوْرُ الصُّبْحِ عَنْ ظُلْمَۃِ الْغَیْبِ یعنے محبت کے چاند سے جدائی
کا بادل پراگندہ ہوا۔ اور غیب کے اندہیرے سے صبح کا نور روشن ہوا۔ اور ان معنے کے فرق مین
مشایخ کا لطایف حالی ہین اور از روے ظاہر قالی اور یہہ عبارتین آپسمین نزدیک معلوم
ہوتی ہین یعنے حضور بحق ہونا اور آپ سے غایب ہونا کیونکہ اپنے غایب ہونے سے حضور مراد
ہے اور جو آپ سے غایب نہین وہ حق سے حاضر نہین اور جو حاضر ہے وہ غایب ہے جیسا کہ
جب ایوب علیہ السلام کا بیقرار ہونا بلا کے وارد ہونیکے حالت مین باختیار نہ تہا بلکہ اس حال مین
اپنے آپ سے غایب تہا لاچار حق تعالے نے عین اس جزع کو صبر سے جدا فرمایا جب اس نے
کہا اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ یعنے تحقیق مجہے رنج پہونچا ہے اور تو رحم کرنیوالون
سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے خداوند تعالی نے فرمایا اِنَّہٗ کَانَ صَابِرًا فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَکَشَفْنَا مَا بِہٖ
مِنْ ضُرٍّ یعنے تحقیق وہ صابر تہا پس ہمنے اسکو قبول کیا اور جو اسکا رنج تہا دور کر دیا۔ اور یہہ حکم بعینہ
اس قصہ مین ظاہر ہے جب اچھی طرح تامل کرے تو جان لے جنیدؓ عنہ سے روایت ہے کہ کہا ایک وقت
ایسا ہوتا ہے کہ آسمان اور زمین والے میری حیرت پر روتے تہے پہر ایسا ہوا کہ مین انکی خواہش
عنایات پر روتا تہا اب پہر ایسا وقت ہے کہ نہ تو مین انسے خبر رکہتا ہون اور نہ آپ سے
اور یہہ حضور کیطرف نیک اشارہ ہے یہی غیبت اور حضور کے معنے ہین جو مینے مختصر بیان کئی
تاکہ تجہے خفیفیون کا سب مذہب معلوم ہو جائے اور یہہ ہی تجہے معلوم ہو جائے کہ غیبت اور حضور سے
اس قوم کی مراد کیا ہے اور اسکی تشریح کو زیادہ واضح کرنا کتاب کو دراز کرتا ہے اور اس کتاب سے میرا

طریق اختصار ہے وَبِاللّٰہِ الْعَوْنُ وَالتَّوْفِیْقُ۔

سیاری ابو العباس سیاری کے پیرو ہین اور وہ مرو مین امام اور سب علوم مین عالم اور ابوبکر واسطے کا مصاحب تہا آج لسا و مرو مین اوسکے اصحاب سے بہت لوگ موجود ہین اور تصوف مین کوئی مذہب بحال نہین رہا مگر اوسکا مذہب قایم رہا ہے کیونکہ کسیوقت مرو اور لسا اسکے پیرو سے آج تک خالی نہین ہوا اور جسمین اسکے اصحاب نے اوسکا مذہب قایم کرنیمین رعائیت رکہی ہی اور لسا کے لوگ بہی اسکے اصحاب مرو والون سے لطیف رسالے لکہتے رہے اور یہہ آپسمین خط و کتابت سے بات چیت کرتے رہے اور ہمنے اونکے بعض خط مرو مین دیکہے ہین جو بہت خوش ہین اور انکی عبارتین جمع اور تفرقہ مین ہوتی ہین اور یہہ لفظ سب اہل علم مین مشترک ہے اور ہر گروہ اس لفظ کو اپنی کام مین لاتا ہے تاکہ انکی عبارتین سمجہی جائین لیکن اوس سے ہر ایک گروہ کی مراد اور ہے جیساکہ حسابدان جمع اور تفریق سے کسی چیز کے عددون کا جمع کرنا یا فرق کرنا اور نحوی اسمون اور نعتون کا متفق ہونا اور انکے معنے جدا ہونا۔ اور فقہا قیاس کا جمع ہونا اور صفات نص کا تفرقہ یا نص کا جمع ہونا اور قیاس کا تفرقہ اور اہل اصول صفات فعل کا جمع ہونا اور صفات فعل کا فرق کرنا لیکن گروہ صوفیہ کی یہہ مراد نہین یہہ سب مذکور ہمنے بیان کیا لیکن اب مین اس گروہ کا مقصود جو ان عبارتون سے ہے اور انکے مشائخ کا اختلاف اس کتاب مین لاتا ہون تا تجہے اسکی حقیقت معلوم ہوجاے انکے اور مشائخ سے ہر گروہ کا مقصود جو جمع اور تفرقہ سے ہے تجہے معلوم ہوجائے

خداوند تعالے نے اپنی دعوت مین خلقت کو جمع فرمایا

وَاللّٰہُ یَدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ یعنے اللہ تعالے دار السلام کیطرف بولاتا ہے۔ پہر ہدائت کے حق مین انکا فرق بیان کیا اور فرمایا یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنے جسکو چاہتا ہے سیدہے راستہ کیطرف لیجاتا ہے۔ دعوت کے رو سے سب کو بلایا اور ایک گروہ کو اپنی مشیت ظاہر کرنیکے واسطے جمع کیا اور دوسرے کو دور کیا اور سب کو حکم دیا اور ایک گروہ کو جدا کیا اور خواری سے روکیا اور بعض کو رفاقت سے مقبول فرمایا۔ اور یہہ بہی کہ نہی مین تو جمع کیا اور

ذکر مذہب سیاریہ

جمع اور تفرقہ

فرق کیا ایک گروہ کو بیگناہ کیا اور ایک گروہ کو آفت کیطرف سیلان دیا پس ان معنون سے
ہے اور خدا کے امر و نہی مین تفرقہ ظاہر کرنے پر حقیقت اور سر علوم کا جمع کرنا مراد حق ہے
جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کو فرمایا کہ اسمٰعیل کا سر کاٹ مگر کاٹنا نہ چاہا اور ابلیس کو فرمایا
کہ سجدہ کر لیکن ارادہ نہ تہا اور آدم کو فرمایا کہ گیہون مت کہا اور اسکا کہانا چاہا اور ایسی
باتین بہت ہین اَلْجَمْعُ مَا جَمَعَ بِاَوْصَافِهٖ وَالتَّفْرِقَةُ مَا فَرَّقَ بِاَفْعَالِهٖ جمع وہ ہے جو اوصاف
سے جمع ہو اور تفرقہ وہ ہے جو فعلون سے ہو۔ اور یہہ سب ارادت کا قطع کرنا ہے اور ارادت
حق کے ثابت کرنے مین تصرف خلقت کا ترک کرنا ہے اور اس قدر جو جمع اور تفرقہ کو ہمنے
بیان کیا اس پر بدون معتزلہ کے سب اہل سنت کا مشائخ طریقت سے اتفاق ہے اور اسکے بعد ان
عبارتون کے استعمال کرنے مین مختلف ہین ایک گروہ توحید پر لیجاتے ہین اور ایک گروہ
اوصاف پر اور ایک گروہ افعال پر جو لوگ توحید کیطرف لیجاتے ہین کہتے ہین کہ جمع کی
دو درجہ ہین ایک اوصاف حق مین دوسرا اوصاف بندہ مین جو اوصاف حق مین ہے
وہ سر توحید ہے جس سے بندہ کا کسب قطع ہے اور جو اوصاف بندہ مین ہے وہ توحید سے
مراد ہے جو سچے عقیدے اور صحیح ارادہ سے ہو اور یہہ ابو علی رودباریؒ کا قول ہے اور
جو دوسرا گروہ اوصاف پر جاتا ہے کہتے ہین کہ جمع حق کی صفت ہے اور تفرقہ اوسکا فعل
ہے جس سے بندہ کا کسب جدا ہے اسلئے کہ الوہیت مین کوئی اوس سے نزاع کرنیوالا
نہین ہے پس جمع اسکی ذات اور صفات کے لئے ہے اسلئے کہ اَلْجَمْعُ التَّسْوِيَةُ فِي
الْاَصْلِ ہے جمع اصل مین مساوی کرتا ہے۔ اوسکی ذات اور صفات مین شک مین کوئی
مساوی نہین اور انکے فرق کرنے مین عبارت اور تفصیل خلقت کے جمع نہین اسکے یہہ معنی
ہین کہ حق تعالیٰ کی صفات قدیم ہین اور وہی انسے خاص ہے اور صفات کا قیام اوس سے ہے
اور انکے وجود کی خصوصیت اوسی سے ہے۔ اور وہ اور اسکے صفات دو نہین اور اسمین
جمع کا حکم ان معنے کے سوا نہین ہوتا اور یہہ خداوند جل جلالہ کے فعل ہین کہ سب حکم

جدا جدا ہین ایک کو وجود کا حکم ہی اور ایک عدم کا لیکن جمع عدم ممکن الوجود ہی ایک کو فنا کا حکم ہی اور دوسرے کو
بقا کا حکم ہی پہر دوسرا گروہ علم کیطرف لیجاتے اور کہتے ہین اَلْجَمْعُ عِلْمُ التَّوْحِیْدِ وَالتَّفْرِقَۃُ عِلْمُ الْاَحْکَامِ یعنے
جمع علم توحید ہے اور تفرقہ علم احکام ہے پس علم اصول جمع اور علم فروع تفرقہ اور مشائخ رحمہم اللہ سے
ہی ایک نے ایسا ہی کہا اَلْجَمْعُ مَا اجْتَمَعَ عَلَیْہِ اَھْلُ الْعِلْمِ وَالتَّفْرِقَۃُ مَا اخْتَلَفُوْا فِیْہِ یعنے جمع وہ ہی
جسپر اہل علم جمع ہوے اور تفرقہ وہ ہے جسپر اہل علم نے اختلاف کیا ہی سب محققان تصوف نصرہم اللہ
وجوہہم کے عبارتون کی روانے اور انکے رموز نی لفظ تفرقہ سے سکا سب مراد ہے اور جمع
سے مواہب یعنے مجاہدہ ومشاہدہ پس جسمین بندہ مجاہدہ سے راہ پاتاہے وہ سب تفرقہ ہے اور
جو صرف بندہ پر عنایت اور ہدائیت حق ہو وہ جمع ہے اور بندہ کی عزت اسمین ہوتی ہے کہ
اپنے فعلون اور اسکا مجاہدہ بجمال حق مین آفت فعل سے بچا ہو اور اپنے فعلون کو خداوند
تعالی کے فضل مین مستغرق جانے اور مشاہدہ کو ہدائیت کے پہلو مین سمجھے پس اسکا قیام حق سے ہو
وہ تعالی شانہ اوسکے اوصاف کا وکیل ہو اور اسکے فعل کو سب اسیکی طرف نسبت ہوتا کہ اپنی
کسب کی نسبت سے نکل گیا ہو چنانچہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو جبرائیل سے خبر دی ہے
اور جبرائیل نے خداوند تعالے سے جیسا کہ فرمایا ہے لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ
حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَّیَدًا وَّبَصَرًا وَّمُؤَیِّدًا اَوْلِسَانًا فَبِیْ یَسْمَعُ وَبِیْ یُبْصِرُ
وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَنْطِقُ یعنے بندہ مجاہدہ کی ساتہہ ہم سے تقرب کرتا ہے ہم اوسکو اپنا دوست
بناتے ہین اوسکی ہستی کو اسمین فنا کر دیتے ہین اور اوس سے اسکے فعلون کی نسبت ہٹاتے
ہین تا جو کچھہ سنے ہم ہی سنے جو کہے ہمسے کہے اور جو دیکہے ہم سے دیکہے اور جو کچھہ پکڑے ہم سے پکڑے
یعنے ہمارے ذکر مین مغلوب ہو اور اسکا کسب اوسکے ذکر سے فنا ہو اور ہمارا ذکر اوسکی ذکر پر
غالب ہو جائے اور آدمیت کی نسبت اوسکی ذکر سے قطع ہو جاے تب اسکا ذکر ہمارا ذکر ہو گا
حتی کہ حالت غلبہ مین اوس صفت پر ہو جائے جو کہ ابو یزید نے کہا ہے ۔ سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ
یعنے پاک یاد کرتا ہون پاک یاد کرنا میرا اور کیسا بڑا ہے شان میرا اور جسنے انکی کلام کی تاک پر کہا وہ

کہنے والا سچا ہوتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْحَقُّ یَنْطِقُ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یعنی
حق عمر کے زبان سے گویا ہے اسکی اصلیت ایسی ہوتی ہے کہ حق کا قہر آدمیت پر اپنا غلبہ ظاہر
کرتا ہے اوسکو اسکی ہستی سے نکال دیتا ہے یہانتک کہ اسکے کلام استحالہ کے سبب سے کلام حق ہوتی ہے یہ نہین
کہ حق تعالی کو خلقت سے آمیزش ہوتی ہے یا اپنی مصنوعی چیزون سے ایک ہو یا وہ چیزون مین
حلول کرے تَعَالَی اللّٰہُ عَنْ ذٰلِکَ عَمَّا یَصِفُہُ الْمَلَاحِدَۃُ عُلُوًّا کَبِیْرًا یعنی اللہ تعالی ملحدون کی صفت سے
بڑا بلند ہے پس جائز ہوتا ہے کہ حق تعالی کی دوستی بندہ کے دل پر غالب ہوجائے اور اسکی غلبہ اور کثرت سے عقل اور طبعیت
اوسکی برداشت سے عاجز ہوجائین پھر اسکا امر اسکی کسب سے ساقط ہوا اسوقت اس درجہ کو جمع کہتے ہین چنانچہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستغرق اور مغلوب تھے اونسے فعل ظہور مین آیا خداوند تبارک وتعالی نے اس فعل کو رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اوٹھا دیا اور فرمایا وہ میرا فعل تھا تیرا فعل نہین ہر چند کہ آپ فعل کا نشانہ ہوگئے وَمَا رَمَیْتَ
اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی یعنی اے محمد وہ خاک کی مٹھی مشرکون کے مونہہ پر تو نے نہ پھینکی بلکہ ہمنے ڈالی - جیسا کہ اوسی
جنس کا فعل داؤد علیہ السلام سے ظاہر ہوا اوسکو کہا - وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ یعنے داؤد نے
جالوت کو قتل کیا اور یہہ حالت تفرقہ مین تھا اور فرق ہوتا ہے کہ فعل کو اسکی طرف نسبت کرین
اور وہ محل آفت اور یہہ نخیتے حادثات کے ہو اور جو اسکی فعل کو اپنی طرف نسبت کرتا ہے اور وہ
قدیم اور بے آفت اور بلا حادثات ہے پس اگر ایسا فعل آدمی سے سرزد ہو جو جنس فعل آدمیون
سے نہ ہو تو ضرور اسکا فاعل حق جل وعلا ہوتا ہے اور معجزے اور کرامتین سب اسی قسم سے ہین پس
فعل جو مطابق عادت ہو وہ تفرقہ ہوتا ہے سبب اور جو خلاف عادت ہو وہ سب جمع ہوتا ہے اسلیے کہ ایک رات قَابَ قَوْسَیْنِ
ہونا عادت نہین یہہ فعل حق کے تھے سو انہین ہوتا اور جو نہایت درجہ کی کلام کرنی معتاد نہین یہہ فعل حق کے تھے سو انہین ہوتا پس
اللہ تعالے نے اپنے انبیا اور اولیا کو یہہ عنایت کی اور اپنے فعل کو انکی طرف نسبت کیا اور انکے
فعل کو اپنی طرف نسبت کیا - کہ جب کہ دوستون کا فعل اسکا فعل ہوتا ہے اور انکی بیعت اسکی بیعت
اور انکی طاعت اسکی طاعت جیسا کہ فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یعنے جو لوگ
آپ سے بیعت کرتے ہین ضرور اللہ تعالے سے بیعت کرتے ہین اور یہہ بھی فرمایا مَنْ [illegible]

فقد اطاع اللہ یعنے جسنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی پس تحقیق اوسنے اللہ تعالی کی اطاعت کی پس جناب حق کے اولیا اسرار سے جمع ہین اور اظہار کے معاملہ مین جدا تاکہ اسرار دوستی کے جمع ہونیمین مضبوط ہون اور فرق صحت اقامت عبودیت کے ظاہر کرنمین صحیح ہے۔ چنانچہ بڑے مشائخ رضی اللہ عنہم سے ایک شخص جمع کی حالت مین کہتا ہے۔ شعر۔ قَدْ تَحَقَّقْتُ بِسِرِّیْ فَنَاجَاکَ لِسَانِیْ۔ فَاجْتَمَعْنَا لِمَعَانٍ وَافْتَرَقْنَا لِمَعَانِیْ یعنے مینے اپنے سرکو متحقق کیا پس میری زبان نے تیری جناب مین مناجات کی پس ہم کبھی معانے مین جمع ہوے اور کبھی معانی مین متفرق ہوئے۔

چھٹی فصل

چھٹی فصل

اسرار کے جمع ہونیکو جمع کہا اور مناجات زبان کو تفرقہ پھر جمع اور تفرقہ دونوکا اپنے وجود مین نشان دیا اور آپ کو اسکا قاعدہ ٹھہرایا۔ اور یہہ بڑا لطیف ہے وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ۔

باقی یہان خلاف رہا جو ہماری اور اوس گروہ کے درمیان ہے وہ کہتے ہین کہ جمع کا اظہار تفرقہ کے نفی ہوتی ہے اس لئے کہ دونو مخالف ہین پس جب ہدائیت کا غلبہ غالب ہوا تو کسب اور مجاہدہ کی ولائیت ساقط ہوئی یہہ محض بیکاری ہے مین کہتا ہون کہ یہہ تمہارے عقیدہ کا خلاف ہے اس لئے کہ جب تک معاملہ کا امکان اور کسب اور مجاہدہ کی طاقت ہو کبھی بندہ سے مجاہدہ ساقط نہین ہوتا اس لئے کہ جمع تفرقہ سے جدا نہین جیساکہ نور آفتاب سے اور عرض جوہر سے اور صفت موصوف پس مجاہدہ ہدائیت سے اور شریعت حقیقت سے اور پانا طلب سے جدا نہین ہوتا لیکن چاہیکہ مجاہدہ مقدم ہو اور کبھی موخر ہی ہوتا ہے لیکن جسکا مجاہدہ مقدم ہو اوسپر مشقت زیادہ ہوتی ہے اسلئے کہ حالت غیبت مین ہوتا ہے اور جس کا مجاہدہ موخر ہو اوسپر رنج اور تکلیف نہین ہوتی اسلئے کہ حضور مین ہوتا ہے اور جو مشرب اعمال کی نفی کرتا ہے وہ عین عمل کی نفی کرتا ہے وہ بڑی غلطی پر ہوتا ہے اور یہہ ہی جائز ہے کہ بندہ ایسی درجہ پر پہونچے جو اپنے کل اوصاف کو عیبناک اور سقیم جانے جب وہ اپنی اوصاف نیک کو عیب کی

نگاہ سے دیکھے اور ناقص دیکھی چاہیکہ اپنی بری صفتون کو زیادہ عیب وار معلوم کرے
یہہ بات مین اسواسطے لایا ہون کہ جاہلون سے ایک قوم ان معنون مین غلطی پر ہے
جو بیگانگی کے قریب ہے اور کہتے ہین کہ طاعت سے کوئی چیز ہماری کوشش کے متعلق نہین
کیونکہ ہمارے فعل اور طاعت عیبناک ہین اور مجاہدہ سے ناقص ہین وہ کرنے سے ناکئے اچھے
ہین مین انکو کہتا ہون کہ ہمارے کامون کو فعل بالاتفاق مقرر کرتے ہو اور فعلون کو
محل علت اور شر اور آفت کا منبع کہتے ہو۔ ضرور نا کئے ہوئے کو بہی فعل مقرر کرنا چاہئے اور جب دونو
فعل ہوئے اور فعل محل علت ہوا پس کیون نا کئے ہوئے کو کئی ہوئی سے بہتر اچھا
جانتے ہو اور یہہ ظاہر خسارہ اور نقصان واضح ہے پس یہہ کفر اور ایمان مین
اچھا فرق ہوا اسلئے کہ مومن اور کافر کا اتفاق ہے کہ انکے فعل محل علت ہین پس مومن
فرمان کے حکم سے کیا ہوا نا کئے ہوئے سے اچھا جانتا ہے اور کافر بیکاری کے حکم سے
نا کئے ہوئے کو کئے ہوئے سے اچھا جانتا ہے پس جمع وہ ہوتی ہے کہ آفت دیکھنے مین
تفرقہ کا حکم اوس سے ساقط ہوجائے اور تفرقہ وہ ہے کہ جب جمع مین حجاب ہو تو تفرقہ
کو بہی جمع جانے اور مزین کبیر اس بارہ مین کہتا ہے اَلْجَمْعُ الْخُصُوصِيَّةُ وَالتَّفْرِقَةُ الْعُبُودِيَّةُ
مَوْصُولٌ اَحَدُهُمَا بِالْاٰخِرِ غَيْرُ مَفْصُولٍ عَنْهُ یعنے حق تعالیٰ کی بندہ کے لئے جمع ہوتی
ہے اور بندہ کے عبودیت اوسکے لئے تفرقہ ہوتا ہے اور یہہ اوس سے جدا نہین اسلئے کہ عبودیت
کی حفاظت خصوصیت کا نشان ہے جب مدعی معاملہ مین قائم ہو تو وہ اپنے دعوی مین کاذب
ہوتا ہے پس جائز ہوتا ہے کہ مجاہدہ کا بوجھ اور تکلیف کا رنج جو فرمان کے ادا کرنے مین
ہو اور مجاہدہ کا حق اور تکلیف بندہ سے اٹھہ جائے لیکن یہہ جائز نہین ہوتا کہ عین جمع
مین بدون عذر واضح کے جسکا حکم شریعت مین عام ہو عین مجاہدہ اور تکلیف بندہ سے
اوٹھہ جائے اور مین ان معنون کا بیان کرتا ہون تاکہ تجھے اچھی طرح سے معلوم ہوجائے
جان تو جمع دو طرح پر ہوتی ہے ایک جمع سلامت دوسری جمع تکسیر جمع سلامت

جو کہ غلبۂ حالت اور قوت وجد اور قلق شوق مین حق تعالے ظاہر کرے اور بندہ کا حافظ
ہو اور اپنا حکم ظاہرا بندہ پر جاری کرے اور اسکو لے سکے اوا کرنے مین نگاہ رکہے اور اسکو
مجاہدہ سے آراستہ کرے۔ جیسا کہ سہیل بن عبداللہ تستری اور ابوحفص حداد اور ابوالعباس
سیارے اور مروزی صاحب مذہب اور ابویزید بسطامی اور ابوبکر شبلی اور ابوالحسن حصری
اور مشایخ کبار قدس اللہ ارواحہم کا بڑا گروہ ہمیشہ مغلوب تہے جب نماز کا وقت ہوتا تو پہر اپنے
حال پر ہو جاتے جب نماز ادا کر لیتے پہر مغلوب ہو جاتے۔ اسلئے کہ جب تک تو تفرقہ مین ہوگا
تب تک تو تو ہوگا اور امر بجا لائیگا جب حق تعالے تجہے کشش کریگا بہت اچہا ہے کہ حرمت
سے تجہے اپنے حکم مین نگاہ رکہے دو معنے کے لئے ایک یہہ کہ بندگی کا نشان تجہہ سے
نہ جائے دوسرا حکم وعدہ کا قائم کرے وہ وعدہ کیا ہے کہ مین شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو کبہی منسوخ نکرونگا۔ اور جمع تکسیر وہ ہے کہ بندہ حکم مین دیوانہ اور بیہوش ہو جائے
اسکا حکم دیوانون کا حکم ہے پس ایک اس معاملہ سے معذور رہوتا ہے اور ایک مشکور لیکن مشکور
کی حالت معذور سے زیادہ قوی ہوتی ہے۔ غرض کہ جاننا چاہئے کہ جمع کے لئے مقام
مخصوص نہین اور حال سے جدا نہین کیونکہ جمع اپنے مطلوب کے بارہ مین ہمت کا جمع
کرنا ہے ایک گروہ کو یہہ معنے مقامات مین منکشف ہوتے ہین اور ایک گروہ
کو حالات مین اور دونو وقت مین صاحب جمع کے مراد نفی مراد سے حاصل ہوتی
ہے بِاَنَّ التَّفَرُّقَةَ فَصْلٌ وَالْجَمْعُ وَصْلٌ۔ ترجمہ اسلئے کہ تفرقہ جدائی ہے اور جمع وصل ہے
اور یہہ سب چیزون مین درست ہے جیسا کہ یعقوبؑ کی ہمت یوسفؑ کی طرف جمع ہوئی کیونکہ
اسکے ارادہ کے سوا اس کو اور ارادہ باقی نہین رہا تہا اور مجنون کی ہمت لیلی کیطرف
جمع ہوئی کہ سب جہان مین اسکے سوا اور کوئی چیز نہین دیکہتا تہا۔ اور سب موجودات
اوسکے حق مین لیلی کی صورت تہی اور ایسی ہے اور بہت ہین۔ جیسا کہ ابویزید رحمۃ اللہ
علیہ کہ ... حجرہ مین تہا ایک شخص نے آکر کہا هَلْ اَبُوْيَزِيْدُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ اَبُوْيَزِيْدُ

هَل فِی البَیتِ اِلَّا اللّٰهُ یعنے کیا ابویزید گھر مین ہے ابویزید نے کہا اس گھر مین سواے حق کوی اور چیز نہین ۔ اور ایک شیخ رح کہتا ہے کہ ایک درویش مکہ شریف مین آیا اور خانہ کعبہ کے مشاہدہ مین ایک سال بیٹھا نہ تو اوسنے کھانا کھایا اور نہ پانی پیا اور نہ سویا اور نہ طہارت کو گیا کیونکہ اس توجہہ خانہ کعبہ کے دیکھنے مین جمع تہی جسکو اپنی طرف نسبت کیا وہی اسکے تن کی غذا اور جان کا شربت ہوا تہا اور اس بیان کا اصل یہہ ہے کہ خداوند تعالے اپنی محبت کے سرمایہ کو جو کہ ایک جوہر تہا پارہ پارہ اور تقسیم کیا اور ایک دوست کو اس مقدار سے کہ وہ اسمین گرفتار تہا ایک جزو اس کل کے جزو مین سے خاص کردی پھر انسانیت کے ذرہ اور طبعیت کا لباس اور مزاج کی گردنی اور روح کا حجاب اوسنے ڈالا تا کہ اون اجزا کی قوت سے جو اسکو ملی ہوئی تہین اس جزو کو اپنی صفت پر کردیا یہانتک کہ سب محبت ہوا اور اسکی تمام حرکتین اور نگاہین اوسکے شرائط ہوئین اور اسی سبب سے صاحبان معنی اور زباندانی اسکا نام جمع کیا اس بارہ مین حسین منصور کہتا ہے شعر ۔ لَبَّیکَ لَبَّیکَ یَا سَیِّدِی وَمَولَائِی ۔ لَبَّیکَ لَبَّیکَ یَا مَقصَدِی وَمَعنَائِی ۔ یَا عَینَ عَینِ وَجُودِی یَا مُنتَهَی هِمَمِی ۔ یَا مَنطِقِی وَاِشَارَتِی وَاِیمَائِی ۔ وَیَا کُلَّ کُلِّی وَیَا سَمعِی وَیَا بَصَرِی ۔ یَا جُملَتِی وَتَبَاعُضِی وَاَجزَائِی ۔ یعنے حاضر آیا ہون اے میرے سردار اور میرے مولا حاضر آیا ہون اے میرے مقصد اور میرے معنے والے میرے عین وجود اے میری ہمت کا انتہا ۔ اے میری کلام اور میرے اشارات اور میری ایما ۔ اے میرے کل کے کل ای میرے کان ای میری آنکہہ ای میری کل اور بعض او جزو ۔ پس جو شخص اپنے اوصاف مین عاریتاً ہو اسکو اپنی ہستی کا ثابت کرنا عار ہوتا ہے اور اسکا دو لو جہان کیطرف میلان کرنا زنار ہوتا ہے اور سب موجودات اسکی ہمت کے آگے بیقدر ہوتی ہے پیر اہل زبان کا ایک گروہ رقت کلام اور تعجب عبارات کو جمع الجمع کہتے ہین اور یہہ کلمہ طریق عبارت سے نیک ہے لیکن اصل مین بہتر وہ ہے کہ تو جمع کو جمع کرکے کہے اسلئے کہ تفرقہ چاہیے کہ اوسکے لیے جمع روا ہو اور جب جمع جمع ہو تو تفرقہ ہوگا جمع کو اپنی حال سے والدت کیونکہ یہہ عبارت جائے تہمت ہے اسلئے کہ مجتمع کو آپسے اپنے نیچے لیجانا دیدار نہین ہوتا اتنی نہین دیکھا

معراج کی رات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دو جہان دکھائے گئے اور انہون نے کسی چیز کیطرف
توجہہ نہ کی اسلئے کہ وہ جمع جمع تہے اور مجتمع کو تفرقہ مشاہدہ نہین ہوتا اسلئے خداوند تعالے نے
فرمایا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی یعنے نہ مایل ہوئی نظر اور نہ تجاوز کی مینے اس بارہ مین
ابتدائے حال مین ایک کتاب تصنیف کی ہے اور اسکا نام کتاب البیان لاہل العیان رکھاہی
اور بحر القلوب مین جہان باب جمع ہے بہت فصل بیان کئے ہین اب اختصار کے لئے
اسقدر کافی سمجہا یہہ طریق سیاری صوفیون کا مذہب ہے جو بیان ہوا یہہ صوفی فرقون سے
مقبول اور حق پر ہین اب مین اس گروہ ملحد کے قول کی طرف رجوع کرتا ہون جو صوفیون
سے متعلق ہوتے ہین اور انکی عبارتون کو اپنے الحاد ظاہر کرنیکا آلہ بناتے ہین اور اپنی ذلت
کو انکی عزت مین پوشیدہ کرتے ہین تاکہ انکی غلطیان ظاہر ہو جائین اور مرید انکے مکر اور
دعوے سے پرہیز نکرین اور اپنی حفاظت نکرین وَالْاَمْرُ کُلُّہٗ بِیَدِہٖ
فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ یعنے بعد حق کے گمراہی کے سوا اور کیا ہے
پس کہان پہرتے ہو ان دو مردود گروہ سے جو اس جماعت سے اتباع کیتے ہین اور انکو
گمراہی مین اپنا یار مقرر کرتے ہین ایک گروہ ابی حلمان دمشقی کا اتباع کرتے ہین اور اوس سے
ایسی روایتین لاتے ہین کہ ان روایتون کے برخلاف ہین جو مشائخ نے اپنی کتابون مین لکہی
ہین صوفی لوگ اس پیر کو صوفی سمجہتے ہین لیکن وہ ملحد اسکو حلول اور امتزاج اور نسخ ارواح سے
نسبت کرتے ہین مینے ایک مقدس کتاب مین دیکہا ہے کہ اسمین طعن کیا ہے اور عالمان
اصول کو بھی اوس سے خیال ہے خداوند عز وجل بخوبی جانتا ہے دوسرا گروہ اپنے کلام کو فارس سے
نسبت کہتا ہے اور دعوای کرتا ہے کہ یہہ حسین بن منصور کا مذہب ہے اور اسکے سوا اصحاب حسین
کسی کا یہہ مذہب نہین مینے ابوجعفر صیدلانی کو دیکہا ہے کہ چار ہزار مرد کے ساتہہ عراق مین
پہیلا ہوا اور وہ حلاجی تہا سب فارس پر اس کلام کے سبب لعنت کرتے تہے حالانکہ اسکے کتابون
مین جو اسکی تصنیف ہین تحقیق کے سوا نہین اور مین کہ علی ابن عثمان جلابی رحمۃ اللہ علیہ ہون

کہتا ہون کہ مین نہین جانتا کہ فارس اور ابو حلمان کون تھے اور انہون نے کیا کہا ہے
لیکن جو شخص ایسی کلام کرے جو توحید اور تحقیق کے برخلاف ہو اسکو دین سے کچھہ حصہ نہین
ہوتا جب دین کہ اصل ہے محکم نہو تو تصوف فروع اور نتیجہ ہے بدرجہ اولے خلل پذیر ہوگا
اس لئے کرامات اور کشف آیات اہل دین کے سوا صورت پذیر نہین
اور اس بات کی قایلون کو سب روح مین غلطی پڑی ہے اب مین سنت کے طور سب کلام
اور احکام روح کے بیان کرتا ہون اور ملحدون کی گفتگو اور غلطیان اور شبہات اوسمین
لاتا ہون تاکہ تجھے اقوال اللہ اس سے قوت ہو کیونکہ اسمین بہت فساد ہین وباللہ التوفیق
جان تو کہ ہستی روح کا علم ضروری ہے اور اسکے کیفیت سے عقل عاجز ہے عالمون اور
حکیمون سے ہر ایک نے اپنی قیاس کے مطابق اسمین کچھہ کہا ہے اور کافرون کے اصناف
نے بھی اسمین کلام کی ہے جب یہودیون کی تعلیم سے قریش کافرون نے نضر بن حارث
کو بھیجا تب اوسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کی کیفیت اور ماہیت پوچھی۔ خداوند
تعالے نے پہلے اوسکے عین کو ثابت فرمایا وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ یعنے تجھے روح کی ماہیت
سے پوچھتے ہین۔ پھر اللہ جل جلالہ نے اوسکی قدامت کی نفی فرمائی قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ
یعنے کہہ کہ روح امر رب ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ فَمَا
تَعَارَفَ مِنْہَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاکَرَ مِنْہَا اخْتَلَفَ یعنے روح لشکر جمع ہوئے ہین پس جو انمین سے اسمین
آشنا ہوئے وہ ملے اور جو ناواقف رہے وہ مختلف ہوئے اور ایسا ہے روح کی ہستی پر
بہت دلایل ہین جنمین انکی کیفیت مین تصرف نہین کیا گیا پھر ایک گروہ نے کہا اَلرُّوْحُ
ھُوَ الْحَیٰوۃُ الَّتِیْ یَحْیٰی بِہِ الْجَسَدُ۔ یعنے روح وہ حیاتی ہے جس سے تن زندہ ہوتا ہے۔ اور
متکلمون کا ایک گروہ یہی کہتا ہے اور اس صورت مین روح ایک عرض چیز ہے جس سے
بامر خداوند عزوجل حیوان زندہ ہوتا ہے۔ اور تالیف کی قسم اور حرکت اجتماع اور بہت
ہے اور ایسا ہی عوارضات کہ جن سے جسم حال سے دوسرے حال [illegible]

کہا ہے۔ ھُوَ غَیرُ الحَیوٰۃِ وَلَا یُوجَدُ الحَیوٰۃُ اِلَّا مَعَہَا کَمَا لَا یُوجَدُ الرُّوحُ اِلَّا مَعَ البِنیَۃِ وَاِنْ
لَا یُوجَدُ اَحَدُھُمَا دُونَ الآخَرِ کَالاَلَمِ وَالعِلمِ بِھَا لِاَنَّھُمَا شَیئَانِ لَا یَفتَرِقَانِ یعنے روح ایک
شے ہین بدون حیات جسکے سوا زندگی کا وجود روا نہین ہوتا جیسے روح بلا جسم معتدل کی نہین ہوتا اور نہین ہے
ایک بدون دوسرے کے نہین ہوتا جیسا کہ درد اور اسکا علم پس وہ دونو ایسی دو چیزین ہین ایک دوسرے سے جدا نہین
ہوتین اور ان معنون سے یہی عرض ہوتی ہے جیسا کہ زندگی پھر سب مشائخ اور اکثر اہل سنت وجماعت اس بات پر گئے
ہین کہ روح عین ہے نہ وصف کہ جب تک وہ بدن مین موجود ہے حسب اجرائے عادت اللہ تعالے بدن مین حیاتی
پیدا کرتا ہے اور زندگی آدمی کی صفت ہے اور اوس سے زندہ ہے لیکن روح اسکے بدن مین امانت ہے اور یہہ بھی جائز ہے کہ
کہ وہ آدمی سے جدا ہو اور وہ زندہ ہو جیسا کہ خواب کی حالت مین روح چلی جاتی اور زندگی رہتی ہے لیکن یہ روا نہین کہ اوسکی
جانیکے وقت عقل اور علم رہے اسلئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شہیدون کی روحین پرندون کے پوٹون مین رہتی ہین اور
ضرور یہہ چاہیئے کہ عین ہون اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الاَروَاحُ جُنُودٌ اور جنود با
باقی ہوتے ہین اور عرض کو بقا نہین اور عرض خود بخود قایم نہین ہوتا پس وہ ایک جسم لطیف
ہے کہ خداوند عز وجل کے حکم سے آتا ہے اور اسیکی حکم سے چلا جاتا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ مینے معراج کی رات آدم صفی اللہ اور یوسف صدیق اور موسی کلیم اللہ اور ہارون
حلیم اللہ اور عیسی روح اللہ اور ابراہیم خلیل اللہ صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین آسمانون پر دیکھا ضرور
وہ انکے روحین ہونگی۔ اور اگر روح عرض ہوتا تو خود قایم نہوتا یہانتک کہ زندگی کی حالت
مین تو اسکو نہین دیکھہ سکتا اگر عرض ہوتا تو اسکے وجود کیواسطے ایک محل ہوتا جس محل پر
عارض ہوتا اور اس کا محل جوہر ہوتا اور جوہر مولف اور کثیف ہوتا ہے پس معلوم ہوا کہ وہ
لطیف اور جسم ہوا اور جب جسم ہوا تو اسکو دیکھنا جائز ہوتا لیکن دل کی آنکھہ سے اور
روا ہوتا ہے کہ پرندون کے پوٹون مین ہون یا لشکر ہون کیونکہ انکو آمدرفت ہوتی ہے
جیسا کہ خبرون مین آیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ قُلِ الرُّوحُ مِن اَمرِ رَبِّی۔ یہانتک ملحدون کا اختلاف
ہے کچھہ یہہ [illegible] کو قدیم کہتے ہین اور انکی پرستش کرتے ہین اور چیزون کا فاعل با مدبر

اوسکے سوا نہین جانتے اور انکو ارواح الالہ کہتے ہین اور ہمیشہ انکو مدبر کہتے ہین اور
ایک شخص سے دوسرے شخص بدلنے والے اور کسی اشتباہ پر خلقت کا اجتماع نہین
جیسا کہ اس اشتباہ پر ہے اسلئے کہ سب نصاری اسی بات پر ہین ہرچند کہ اسکے برخلاف بیان
کرتے ہین اور سب تبت اور چین ماچین کے ہندو اسی پر ہین اور شیعون اور قرمط اور باطنیون
کا اتفاق اسی پر ہے اور وہ دو گروہ باطل بھی اسی بات کے قائل ہین ان سب مذکورہ بالا
سے ہر گروہ اسی قوم کو مقدم سمجھتے ہین اور دلائل سے دعوے کرتے ہین ہم یہہ مقدمات
کہتے ہین سب اس لفظ قدم سے کیا چاہتے ہو محدث وجود مین متقدم یا ہمیشہ قدیم اگر
کہین کہ اس قول سے محدث متقدم اندر وجود مراد ہے پس اصل مین جو خلاف تھا
جاتا رہا کیونکہ ہم بھی روح کو محدث کہتے ہین کہ اوسکا وجود شخص کے وجود پر
مقدم ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی خَلَقَ الْاَرْوَاحَ
قَبْلَ الْاَجْسَادِ بِمِاَئَتَیْ اَلْفِ عَامٍ ترجمہ ضرور اللہ تعالے نے روحون کو بدنون سے دو لاکھ
برس پہلے پیدا کیا جب اسکا محدث ہونا درست ہوا تو ضرور محدث مُحْدَث سے مُحْدَث
ہوتا ہے اور یہہ خداوند تعالے کی خلقت سے ایک جنس ہے جو دوسری جنس سے ملتی ہے
مگر جب دونو ملتی ہے خداوند تعالے اسمین اپنی تقدیر سے حیاتی پیدا کرتا ہے یعنے ارواح
خلقت سے ایک جنس ہے اور جسم دوسری جنس جب کسی حیوان کی زندگی مقدر ہوتی
ہے تو خداوند تعالے حکم فرماتا ہے تاکہ جسم اوس سے ملے اور اسمین زندگی حاصل
ہو لیکن اوسکا ایک شخص سے دوسرے شخص مین بدلنا روا نہین اسلئے کہ جب ایک شخص کو دو حیاتی
روا نہین ہوتین ایک روح کو دو جسم جائز نہین ہوتے اگر خبرون مین یہہ بیان ہوتا اور
رسول اپنی خبرون مین صادق ہوتا از روے عقل معقول روح بدون حیات کے ہوتا
اور وہ صفت ہو یا نہ [illegible] اگر کہین کہ [illegible] اور ہمیشہ قدیم ہی مین کہتا ہون کہ وہ خود بخود قائم
یا غیر سے اگر کہین کہ قدیم اور بنفسہ قائم ہی ہین تو کہتا ہون کہ خداوند عالم وہ ہی [illegible] خداوند عالم [illegible]

تو دوسرا قدیم ثابت ہوا اسیہ بہ معقول نہین کیونکہ قدیم متعدد نہین ہوتا اور ایک ذات کا وجود دوسرے کی ضد ہوتا ہے اور یہہ محال ہوتا ہے۔ اور اگر کہین کہ خداوند عالم ہے ہین کہتا ہون پس وہ قدیم ہے اور محدث کو قدیم سے آمیز ہونا یا ایک ہوجانا یا حلول کرنا یا محدث کا مکان قدیم ہونا یا قدیم کا اوسی حاصل ہونا محال ہے کیونکہ جو چیز کسی چیز سے ملتی ہے وہ اسکی مثل ہوتی ہے اور وصل یا فصل سوا محدث کے روا نہین ہوتا کہ ایک دوسرے کی جنس ہین تعالی اللہ عن ذالک علوا کبیرا اور اگر کہین کہ بنفس خود قدیم اور دوسرے سے قایم ہے وہ دو حال سے باہر نہین یا صفت ہوگا یا عرض اگر عرض کہین تو ضرور اسکے لئے محل ہوتا ہے یا لا محل ہوگا اگر محل مین کہین تو محل اوس کا اس کے مثل ہوگا اور اسم قدیم دونو باطل ہوگا اور اگر لا محل مین کہین تو محال ہوتا ہے جبکہ عرض بنفس خود قایم نہین ہوتا تو لا محل مین اسکا ہونا عقل جایز نہین رکھتی اور اگر کہین کہ صفت قدیم ہے جیسا کہ حلولی اور تناسخی کہتے ہین اور اس صفت کو صفت حق کہتے ہین تو بہی محال ہوتا ہے کہ حق کی قدیم صفت خلقت کی صفت ہوجاوے اور اگر روا ہو کہ اوسکی حیاتی خلقت کی صفت ہو تو بہی یہہ روا نہین ہوتا کہ اوسکی قدرت خلقت کی قدرت ہوجائے پہر صفت موصوف سی قایم ہوگی پہر قدیم صفت کے لئے موصوف محدث کس طرح جایز ہوتا ہے پس قدیم کو محدث سے بالضرور کچہہ تعلق نہوگا اور ملحدون کا قول اسمین باطل ہے اور روح مخلوق اور فرمان حق تعالے سے ہے اور جو شخص اسکے سوا کہے ظاہر اسکا بیرہ ہوتا ہے اور محدث اور قدیم مین فرق نہین جانتے اور روا نہین کہ ولی اپنی ولائیت کی صحت مین اوصاف حق سے جاہل ہو خداوند تعالے کا شکر ہے کہ ہمکو اور خطرے سے محفوظ رکہا ہے اور عقل وہی ہے جس سے ہم دلیل [illegible] سکتے ہین اور ایمان [illegible] کہ اوسکو پہچانی ہے [illegible] ہو سکتی [illegible] محمد و حمد بے حد نعمتون کے مقابل مین مقبول نہین

ہوتا جب ظاہرداروں نے یہہ بات اہل اصول سے سنی تو اہنون نے خیال کیا کہ سب صوفیون کا یہی اعتقاد ہے تب بڑی غلطی اور ظاہر خسارہ مین ان اخبار کے جمال سے پوشیدہ رہے اور ولایت حق کا لطیفہ اور روشنی اور چمک ربانی ان پر پوشیدہ ہوے اسلئے کہ بزرگون اور سادات کو خلقت کے رد انکی قبول کے برابر ہوتی ہے اور انکا قبول رد کے برابر۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

ایک شیخ رحمۃ اللہ کہتا ہے۔ اَلرُّوْحُ فِي الْجَسَدِ كَالنَّارِ فِي الْحَطَبِ فَالنَّارُ مَخْلُوْقَةٌ وَالْفَحْمُ مَصْنُوْعَةٌ یعنے جان بدن مین آگ کے مثل ہے جو لکڑی مین ہوتی ہے اور آگ مخلوق ہے اور کویلا بناوٹی چیز ہے اور قدامت ذات وصفات حق کے سوا اور نہین اور مشائخ رضی اللہ عنہم سے ابوبکر واسطی ہوئے ہین اہنون نے روح کی بابت بہت کچھ فرمایا ہے اور ان سے روایت ہے کہ فرمایا اَلْاَرْوَاحُ عَلٰی عَشْرِ مَقَامَاتٍ۔ یعنے جانین دس مقام پر قایم ہین پہلے مفسدون کی جانین جو اندہیری مین قید ہین اور وہ نہین جانتے کہ ان سے کیا کرینگے دوسرا پارسا مردون کی جانین جو دنیا کے آسمانون مین اعمال کے باعث خوش ہین اور طاعتون سے خوش اور اسکی قوت سے چلتے ہین تیسرے مریدون کی جانین جو چوتھے آسمان پر ہین جو سچائی کی لذتون اور اپنے اعمال کے حق فعلون سے فرشتون کے ساتھہ رہتی ہین چوتھا صاحبان مروت اور احسان کے جانین جو نور کی قندیلون مین عرش سے لٹکائی ہین اور انکی غذا محبت ہے اور انکے شربت لطف اور قرب ہے پانچوان وفاداروں کے جانین کہ صفائی کے حجاب اور برگزیدگی مقام مین خوش ہین۔ چھٹا شہیدون کی جانین جو پرندون کے پوٹون مین روضات بہشت کے درمیان جہان چاہتے ہین وقت بوقت جاتے ہین ساتوان مشتاقون کی جانین کہ [illegible] قایم ہین۔ آٹھوان عارفون کے جانین [illegible]

ہین وہ دنیا مین دیکھہ لیتے ہین - نوان دوستون کے جانین جو مشاہدہ جمال اور مقام
کشف مین پھیلے ہوے ہین اور اسکے سوا کچھہ نہین جانتے اور کسی چیز سے آرام نہین
کرتے - دسوان دوستون کی جانین کہ محل فنا مین مقرب ہوئے ہین اور انکے اوصاف
بدل اور احوال متغیر ہوئی ہین - اور مشایخ سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے اسکو
دیکھا ہے ہر ایک نے علیحدہ صورت مین اور یہہ روا ہے - اسلیئے کہ ہمنے کہا ہے کہ موجودات
اور جسم لطیف چاہیئے تاکہ دیکھا جائے اور جب حق تعالے چاہتا ہے بندہ کو دکھاتا ہے جیسا کہ
چاہتا ہے - اور مین کہ علی عثمان جلابی کا بیٹا ہون کہتا ہون کہ ہر حال مین میرے زندگی خدا کی
ہے اور قیام بھی اوس سے ہے اور ہمارا زندہ رکھنا فعل حق ہے جو ہمارے وجود مین موجود ہے
ہم اوسکے پیدا کرنے سے ہین اوسکے ذات وصفات سے نہین - اور روحیون کا قول
سب باطل ہے اور خلقت کے درمیان بڑی گمراہی یہہ ہے کہ روح کو قدیم کہتے ہین
گوکہ عبارت بدل کے ہے ایک گروہ نفس اور ہوے کہتا ہے ایک گروہ نور اور ظلمت اور اس
طریقت کے باطل کرنیوالے فنا اور بقا کہتے ہین یا جمع اور تفرقہ اور ایسا ہی بیہودہ عبارتین بنائی
ہین اور اپنے کفر کو سراہتے ہین اور صوفی لوگ اس گروہ سے بیزار ہین کیونکہ ولایت کا ثابت
ہونا اور محبت خداوندی کی حقیقت اوسکی معرفت کے سوا ظاہر نہین ہوتی - اور جب کوئی قدیم
اور محدث مین فرق نہین جانتا جو کہتا ہے اوس سے جاہل ہوتا ہے اور عقلمند لوگ جاہلون
کے کلام کیطرف میل نہین کرتے اب جو ان دو گروہ باطل گو کا مقصد تہا ان دو بابون مین آچکا
اگر اس سے زیادہ چاہیئے میری دوسری کتابون مین دیکھنا چاہیئے کیونکہ یہان ہمارا طلب
کتاب کو بڑا کرنا نہین اب مین کشف حجاب اور معاملات کے حالات اور اہل تصوف
کے حقیقتین ظاہر دلایل سے اس کتاب مین بیان کرتا ہون تو کہ مقصود جاننے کا طریق
تجھے زیادہ آسان ہوجائے اور منکرون سے جسکو بصارت ہو ایک [illegible] آئی
[illegible] اور ایمان [illegible] دیا کہ اوسکو پہنچائی
سبب سے مجھے دعا اور ثواب حاصل [illegible]
ہین [illegible] پہونچے ہو تو حمد و حمد بے حد نعمتون کے مقابل مین مقبول نہین

بیان معرفت الٰہی [illegible]

خداوند عزوجل نے فرمایا ہے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ - یعنے انہون نے اللہ تعالے کے حق قدر کو نہ جانا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَوْ عَرَفْتُمُ اللّٰهَ حَقَّ مَعْرِفَتِهٖ لَمَشَيْتُمْ عَلَى الْبُحُوْرِ وَلَزَالَتْ بِدُعَائِكُمُ الْجِبَالُ - یعنے اگر تم اللہ تعالے کو کما حقہ ہے پہچانو تو البتہ دریاون پر خشک قدم چلے جاؤ اور تمہاری دعا سے پہاڑ ٹلجائین - پس خداوند تعالے کی معرفت دو طرح پر ہے ایک علمی دوسرا حالی معرفت علمی دنیا اور عاقبت کے سب نیکیون کا اصل ہے اور بندہ کے لئے سب چیزون سے اچھا سب وقتون اور حالات مین خداوند تعالی کی پہچان ہے اور خداوند عزوجل نے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ اے لِيَعْرِفُوْنِ - یعنے پریون اور آدمیون کو پیدا نہین کیا مگر اس لئے کہ مجھے پہچانے پس اکثر خلقت اس سے روگردان ہے مگر وہ لوگ جنکو اللہ تعالے نے برگزیدہ فرمایا ہے اور دنیا کے اندہیرون سے بچایا ہے اور انکا دل اپنے یاد سے زندہ کیا ہے جیسا کہ خداوند تعالے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حال سے خبر دی ہے وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ یعنے عمر كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ یعنے ابو جہل لعنتہ اللہ علیہ یعنے بنایا ہم نے اس کے لئے نور جس سے وہ لوگون مین چلتا ہے یعنے عمر کیا وہ مثل اوس شخص کے ہے جسکی مثل اندہیرون مین ہے یعنے ابو جہل لعنۃ اللہ علیہ پس معرفت دل کا حق سے زندہ ہونا اور ماسوے حق سے روگردان ہونا اور ہر ایک کی قدر معرفت سے ہوتی ہے اور جسکو معرفت نہو وہ بیقدر ہوتا ہے پس عالم اور فقیہ آدمی نے خداوند عزوجل کو صحیح طور پر جاننے کو معرفت کہتے ہین اور اس گروہ کے مشائخ خداوند تعالے سے حال صحیح رکہنے کو معرفت کہتے ہین اور اسی سبب سے معرفت کو علم سے فاضل جانا ہے کیونکہ حال کی صحت علم کی صحت سے ہے اور علم کی صحت حال کی صحت سے نہین ہوتے اور جو لوگ ان دو گروہ [illegible] ان معنون مین ہنگامہ بخشین کے ہین اور وہ گروہ اس گروہ سے [illegible]

فصل معرفت مین

گروہ کو فائدہ ظاہر ہو جائے۔ تجہے اللہ تعالی نیک کرے

جان لے کہ لوگون کو خداوندکی معرفت اور اسکے علم کی صحت مین بہت اختلاف ہے
معتزلہ کہتے ہین کہ خداوند تعالے کی معرفت عقل سے ہے اور بدون عقل کے اسکی معرفت
حاصل نہین ہوتے اور یہہ قول باطل ہے اس وجہ سے کہ دیوانے جو دار اسلام مین
ہون انکا حکم معرفت کا حکم ہے دوسرا جو لڑکے عاقل نہین ہوتے اونکا حکم ایمان کا
حکم ہے اگر معرفت کا حکم عقلی ہوتا انکو جو عقل نہین معرفت کا حکم نہوتا اور کافرون کو جو
عقل ہے کفر کا حکم نہوتا اور اگر عقل معرفت کی علت ہوتی تو چاہئے تہا کہ جو عقلمند ہوتا عارف
اور سب بیعقل جاہل ہوتے اور یہہ ظاہراً مکابرہ ہے۔ اور ایک گروہ کہ خداوند تعالے کی
معرفت کی علت دلیل لیتا ہے اور دلیل چاہنے والے کی سوا معرفت جائز نہین ہوتی اور
یہہ قول شیطان کے حال سے باطل ہے کہ اوسنے نشان قدرت بہت دیکہے جیسا کہ بہشت اور
دوزخ۔ عرش۔ کرسی۔ اور انکا دیکہنا اسکو علت معرفت ہوا اور خداوند عز وجل نے فرمایا
ہے وَلَوْ أَنَّنَا نَزَّلْنَا إِلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتَىٰ وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا
إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ یعنے اگر ہم فرشتون کو کافرون کی طرف بہیجتے تا ان سے بات چیت
کرین اور مردون کو انسے گفتگو کرائین اور ہر شے کو ان کے سامنے اٹہائین وہ ایمان نہ
لاتے جب تک کہ خداوند تعالے نچاہے اور اگر نشان قدرت کا دیکہنا اور دلائل معرفت
کی علت نے خداوند تعالے انکو علت معرفت کرتا نہ اپنی مشیت کو۔ اور اہل سنت وجماعت
کے نزدیک عقل کی صحت اور نشان کا دیکہنا معرفت کا سبب ہے نہ علت اوسکی علت
عنایت اور مشیت خداوندی کے سوا نہین کیونکہ بدون عنایت خداوند عز وجل کے عقل
اندہی ہوتی ہے اسلئے کہ عقل اپنی آپ سے جاہل ہے اور عقلمندون سے کسی نے
اوسکی حقیقت کو نہین پہچانا جب وہ اپنی آپ سے جاہل [illegible] کہ اوسکو پہچانی
پہچانے اور جب تک حق جل [illegible]
ہے [illegible] حمد [illegible] کیونکہ محدود حمد بے حد نعمتون کے مقابل مین مقبول نہین

اور فکر کرنا خطا ہوتی ہے کیونکہ ہوا پرست اور ملحدون کے گروہ سب دلیلین لاتی ہین
لیکن اکثر عارف نہین پہر جو لوگ زیر عنایت حق ہین سب حرکات انکی معرفت کی علامت
ہے اور انکے دلایل طلب اور ترک دلایل تسلیم اور معرفت کی صحت مین تسلیم طلب
کی نسبت بہت اچہی نہین کیونکہ طلب ایسا اصل ہے جسکی ترک روا نہین اور تسلیم ایسا اصل
جسمین اضطراب نہین آتی اور ان دو کیواسطے معرفت حقیقت نہین اور حقیقت مین
راہنماے اور دلکشا بندہ کا خداوند جل جلالہ کے سوا نہین اور عقل اور دلایل کے وجود کو
ہدایت کا مقدور نہین - اور اس سے زیادہ واضح دلیل نہین کہ خداوند تعالی نے فرمایا ہے
وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ یعنے اگر کافرون کو قیامت سے دنیا مین واپس
لائین پہر اپنے کفر کی طرف جاے ہین جب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے معرفت
کی بابت پوچھا گیا تو انہون نے فرمایا -

عَرَفْتُ مَا دُوْنَ اللّٰهِ بِنُوْرِ اللّٰهِ یعنے خداوند تعالے کو اسی سے ہمنے پہچانا
اور سیر اللہ کو اوسکے نور سے پہچانا پس خداوند تعالے نے تن کو پیدا کیا اور اسکی زندگی
جان کے حوالہ کر دی اور دلکو پیدا کیا اوسکی زندگی اپنے حوالہ کی پس جب عقل اور
انوار اور نشان کو تن زندہ کر نیکی طاقت نہین ہوتی تو محال ہے کہ دل کو زندہ کرے
جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے اَوَ مَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ یعنے جو شخص مردہ تہا پہر ہمنے اوسکو
زندہ کیا یہان حیات کا حوالہ اپنی طرف کیا پہر فرمایا وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ
یعنے ہمنے اوسکے لئے نور بنایا جس سے وہ لوگون مین چلتا ہے - پیدا کنندہ اوس نور کا حق ہے
مومنون کو روشنی ہو مین ہون اور یہہ ہی فرمایا - اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ
فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ کیا جسکا سینہ اللہ تعالے نے اسلام کے لئے کہولا پس وہ اپنے رب
... کا ... اپنا ہی اپنے سے متعلق کیا اور

کانون پر مہر لگا دی ہے اور انکی آنکھون پر پردہ ہے پہر یہہ بہی فرمایا۔ وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا یعنے
اسکی اطاعت مت کر جسکا دل اپنی یاد سے ہمنے غافل کر دیا۔ پس دل کا بند ہونا اور کہلنا اور کہولنا
اور مہر کرنا اوس سے ہوتا ہے یہہ محال ہے کہ اسکی غیر کو راہنما جانے کیونکہ جو کچھہ بدون حق تعالے
ہے سب علت اور سبب ہے اور علت اور سبب بدون عنایت مسبب کے راہ نہین دکہا سکتے
کیونکہ حجاب راہزن ہوتا ہے نہ راہبر اور اللہ تعالے نے یہہ بہی فرمایا ہے وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ
الْاِيْمَانَ یعنے لیکن اللہ تعالے نے تمہارے لئے ایمان کو پسند فرمایا وَزَيَّنَهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ اور اسکو
تمہارے دلون مین آراستہ کیا۔ زینت اور محبت کو اپنی طرف نسبت فرمایا اور الزام اور تقوی
جو عین معرفت ہے اوسی سے ہے اور ملزم کو اپنے الزام مین اوس حالت کی دفع اور
کشش کا اختیار نہین پس اسکی تعریف کے سوا اوسکی معرفت سے خلقت کا نصیب بدون عاجزی
کے نہین۔ ابو الحسن نوری رضی اللہ عنہ کہتا ہے لَا دَلِيْلَ اِلَى اللّٰهِ سِوَاهُ اِنَّمَا الْعِلْمُ يُطْلَبُ لِ
اٰدَابِ الْخِدْمَةِ یعنے اوسکے سوا رہنما دلونکا نہین اسکے سوا نہین کہ علم اداب خدمت کے
لئے طلب کرتے ہین اللہ تعالے کے سوا دلون کا رہنما نہین جس سے اوسکی معرفت حاصل
ہو علم ادب خدمت کی طلب کیلئے کرتے ہین نہ صحت معرفت کے لئے اور مخلوقات سے کسیکو وہ
توفیق نہین کہ کسیکو خداوند تعالے تک پہونچائے کوئی دلیل لانیوالا ابو طالب سے زیادہ
عقلمند نہین اور کوئی رہنما محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ بزرگ نہین کہ جب ابو طالب
پر حکم شقاوت کا تہا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی نے اوسکو فائدہ نہ دیا۔ دلیل جوئی
کا پہلا درجہ حق جل وعلا سے روگردان ہونا ہے اسلئے کہ استدلال غیر مین تامل کرنا ہے اور
معرفت کی حقیقت غیر سے روگردان ہونا اور عادت مین سب مطلوبات کا وجود دلیل سے
ہوتا ہے اور حق تعالی کی معرفت عادت کے برخلاف ہے پس جب کہ معرفت عقل کی حیرت
دوامی کے سوا نہین اور اسکا عنایت [illegible] ایمان [illegible] دیا کہ اوسکو پہچانے
ہے [illegible] ہو تو اسکی حمد و حمد بے حد نعمتون کے مقابل مین مقبول نہین

غیبی خزانون سے ہے اسلئے کہ جو اوسکے سوا ہے سب محدث ہین اور روا ہے کہ محدث محدث کو پہونچے اور یہہ روا نہین کہ اپنے پیدا کنندہ کو پہونچے اور باوجودیکہ خداوند تعالے اوسکا کسب کنندہ ہو اور جو چیز کسب کنندہ کے کسب کے ماتحت ہو تو کاسب کا کسب غالب ہوتا ہے اور حاصل شدہ مغلوب ہوتا ہے پس کرامت وہ نہین کہ عقل فعل کی دلیل سے فاعل کو ثابت کرے بلکہ کرامت وہ ہوتی ہے کہ ولی نور حق سبحانہ تعالے سے اپنی ہستی کو نفی کرے اسکی تو معرفت قولی ہوتی ہے اور دوسری معرفت حالی اور جس چیز کو ایک گروہ معرفت کی علت جانتا ہے وہ عقل ہے اسے کہو کہ دیکہو کہ دلمین علین معرفت سے کیا چیز ثابت کرتا ہے اور جس چیز کو عقل ثابت کرتی ہے معرفت اسکی نفی چاہتی ہے یعنے جو کچہہ دلمین دلالت عقل سے صورت پذیر ہو کہ اسکی طرف نسبت کرنا لایق ہے حقیقت مین وہ اسکے برخلاف ہے اور اگر اوسکی برخلاف کوئی اور چیز صورت پذیر ہو وہ بہی برخلاف ہے پس عقل کو کیا مجال ہے تا کہ تا کہ اوسکی دلالت سے معرفت حاصل ہو اسلئے کہ عقل اور وہم دونو ایک جنس کے ہین اور جہان جنس ثابت ہوئی وہان معرفت دور ہوئی پس دلیل عقل سے ثابت کرنا تشبیہہ ہوتا ہے اور اسکی نفی معطل رکہنا یعنے بیکاری اور اسکی گنجایش ان دو اصل سے باہر نہین اور یہہ دونو معرفت مین زبون ہین کیونکہ مشبہ اور معطلہ موحد نہین ہوتے پس جب عقل اپنی مقدور کے موافق چلی اور جو کچہہ اوس سے ہوا وہ سب وہی تہا اور دوستون کے دلون کو طلب ضروری ہے عجز کی درگاہ پر بے آلہ ہو کر آرام کیا اور اپنے آرام مین بے آرام ہوئے اور عاجزی کا ہاتہہ اور اپنے دلون کیواسطے مرہم چاہی اور انکی راہ انکی طلب اور قدرت کے نوع سے نہی تہی تو توفیق خداوند جل جلالہ یہان انکی طاقت ہوئی یعنے حق تعالے سے ہی اوسکی طرف رستہ ملا اور غیبت کے رنج سے آرام مین ہوے اور انس کے باغ مین جگہہ پائی اور روح اور سرور [illegible] عقل نے [illegible] کامیاب دیکہا تو اپنا تصرف ظاہر کیا اور عدم [illegible]

حق تعالے نے خدمت کا لباس اوسے پہنایا اور کہا جب تک تو با اختیار رہا تو اپنے آلہ اور تصرف مین در پردہ تہا جب تصرفات کے آلات فانی ہوئے تو تو رہ گیا جب تو رہگیا تو پہنچ گیا پس قربت ول کی نصیب ہوئی اور خدمت کیواسطے اور معرفت خود شناخت کرانے سے تہی پس حق تعالے نے بندہ کو اپنی صنعت اور تعریف سے آگاہ کیا تاکہ اوسنے اسی اوس سے پہچان لیا نہ وہ شناخت جو آلہ سے پہونچے بلکہ وہ شناخت جسکا وجود اسمین عاریت تہا تاکہ عارف ہر وجہ سے انانیت خیانت ہوئی تا اوسکا ذکر بلا لسان ہو اور اوسکا حال بلا قصور اور اسکی معرفت جان ہوئی نہ کلام اور ایک گروہ نے بہی کہا ہے کہ اسکی معرفت الہامی ہے یہہ بہی محال ہے اسلیئے کہ معرفت کے لئے دلیل باطل اور حق ہے اور اہل الہام خطا اور صواب پر دلیل نہین ہوتی اسلیئے کہ ایک کہتا ہے مجہے الہام ہوا ہے کہ خداوند تعالی مکان مین ہے دوسرے نے کہا مجہے ایسا الہام ہوا ہے کہ اوسکے لئے مکان نہین پس دو مختلف دعوے مین ایک شخص سچا ہوگا اور دونو الہام کا دعوی کرتے ہین اور ضرور ایک ایسی دلیل چاہیے جو سچ اور جہوٹ مین فرق کرے تو پہر دونو مدعی تب دلیل سے جائینگے پہر الہام کا حکم باطل ہوگا اور برہمنون اور الہامیون کا قول ہے اور مین نے اس زمانہ مین ایک قوم دیکہی ہے کہ اسمین بڑا غلو کرتے تہے اور اپنی حالت یاران رسالت مردون کی طریق رکہتے ہے اور یہہ سب گمراہ ہین اور انکا قول سب عقلمندون کے برخلاف ہے خواہ اہل کفر ہین یا اہل اسلام اس لئے کہ وہ الہام کا دعوی کرنیوالے ایک حکم مین دو مختلف قول کا دعوی کرتے ہین سب باطل ہوتے ہین اور کوئی سچا نہین ہوتا اگر کوئی کہنے والا یہہ کہے کہ جو خلاف شرع ہو الہام نہین ہوتا مین کہتا ہون کہ تو اپنی اصل مین خطا اور غلطی پر ہے کہ شراعیت کو الہام کے قیاس سے اختیار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ الہام اوس ثابت ہوتا ہے پس معرفت شرعی اور نبوی الہامی ... ہی ہوتی ہین اور امر محال ... اوسکو پہچانے ہین ایک ... جو ہمیشہ ہونا محمد و حمد بے حد نعمتون کے مقابل مین مقبول نہین

محال ہوتا ہے اسلئے کہ جس چیز مین بندہ کا علم ضروری ہو چاہئے کہ عقلمند اوسمین شریک ہون
جب مین دیکھتا ہون کہ عقلمندون کا گروہ اوسکا انکار کرتے ہین اور تشبیہ اور تعطیل کو روا رکھتے ہین
تو ثابت ہوا کہ ضروری نہین اور یہہ بہی ضرور ہے کہ اگر خداوند تعالے کی معرفت ضروری ہوتی
تو اسکی تکلیف دینا درست نہوتا کیونکہ اوس چیز کی تکلیف دینا مشکل ہوتا ہے جسکا علم ضروری
ہو جیسا کہ اپنے آپ کو سمجہنا اور آسمان اور زمین اور دن اور رات اور لذت اور درد وغیرہ
کا معلوم کرنا کیونکہ عاقل کو اسکی موجودگی کی حالت مین شک نہین رہتا جسمین بیقرار
ہوا اور اگر چاہے کہ اسکو نہ پہچانے یہہ نہین ہو سکتا لیکن صوفیون کا ایک گروہ نے جب
اپنے یقین کی صحت مین نگاہ کی تو کہا کہ ہم اسکو بالضرور پہچانتے ہین اس لئے کہ انہون نے
دلمین کچہہ شک نہ پایا اور یقین کا نام ضرورت کر دیا ان معنے مین تو صواب پر ہین لیکن
عبارت مین خطا کار کیونکہ مسلم ضروری ہین صحیح کی تخصیص روا نہین ہوتی کیونکہ سب عقلا
یکسان ہوتے ہین اور یہہ بہی ہے کہ علم ضروری ایسا علم ہوتا ہے کہ دوستون دل مین
سبب اور دلیل پیدا کرتا ہے اور خداوند اور اسکی معرفت کو جاننا سبب ہے لیکن استاد
بو علی دقاق اور شیخ بو سہل صعلوکی اور ابو سہل کا باپ جو نسا پور مین امام اور رئیس تہا اس
بات پر ہین کہ معرفت کی ابتدا استدلال سے ہے اور انتہا ضروری ہے جیسا کہ صنعتون کا جاننا
ابتدا مین مکتسب ہوتا ہے اور انتہا مین ضرورت ہوتا ہے اہل سنت وجماعت کے ایک
قول سے یہہ بات ثابت ہوئی ہے اور کہتے ہین کہ کیا تو نہین دیکھتا کہ خداوند تعالے کا
جاننا ضروری ہوتا ہے جب وہان ضرورت روا ہوے تو یہان بہی ضرورت جائز ہوتی
ہے اور اس دنیا مین پیغمبر صلواۃ اللہ علیہم اوس حال مین کہ اللہ تعالی کی کلام کیواسطے سنتے
تہے تاکہ اسکو بضرورت پہچان لین یا فرشتہ یا وحی کے واسطہ سے اور ہم بہی کہتے ہین کہ
[illegible] لوگ بہشت مین اسکو بالضرور پہچانینگے اسلئے کہ بہشت تکلیف کا مکان نہین اور پیغمبرون
انوار صفات کے پردون مین [illegible]
کہ شک نہ رہ گیون مین صبح اور شام کلام حق تعالے سنتے ہین اسکو بالضرور پہچانا اور [illegible] بیخوف

اور جدائی نہین اور ایمان اور معرفت کے اس سبب فصلت ہے کہ غیب سے جب
عین ہوگا تو ایمان اوس سے خبر ہوگا اور اسکے عین مین اختیار نہوگا اور اصول شرع بیقرار
ہونگے اور حکم ارادہ باطل ہوگا اور بلعم اور ابلیس اور برصیصا کو کافر کہنا درست نہین ہوتا کیونکہ
بالاتفاق یہہ عارف باللہ ہوے ہین جیسا کہ خداوند تعالے نے ہمکو ابلیس سے خبر دی اوسکی
رد ہونے اور سنگسار ہونے سے بہی خبر دی فرمایا فبعزتک لاغوینہم اجمعین یعنے تیری
عزت کی قسم البتہ مین ان سب کو گمراہ کرونگا اور حقیقت مین بات کہنا اور جواب سننا مقتضے
معرفت ہے - اور عارف جب تک عارف ہے خدا کی جنت مین ہے اور جدائی جب ہوتی ہے
جب معرفت مین زوال آوے اور ضرورت یعنے امر بدیہہ کے علم کا زوال نہین ہو سکتا اور
یہہ مسلہ خلقت کے درمیان پر آفت ہے - اور شرط وہ ہے کہ تو اوس قدر جان لے تاکہ
تو آفت سے بچ جائے کہ بندہ کو خداوند تعالی کی جان پہچان ہدایت ازلی حق کی خبر دینے
سے سوا نہین - لیکن - یہہ جائز ہے کہ معرفت مین بندون کا یقین کبہی زیادہ ہو اور کبہی
کم ہو - لیکن اصل معرفت کم وبیش نہین ہوتی کیونکہ اسکے زیادہ ہونے مین نقصان ہے
اور نقصان مین بہی نقصان اور خداوند تعالی کی شناخت مین تقلید نکرنی چاہیے
اور اسکو کامل صفتون سے پہچاننا چاہیے اور یہہ جب درست ہوتا ہے کہ حق تعالے خوبی
رعایت اور محض عنایت سے سرفراز فرمائے - اور دلائل عقلیہ سب حق تعالے کے زیر تصرف
اور اختیار ہین اگر چاہے تو دنیا کوئی فعل راہ نما کر دے اور اسی بندہ کو رہنمائی کر دے اور اگر چاہے تو اسی فعل کو اس کا
حجاب کر دے تو بہی اس فعل کے سبب رہ جائے جیسا کہ عیسی علیہ السلام ایک قوم کو معرفت کی
رہنما ہوئے اور ایک قوم کے لئے حجاب ہوئے - اسلئے ایک گروہ نے کہا کہ یہہ بندہ خدا ہے
اور ایک گروہ نے کہا کہ یہہ خدا کا بیٹا ہے - اور ایسا ہی بت اور آفتاب اور چاند نے ایک گروہ کو
حق کی راہ بتائی اور ایک گروہ رہ گیا اگر دلیل علت ... یہہ ... و ...
... ہر ... انشاء اللہ تعالے

شیا کو اوس کا راہ بر فرماتے ہین اوس سبب سے وہ معرفت کو پہونچتے ہین اور حق تعالی کو جانتے ہین پس دلیل اس کے لئے سبب ہوی نہ علت اور ایک سبب دوسرے سبب سے زیادہ اچھا نہیں ہوتا۔ تیسری قسم عارف کو معرفت مین سبب کا ثابت کرنا زنار ہوتا ہے اور غیر معروف کی طرف توجہ کرنا شرک مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ یعنے جسکو اللہ گمراہ کرے کوی اسکو ہدایت کرنیوالا نہین جب لوح محفوظ مین - ملکہ علم اور ارادہ حق مین شقاوت کسیکے نصیب ہو تو دلیل اور دلیل جوی کس طرح اوسکی ہادی ہوسکتی ہے مَنِ الْتَفَتَ اِلَی الْاَشْیَاءِ فَمَعْرِفَتُهٗ زُنَّارٌ یعنے جس نے غیرون کی طرف توجہ کی پس اس کی معرفت زنار ہے - جو شخص کہ خداوند تعالی کے قہر مین پراگندہ اور غرق ہے تو بدون خداوند تعالے کس طرح کوئی چیز اسکو قابو کرے جب ابراہیم علیہ السلام غار سے نکلے تو دن کو کچھہ نہ دیکھا حالانکہ دن مین زیادہ دلائل نہیں اور حجاب زیادہ ظاہر تہا جب رات ہوی رَاٰی کَوْکَبًا یعنے ستارہ کو دیکھا - اگر معرفت کی علت اور آفت دلیل ہوتی تو دن مین زیادہ دلائل ظاہر ہوتے اور اسکے عجائب زیادہ روشن ہوتے پس خداوند تعالے جیسا چاہتا ہے اور جس چیز سے چاہتا ہے بندہ کو اپنی طرف راہ دکھاتا ہے اور اسپر معرفت کا دروازہ کہولتا ہے تا عین معرفت مین اوس درجہ تک پہونچ جاتا ہے کہ عین معرفت اوسکو غیر معلوم ہوتی ہے اور اسکی معرفت کی صفت اوسکی آفت ہوتی ہے اور معرفت کے باعث معروف سے در پردہ ہوتا ہے تا اوسکی معرفت کی تحقیق اوس درجہ تک پہونچتی ہے کہ اوسکی معرفت اوسکا دعوی ہو جاتا ہے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے اِیَّاكَ اَنْ لَّا تَکُوْنَ بِالْمَعْرِفَةِ مُدَّعِیًا شعر یَدَّعِی الْعَارِفُوْنَ مَعْرِفَةً اَقْرَرْتُ بِالْجَهْلِ ذَاكَ مَعْرِفَتِی بچ رہو تا کہ تو معرفت کا دعوی نکرے - عارف معرفت کا دعوی سے جاہل ہے [illegible] جہالت کا اقرار کرتا ہون یہہ میری معرفت ہے تجھکو لازم ہے کہ تو معرفت منکر ہوا اور یہہ گروہ اس گروہ سے جدا ہوا اور اب [illegible] پس جو شخص خداوند تعالے

کے کشف اور جلالت سے اکرام پاتا ہے اوسکو اپنی ہستی وبال معلوم ہوتی ہے اور اسکی صفات سب آفت ہو جاتے ہین اور جو کہ حق کی جانب ہو اور حق اسکی جانب ہو دونو جہان مین اسکی کوئی خبر نہین ہوتی جس سے اس کی نسبت درست ہو اور معرفت کی حقیقت خاص خداوند تعالی کا ملک جاننا ہے جب بندہ سب ملک کو اختیار خدا کا جانے اوسکو خلقت سے کیا کام رہتا ہے تاکہ اپنے آپ سے یا خلقت سے درپردہ ہو اور اوسکا حجاب سب جہالت سے ہوتا ہے جب جہالت جاتی رہی تو حجاب کہل گیا اور دنیا بمنزلہ عقبے ہوئی -
مشائخ رضی اللہ عنہم کے ان معنون مین بہت رمزین ہین اور فائدہ حاصل ہونیکی خاطر انکے بعض قول لاتا ہون انشاء اللہ تعالے عَبْدُ اللّٰهِ بن مَالِكٍ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ نے کہا ہے اَلْمَعْرِفَةُ اَنْ لَا تَتَعَجَّبَ لِشَيْءٍ یعنے معرفت وہ ہے کہ تو کسی چیز سے تعجب نہووے - اسلئے کہ تعجب تب ہوتا ہے جب کوئی اپنی مقدور سے زیادہ کام کرے جب اللہ تعالی قادر کامل ہے تو عارف کو اوسکے فعلون سے تعجب محال ہوتا ہے تعجب وہان چاہئے تہا کہ خاک کی مٹی کو اس درجہ تک پہونچائے کہ اسکو حکم حاصل ہو - اور قطرہ خون کو اس مرتبہ تک پہنچائے کہ اسکے دوستی اور معرفت کی بات کرے اور اسکے دیدار کی طلب اور اسکے قرب اور وصل کا قصد کرے ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے حَقِيْقَةُ الْمَعْرِفَةِ اِطِّلَاعُ الْحَقِّ عَلَى الْاَسْرَارِ بِمُوَاصَلَةِ لَطَائِفِ الْاَنْوَارِ یعنے معرفت کی حقیقت اسرار پر حق کا مطلع ہونا ہے اوس چیز سے کہ انوار معرفت کے لطیفے اوسے ملین یعنے جبتک حق تعالی اپنی عنایت سے بندہ کے دل کو عقل کے نور سے آراستہ نکرے اور سب آفتون سے اوسے دور رکہے یہانتک کہ سب موجودات ثبات اوسکی دلمین رائی کے برابر وزن نرکہین اور اسرار باطن اور ظاہر کا مشاہدہ اوسپر غلبہ نہین کرتا جب اسنے یہہ کام کیا تو معاینہ سب مشاہدہ ہوجاتا ہے
شبلی رحمتہ اللہ علیہ کہتا ہے اَلْمَعْرِفَةُ دَوَامُ الْحَيْرَةِ یعنے معرفت ہمیشہ حیران [illegible]
[illegible] طرح
حیرت دو طرح پر ہوتی ہے ایک ہستی [illegible] ہو نشان قدرت دیکہنے مین دلیل چاہئے

اور کفر ہے اور حیرت کیفیت مین معرفت ہے اسلئے کہ اوسکی ہستی مین عارف کو شک
نہین ہو سکتا اور اسکے کیفیت مین عقل کی گنجائش نہین پس باقی رہا یقین حق تعالے
ہستی مین اور اسکے کیفیت مین حیرت اور اسی سبب سے ایک نے کہا کہ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ زِدْنِیْ
تَحَیُّراً یعنے اے حیرانون کے رہنما مجھے حیرت مین زیادہ کر پہلے اوسکے وجود اور کمال اوصاف
کو معرفت ثابت کیا اور معلوم کیا کہ وہ خلقت کا مقصود اور قبول کنندہ انکے دعوت کا ہی
اور حیرانون کو بدون اسکے حیرت نہین پہر حیرت کا زیادہ ہونا چاہا اور جان لیا کہ
مطلوب مین عقل کو حیرت اور سرگردانی کے سوا شرکت اور وقعت نہین ہوتی اور یہہ
معنے نہایت نازک ہین اور یہہ بہی احتمال ہے کہ ہستی حق کی معرفت اپنی ہستی مین حیرت کا
تقاضا کرتی ہے اسلئے کہ جب بندہ نے خداوند تعالے کو پہچانا اپنی سب وجود کو اسکے قہر کے
بند مین دیکہتا ہے جب اسکا وجود اس سے ہو اور عدم بہی اوس سے سکونت اور حرکت
اوسکے وجود مین حیران ہوتی ہے کہ جب کل کا قیام اوسی سے ہے مین خود کون اور کیا ہون
اور ان معنون مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ یعنے
جو شخص آپکو فانی پہچانتا ہے رب کو باقی جانتا ہے اور فنا سے عقل اور صفت باطل ہوتی
ہے جب مین چیز معقول نہو تو اوسکی شناخت حیرت کے سوا ممکن نہین ہوتا ابو یزید
رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اَنْ تَعْرِفَ اَنَّ حَرَکَاتِ الْخَلْقِ وَسُکُنَاتِہِمْ بِاللّٰہِ یعنے معرفت وہ ہے کہ تو جان
لے کہ خلقت کے حرکات سکنات حق سے ہے اور کسی کو اوسکی اجازت کے بدون اوسکے ملک
مین تصرف نہین اور عین کو اسنے عین کیا اور اثر کو اسی سے اثر اور صفت اسی سے صفت ہے
اور متحرک اوسی سے متحرک ہے اور ساکن اوسی سے ساکن ہے اگر بندے وجود مین توفیق پیدا
نکرے اور دل مین ارادت نہ رکہے تو بندہ کچہہ فعل نہین کر سکتا اور بندہ کا فعل مجازی ہی اور خداوند
نور تجربہ دل کا کہولنا اپنے تواسے فرمایا ہے [illegible] الربیع رحمۃ اللہ علیہ عارف کی صفت مین کہتا ہے مَنْ عَرَفَ
فرمایا خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ [illegible]

اسلئے کہ بیان اوس کا خیر کیا جاتا ہے جو کہ بیان مین آوے اور عبارت کے اصول مین
حد ہو اور معبر جب محدود نہین ہوتا کہ عبارت کی بنا اوس پر رہکے تو معبر کی عبارت کسطرح
ثابت ہوگی جب مقصود عبارت مین نہ آوے تو بندہ سے حیرت کے سوا کچھہ نہین ہو سکتا
اور ہمیشہ حیرت کے سوا اوس سے کچھہ تدبیر نہین ہوتی - شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے
اَلْعَجْزُ عَنِ الْمَعْرِفَةِ یعنے حقیقت معرفت کی معرفت سے عاجز ہونا ہے - جس چیز کی حقیقت
مین بندہ کو بدون عاجزی کے نشان نہو روا ہے کہ بندہ اسکے ادراک مین خود بخود
دعوی نکرے اس لیئے اوسکا عاجز ہونا طلب سے ہوتا ہے اور جب تک طایف اپنی آلہ
اور صفت مین قایم ہوتا ہے اوسکا عاجز کہنا درست نہین اور جب آلہ اور صفت کو پہونچے
اسوقت عاجز نہوگا ملکہ فنا ہوگا - ایک گروہ مدعیون کا اس حالت مین کہ صفت آدمیت
کی ثابت ہو - اور صحت خطاب سے مکلف ہو اور خداوند تعالے کی حجت انپر قایم ہو کہتے
ہین کہ معرفت عاجز ہونا ہے اور ہم عاجز ہوئے اور سب سے رہ چکے ہین یہہ گمراہی اور
خسارہ ہوتا ہے مین کہتا ہون کہ تم طلب مین کیا عاجز ہوئے - اور اس عاجزی کے
دو نشان ہوتے ہین اور وہ دونو تم مین نہین ایک تو انمین آلہ طلب کا فنا ہونا دوسرا اعلی
کا اظہار جہان کہ فنا آلہ ہوتا ہے عبارت پراگندہ ہوتی ہے اور اگر عاجزی مراد رہے
کیونکہ عاجزی سے عجز ہی ہوتا ہے اور جہان اظہار تجلی ہو نشان قبول نہین کرتا اور فرق نہین ہو سکتا
تاکہ عاجز کو معلوم نہو کہ وہ عاجز ہے باوجودیکہ وہ عاجز ہے اسکو عجز کہتے ہین یہہ بہی
صورت پذیر نہین اسلئے کہ یہہ عجز غیر ہے اور معرفت کا ثابت کرنا معرفت کے سوا نہین
ہوتا اور جب تک غیر کو دل مین جگہہ ہے یا عارف غیر سے مراد ہو - معرفت درست نہین
ہوتی اور جب تک عارف غیر سے کنارہ نکرے ابہی وہ عارف نہین ہوتا اور ابوحفص حداد
رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے مُنْذُ عَرَفْتُ اللّٰهَ مَا دَخَلَ فِیْ قَلْبِیْ حَقٌّ وَلَا بَاطِلٌ یعنے جب سے خدا
تعالے کو پہچانا ہے تب سے میرے دل مین حق اور باطل کا اندیشہ نہین آیا اسلئے کہ جب خلقت کو

مراد اور خواہش ہو تو دل کیطرف رجوع کرتا ہے جب تک کہ دل اسکو نفس کی طرف دلالت کرتا ہے کیونکہ وہ محل باطل ہے اور جب ہمیشہ کی عزت پاتا ہے تو ذلت کی طرف رجوع ہوتا ہے جب تک دل اسکو روح کیطرف دلالت کرتا ہے جو منبع حق اور حقیقت کا ہے جب دلمین غیر آیا تو عارف رجوع بڑا ہوتا - پس سب خلقت نے برہان معرفت طلب دلیل سے کی ہے اور مقصود اور خواہش کی طلب ہی دل سے کی ہے اور جب انکو مراد نہو تو دل کی طرف رجوع نکیا اور حق کے سوا ارام نہ کیا تب حق دل سے طلب کیا جب نشان اور دلیل چاہے تہا تو حق کی طرف رجوع کیا اور دل کی طرف متوجہ نہوئے - پس اس بندہ مین جس کا روح دل کی طرف ہوا اور اس مین جس کا رجوع حق کی طرف ہو فرق ظاہر ہوا -

ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے - مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ اِنْقَطَعَ عَنِ الْكُلِّ بَلْ خَرِسَ وَانْقَمَعَ یعنے جسنے اللہ تعالے کو پہچانا سب چیزون سے جدا ہوا بلکہ گونگا ہوا اور جدا ہوا - نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَيْكَ یعنے ہم تیرے اوصاف شمار نہین کر سکتے - جس نے خداوند تعالے کو پہچانا سب چیزون ہی جدا ہوا بلکہ سب عبارتون کے بیان سے گونگا ہوا اور اپنی سب اوصاف سے فانی ہو جیساکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جب تک حالت غیبت مین تھے فصیح العرب تھے جیساکہ آپ نے فرمایا اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ جب آپکو حضور حق مین لے گئے تو عرض کی کہ میری زبان کو تیرے ثنا کا ل شمار کرنیکی طاقت نہین مین کیا ہون بولنے سے گونگا ہوا ہون اور حال سے بے حال تو وہی ہے جو تو ہے میری کلام مجھسے ہوتی ہے یا تجھسے اگر مین اپنی سے کہون تو اپنی کلام مین در پردہ رہونگا اور اگر تجھسے کہون تو تحقیق قربت ہوئی اپنے کسب سے عیب دار ہونگا پس مین نہیں کہتا جناب ربانی سے حکم ہوا کہ اے محمد اگر تو نہیں کہتا تو ہم کہتے ہین ہمیا اِنَّ نَامَ هَلَكْتَ عَنْ ثَنَائِكَ

فَانْکُلْ مِنْکَ ثَنَائِیْ یعنے جب تو آپ کو ہمارے اہل ثنا سے نہین جانتا تو مین نے سب
جہان کے اجزا کو تیرا نائب کر دیا تاکہ میرے ثنا کہین اور مین اسکو تیرے حوالہ کرون
وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ دوسرا حجاب توحید سے کہکتا ہے خداوند عز وجل نے فرمایا
ہے۔ وَاِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ یعنے تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے پھر فرمایا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ
یعنے کہدے محمد اللہ تعالی ایک ہے۔ پھر فرمایا لَا تَتَّخِذُوا اِلٰھَیْنِ اثْنَیْنِ اِنَّمَا ھُوَ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ یعنے
دو معبود مت ٹھہراؤ اسکے سوا نہین کہ وہ معبود ایک ہے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
بَیْنَمَا رَجُلٌ فِیْ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ لَمْ یَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ اِلَّا التَّوْحِیْدُ فَقَالَ لِاَھْلِہٖ اِذَا مِتُّ فَاحْرِقُوْنِیْ
ثُمَّ اسْحَقُوْنِیْ ثُمَّ ذَرُّوْنِیْ نِصْفِیْ فِی الْبَرِّ وَنِصْفِیْ فِی الْبَحْرِ فِیْ یَوْمٍ رَائِحٍ فَفَعَلُوْا فَقَالَ اللّٰہُ
عَزَّ وَجَلَّ لِلرِّیْحِ اِحْفَظِیْ مَا اَخَذْتِ فَاِذَا ھُوَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَقَالَ لَہٗ مَا حَمَلَکَ عَلٰی مَا صَنَعْتَ
فَقَالَ اِسْتِحْیَاءً مِنْکَ فَغَفَرَ لَہٗ یعنے تم سے پہلے ایک مرد تھا اوسنے کبھی کوئی نیک عمل نکیا تھا
مگر توحید پر قائم تھا جب وہ قریب الموت ہوا تو اسنے اپنے گھر کے آدمیون کو کہا کہ جب مین مرجاؤنگا
مجھے جلا دینا پھر میری اجزا سوختہ یعنے راکھہ کو پیس ڈالنا۔ اور آندھی کے روز آدھی دریا
مین اور آدھی جنگل مین اوڑا دینا تاکہ مجھسے کچھہ اثر باقی نرہے چنانچہ انہون نے ویسا ہی
کیا خداوند تعالی نے ہوا اور پانی کو حکم دیا کہ جو کچھہ تم نے لیا ہے سنبھال رکھنا یعنے اسکی راکھ
کو قیامت تک حفاظت سے رکھنا جب تک کہ خداوند تعالے اسکو زندہ کرے حتی کہ جب اسکو
بارگاہ ایزدی مین سالم بدن بنا کر کے حاضر کرینگے تب اللہ تعالی فرمایگا کہ تونے یہہ کام کیون کیا
یعنے یہہ کیون جلنا اختیار کیا وہ کہیگا کہ خداوند اس شرم سے کہ مین بدکار ہون پھر اللہ تعالی
اسکو بخشیگا اور اصل توحید کیا ہے کسی چیز کے ایک ہونے پر حکم کرنا اور اسکے ایک ہونے کا
علم صحیح ہونا جب کہ خداوند تعالے ایک ہے اپنی ذات صفات مین لاثانی اور اپنی فعلون
مین بے مثل۔ اور موحدون نے اوسی اوسی صفت پر جانا ہے او [illegible] توحید
[illegible] توحید تین [illegible] ایک توحید حق کی حق کے واسطے اور اپنی یگانہ ہوگا

علم ہی دوسرا توحید حق خلقت کیواسطے اور وہ حکم حق بندہ توحید پہ یعنے اوسکے دلمین علم توحید کا ہونا تیسری توحید خلقت کے حق کیواسطے اور انکا وحدانیت خداوند تعالے کا جاننا ہے پس جب بندہ عارف حق ہو تو اوسکے وحدانیت پر حکم کرسکتے ہین جاننا چاہیے کہ خداوند تعالے ایک ہے جسمین وصل اور فصل کی گنجایش نہین اور سیر دوئی روا نہین ہوتی اوسکا ایک ہونا عددی نہین تاکہ دوسرا عدد ثابت کرنے سے دو ہو جائے۔ اور محدود نہین تا اوسکے واسطے جہتین ہون اور یہہ بے نہایت حدون کا ثابت کرنا ہے۔ اور اسکے لیے مکان نہین اور اور نہ مکان مین ہے تاکہ مکان ثابت کرنیکی حاجت ہو اسلئے کہ اگر مکان مین مکان گیر ہوتا تو مکان مین رہنے والے کا بہی مکان ہوتا اور فعل اور فاعل اور قدیم اور محدث کا حکم باطل ہوتا اور عرض نہین تا جوہر کا محتاج ہوتا اور حال نہین ہے تا اپنے محل مین باقی رہے اور جوہر نہین کہ اوسکا وجود اپنے شکل کے سوا درست نہوتا۔ اور طبعی نہین تاکہ حرکت اور سکون کا مبدا ہو اور روحی نہین تاکہ جسم کا محتاج ہوتا اور جسم نہین تاکہ جزون سے مرکب ہوتا اور چیزون مین وصال کی قوت نہین تاکہ چیزون کی جنس ہو۔ اور اسکو کسی چیز سے پیوند نہین تاکہ وہ چیز جز و دار ہو۔ اور سب نقصانون سے بری ہے اور سب آفات سے پاک اور سب بلندون سے بلند ہے کوئی اوسکی مانند نہین تاکہ وہ مانند کے ساتہہ دو چیز ہو جائے اور اوسکا فرزند نہین تاکہ اسکی نسل اصل کا تقاضا کرے اور اسکی ذات اور صفات مین تغیر روا نہین تاکہ اوس سے اسکا وجود بدل جائے اور متغیر کے حکم مین شل تغیر کی ہو جائے۔ اور کامل صفتون سے موصوف ہے یعنے وہ صفتین جنہین مومن اور موحد بصارت کے حکم سے ثابت کرتے ہین کہ اوسنے آپ کو اس صفت کا کیا ہے اور ان صفات سے بری ہے کہ ملحد لوگ اپنی مرضی سے اوسکی صفت کرتے ہین کہ حق تعالے نے اپنی ذات کو اس صفت کا نہین کیا۔ زندہ اور جاننے والا ہے مہربان اور رحم کرنیوالا ہے۔ ارادہ کرنے والا اور قدرت والا ہے سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ کلام کرنیوالا اور [illegible] ہے اسکا علم اسمین حلول نہین۔ اور اسکی

قدرت مین سختی نہین اور اسکی کلام مین جزو اور تجدید نہین وہ ہمیشہ اپنی صفات
سے قدیم ہے معلومات اوسکے علم سے باہر نہین اور موجودات کو اوسکا ارادہ ضروری
ہے۔ وہ کرتا ہے جو اسکے ارادہ مین ہے اور وہی چاہتا ہے جو اسکو معلوم ہے مخلوق
اوسکے قریب نہین اسکا حکم سب سچا ہے اوسکے دوستون کو تسلیم کے سوا اور صورت نہین
اس کا امر انجام کے سوا نہین اوسکی ارادتمندون کو اوسکا امر بجالانے کے سوا چارہ نہین
نیکی اور بدی کا اندازہ کرنیوالا وہی ہے۔ اسکے سوا اور سے امید اور خوف روا نہین
خالق ہے۔ اوسکے سوا اور کا حکم نہین۔ اوسکا حکم سب حکمت ہے۔ اور اسکے قضا کے
سوا اور کچھہ نہین اور کسی کو اسکے وصل سے بوئی نہین اور اس کو پہونچنا کسیکی طاقت نہین
اسکا دیدار خاص بہشتیون کو روا ہے۔ تشبیہہ صورت کے نہین۔ سامنے ہونا اور روبرو
ہونا اوسکی ہستی مین نہین۔ دنیا مین اولیا کو اوسکا جمال دیکھنا جائز ہے۔ اسمین
انکار شرط نہین۔ جو اسکو ایسا جانے اہل جدائی سے نہین اور جو اسکے برخلاف جانے
وہ دیندار نہین اور اس امر مین اصولی اور وصولی باتین بہت ہین لیکن خوف درازی کے
سبب اسپر اختصار کیا۔ مین کہ علی عثمان جلابی کا بیٹا ہون مینے اس فصل کے ابتدا مین کہا ہے
کہ کسی چیز کی وحدانیت پر حکم کرنا وحدانیت توحید ہوتا ہے اور حکم بدون علم کے نہین ہو سکتا
پس اہل سنت نے خداوند حقیقی کے یگانہ ہونے پر حکم کیا ہے اسلیئے کہ انہون نے اسکی صنعت
لطیف دیکھی اور فعل عجیب اور اوسکی عجوبہ اور لطیفہ پر بہت نظر کی تو انکا خود بخود ہونا محال
جانا اور ہر چیز مین حدوث کی علامت ظاہر پائی تو ضرور یہہ صحیح سمجھا ان کے لیئے
فاعل چاہیے تا انکو نیستی سے وجود مین لائے۔ یعنے جہان مین زمین اور آسمان اور آفتاب
اور چاند اور خشکی اور تری اور پہاڑ اور جنگل اور ان صورتون کی حرکات اور سکنات اور علم اور کلام
اور موت اور حیاتی پس ان سب کو صانع سے چارہ نہین۔ وہ تین صانع ہونگے محتاج نہ تھے
بلکہ ایک صانع کامل حی۔ قادر مختار [illegible] ون کی شرکت سے بے نیاز کافی ہے حسب فعل

کو ایک فاعل کا ہونا ضروری ہوتا ہے کیونکہ ایک فعل کے دو فاعل ہوتے ہیں ایک دوسرے کے ضرور محتاج ہونگے علم الیقین سے بے شک وشبہ چاہیئے کہ ایک ہی فاعل ہو۔ مگر اسمین ثنوی ہم سے مختلف ہوئے کیونکہ انہون نے نور اور اندہیرا ثابت کیا ہے۔ دوسرا گبرون نے نیردان اور اہرمن مقرر کرنے سے تیسرا طبعی والون نے طبع اور قوت ثابت کرنیسے اور نجومیون نے سات سیاری ثابت کرنیسے اور معتزلون نے خالق اور صانع بے نہایت ثابت کرنے سے بنیے سب کے رد مین تہوڑی سی دلیل کہدی ہے لیکن یہہ کتاب انکے واہیات ثابت کرنیکو نہین یہہ مسئلہ اور کتاب سے دیکھنا چاہیئے جہان مینے بیان کیا ہے اوس کتاب کا نام الرعایۃ بحقوق اللہ کیا ہے یا مقدمات اصول کی کتابون مین طلب کرنا چاہیئے اب وہ رمزین بیان کرتا ہون جو مشائخ نے توحید مین کہی ہین الشارالیہ وبیدہ لا الامر فصل چھٹی جنید رضی اللہ عنہ نے کہا ہے۔ اَلتَّوْحِيْدُ اِفْرَادُ الْقِدَمِ عَنِ الْحَدَثِ یعنے توحید کیا ہے قدیم کو حادث سے جدا کرنا یعنے قدیم کو حادث کا محل اور حادث کو قدیم کا محل نہ سمجھے اور یہہ سمجھے کہ حق قدیم اور تو محدث ہے اور تیری جنس کے کوئی چیز اوسمین نہین ملتی اور اسکی صفات سے کوئی صفت تجہہ مین پائی نہیں جاتی کیونکہ قدیم اور محدث ہم جنس نہین ہوتے۔ اسلئے کہ قدیم وجود حوادث سے پہلے تہا جب کہ وجود حوادث سے قدیم پہلے تہا اور حادث کا محتاج نہ تہا تو حادث کے موجود ہونے سے بہی اوسکا محتاج نہین اور یہہ انکا اختلاف ہے جو ارواح کو قدیم کہتے ہین اور انکا ذکر ہو چکا ہے اور جب کوئی قدیم کو حادث مین نازل کہے یا حادث کو قدیم سے متعلق جانے تو حق کے قدیم ہونے اور جہان کے حادث ہونے مین دلیل نہین رہتی اور یہہ بات دہریون کے مذہب کیطرف لیجاتی ہے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ اِعْتِقَادِ السُّوْءِ۔ الغرض حادثات کے حرکات توحید کے دلایل اور خداوند تعالے کی قدرت برگواہ ہین اور اسکی قدامت کو ثابت کرتے ہین لیکن بندہ اس سے زیادہ عقلمند ہے کہ اسکے سوا اور سے مراد نہین چاہتا اور اسکے ذکر کے سوا آرام نہین کرتا جب کہ تیرے تئین ثابت کر تمہین اسکو شریک کی ضرورت نہیں

تو محال ہوتا ہے کہ تیسرے پرورش مین اسکا شریک ہو۔ اور حسین بن منصور رحمتہ اللہ علیہ کہتا ہے
أَوَّلُ قَدَمٍ فِي التَّوْحِيدِ فَنَاءُ التَّفْرِيدِ یعنے اول قدم توحید مین تفرید کا فنا کرنا ہے۔ اسلئے
تفرید کیا ہے کسے آفات سے جدا ہونے پر حکم کرنا اور توحید چیز کی وحدانیت پر حکم کرنا
پس جدا کرنے مین غیر ثابت ہوتا ہے اور غیر حق کو نہ چاہئے کہ اس صفت پر ہو جائے۔ وحدانیت
مین غیر کا ثابت کرنا روا نہین ہوتا اور غیر حق کو اس صفت مین نہ جاننا چاہئے پس التفرید
عبارت مشترک ہے اور توحید شرکت کا دور کرنا پس توحید کا اول قدم شریک کا نفی کرنا ہے
اور راستہ سے مزاج کا دور کرنا کیونکہ مزاج راستہ مین ایسی ہوتی ہے جیسا کہ راستہ چراغ
سے ڈہونڈہا جاتا ہے اور حصری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے أُصُولُنَا فِي التَّوْحِيدِ خَمْسَةُ أَشْيَاءَ
دَفْعُ الْحَدَثِ وَإِثْبَاتُ الْقِدَمِ وَهَجْرُ الْأَوْطَانِ وَمُفَارَقَةُ الْإِخْوَانِ وَنِسْيَانُ مَا عَلِمَ وَجَهِلَ
یعنے توحید مین ہمارے پانچ چیزین ہین ایک حدث کا دور کرنا اور قدم کا ثابت کرنا اور وطن
کا چھوڑ دینا اور بھائیون سے جدا ہونا اور معلوم اور نامعلوم کو بھولنا لیکن رفع حدث مفارقت
توحید سے محدثات کا نفی کرنا۔ اور ذات پاک حق سے حادث کا محال ہونا۔ اور اثبات قدم
کیا ہے خداوند تعالے کے ہمیشہ ہونیکا یقین کرنا اور اس کا بیان اس سے پہلے جنید رحمتہ اللہ
کے قول مین ہو چکا ہے اور ہجر اوطان سے مراد ہے کہ نفس کا پیارے چیزون اور دلکے
آرامگاہ اور طبع کی قرارگاہ سے جدا ہونا اور رسوم دنیا سے مریدون کو اور بڑے
مقامات اور احوال کی بہتری اور بڑی کرامتین مراد سے دور رکھنا۔ اور مفارقت برادران
سے یہ مراد ہے صحبت خلقت سے منہ موڑنا اور صحبت حق کی طرف متوجہ ہونا کیا وجہ کہ جو
خیال غیر کے اندیشہ سے موحد کے دلپر گذرے وہ حجاب ہوتا ہے اور آفت اور جس قدر کہ
اوس خیال کو صحبت غیر سے موحد کے دلپر گذرا ہو وہ توحید سے دربردہ ہوتا ہے اس لئے
خلقت کا اس پر اتفاق ہے کہ توحید ہمتون کا جمع کرنا ہے [illegible] آرام کرنا تفرقہ
ہمت کا نشان ہے اور چیز کے معلوم [illegible] ہونے سے توحید اس طرح پر ہے کہ خلقت کا

علم یا صفت یا کیفیت یا جنس یا طبع سے ہوتا ہے اور جس چیز کو خلقت کا علم توحید حق
مین ثابت کرے توحید اسکو نفی کرتی ہے اور جو خلقت کی جہالت ثابت کرتی ہے انکے
علم کے برخلاف ہوتا ہے اسلئے کہ جہالت توحید نہین - اور تحقیق توحید کا علم نفی تصرف
کے سوا درست نہین ہوتا اور علم اور جہالت مین تصرف کے سوا فرق نہین ایک کا تصرف
تو اخبارات پر ہوتا ہے دوسرا کا غفلت پر - ایک شیخ کہتا ہے کہ مین حصری کی مجلس
مین تہا مجہے نیند آئی مینے دو فرشتے آسمان سے زمین پر آتے دیکھے اور کچھ تہوڑی دیر
اونکی کلام سنی ایک نے دوسرے کو کہا کہ جو کچھ یہہ مرد کہتا ہے وہ علم توحید ہے نہ عین
توحید جب مین بیدار ہوا وہ توحید بیان کرتا تہا اوسنے میری طرف منہ کیا اور کہا ای
فلان توحید سے بدون علم کہا نہین جاتا اور جنید رضی اللہ عنہ سے ذکر ہے کہ اوسنے کہا
اَلتَّوحِیدُ اَن یَکُونَ العَبدُ شخصًا بَینَ یَدَیِ اللّٰہِ تَعَالٰی یَجرِی عَلَیہِ تَصَارِیفُ تَدبِیرِہٖ
فِی مَجَارِی اَحکَامِ قُدرَتِہٖ فِی لُجَجِ بِحَارِ تَوحِیدِہٖ بِالفَنَاءِ عَن نَفسِہٖ وَعَن دَعوَۃِ الخَلقِ لَہٗ وَعَن
اِستِجَابَتِہٖ لَھُم بِحَقَائِقِ وُجُودِ وَحدَانِیَّتِہٖ فِی حَقِیقَۃِ قُربِہٖ بِذَھَابِ حِسِّہٖ وَ
حَرَکَتِہٖ لِقِیَامِ الحَقِّ لَہٗ فِیمَا اَرَادَ مِنہُ وَھُوَ اَن یَرجِعَ اٰخِرُ العَبدِ اِلٰی اَوَّلِہٖ فَیَکُونُ کَمَا کَانَ قَبلَ
اَن یَکُونَ یعنے اصل توحید وہ ہوتی ہے کہ حق تعالے اپنی قدرت کے گذرگاہ مین اپنی تقدیر
کا تصرف اوسپر جاری فرمائے تو وہ ایک تیلا بنا رہے اور اسکے دریائے توحید مین اپنے
اختیار اور ارادہ سے خالی ہو جائے - اپنی نفس کے فنا کرنیسے اور خلقت کی دعوت
قطع ہونیسے اور محل قربت مین اوسکی حس و حرکت جاتی رہے اور حق اوس سے قایم ہو تو
تو معرفت خفیف وحدانیت کے سبب قبول دعوت خلقت مین محو ہونے سے بہی خالی ہو -
اور جس چیز مین اوس سے ارادہ حق ہو تاکہ اس محل مین بندہ کا اخیر مثل اول ہو اور وہ ایسا
ہو جائے کہ جو کچھہ ہے اپنی ہستی سے پہلے تہا - پس اس سبب سے یہہ مراد ہے کہ
موحد کو اختیار حق مین اختیار نہ رہے اور حق تعالے کی وحدانیت مین وہ اپنے آپ کو نہ دیکھے

اس لئے کہ محل قربت مین اوسکا نفس فانی ہوا اور اسکے حس جلتے رہے حق کے حکم اوسپر
جاری ہون جب کہ حق تعالے بندہ کا تصرف ہے ہونیسے چاہتا ہے تاکہ ایسا ہو جائے
جیسا کہ ازل مین حالت توحید کے اندر رہا کہ کہنے والا بہی حق تہا اور جواب دینے
والا بہی حق تہا اور اسکا نشان نہ رہ اور جو ایسا ہو خلقت کو اس سے آرام نہین رہتا
تاکہ اوسکو کسی چیز کی طرف دعوت کرین اور اسکو کسی سے انس نہین ہوتا تاکہ انکی
دعوت قبول کرے اور اس بات کا اشارہ فنائے صفت اور صحت تسلیم سے ہے جب کہ
کشف جلالت کے قہر کی حالت مین ہو کہ بندہ اپنے اوصاف سے فنا ہو جائے تاکہ اللہ اور
جوہر لطیف ہو جائے یہانتک کہ اگر جگر مین حمرہ ماری تو بیخبری کی حالت گذر جائے اور اگر
پیٹہ پر سیلم مارے تو بے اختیار کٹ جائے اور ہر حال مین سب سے فانی ہو جائے اور اسکا
وجود مظہر اسرار حق ہو تاکہ اوسکے کلام جواالحق ہو اور اسکے فعل کو اس کیطرف نسبت ہو
اور اوسی اس سے قایم ہو اور محبت ثابت کرنے کے واسطے شریعت کا حکم اسپر باقی ہو اور وہ
کل کے دیکہنے سے فنا ہو اور یہہ صفت پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تہی کہ جب معراج کی
رات آپ کو مقام قرب مین پہونچایا تو مقام کا فاصلہ تہا لیکن قرب مین فاصلہ نہ تہا
آپ کا حال لوگو کی سمجہہ سے باہر ہوا اور وہم سے جدا ہوا اس حد تک کہ دنیا نے اوسی
گم کیا وہ اب سے گم ہوا اور صفت بے صفت کے فنا مین حیران ہوا طبیعت کی ترتیب اور اعتدال
مزاج پریشان ہوا نفس دل کے محل مین پہونچا اور دل جان کے درجہ تک اور جان سر کے
مرتبہ مین اور سر قرب کے صفت مین اور سب مین سب سے جدا ہوا چاہا کہ وجود خراب ہو جائے اور
جسم کو چہوڑے اور مراد حق اوس سے حجت کا قایم کرنا تہا حکم ہوا کہ بحال ہو اوس سے قوت پائے
اور وہ قوت اسکے قوت ہوی اور اپنی نیستی سے خداوند تعالے کی ہستی مین ظاہر ہوا
اور کہا اِنّی لَستُ کَاَحَدِکُم اِنّی اَبِیتُ عِندَ رَبّی فَیُطعِمُنِی وَیَسقِینِی یعنی مین تم مین سے ایک
نہین ہون بلکہ مین اپنے رب کے پاس مہمان رہتا ہون پہر مجھے کہلاتا ہے اور پلاتا ہے

اور بلاتا ہے جسمین مین زندہ اور قایم ہوں اور یہہ ہی فرمایا لِی مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِی فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ یعنے مجھے اللہ تعالے سے ایک وقت ہے جسمین میرے ساتھہ کوئی اسمین نہین سماتا خواہ فرشتہ مقرب ہو خواہ نبی مرسل ہو اور سہل بن عبداللہ تستری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے کہا ذَاتُ اللّٰہِ مَوْصُوْفَةٌ بِالْعِلْمِ غَیْرُ مُدْرَکَةٍ بِالْاِحَاطَةِ وَلَا مَرْئِیَّةٌ بِالْاَبْصَارِ فِی دَارِ الدُّنْیَا وَھِیَ مَوْجُوْدَةٌ بِحَقَائِقِ الْاِیْمَانِ مِنْ غَیْرِ حَدٍّ وَّلَا حُلُوْلٍ فَتَرَاہُ الْعُیُوْنُ فِی الْعُقْبٰی ظَاھِرًا وَّبَاطِنًا فِی مُلْکِہٖ وَقُدْرَتِہٖ وَقَدْ حَجَبَ الْخَلْقَ عَنْ مَعْرِفَةِ کُنْہِ ذَاتِہٖ وَدَلَّھُمْ عَلَیْہِ بِاٰیَاتِہٖ وَالْقُلُوْبُ تَعْرِفُہٗ وَالْعُقُوْلُ لَا تُدْرِکُہٗ یَنْظُرُ اِلَیْہِ الْمُؤْمِنُوْنَ بِالْاَبْصَارِ مِنْ غَیْرِ اِحَاطَةٍ وَّلَا اِدْرَاکِ نِھَایَةٍ یعنے توحید وہ کہ تو جان لے کہ خداوند عزوجل کی ذات علم سے موصوف ہے بدون اسکے کہ اسکو حس سے دریافت کرسکین یا دنیا مین آنکھہ سے دیکھہ سکین حقیقت مین ایمان موجود ہے جسکے حد و نہایت نہین اور دریافت اور ادراک سے باہر ہے اور اپنے ملک مین اپنی قدرت وضع ظاہر ہے خلقت اوسکی کنہ معرفت دریافت سے یعنے وہ دیر ہے اور وہ عجائبات دکھا کر راہ نما ہے اور دل اسکو لگانہ پہچانتے ہین اور عقل اسکی کیفیت کو دریافت نہین کرتی اور عاقبت مین لوگ اسکو سر کی آنکھون سے دیکھینگے بدون اسکے کہ اسکی ذات کو دیکھین یا کسے حد اور انجام کو دریافت کرین اور یہہ لفظ کل احکام توحید کو جامع ہے اور جنید رحمة اللہ عنہ کہتے ہے اَشْرَفُ کَلِمَةٍ فِی التَّوْحِیْدِ قَوْلُ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سُبْحَانَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلْ لِخَلْقِہٖ سَبِیْلًا اِلٰی مَعْرِفَتِہٖ اِلَّا بِالْعَجْزِ عَنْ مَعْرِفَتِہٖ یعنے وہ خداوند پاک ہے جسے خلقت کو اپنی معرفت کی طرف راستہ نہین دکھایا بدون اسکے کہ اسکی معرفت سے عاجز ہون اور لوگ اس کلمہ مین غلطی پر ہین اور خیال کرتے ہین کہ معرفت سے عاجز ہونا بے شناسی ہوتی ہے اور یہہ محال ہے اس لئے کہ عاجزی موجود حالت مین صورت پذیر ہوتی ہے اور حالت نیستی مین صورت نہین پاتا جیساکہ مردہ حیاتی سے عاجز نہین ہوتا بلکہ حالت موت مین موت سے عاجز ہوتا ہے بسبب اسکے کہ عجز کا نام اوس کی قوت کو متحالہ

کرتا ہے اور اندھا بصارت سے عاجز نہین ہوتا۔ نابینا ہی بینائی سے عاجز ہوتی ہی اور
لنگڑا کھڑا ہونیسے عاجز نہین ہوتا بلکہ بیٹھنے مین کھڑ ہونیسی عاجز ہوتا ہے جیسا کہ عارف معرفت سے
عاجز نہین ہوتا حالانکہ معرفت موجود ہوتی ہے اور یہہ جب اسکو ضرورت ہوتی ہے پس
ہم قول صدیق رہ پر کہ ابو سہل صعلوکی اور ابو علی دقاق نے کہا ہے کہ معرفت ابتدا مین کسبی ہوتی
ہے اور انتہا مین ضروری ہوتی ہے اور علم ضرورت وہ ہوتا ہے کہ اس علم کا عالم اوسکے وجود
کی حالت مین اوسکے دور کرنے اور کشش سے بیقرار اور عاجز ہو پس اس قول سے توحید بندہ
کے دل مین فعل حق ہوتا ہے۔ پہر شبلی رحمۃ اللہ نے کہا ہے اَلتَّوْحِیْدُ حِجَابُ الْمُوَحِّدِ عَنْ جَمَالِ
الْاَحَدِیَّۃِ یعنے توحید موحد کے لئے جمال احدیت حق سے حجاب ہوتا ہے۔ اسلئے کہ توحید کو
بندہ کا فعل کہتے ہین اور ضرور بندہ کشف حق کی علت نہین ہوتی اور عین کشف مین جو چیز
کشف کی علت نہو حجاب ہوتا ہے اور بندہ مع اپنی کل اوصاف کے غیر ہوتا ہے۔ اسلئے کہ
جب اپنی صفت کو حق سمجھے تو ضرور موصوف صفت کو بہی کہ وہ بندہ ہے حق گنا چاہئے پہر موحد اور
توحید اور احد تینون ایک دوسرے کے وجود کی علت ہوتی ہین اور یہہ بقیہ ثالث ثلثہ نصاریٰ
کا ہوتا ہے اور جو صفت کہ طالب کو توحید مین اپنی فنا سے مانع ہے ابہی اوس صفت مین وہ در پردہ ہے
اور جب تک در پردہ ہے موحد نہین لِاَنَّ مَاسِوَاہُ مِنَ الْمَوْجُوْدَاتِ بَاطِلٌ یعنے اسلئے
کہ موجودات سے جو اسکے ماسوا ہے وہ باطل ہے جب درست ہوا کہ جو چیز بدون حق ہے
سب باطل ہی اور طالب بہی اسکا غیر ہے پس کشف جمال حق مین طالب کی صفت باطل ہوتی
ہے اور یہہ لا الہ الا اللہ کی تفسیر ہے اور حکایتون مین مشہور ہے کہ جب ابراہیم خواص
رحمۃ اللہ کوفہ مین حسین ابن منصور کی زیارت کو گئے تو اونسے کہا یا ابراہیم تونے اپنی عمر کسبات مین
بسر کی ہی اونہون نے جواب دیا کہ مینے اپنے آپ کو توکل مین درست کیا ہے حسین نے
جواب دیا ضَیَّعْتَ عُمْرَکَ فِیْ عُمْرَانِ بَاطِنِکَ فَاَیْنَ اَنْتَ عَنِ الْفَنَاءِ فِی التَّوْحِیْدِ یعنے
تونے اپنی عمر باطن کی آبادی مین خرچ کی ہے پس تیرا توحید مین فنا ہونا کہان ہی اور توحید

کی عبارتوں مین مشایخ کی بہت باتین ہین ایک گروہ نے اسکو بقا کہا ہے کہ بقاے صفت کی سوا توحید درست نہین ہوتا اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ فنا کے سوا توحید کی صفت حاصل نہین ہوتی اور اس کا قیاس جمع اور تفرقہ پر کرنا چاہیے تاکہ معلوم ہو جائے اور مین کہ علی عثمان جلابی رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہون کہتا ہون توحید حق سے بندہ کو اسرار حاصل ہوتے ہین اور عبارت مین ظاہر نہین ہوتے اب چاہیے کہ کوئی اوسکو بیہودہ عبارت سے آراستہ نکرے کہ عبارت اور معبر مین غیریت ہے اور توحید مین غیر کا ثابت کرنا شرک ہوتا ہے پہر توحید کھیل ہو جاتی ہے اور موحد لکّھی ہوتا ہے نہ لاہی توحید کے یہ مسائل ہین اور صاحبان معرفت کے قول اسمین بطریق اختصار بیان ہوے واللہ اعلم بالصواب

تیسرا پردہ بیان ایمان مین کھلتا ہے

خدائے عزوجل نے فرمایا ہے یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ یعنے اے ایمان دار لوگو اللہ اور اسکے رسول کو مانو اور بہی کئی جگہہ فرمایا یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ الخ ایمان وہ ہے کہ تو اللہ تعالے اور اسکے فرشتون اور کتابون پر ایمان لاوے اور ایمان لغت کے رو سے تصدیق ہوتی ہے اور لوگون نے شریعت مین ایمان کا حکم ثابت کرنے کے بارہ مین بہت باتین کی ہین اور انکا اختلاف بیشمار ہے بعض تو سب طاعت علمی اور عملی کو ایمان کہتے ہین اور اسی سبب سے بندہ کو گناہ کے سبب ایمان سے خارج جانتے ہین اور خارجی بہی یہی کہتے ہین اور بندہ کو گناہ کے سبب کافر کہتے ہین اور ایک گروہ ایمان کو قول فرد کہتے ہین اور ایک گروہ صرف معرفت کو ایمان کہتے ہین اور متکلمین سے ایک گروہ تصدیق مطلق کو ایمان کہتا ہے اور مین اس بیان مین علیحدہ کتاب تصنیف کی ہے۔ یہان مراد مشایخ متصوفہ کا اعتقاد ثابت کرنا ہے صوفیون مین ایمان مین دو قسم ہین جیسا کہ فقہ مین دو فریق ہین اور اہل یقین سے ایک گروہ کہتا ہے کہ

قول و تصدیق اور عمل ایمان ہے ۔ جیسا کہ فضیل بن عیاض ۔ اور بشر حافی ۔ خیر النساج سمنون المحب ۔ ابو حمزہ بغدادی ۔ و محمد حریری وغیرہ رضی اللہ عنہم اسی پر ہیں ۔ اور ایک گروہ کہتا ہے کہ ایمان قول اور تصدیق ہے جیسا کہ ابراھیم بن ادھم ۔ ذوالنون مصری ۔ ابو یزید بسطامی ۔ ابو سلیمان دارانی ۔ حارث محاسبی ۔ جنید ۔ سہل بن عبد اللہ تستری ۔ شقیق بلخی ۔ حاتم اصم محمد بن فضل بلخی ۔ رحمہم اللہ وغیرہ پہر ایک اور جماعت فقہا رات سے ۔ جیسا ۔ مالک ۔ شافعی ۔ احمد حنبل وغیرہ رضی اللہ عنہم اسی پہلے قول پر ہیں ۔ پھر ۔ ابو حنیفہ حسن ابن افضل بلخی اور حنیفہ کے اصحاب جیسا محمد بن الحسن ۔ داؤد طائی ۔ ابو یوسف ۔ رحم اللہ علیہ اجمعین اس پہلے قول پر ہیں اور حقیقت میں یہہ اختلاف عبارتی معنی میں نہیں ۔ اب میں ان معنے کا تہوڑا بیان کرتا ہوں تاکہ معلوم ہوجائے انشاء اللہ تعالیٰ اس اختلاف میں کسیکو ایمان میں مخالف الاصل نہ کہنا وباللہ التوفیق فصل اول اہل سنت وجماعت اور اہل تحقیق و معرفت اس بات پر متفق ہیں کہ ایمان اصل و فرع بہی رکہتا ہے ۔ اصل ایمان دل سے تصدیق ہے اور فرع اسکے امر کی رعایت اور عرب کے عرف اور عادت میں ہے کہ ایک چیز کی فرع کو استعارہ کی صورت پر اسکے اصل کے نام سے بولتے ہیں جیسا کہ آفتاب کے نور کو سب لغات میں آفتاب کہتے ہیں ۔ اور انہی معنوں سے وہ لوگ طاعت کو ایمان کہتے ہیں اوس ذات پاک کے فضل سے بندہ بدون اسکے عذاب سے بےغم نہیں ہو سکتا ۔ اور صرف تصدیق مقتضی امن نہیں جب تک حکم بجا نہ لاوے پس جسکی طاعت زیادہ ہوگی عذاب سے اسکو زیادہ امن ہوگا چونکہ طاعت امن کی علت ہے اس حال میں کہ تصدیق اور قول بہی ہو اسکو خاص ایمان کہتے ہیں ۔ پہر اور گروہ نے کہا ہے کہ امن کی علت معرفت ہے نہ طاعت گو طاعت حاصل ہو جب معرفت موجود نہو گی تو طاعت سے فائدہ نہیں اور جب معرفت موجود ہو گو طاعت نہو بندہ نجات پائیگا گو اسکا حکم ارادہ الٰہی میں ہوتا ہے ۔ کہ خداوند تعالیٰ فضل ذات سے معاف فرمائیگا یا

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بخشیگا یا اوسکے گناہ کے اندازہ پر اسکو عذاب کریگا پھر دوزخ سے نکالکر بہشت عطا فرمائیگا پس جب صاحبان معرفت اگرچہ گناہگار ہوں معرفت کے سبب ہمیشہ دوزخ میں نہ رہینگے اور صاحبان عمل صرف عمل بے معرفت سے بہشت میں نہ جائینگے پس معلوم ہوا کہ یہاں طاعت علت امن نہیں ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَنْ یُّنْجِیَ اَحَدَ کُمْ بِعَمَلِهٖ قِیْلَ وَلَا اَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ ۔ یعنے تم سے کوئی شخص عمل کے سبب رہائی نپائیگا لوگوں نے پوچھا کہ آپ بھی یارسول آپ نے فرمایا میں بھی رہائی نپاؤنگا جب خداوند تعالے اپنی رحمت سے مجھے معاف فرمادے نہیں تو میری بھی رہائی نہیں ۔ پس تحقیق اور حقیقت کے رو سے بلا اختلاف امت ایمان معرفت ہے اور اقرار پذیرائی عمل ہے ۔ جو شخص حق تعالے کو پہچانیگا کسی وصف سے پہچانیگا اور اسکے اوصاف کی خوبی تین قسم پر ہے بعض تو جمال سے تعلق رکھتے ہیں اور بعض جلال سے اور بعض کمال سے پس خلقت کو اسکے کمال کیطرف راہ نہیں بدُن آسکے کہ اُسکو کمال سے ثابت کریں ۔ اور نقص اوس سے دور کریں ۔ باقی بیان جلال اور جمال رہا جس کا معشوق جمال حق ہو معرفت میں وہ ہمیشہ رویت کا مشتاق رہتا ہے ۔ اور جسکا معشوق جلال حق ہو وہ ہمیشہ اپنے اوصاف سے نفرت کرتا ہے اور اسکا دل ہیبت کے مقام میں ہوتا ہے پس شوق تاثیر محبت کا نام ہے اور ویسا ہی اوصاف بشریت سے نفرت کرنا ہے اسلئے کہ کشف حجاب اوصفت بشریت عین محبت کے سوا نہیں پس ایمان اور معرفت محبت ہے ۔ اور محبت کی علامت طاعت ہے اسلئے کہ جب دل دوستی کا مقام ہو اور آنکھیں دیکھنے کا مقام ہو اور جان جائے عبرت اور دل جائے مشاہدہ پس تن تارک امر ہونا چاہئیے اور جو اسکے سوا کچھ اور کہے وہ تارک امر ہے اور اسکو معرفت کی خبر نہیں ہوتی اور اس زمانہ میں یہہ فساد صوفیوں کے درمیان ظاہر ہوا ہے کہ ملحدوں کے ایک گروہ نے انکا جمال دیکھا اور انکا قدر اور رتبہ معلوم کیا تو آپ بھی انکی صورت اختیار کی اور کہا کہ یہہ اس وقت تک رائج ہے کہ تو نے

نہین پہچانا جب تو نے جان لیا تو طاعت کی تکلیف تن سے اوٹھ گئی لیکن یہہ خطا ہے مین کہتا ہون کہ جب تو نے حق تعالے کو پہچانا تو دل جائے شوق ہوا اور حکم کی تعظیم زیادہ ہوئی - اور ہم روا رکہتے ہین کہ مطیع اس درجہ پر پہونچ جائے کہ طاعت کا رنج اوس سے اٹھالین اور طاعت گذارنے مین اوسکو زیادہ توفیق دین تا جو طاعت خلقت تکلیف جانکر کرتی ہے وہ تکلیف نہ جانے اور یہہ بات تب حاصل ہوتی ہے جب شوق تلملاہٹ اور گھبراہٹ اور جان کہی کرنیوالا ہو - پہر ایک گروہ ایمان سب حق سے کہتی ہین اور ایک گروہ بندہ سے اور یہہ اختلاف خلقت مین عام ہے ہوا خاصکر ماورالنہر مین پس جو سب حق سے کہتے ہین وہ محض خبر ہے کیسی بندہ امین مضطر جاہے اور جو سب انہی سے کہتے ہین وہ محض قدر ہے کیونکہ جب تک حق تعالے معلوم نکرلے بندہ اسکو نہین جانتا اور توحید کا طریق جبر سے کم اور قدر سے زیادہ ہے اور حقیقت مین خداوند تعالے کی ہدایت سے بندہ کا فعل ہے کیونکہ جسکو اللہ تعالے گمراہ کرے وہ راہ نہین جانتا اور جسکو راہ دکہائے وہ گم نہین ہوتا جیساکہ حق عزوجل نے فرمایا ہے فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَهْدِيَهٗ يَشْرَحْ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ اَنْ يُضِلَّهٗ يَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا یعنے جس شخص کو اللہ تعالے ہدایت کرنا چاہتا ہے اسکا سینہ اسلام کے واسطے کہولدیتا ہے اور جسکا گمراہ رکہنا چاہتا ہے اسکا سینہ حرج سے تنگ کرتا ہے اس اصل پر چاہیئے کہ کرنا ہدایت حق ہو اور ہونا بندہ کا فعل ہو پس ہونیکی علامت دل پر اعتقاد توحید کا ہونا ہے اور آنکھون پر منہیات سے بچنا اور علامات اور نشان سے عبرت پانا اور کانون پر اسکے کلام کا سننا اور معدہ پر اسکا حرام سے خالی رکہنا اور زبان پر سچا بولنا اور تن پر منہیات سے پرہیز کرنا تاکہ معنے اور دعوے موافق ہوجاوین اور اسی سبب سے اوس گروہ نے معرفت ایمان مین کمی بیشی روا رکہی ہے اور سب کا اسبات پر اتفاق ہے کہ معرفت ایمان مین کمی بیشی روا نہین کیونکہ اگر معرفت مین زیادت اور نقصان ہوتا تو معرفت بہی کم و بیش ہوتا جب معروف پر زیادت اور نقصان روا نہین تو معرفت بہی روا نہین کیونکہ ناقص معرفت نہین ہوتی پس چاہیئے کہ فرع اور عمل مین زیادت اور

نقصان نہوا اور طاعت پر بالاتفاق زیادت اور نقصان روا ہوتا ہے اور حشویون کو جو فریقین سے نسبت کرتے ہین یہہ مسئلہ انکے دلپر سخت آتا ہے کیونکہ حشویون کا ایک گروہ طاعت کو ایمان سے کہتے ہین پھر ایک گروہ ایمان صرف قول کو کہتے ہین اور یہہ دونو ں انصاف کی باتین ہین غرض کہ ایمان حقیقت مین وہ ہے کہ بندہ کے کل اوصاف حق تعالے کی طلب مین مستغرق ہون اور سب ایمانداروں کو اسپر اتفاق کرنا چاہیے کیونکہ سلطان معرفت کا غلبہ منکر اوصاف کو مغلوب کر دیتا ہے اور جہان ایمان ہو انکار کا اسباب اوس سے دور ہوتا ہے جیسا کہا گیا ہے اِذَا طَلَعَ الصَّبَاحُ عُطِّلَ الْمِصْبَاحُ یعنے جب پوہ پھٹی تو چراغ کا جمال ناچیز ہوا اور انکو دلیل اور برہان سے بیان کیا جیسا کہ اوس نمونہ پر توفیق یافتہ نے کہاہے کہ روشن دن کیلیے دلیل نہ چاہیئے اور خداوند عزوجل نے فرمایا ہے اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا ایت یعنے جب بادشاہ کسی بستی مین داخل ہوے اوسکو تباہ کیا جب معرفت کی حقیقت عارف کے دل پر حاصل ہوتی ہے تو ظن اور شک اور انکار کا اختیار جاتا رہتا ہے اور معرفت کا بادشاہ اوسکو ہوا اور حواس کو اپنی تسخیر مین لاتا ہے تا جو کچھہ کہے یا دیکہے یا کرے سب دایرہ امر مین ہو مینے سنا ہے کہ لوگون نے ابرہیم خواص سے پوچھا کہ حقیقت ایمان کیا ہے اونے کہا کہ اب مین اسکا جواب نہین رکھتا اس لیے کہ جو کچھہ مین کہون صرف کہنا ہوتا ہے اور مجھے چاہیے کہ معاملے سے جواب دون لیکن مین مکہ مشرفہ کو جانے کا ارادہ رکھتا ہون تو بہی اسی ارادہ پر اس راستہ مین میرے ساتھہ چل تا کہ تو اپنے مسئلہ کا جواب پائے اونے کہا مینے ویسا ہی کیا جب مین اوسکے ساتھہ جنگل مین گیا ہر روز دو روٹی اور دو پیالہ پانی غیب سے آتے ایک میرے آگے رکھہ دیتا اور ایک آپ اٹھا لیتا تا ایک روز جنگل ایک بوڑہا سوار آرہا تہا جب اس نے اسکو دیکہا تو گھوڑے سے اترا ایک دوسرے کو انہون نے پوچھا اور کچھہ دیر باتین کہین وہ بوڑہا گھوڑے پر سوار ہوکر واپس ہوا مین نے کہا کہ اے شیخ فرمائیے

وہ بوڑھا کون ہے اوس نے کہا کہ وہ تیرے سوال کا جواب تہا مین نے کہا
کس طرح اوس کہا وہ خضر علیہ السلام تہا اس نے مجھہ سے صحبت طلب کی مگر مین نے
منظور نہ کیا مین نے پوچھا کہ کیون اوس نے کہا کہ مین ڈرا کہ اسکی
صحبت مین غیر اللہ پر بہروسہ کرون اور میری توکل تباہ ہوجائے اور ایمان کی حقیقت توکل
کی حفاظت ہے جیسا کہ خداوند عزوجل نے فرمایا وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْنَ یعنے
اللہ تعالےٰ پر توکل کرو اگر تم ایماندار ہو۔ او محمد بن خفیف رضی اللہ عنہ نے کہا ہے الْاِيْمَانُ تَصْدِيْقُ
الْقَلْبِ بِمَا اَعْلَمَهُ الْقُلُوْبُ یعنے ایمان کیا ہے جو کچھہ غیب سے اوسکے دل پر مکاشفہ ہو اوسپر یقین رکہنا
اسلئے ایمان غیب پر ہے کہ خداوند تعالےٰ سر کی انکہون سے غائیب ہے جب تک بعض مین
تقویت نہو بندہ کا یقین ظاہر نہین ہوتا اور وہ خداوند عزوجل کے معلوم کرانیسے ہوتا ہے
جب شناخت کرنیوالا اور معلوم کرانیوالا عارفون اور عالمون کا خداوند تعالےٰ ہے جس نے انکے
دلمین معرفت اور علم کو پیدا کیا تو علم اور معرفت اونکی کسب کے حوالہ نہ رہا پس جو شخص لکو خداوند تعالےٰ
کی معرفت سے یقین دیتا ہے وہ مومن واصل باللہ ہوتا ہے اوس سبب سے کہ مین نے اس کو اور جگہہ
بہت بیان کیا ہے یہان اسی قدر پر کفائت کی ہے تاکہ کتاب بڑی نہو جائے اور اہل بصیرت
کیلئے اسیقدر کافی ہے اب مین معاملت کے اسرار بیان کرتا ہون اور اسکے پردے کہولتا
ہون انشاء اللہ عزوجل وباللّٰه التوفیق۔

چوتھا پردہ نجاست سے پاک ہونےمین کھلتا ہے

اور ایمان کے بعد بندہ پر پہلا فرض نماز ادا کرنیکو طہارت ہے اور وہ بدن کو نجاست اور
خباثت سے پاک کرنا ہے مطابق حکم شریعت تین جورون کا دہونا اور سر پر مسح کرنا
اور پانی نہ ہونے یا بیماری کی سختی کے سبب تیمم کرنا اور اسکے حکم خود سب کو معلوم ہین۔ جاننا
چاہیئے کہ طہارت دو طرح پر ہوتی ہے ایک باطن کا پاک کرنا دوسرا ظاہر بدن کا پاک کرنا جیسا کہ بدون
طہارت بدن کے نماز درست نہین بدون طہارت دل کے معرفت درست نہین پس بدن کی طہارت

کیواسطے مطلق پانی چاہیے مگر مستعمل اور مقید پانی نچاہیے اور دلکی طہارت کیواسطے صرف توحید کا پانی چاہیے جسمین اعتقاد آمیختہ اور مشوش نہو پس گروہ صوفیہ ظاہر مین ہمیشہ باطہارت رہتے ہین اور باطن سے با توحید - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک اصحاب کو فرمایا دُمْ عَلَی الْوُضُوْءِ یُحِبُّكَ حَافِظُكَ یعنے ہمیشہ باوضو رہو تیرا حافظ تجھے دوست رکھیگا - اور خداوند عزوجل نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ یعنے اللہ تعالی توبہ کرنیوالونکو دوست رکھتا ہے اور پاک ہونے والون کو دوست رکھتا ہے - پس جو شخص ظاہر مین ہمیشہ باطہارت رہے فرشتے اسکو دوست رکھتے ہین اور جو شخص باطن سے توحید قایم ہو اسکو اللہ تعالے دوست رکہتا ہے - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ یہی دعا کیا کہتے تہے اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ یعنے بار خدایا میرا دل نفاق سے پاک کر حالانکہ حضرت کے دلمین کسی حال مین نفاق کا ہونا صورت پذیر نہین لیکن کرامات کا دیکھنا خود اثبات غیر معلوم ہوتا ہے اور اثبات غیر توحید کے مقام مین نفاق ہے گو ایک ذرہ کرامت کو مشائخ نے مریدون کی آنکھون مین سرمہ بنایا ہے آخر کمال کے محل مین وہ بزرگ پردہ قایم ہوا ہے اسلئے کہ جو غیر ہو اور اسکا دیکھنا آفت ہوتا ہے اس سبب سے بویزید نے کہا ہے نِفَاقُ الْعَارِفِیْنَ اَفْضَلُ مِنْ اِخْلَاصِ الْمُرِیْدِیْنَ یعنے کاملون کا نفاق طالبون کے اخلاص سے اچھا ہے یعنے جو مرید کیواسطے تمام ہوتا ہے وہ کامل کیلئے حجاب ہوتا ہے مرید کی توجہ اس پر ہوتی ہے کہ کرامت پاوے اور کامل کی توجہ اسپر ہے کہ کرامت دینے والے کو پاوے - غرضیکہ کرامات کا ثابت کرنا اہل حق کیلئے نفاق معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ وہ غیر کا دیکھنا ہے ایسا ہی جسکو دوستان خدا نے آفت جانتے ہین اوسمین سب گنہگار خلاصی سمجھتے ہین اور گناہگارونکی آفت سب گمراہی ہوگی مگر اسی سے نجات ہوتی ہے کہ اگر کافر جانتے ہم کہ ہمارے گناہ خداوند تعالے کو پسند نہین جیسا کہ گناہ گار جانتے ہین تو سب کفر سے نجات پاتے اور اگر گناہگار یہ جانتے کہ تمام سب کاروبار محل علت ہین جیسا کہ دوست جانتے ہین تو سب گناہ سے نجات پاتے اور سب آفتون سے پاک ہو جاتے پس چاہیے کہ ظاہری طہارت باطنی طہارت کے موافق ہو یعنے جب ہاتھ دہووے تو چاہیے کہ دل کو دنیا کی دوستی

دہووے اور جب استنجا کرے تو چاہیکہ جیسا کہ نجاست ظاہر سے نجات چاہتا ہے ویسا ہی دل
مین غیر کی دوستی سے نجات چاہے جب منہ مین پانی کرے چاہیکہ منہ کو ذکر غیر سے پاک کرے
اور جب ناک مین پانی ڈالے چاہیکہ خواہشون کو اپنی پر حرام کرے اور جب منہ دہووے چاہیکہ تمام
پیاری چیزون سے منہ پھیرے اور حق کیطرف توجہ کرے اور جب ہاتھ دہووے چاہیکہ اپنی
نصیبون سے علیحدہ ہوجائے اور جب سر کا مسح کرے چاہیکہ اپنے کام خداوند تعالے کے حوالے
کرے اور جب پاؤن دہووے چاہیکہ ناموافق فرمان خداوند تعالے پر قائم ہونیکی نیت نکرے
تب دو طہارت اسکو حاصل ہون کیونکہ سب شرعی امر باطن سے ملے ہوے ہین جیسا کہ
قول زبان ظاہر بتصدیق دل سے ملا ہوا ہے اور نیت کی حقیقت دل مین اور حکم طاعت
اور شریعت کے تن پر پس دلکے طہارت کا طریق دنیا کی آفت مین تدبر اور تفکر ہوتا ہے
اور اس بات کا دیکھنا کہ دنیا بیوفا مکان اور محل فنا ہے اس سے دلکو خالی کرے اور
یہہ نہت مجاہدہ کے سوا حاصل نہین ہوتا اور مجاہدہ کا بہاری کام اداب ظاہر کی
حفاظت ہے اور ہر حالی مین اسپر التزام اور ابراھیم خواص سے روایت ہے
کہ اسنے کہا کہ مین خداوند تعالے سے دنیا مین ابدی عمر چاہتا ہون تا کہ سب خلقت
دنیا کی نعمت مین مشغول ہو اور حق تعالے کو بہولین اور مین دنیا کی بلا مین اداب شریعت
کے حفاظت پر قائم ہوجاؤن اور حق کو یاد کرون اور کہتے ہین کہ ابو طاہر حرمی
چالیس سال مکہ شریفہ مین رہے اور مکہ شریفہ مین طہارت نکی اور جب طہارت کیواسطے
حرم کی حد سے باہر جاتے کہتے جس زمین کو اللہ تعالے نے اپنی طرف نسبت کیا ہے مین مستعمل
پانی اسمین ڈالنا مکروہ جانتا ہون اور ابراھیم خواص سے روایت کرتے ہین کہ رے
کی جامع مسجد مین اسہال سے بیمار تہے ایک رات دن مین ساٹھ مرتبہ غسل کرتے آخر وہ پانی
مین فوت ہوے اور ابو علی رودباری رحمۃ اللہ علیہ کچھہ اس بلا مین مبتلا تہے کہ طہارت
مین انکو وسواس تہا اس نے کہا کہ ایکروز مین صبح کے وقت دریا مین گیا اور آفتاب نکلنے تک

مین پانی مین رہا اس وقت مین آزردہ دل ہوا مینے عرض کی بار خدایا العافیۃ العافیۃ ہاتف نے دریا سے آواز دی کہ العافیۃ فی العلم اور سفیان ثوری سے روایت ہے کہ مینے ایک نماز کیواسطے ساٹھ بار طہارت کی اوس بیماری مین جسمین روز مرگ آگیا اور کہا کہ بار خدایا مین حکم موت آنے کے وقت باطہارت ہوون کہتے ہین کہ شبلی ایکروز مسجد مین جانیکے لئے طہارت کی ہاتف نے آواز دی کہ تو نے ظاہر کو دھویا باطن کی صفائی کہان ہے واپس ہوا اور سب ملک اور جائداد خرچ کی ایک سال صرف وہ کپڑا جسے پہنکر نماز روا ہو پہنا پہر جنید رح کے پاس آیا جنید رح نے کہا کہ اے ابابکر جو طہارت تو نے کی وہ بہت فائدہ مند تہی اللہ تعالے تمکو ہمیشہ باطہارت رکہے شبلی رح اوسکے بعد تا وقتیکہ دنیا سے کوچ نہ کیا کبھی بے طہارت نہ رہے جب قریب المرگ ہوئے انکے طہارت مین نقصان آیا ایک مرید کو اشارہ کیا کہ مجہے طہارت دو مرید نے طہارت دی لیکن داڑہی کا خلال کرنا بہول گیا اسوقت کلام کرنیکی تو طاقت نہ تہی تب مرید کا ہاتھ پکڑا اور داڑہی کی طرف اشارہ کیا اور اوسنے خلال کیا۔ یہہ بھی ان سے روایت ہے کہ انہون نے کہا کہ مینے کبھی کسی وقت طہارت کی ترک نکی مگر میرے باطن مین نصحت سوجہی۔ اور ابو یزید رح سے روائیت ہے کہ جب میرے دلمین دنیا کا اندیشہ گذرتا ہے تو عین مین طہارت کرتا ہون اور جب عاقبت کا اندیشہ دلپر آوے تو غسل کرتا ہون اسلئے کہ دنیا محدث ہے اور اسکا اندیشہ طہارت کا نقصان کرتا ہے اور عاقبت غیب اور آرام کا مقام ہے اوسکا اندیشہ جنابت کا باعث ہوتا ہے پس حدث سے طہارت واجب ہوتی ہے اور جنابت سے غسل اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے روائیت ہے کہ ایکدن اوسنے طہارت کی جب مسجد کے دروازہ پر آیا تو اوسکو آواز آئی کہ ای ابابکر تو وہ طہارت رکہتا ہے جو ہمارے گہر مین گستاخ ہوکر آتا ہے یہہ سنکر واپس ہوا آواز آئی کہ ہماری درگاہ سے واپس جاتا ہے کہان جائیگا تب اوسنے نعرہ مارا آواز آئی کہ ہم پر طعنہ مارتا ہے وہین چپ چاپ کہڑا ہوا آواز آئی کہ ہمیر تحمل بلا کا دعوی کرتا ہے شبلی نے کہا کہ المستغاث منک

اِلَیْكَ یعنے تیرے ہاتھہ سے تیرے ہی آگے فریاد ہے۔ مشائخ صوفیہ کے تحقیق طہارت مین بہت سی باتین ہین اور مریدون کو ہمیشہ ظاہر اور باطنی طہارت رکہنے کا حکم دیتے رہے اور درگاہ حق مین جانے کے ارادہ پر جب کوئی ظاہرا قصد کرے تو چاہیے کہ طہارت ظاہری اختیار کرے اور جب باطن مین قریب ہونے کا قصد کرے تو چاہیکہ باطنی طہارت کرے ظاہری طہارت پانی سے ہوتی ہے اور باطنی طہارت توبہ اور درگاہ آلہی مین رجوع کرنیسے اب مین توبہ اور اسکے لوازمات کا بیان کرتا ہون یا تجہے اسکی حقیقت معلوم ہوجائے انشاء اللہ تعالے۔

توبہ اور اوسکے متعلقات کا باب

جاننا چاہیکہ راہروان طریق حق کا پہلا مقام توبہ ہے جیسا کہ طالبان خدمت کا پہلا درجہ طہارت ہوتی ہے اسے سبب خداوند عز اسمہ نے فرمایا ہے۔ یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا یعنے اے وہ لوگ جو ایمان لائے ہو توبہ کرو جناب اللہ تعالے مین توبہ خالص اور یہہ بہی فرمایا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنے اے مومنو سب اللہ تعالے کی طرف توبہ کرو شاید تم نجات پاؤ۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ شَابٍّ تَائِبٍ یعنے جوان تائب سے اور کوئی چیز جناب ربانی مین زیادہ پسند نہین اور یہہ بہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ یعنی گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے جیسا کہ اوسنے کوئی گناہ نہین کیا۔ پہر حضرت نے فرمایا اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا لَمْ یَضُرَّہٗ ذَنْبٌ یعنے جب اللہ تعالی بندہ دوست رکہتا ہے تو گناہ اسکو ضرر نہین دیتا۔ پہر حضرت نے پڑہا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَہِّرِیْنَ یعنے تحقیق اللہ تعالے توبہ کرنیوالون کو دوست رکہتا ہے اور پاک ہونیوالونکو دوست رکہتا ہے لوگون نے پوچہا کہ توبہ کی علامت کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ نادم ہونا لیکن یہہ جو فرمایا گناہ دوستون کا نقصان نہین کرتا یعنے بندہ گناہ سے کافر نہین ہوتا اور اسکے ایمان مین خلل نہین آتا جب گناہ سے سرمایہ کا نقصان نہین تو اوس گناہ کا نقصان کہ جس کا

اخیر نجات ہو کچھ نقصان نہین جان لو کہ توبہ لغت مین رجوع کے معنے دیتا ہے جیسا کہ کہتے
ہین تاب ای رجع پس خداوند تعالے کی نہی کی ہوئی بات سے توبہ کرنا بسبب اسکے
کہ امر خداوندی مین قصور کرنے سے خوف کرتا ہے اصل توبہ ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اَلنَّدَمُ تَوْبَۃٌ یعنے گناہ پر نادم ہونا توبہ ہے اور یہہ ایسا قول ہے کہ اسمین سبب
توبہ کی شرطین امانت ہین اسلیئے کہ توبہ کی شرط مخالفت پر تاسف ہے دوسرا ترک کی حالت
مین ذلت ہونا تیسرا ارادہ کرنا کہ پھر ایسا نکریگا اور یہہ تینون شرائط ندامت مین پائی جاتی
ہین کیونکہ جب دلمین ندامت حاصل ہوتی ہیہ دوسری دو شرطین اسکے تابع ہونگی اور ندامت
کے تین سبب ہوتے ہین جیسا کہ توبہ کی تین شرطین ہین ایک یہہ کہ جب عذاب کا خوف
دل پر غالب ہوتا ہے اور برے عملون کا غم دلپر صورت پذیر ہوتا ہے تو ندامت
حاصل ہوتی ہی دوسرا جب نعمت کا ارادہ اوسکے دلپر غالب ہوتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے
کہ برے کام اور بے فرمانی سے یہہ حاصل نہین ہوتی تو پھر پریشان ہی تیسرا شرم جناب
ربانی سی اوسکی شاہد ہوتی ہے اور مخالفت سے پشیمان ہوتا ہے پس ایک ان تینون
سے تائب ہوتا ہے دوسرا منیب اور تیسرا اواب اور توبہ کے بھی تین مقام ہین ایک
توبہ دوسرا عاجزی تیسرا اوبت پس توبہ تو خوف عذاب کے سبب ہوتی ہے اور
انابت طلب ثواب کو اور اوبت رعائت فرمان کیواسطے اسلیئے کہ توبہ عام مومنون کا
مقام ہے اور وہ گناہ کبیرہ سے ہوتا ہے جیسا کہ خداوند عزوجل نے فرمایا ہے یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا یعنے اے ایماندار لوگون اللہ کی طرف توبہ خالص کرو
اور انابت اولیاون اور مقربون کا مقام ہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے مَنْ خَشِیَ
الرَّحْمٰنَ بِالْغَیْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِیْبٍ یعنے جو شخص اللہ تعالے سے ڈرا اور عاجزی سی
آیا وہ بہشت مین باسلامت داخل ہوجاویگا اور اوبت انبیا اور مرسلون کا مقام ہی
جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ یعنے بہت اچھا بندہ رجوع کرنیوالا ہے

پس توبہ کبیرہ گناہون سی باز آنا ہے اور طاعت کیطرف رجوع کرنا ہے اور انابت صغیرہ گناہون
سے محبت کیطرف باز آنا اور اوبت انابت سی خداوند عز وجل کیطرف رجوع کرنا ہے اب فرق
ہے کہ ایک شخص خواہش سی امرون کی طرف رجوع کرے اور دوسرا قصور اور اندلیشہ فاسد
سے باز آوے اور تیسرا اپنے آپ سے حق تعالی کیطرف رجوع کرے اور اصل توبہ ممنوعات
حق تعالے سے ہوتی ہے اور غفلت سی دل کا بیدار ہونا اور غیبت عالی کا دیکھنا اور جب بندہ
اپنی بُرے حال اور بُری فعلون مین تفکر کرے اور اسسے نجات چاہے تو اللہ تعالے توبہ کے
اسباب اسپر آسان کردیتا ہے اور اسکو اسکے گناہون کی شامت سے رہائی دیتا ہے
اور اسکو طاعت کی شیرینی مین پہونچاتا ہے اور اہل سنت وجماعت اور سب مشایخ کے
نزدیک جائز ہے کہ کوئی ایک گناہ سے توبہ کرے اور گناہ کرتا ہے تو خداوند عز وجل اوسکو
اوس ایک گناہ سے باز رہنے کا ثواب دے اور ممکن ہی کہ اسکی برکت سے اور گناہون
سے بھی بچ رہے جیسا کہ ایک شخص شراب خور اور زانی ہو تو وہ زنا سے توبہ کرے اور
شراب پینے سے باز نہ آوے تو اوسکی ایک گناہ سے توبہ درست ہو باوجودیکہ دوسرے
گناہ کا مرتکب ہی۔ اور معتزلون کا ایک گروہ جو بہشمیہ کہلاتے ہین کہ توبہ کا نام درست نہین آتا
مگر اوس شخص پر جو سب گناہون سی پرہیز کرے اور یہہ بات محال ہے اسلئے کہ سب گناہون پر جو بندہ
کرتا ہے اسکو اسکے عوض عذاب ہوگا جب بندہ گناہون سی ایک قسم کی ترک کرے اوس ایک
قسم کے عذاب سے بیغم ہوتا ہی تو ضرور اس سی تائب ہوتا ہے اور یہہ بھی ہی کہ جب کوئی شخص بعض فرض
ادا کرے اور بعض سے ترک کرے تو ضرور رجو کرتا ہے اوس کا ثواب ہوتا ہے یا
جیسا کہ دوسرے کے ترک سے عذاب اور اگر کسیکو گناہ کا آلہ موجود نہو اور نہ اسکا اسباب
مہیا ہو پھر اوس سے توبہ کرے تو تائب ہوتا ہے۔ اسلئے کہ توبہ کا ایک رکن ندامت ہوتی
ہے اوسکو اس گذشتہ پر ندامت ہوتی ہے اور اوس وقت وہ اس جنس کے فعل سی
روگردان ہی اور ارادہ کرتا ہے کہ اگر وہ آلہ موجود ہو اور سامان تیار ہون تو مین کبھی

اوس گناہ کیطرف نجاؤنگا اور توبہ کے وصف مین اور صحت مین مشایخ مختلف ہین اور سہل
بن عبد اللہ رحمتہ اللہ علیہ اور ایک اور جماعت کہتے ہین کہ اَلتَّوبَۃُ اَن لَّا تَنسیٰ ذَنبَکَ یعنے
توبہ وہ ہوتی ہے کہ تو اپنے گناہ کئے کو نہ بہولے اور ہمیشہ اوس سے پریشان رہے حتیٰ کہ اگر
تیرے عمل بہت ہین اوسمین مغرور نہووے اسلئے کہ بُری کام پر حسرت کرنا اعمال صالح پر مقدم
ہوتا ہے اور جو شخص گناہ نہین بہولتا وہ کبہی غرہ نہین ہوتا - پہر جنید رحمتہ اللہ علیہ اور ایک
جماعت ایسے ہین کہ اَلتَّوبَۃُ اَن تَنسیٰ ذَنبَکَ یعنے توبہ وہ ہے کہ تو گناہ کو بہول جائے اسلئے تائب
محب ہوتا ہے اور محب مشاہدہ مین ہوتا ہے اور مشاہدہ کی حالت مین گناہ کا ذکر بُرا ہوتا ہے
پہر کچہہ عرصہ وفا مین ذکر بُرائی مین وفا سے حجاب ہوتا ہے اور اس خلاف کا رجوع مجاہدہ اور مشاہدہ
کے اختلاف مین بندہ ہے اور اسکا ذکر سہلیون کے مذہب مین ڈہونڈنا چاہئے - جو تائب کو
بذات خود قائم کہتا ہے اوسکے گناہ کے فراموش ہونیکو غفلت جانتا ہے - اور جو تائب کو قائم
بحق کہتا ہے اوسکو گناہ کا ذکر شرک معلوم ہوتا ہے - غرض کہ اگر تائب باقی الصفتہ ہو اوسکو
عقدہ اسرار حل نہین ہوتا اور جب فانی الصفتہ ہو تو صفت کا ذکر اوسکو درست نہین آتا
موسیٰ علیہ السلام نے کہا تُبتُ اِلَیکَ یعنی مین تیری طرف توبہ کی ہے یہہ قول بقاء صفت کی حالت
مین کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا لَا اُحصِی ثَنَاءً عَلَیکَ - یعنے تیری صفت شمار نہین ہو سکتی یہ فناء صفت
کیحالت مین کہا غرض کہ قربت کے مقام مین وحشت کا ذکر وحشت ہوتا ہے - اور تائب کو چاہئے کہ اپنے آپ یاد نکرے تو اسکو اپنے گناہ
کسطرح یاد آئین حقیقت مین اپنے گناہ کو یاد کرنا گناہ ہوتا ہے اسلئے کہ یہہ مقام روگردانی کا ہے جیسا کہ گناہ روگردانی کا مقام ہے
اور اسکے غیر کا ذکر بہی ایسا ہے جیسا کہ جرم کا ذکر جرم ہوتا ہے اوس گناہ کا بہولدینا بہی جرم ہوتا ہے اسلئے
کہ ذکر اور فراموشی کا تعلق توبہ سے ہے - اور جنید نے کہا ہے مینے بہت کتابین پڑہی ہین
کسی چیز سے مجہے اتنا فائدہ نہین ہوا جس قدر اس بیت سے - شعر اِذَا قُلتُ مَا اَذنَبتُ
قَالَت مُجِیبَۃً حَیَوَانُکَ ذَنبٌ لَا یُقَاسُ بِہٖ ذَنبٌ - جب مین نے کہا مینے گناہ نہین کیا
تو جواب مین کہا کہ تیری حیاتی ایسا گناہ ہے جس پر اور گناہ قیاس نہین جب دوست کا وجود

دوست کے حضور مین گناہ ہو تو اوسکی وصف کی کیا قدر ہوتی ہی۔ غرض کہ توبہ تائید ربانی ہوتی ہی اور گناہ فعل جسمانی جب دل پر ندامت ہو تو ظاہر ہی کوئی آلہ نہین جو دل کی ندامت کو دور کرے۔ اور جب ابتداے فعل مین اوسکی ندامت توبہ کو روک نہین کرتی تو انتہا مین کیونکر روک ہوگی نہ اوسکا فعل توبہ کا نگہبان ہوتا ہے اور خداوند عزوجل نے فرمایا فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔ یعنے پھر توبہ کی آدم نے اوسپر تحقیق وہ توبہ قبول کرنیوالا اور مہربان ہے۔ اور نص کتاب مین اسکی بہت نظیرین ہین یہانتک کہ اونکے مشہور ہونے کے باعث ثابت کرنیکی ضرورت نہین۔ توبہ تین طرح پر ہوتی ہی ایک خطا سے صواب کی طرف دوسرا صواب سے صواب کی طرف تیسرے اپنی ہستی سی حق تعالی کی طرف جو خطا سے صواب کی طرف ہے وہ ہے کہ خداوند عزوجل نے فرمایا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ یعنے اور وہ لوگ جنہون نے جب بے شرمی کی بات کی یا اپنی نفسون پر ظلم کیا یعنے گناہ کیا پھر انہون نے اپنی گناہون کی معافی چاہی۔ اور صواب سے صواب کیطرف وہ توبہ ہے جو موسی علیہ السلام نے کہا تُبْتُ اِلَيْكَ یعنے مین نے تیری طرف رجوع کیا۔ اور اپنی ہستی سے حق تعالی کیطرف وہ توبہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّهُ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ وَاِنِّيْ كُنْتُ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً یعنے تحقیق میرے دلپر میل آجاتا ہے اور تحقیق مین اللہ تعالے سے ہر روز ستر مرتبہ معافی چاہتا ہون۔ گناہ اور خطا کا اختیار کرنا نازیبا اور برا ہی۔ اور خطا سے صواب کیطرف رجوع کرنا خوب اور بہتر ہے اور یہہ عام توبہ ہے اور اس کا حکم ظاہر ہے۔ اور زیادہ صواب حاصل کرنیکو صواب مین قرار پانا وقفہ اور حجاب ہے۔ اور صواب سے صواب کی طرف رجوع کرنا جیسا کہ اہل ہمت نے پسند کیا ہے یہہ خاص توبہ ہے اور یہہ امر محال ہے کہ خاص آدمی گناہ سی توبہ کرین کیا تونے نہین دیکھا کہ سب جہان رویت حق کے حسرت مین ہی اور موسی علیہ السلام نے اوس سے توبہ کی ہی اسلیے کہ انہون نے اپنے اختیار سے رویت چاہی اور دوستی مین اختیار آفت

ہی اور اسکی آفت اختیار ترک کرنے نے خلقت کو ترک رویت کے دکہائی - اور اپنی ہستی ہی حق کیطرف رجوع کرنا محبت کا درجہ ہی جیسا کہ اونچی مقام کی آفت کے باعث اونچی مقام مین کھڑا ہونیسی توبہ کرتا ہی - جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات ہردم ترقی پر تہی جب زیادہ بلند مقام پر پہونچے تو اس سے نیچے کے مقام سے استغفار کرتے تہے اور اس مقام کے دیکہنے سے توبہ بجا لاتے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بالصواب -

پہلی فصل - جاننا چاہیئے کہ جب بندہ ٹہیک ارادہ کرے کہ پہر گناہ کیطرف رجوع نکریگا تو اسکے بعد توبہ کیواسطی تائید شرط نہین - اور اگر تائب کو کوئی آفت آجائے اور پہر گناہ کیطرف رجوع کرے بعد اسکے کہ زمان گذشتہ مین صحیح ارادہ ہو تو صواب توبہ کے حکم مین آگیا اور اس گروہ کے بلندیون اور تائبون سے ایسی ہوئی ہین کہ انہون نے توبہ کی ہے پہر فساد انکے پیش آیا اور خرابی کی طرف رجوع کی ہی اور پہر جب آگاہ ہوئے تو انہون نے توبہ کی ہے یہانتک ایک شیخ نے کہا ہے کہ مینے ستر مرتبہ توبہ کی پہر مین گناہ کیطرف رجوع کیا تا کہ ستر مرتبہ ایسا ہے ہوا اور اکہتروین دفعہ توبہ پر قایم ہوا - ابو عمر نے جنید رح کو کہا کہ مین نے ابتدا مین ابو عثمان حیری کی مجلس مین توبہ کی اور کچھہ مدت اوس توبہ پر رہا پہر میرے دل مین گناہ کا تقاضا ہوا مین نے اس تقاضا کا تتبع کیا اور اس پیر کی صحبت سے روگردان ہوا جب مین اسکو دور سے دیکہتا تو شرمندہ ہو کر بہاگ جاتا تا کہ مجھے دیکھہ نہ لے اتفاقاً ایکروز مین اسکو ملا اوسنے مجھے کہا ای بیٹا اپنے دشمنون سے صحبت مت کر مگر جب کہ تو دشمن کی عیب جوئی سے بچے اور جب تو عیب دار ہوجائے تو دشمن خوش ہوجائے اور جب تو بچا رہیگا تو غمناک ہوگا اگر تو گناہگار ہونا چاہتا ہی تو ہمارے پاس آتا کہ ہم تیری بلا اوٹھائین اور دشمن کا دم نہ بہرے اوسنے کہا میرا دل گناہ سے سیر ہوا ہی اور گناہ سے توبہ درست ہوئی ہی اور یہہ بہی مین نے سنا ہی کہ ایک شخص نے گناہ سے توبہ کی پہر وہی کام کیا پہر پشیمان ہوا ایکروز اوس نے اپنے جی مین کہا کہ اگر مین پہر آون تو میرا حال کیا ہوگا ہاتف نے آواز دی اَطَعْتَنَا فَشَکَرْنَا لَکَ ثُمَّ تَرَکْتَنَا فَاَمْهَلْنَاکَ فَاِنْ عُدْتَ اِلَیْنَا قَبِلْنَاکَ یعنے تو نے ہماری اطاعت کی پس ہمنے تیرا شکر کیا

پھر تو نے بیوفائی کی اور ہمکو چھوڑ دیا ہے تجھے مہلت دی اگر پھر توبہ کرے تو ہم صلح سے تجھے قبول کریں اب پھر مشائخ کے قولوں کی طرف رجوع کرتے ہین۔

فصل۔ ذوالنون مصری نے کہا ہے تَوْبَةُ الْعَوَامِّ مِنَ الذُّنُوبِ وَتَوْبَةُ الْخَوَاصِّ مِنَ الْغَفْلَةِ یعنے عوام کے توبہ گناہ سے ہوتی ہی اور خاصوں کی توبہ غفلت سے اسلئے کہ عام لوگوں کو ظاہر حال سے پوچھینگے اور خاصوں کو معاملہ تحقیق سے اسلئے کہ غفلت عام کیواسطے نعمت ہے اور خواص کے لیے پردہ ہے اور ابو حفص حداد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا لَيْسَ لِلْعَبْدِ فِي التَّوْبَةِ شَيْءٌ لِأَنَّ التَّوْبَةَ إِلَيْهِ لَا مِنْهُ یعنے بندہ کو توبہ سے کچھ فایدہ نہین اسلئے کہ توبہ حق سے بندہ کیطرف ہے نہ بندہ سے حق کیطرف اور اس قول سے چاہیکہ توبہ کسی نہ ہو بلکہ وہی ہو اللہ تعالے کی ہبہ سے اور اس قول کا تعلق جنید کے مذہب سے ہوتا ہے اور ابو الحسن بوشنجہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اَلتَّوْبَةُ إِذَا ذَكَرْتَ الذَّنْبَ ثُمَّ لَا تَجِدُ حَلَاوَةً عِنْدَ ذِكْرِهِ فَهُوَ التَّوْبَةُ یعنے جب تو گناہ کو یاد کرے اور اسکو یاد کرنے سے دلمین لذت نہ پاوے وہ توبہ ہوتی ہی اسلئے کہ گناہ کا ذکر یا حسرت کے سبب ہوتا ہے یا ارادت کے سبب جب کوئی حسرت اور ندامت سے گناہ کو یاد کرے تو تائب ہوگا ہے اور جو خواہش سے گناہ کو یاد کرے وہ گناہ گار رہتا ہے اسلئے کہ گناہ کے کرنے مین اسقدر آفت نہین ہوتی جسقدر کہ گناہ کی خواہش سے ہے اسلئے کہ اس کا کرنا ایک وقت ہوتا ہے اور اسکی خواہش ہمیشہ پس جو شخص کہ ایک ساعت جسم کے ساتھ گناہ سے صحبت کرے ایسا نہین ہوتا کہ دن رات دل مین اوس سے صحبت کرے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے اَلتَّوْبَةُ تَوْبَتَانِ تَوْبَةُ الْإِنَابَةِ أَنْ يَتُوبَ الْعَبْدُ خَوْفًا مِنْ عُقُوبَتِهِ وَتَوْبَةُ الْاِسْتِحْيَاءِ أَنْ يَتُوبَ مِنْ كَرَمِهِ یعنے توبہ دو قسم ہے ایک توبہ انابت دوسرا توبہ استحیاء توبہ انابت وہ ہے کہ بندہ خوف عذاب حق تعالے سے توبہ کرے اور یہ استحیاء وہ ہے کہ خداوند تعالے کے شرم سے کرم توبہ کرے پس خوف کی توبہ جلالت کے کھل جانیسے ہوتی ہے اور حیا کی توبہ نظارہ جمال سے پس ایک تو جلالت مین خوف کے

آگ سے جلتا ہے اور ایک جمال مین حیا کے نور سے روشن ہوتا ہے اور ان دو نو سے ایک سکر مین ہوتا ہی دوسرا مدہوش اور اہل حیا سکر مین ہوتے ہین اور خوفناک صاحب ہوش اسمین بہت بڑی کلام تھی مینے کم کی وَبِاللّٰہِ التَوفِیق۔

پانچوان حجاب نماز سے کھلتا ہے خداوند تعالے نے فرمایا ہے وَاَقِیمُوا الصَّلوٰۃَ وَاٰتُوا الزَّکوٰۃَ۔ یعنے نماز قایم کرو اور زکواۃ ادا کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلصَّلوٰۃُ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ یعنے نماز کی حفاظت کرو اور ان چیزون کے جنکے تم مالک ہوے نماز کے معنے لغت کے رو سے ذکر اور طاعت ہے اور عبارت فقہا کے روش سے احکام ستما وہ کے ساتھہ عبادت مخصوص ہے اور وہ حق تعالے کا حکم ہے کہ پانچ نمازین پانچ وقت مین ادا کرو اور اسمین داخل ہونے سے پہلے اسکی شرایط ہین ایک انمین سے طہارت ظاہری نجاست سے اور طہارت باطنی شہوت سے۔ دوسرا کپڑا پاک نجاست ظاہر سے اور باطن مین حرمت سے۔ تیسرا جگہ کا پاک ہونا ظاہر مین حادثات اور آفت سے اور باطن مین فسا د اور گناہ سے چوتھا رو بقبلہ ہونا قبلہ ظاہر کعبہ شریفہ اور قبلہ باطن عرش اور قبلہ سر مشاہدہ مقصود پانچوان قیام ظاہر مین بحالت توفیق اور قیام باطن قربت کے باغ مین بشرطیکہ ظاہر شریعت سے وقت مین داخل ہو اور باطن درجہ حقیقت مین ہو۔ چھٹا حجاب حق مین خلوص نیت سے متوجہ ہونا ساتوان تکبیر ہیبت اور فنا کی مقام مین کہنا اور محل وصل مین قرات اور آہستگی اور عزت سے قایم ہونا مور رکوع باخشوع اور سجدہ فروتنی سے ادا کرنا اور تشہد جمعیت سے اور سلام فنا کی صفت سے بجالانا اور اخبار مین آیا ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی وَفِی جَوْفِہٖ اَزِیْزٌ کَاَزِیْزِ الْمِرْجَلِ یعنے جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کرتے انکے باطن مین کانسی کے دیگ کی طرح جوش آتا جسکے نیچے آگ جلتی ہو اور جب امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ

نماز کا ارادہ کرتے تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے کپڑے سے سر باہر نکالتے اور
کانپتے اور کہتے کہ اوس امانت ادا کرنیکا وقت آیا ہے جسکی برداشت سے زمین
اور آسمان عاجز ہوئے ایک شیخ کہتا ہے کہ مینے حاتم اصم سے پوچھا کہ تو نماز
کس طرح ادا کرتا ہے اوس نے جواب دیا جب وقت نماز آتا ہے ایک وضو ظاہری
کرتا ہون اور ایک باطنی ظاہری پانی سے اور باطنی توبہ سے پھر مین مسجد
مین آتا ہون اور خانہ کعبہ دیکھتا ہون اور مقام ابراہیم علیہ السلام کو دو
بھوؤن کے درمیان کرتا ہون اور داہنے ہاتھ بہشت کرتا ہون اور بائین کبھی
دوزخ اور پل صراط کو قدم مین لاتا ہون اور ملک الموت کو اپنے پیچھے جانتا ہون
پھر تکبیر با تعظیم کہتا ہون اور با ادب قیام کرتا ہون اور قرائت خوفناک حالت مین
اور رکوع با تواضع اور سجود با تضرع اور جلسہ حلم اور وقار سی اور سلام شکر سے مباالله التوفیق

فصل جاننا چاہئے کہ نماز ایسی عبادت ہے کہ مرید ابتدا سے انتہا تک راہ حق
اوس سے پاتے ہین اور انکو نماز مین کشف مقامات ہوتا ہے جیسا کہ مریدون کو اوس
سے طہارت بجائے توبہ ہوتی ہے اور پیروی کا تعلق بجائے قبلہ شناسی اور
مجاہدہ نفس بجائے قیام اور دوام ذکر بجائ قرائت اور تواضع بجائے رکوع اور معرفت
نفس بجائے سجود اور مقام امن بجائے تشہد اور دنیا سے جدا ہونا بجائے سلام اور
بند مقامات سے باہر آنا اور اسی سبب سے قاعدہ تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سب مذہبون سے جدا ہوتے تو کمال حیرت کے محل مین شوق کے طالب
ہوتے اور ایک مذہب سے تعلق کرتے اور پھر فرماتے اَرِحْنَا یَا بِلَالُ بِالصَّلٰوۃِ یعنے اے
بلال ہمکو نماز اور بانگ نماز سے خوش کر اور مشائخ رحمہم اللہ کو اسمین کلام ہی ہر گروہ کا
اسمین درجہ ہے ایک گروہ کہتا ہے کہ نماز حضور کا آلہ ہے اور ایک گروہ کہتا ہے کہ
غیبت کا آلہ ہے اور بعض غائب ہوئے ہین اور نماز مین حاضر ہوئے ہین اور جو حاضر

ہوئے ہین وہ نماز مین غایب ہوے ہین جیساکہ عالم عقبے مین اور محل رویت مین جو لوگ
خداوند کریم کو دیکھینگے غائب بھی حاضر ہوجاینگے اور جو حاضر ہون گے وہ غائب ہوجائینگے
اور مین علی عثمان جلالی رحمتہ اللہ کا بیا کہتا ہون کہ نماز ایک امر حق تعلے ہے نہ آلہ
حضور اور نہ آلہ غایب ہونیکا اسلئے کہ امر کسی چیز کا آلہ نہین ہوتا کیونکہ حضور کی علت
عین حضور ہے اور علت غیبت عین غیبت اور اللہ تعالے کا امر کسی چیز سے تعلق کا سبب
نہین کیونکہ اگر نماز آلہ حضور کی ہوتی ہو تو چاہیے تہا کہ بدکار نکرتے اور اگر علت غیبت
ہوتی تو چاہیے تہا کہ غایب اوسکے ترک سے حاضر اور غایب کو اسکے ادا اور ترک سے
عذر نہین پس نماز کو بذات خود غلبہ ہے اور غیبت اور حضور مین بند نہین پس اہل
مجاہدہ اور اہل استقامت اکثر نماز پڑہتے ہین اور فرماتے ہین جیساکہ مشائخ مریدون کو
رات دن مین چار سو رکعت نماز فرماتے رہے تاکہ بدن کو عبادت کی عادت ہوجائے
اور اہل استقامت بہی حضور مین قبول ہونیکے شکرانہ پر بہت نماز ادا کرتے رہے ۔ باقی
رہے صاحبان حال اور یہہ دو طرح پر ہین ایک وہ گروہ جنکی نماز کمال مشرب مین بجائے
مقام جمع تہی اور اس سے جمع ہوتے ہین اور ایک وہ گروہ جنکے نماز مین جدائی مشرب
مین بجائے مقام تفرقہ کے ہوئی وہ اوس سے تفرقہ مین آتے ہین اور جو لوگ نماز مین جمع
ہوتے ہین دن رات نماز مین رہتے ہین فرائض اور سنتون کے علاوہ نماز زیادہ
ادا کرتے ہین اور جو لوگ تفرقہ مین آتے ہین فرایض اور سنت کے سوا نماز نہین پڑہتے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ۔ جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ
یعنے میری آنکھون کی روشنی نماز مین رکھی گئی ہے یعنے میری سب خوشی نماز مین ہے
اسلئے اہل استقامت کا مشرب نماز مین ہوتا ہے ۔ اور وہ ایسا ہوا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج
مین لیگئے اور قربت کے محل پہونچایا اور آپ کا نفس دنیا کے بند چھوڑا گیا تو دل درجہ کو پہونچا اور دل بدرجہ
جان اور جان سر کے محل مین اور سر درجات سے فانی ہوا اور مقامات سے محو ہوا اور نشانون سے بے نشان ہا درمشاہدہ مین

مشاہدہ سے غائب ہوا اور معاینہ مین معائینہ مین بہاگے اور آپ کا انسانی شرب پراگندہ ہوا اور مادہ نفسانیت کا حل گیا اور قوت طبعی نابود ہوے شاہدات ربانی اپنی ولائیت مین ظاہر ہوے آپ سے آپ مین رہا سفر معنے کو پہونچے اور لم یزلی کے مکاشفہ مین محو ہوے اپنے اختیار سے باہر ہوکر از راہ شوق اختیار کر کے کہا بارخدایا مجھے اس بلاخانہ مین نہ لیجائین اور طبع اور ہوا کے قید مین نہ ڈالین حکم ہوا کہ ہمارا فرمان یہی ہے کہ آپ واپس دنیا مین جاوین اور شرع کو قائم کرین تب آپ کو جو کچھ یہان دیا ہے وہان بھی دینگے جب دنیا مین واپس آے جب آپ کے دلمین اوس مقام معلے کا شوق ہوتا تو کہتے اَرِحْنَا یَا بِلَالُ بِالصَّلٰوۃِ۔ پس ہر نماز آپ کے لئے معراج اور قرب ہوتا اور خلقت آپ کو نماز مین دیکھتی اور آپکی جان نماز مین ہوتے اور دل نیاز اور سر راز مین اور بدن گداز مین تا کہ نماز آپ کی آنکھہ کی ٹہنڈک ہوے اور تن ملک مین اور جان ملکوت مین ۔ تن انسی ہوتا اور جان محل انس مین سہل بن عبد اللہ نے کہا ہے عَلَامَۃُ الصِّدْقِ اَنْ یَکُوْنَ لَہٗ تَابِعٌ مِنَ الْحَقِّ اِذَا دَخَلَ وَقْتُ الصَّلٰوۃِ یَبْعَثُ عَلَیْھَا وَیُنَبِّہُ اِنْ کَانَ نَائِمًا یعنے صادق وہ ہوتا ہے کہ خداوند تعالے نے اسپر فرشتہ مقرر کیا ہو کہ جب نماز کا وقت آوے بندہ کو نماز ادا کرنے پر اٹہائے اور اگر سویا ہو تو اسکو بیدار کرے اور یہہ علامت سہل بن عبد اللہ مین ظاہر تہی اسلئے کہ وہ زمانہ کا پیر ہوا ہے جب نماز کا وقت ہوتا تو تندرست ہو جاتا اور جب نماز ادا کر لیتا تب وہین رہجاتا مشائخ رحمتہ اللہ علیہم سے ایک نے کہا ہے یُحْتَاجُ الْمُصَلِّیْ اِلٰی اَرْبَعَۃِ اَشْیَاءَ فَنَاءُ النَّفْسِ وَذِھَابُ الطَّبْعِ وَصَفَاءُ السِّرِّ وَکَمَالُ الْمُشَاھَدَۃِ یعنے نمازی چار چیز کا محتاج ہوتا ہے نفس کا فنا ہونا ـ طبع کا جاتے رہنا ـ سر کی صفائی ـ مشاہدہ کا کمال نماز گذار ہونیوالے کو نفس کا فنا کرنا ضروری ہے اور فناے نفس ہمت جمع ہونیکے نہین اور جب ہمت جمع ہوئی نفس کی ولائیت کامل ہوئی کیونکہ اس کا وجود تفرقہ سے جمع کے بیان مین نہین آتا اور طبع کا جاتے رہنا اثبات جلال کے بدون نہین کہ جلالت الہی زائل کنندہ

غیر ہوتی ہی اور سر کا صفا ہونا محبت کے سوا نہین ہوتا اور مشاہدہ کا کمال محبت کے
سوا نہین اور محبت کا کمال ستر کی صفائی کے سوا نہین ہوتی ۔ حسین بن منصور رح
رات دن مین چارسو رکعت نماز اپنی پر فرض مقرر کی تہی لوگون نے پوچہا اس درجہ مین کہ
تو ہے اتنا رنج کیون برداشت کرتا ہے اوسنے جواب دیا کہ یہہ سب رنج و راحت تیری حال
معلوم ہوتا ہے جو دوست کہ فانی الصفہ ہوتے ہین ان مین رنج و راحت
اثر نہین کرتا دیکہہ کاہلی کو کمال نہ کہنا اور عرص کو طلب نہ کہنا ۔ ایک
نے کہا کہ مین اقتدا ے ذوالنون مین نماز گذار رہا تہا جب ابتدا مین تکبیر
کہی یعنے اللّٰہ اکبر کہا بیہوش ہوکر گرا جیسے تن مین نہین ہوتے ۔
جنید رضی اللہ عنہ جب بوڑہے ہوئے تو جوانی کے وردون
سے کوی ورد نہ چہوڑا لوگون نے کہا اے شیخ اب آپ بوڑہے ہوئے کچہہ حل چہوڑ دو
اسنے جواب دیا کہ یہہ وہ چیزین ہین کہ ابتدا مین جو مینے حاصل کیا ان کی برکت سے
ہے یہہ محال ہے کہ انتہا مین چہوڑ دون ۔ مشہور ہے کہ فرشتے ہمیشہ عبادت مین
ہین اور انکا مشرب طاعت ہی اور انکی غذا عبادت اسلئے کہ یہہ روحانی ہین انکا نفس
نہین اور طاعت سے ہٹانے والا اور مانع نفس ہے جس قدر کہ وہ زیادہ مقہور ہو
بندگی کرنیکا طریق زیادہ آسان ہوتا ہے جب نفس فانی ہو تو اسکی غذا اور مشرب عبادت
ہوتی ہی ۔ جیسا کہ فرشتون سی فنای نفس درست ہوتا ہے عبداللہ بن مبارک رح نے کہا ہی
مجہی یاد ہے کہ مینے بچپن کے زمانہ مین ایک عورت عابدہ کو دیکہا کہ نماز مین بچہونے اوسی
چالیس جگہ زخم مارا اور اسمین کچہہ تغیر ظاہر ہوا جب وہ نماز سے فارغ ہوئے مینے کہا اے
ماں تونے اس بچہو کو کیون دور نہ کیا اوسنے جواب دیا اے لڑکے تو بچہ ہے یہہ کس طرح جایز
ہے کہ مین خداوند تعالے کے کام مین اپنا کام کرون والخیر اقطع کے پانو اکلیہ ہوا
طبیبون نے کہا کہ یہہ پانون کاٹ دینا چاہیے انہون نے منظور نہ کیا مریدون نے کہا کہ نماز مین

عورت عابدہ

انکا پانو کا ٹنا جائز ہے کیونکہ اسوقت یہہ اپنی خبر نہین رکھتے آخر ایسا ہی کیا گیا جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو پانو کاٹا ہوا دیکھا اور ابوبکر صدیق رضہ سے روایت کرتے ہین کہ جب رات کو نماز پڑھتے تو قرائت نرم آواز سے پڑھتے اور عمر خطاب رض بلند آواز سے پڑھتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اے ابوبکر کیون آہستہ پڑھتا ہے اوسنے جواب دیا اُسْمِعُ مَنْ اُنَاجِیْ یعنے سنتا ہے جو مین کہتا ہون خواہ بلند کہون یا آہستہ اور عمر کو پوچھا کہ تم بلند کیون پڑھتے ہو اوسنے جواب دیا اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّیْطَانَ سوئے ہوئے کو جگاتا ہون اور شیطان کو دور کرتا ہون۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای ابوبکر تم زیادہ بلند پڑھو اور ای عمر تم زیادہ نرم پڑھو اور عادت چھوڑو۔ پس بعض اس گروہ کے فرضون کو ظاہر کرتے ہین اور نوافل کو پوشیدہ اور اس سے یہہ منشا ہوتا ہے کہ ریا سے بچ رہین جب کوئی عمل کرنہین یا اختیار کرے اور اپنی طرف خلقت کی توجہ چاہے وہ ریاکار ہوتا ہے اور یہہ کہتے ہین کہ اگر ہم عمل کرین اور دیکھین کہ خلقت دیکھتی ہے یہہ بھی ریا ہوتا ہے۔ اور دوسرا گروہ فرض اور نفل بھی ظاہر کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ریا باطل ہے اور طاعت حق محال ہے کہ باطل کیواسطے حق کو پوشیدہ کرین پس ریا کو دل سے دور کرنا چاہیے اور عبادت جہان تو چاہتا ہے کر۔ اور مشائخ رضی اللہ عنہم اوسکے حق ادا کی نگاہ رکھتے ہین اور مریدون کو اسکا حکم دیا ہے۔ ایک کہتا ہے کہ مینے چالیس سال سفر کیا کوئی نماز جماعت سے جدا نہین گذاری اور ہر جمعہ کو مین قصبہ مین رہا اور اس کے حکم شمار مین نہین آسکتے اور جو نماز مین ملے محبت کے مقامات سے ہوتا ہے اب ہم اسکے سب حکم بیان کرتے ہین انشاء اللہ عزوجل۔

باب المحبتہ وما تتعلق بہا۔ خداوند عزوجل نے فرمایا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ ای ایمان والو جو شخص تم سے اپنے دین سے پھر جائے پس قریب ہے کہ اللہ تعالی ایک قوم پیدا کرے جنکو وہ دوست رکھتا ہے اور وہ اسکو دوست رکھتے ہین اور یہہ بھی فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ آیت
یعنے بعض آدمی ایسے ہین کہ بدون اللہ تعالے کے اور شریک ٹھہراتے ہین اور ان سے ایسی محبت
کرتے ہین جیسے اللہ تعالے سے دوستی ہوتی ہے اور جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ زیادہ محبت
اللہ تعالے سے رکھتے ہین۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مینے جبرائیل سے سنا کہ
وہ سنے کہا خدا و ند عز وجل نے فرمایا ہے مَنْ اَھَانَ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ بَارَزَنِیْ بِالْمُحَارَبَۃِ وَمَا
تَرَدَّدْتُ فِیْ شَیْءٍ کَتَرَدُّدِیْ فِیْ قَبْضِ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ یَکْرَہُ الْمَوْتَ وَاَکْرَہُ مَسَاءَتَہٗ وَلَا بُدَّ
لَہٗ مِنْہُ وَمَا یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَلَا یَزَالُ
عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ لَہٗ سَمْعًا وَبَصَرًا وَیَدًا
وَمُؤَیِّدًا احدیث یعنے جسنے میرے ولی کی اہانت کی پس اوسنے لڑائی کرنے پر جسارت
کی اور مین کسی چیز مین تردد نہین کرتا جیسا کہ مین بندہ مومن کی جان قبض کرنے مین تردد
کرتا ہون وہ موت کو مکروہ جانتا ہے اور مین اسکی بدی کو مکروہ جانتا ہون حالانکہ
اوسکو اسکی ضرورت ہے اور ادائے فرض سے کوئی چیز زیادہ پیاری نہین جو میرے
بندہ کو میرے نزدیک کرے اور ہمیشہ بندہ ادائے نوافل سے مجھسے قرب حاصل کرتا ہے یہانتک
کہ مین اوسکو پیار رکھتا ہون اور جب مین اسکو پیارہ کرتا ہون تو مین اسکے کان اور
آنکھہ اور ہاتھہ اور مددگار ہوجاتا ہون۔ اور یہہ بھی حضرت نے فرمایا ہے مَنْ
اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ وَمَنْ کَرِہَ لِقَاءَ اللّٰہِ کَرِہَ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ یعنے جو شخص
اللہ تعالے کو پسند اور پیار رکھے اللہ تعالے اسکی لقا کو پسند فرماتا ہے اور جو شخص لقائے اللہ کو پسند کرتا ہے۔ اور یہہ بھی
فرمایا اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبْدًا قَالَ لِجِبْرِیْلَ یَا جِبْرِیْلُ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا وَاَحِبَّہٗ فَیُحِبُّہٗ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یَقُوْلُ لِاَھْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰہَ
تَعَالٰی قَدْ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْہُ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ فَیُحِبُّہٗ اَھْلُ الْاَرْضِ وَفِی الْبُغْضِ مِثْلُ ذٰلِکَ
جب اللہ تعالے کسی کو دوست رکھتا ہے تو جبرائیل کو فرماتا ہے اے جبرائیل مین فلانے کو دوست رکھتا ہون پس تو بھی اسکو دوست رکھ

پہر جبرائیل اوسے دوست رکہتا ہی پہر جبرائیل آسمانیون کو کہتا ہی تحقیق اللہ تعالے فلانیکو دوست رکہتا ہے پہر آسمانی اوسی
دوست رکہتے ہین پہر زمین پر وہ مقبول ہوتا ہی اور ایسا ہی اور جگہہ اب جان لو کہ اللہ تعالی کی
محبت بندہ کے حق مین اور بندہ کی محبت اللہ تعالے سے درست ہی اور کتاب وحدیث مین ظاہر ہی اور امت کا
ہی اسمین اتفاق ہی اور خداوند تعالی کی ایسی صفت ہے جس سے دوست اسکو دوست رکہتے ہین اور وہ انہی دوستون کو دوست
رکہتا ہے اور لغت مین کہ محبت حبہ سے مشتق ہی اور وہ بیج ہین کہ جنگل مین زمین پر گرتے ہین پس حب کا نام حب کیا گیا کیونکہ اصل
حیات اسمین ہے جیسا کہ اصل نبات کا دانہ مین ہوتا ہے جیسا بیج جنگل مین ڈالتے ہین اور خاک مین چہپ جاتے ہین اوسپر
بارش ہوتی اور دہوپ لگتی ہی اور جاڑا ہی اور گرمی اوسپر آتی ہی وہ زمانیکے بدلنے سی نہین بدلتا اور جب
اوسکا موسم آتا ہی تو اوگتا ہی اور پہول نکالتا ہے اور پہل دیتا ہے ایسا ہی جب محبت دل مین مکان کرتی ہی تو
حضور اور غیب اور بلا اور محنت اور راحت اور لذت اور فراق اور وصل سی نہین بدلتی ان معنون مین
ایک شاعر نے کہا ہی ۔ شعر ۔ یَا مَنْ سَقَامُ جُنُوْنِہٖ لِسَقَامِ عَاشِقِہٖ جَرَتِ الْمَوَدَّۃُ فَاسْتَوٰی عِنْدِیْ حُضُوْرُکَ
وَالْمَغِیْبُ یعنے اے وہ ذات کہ اوسکی دیوانگی کی بیماری اوسکے عاشق کی بیماری کیواسطے طبیعت ہی دوستی جاری
ہوئی پس میرے نزدیک تیرا حضور اور غیب مساوی ہی اور یہہ بہی کہتے ہین کہ حب سے مشتق ہے جسمین بہت پانی ہو یا اور وہ
پر ہو اور چشمہ کا اسمین دخل نہو اور اسکو ہلانے والا ہو ایسا ہی جب دوستی طالب کے دل مین جمع ہو اور اسکی دل کو
پر کر دی اور حدیث دوست کے سوا اسمین گنجائش نہو جیسا کہ جب خداوند تعالے نے حضرت خلیل اللہ کو خلت سے خلعت
بزرگ فرمایا وحدیث غیر حق سی خالی ہو گئی اور جہان اور جہان کی چیزین اسکا حجاب ہوئین اور وہ دوستی حق کے سبب
حجاب کا دشمن ہوا پہر اوسکی حال اور گفتار سے ہمکو خبر دی اور کہا فَاِنَّہُمْ عَدُوٌّ لِّیْ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے تحقیق
وہ میرے دشمن ہین مگر رب العلمین اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے سُمِّیَتِ الْمَحَبَّۃُ لِاَنَّہَا مِنَ
الْقُلُوْبِ مَاسِوَی الْمَحْبُوْبِ یعنے محبت اسواسطے نام رکہا گیا کہ وہ دلون سی ماسوے محبوب کو دور
کرتی ہی اور یہہ بہی کہتے ہین کہ حب ان چار لکڑی باہم جڑی ہوئی کا نام ہی جسپر پانی کا کوزہ رکہتے ہین اسلئے
کہ محبت عزت وذلت رنج وراحت بلا ومحنت وجفا ووفا دوست کا تحمل کرتا ہے اور وہ اسپر گران
نہین ہوتا اسلئے کہ اوسکا کام وہ ہوتا ہے جو لکڑیون کا کام بوجہ اوٹہانا ہوتا ہے پس محبت کی ترکیب اور

بپدائیش دوست سے برداشت کرنیکو ہوتی ہے اسی باب مین ایک نے کہا ہے۔ شعر۔
اِنْ شِئْتِ جُوْدِیْ وَاِنْ شِئْتِ فَامْنَعِیْ۔ کِلَاھُمَا مِنْکِ مَنْسُوْبٌ اِلَی الْکَرَمِ۔ اور یہہ بہی
کہتے ہین کہ یہہ حب سے مشتق ہی اور وہ جمع کا دل حبہ ہوتا ہے اور حبہ دل لطیف محل ہے اور دل
کا قوام اوسی سے ہوتا ہے اور محبت کا قائم ہونا ہی اوسی سے ہوتا ہے پس محبت کا نام
حب اوسکے محل کے نام سے کیا ہے اسلئے کہ اوسکا قرار حبہ دلمین ہے اور عرب کا دستور ہے
کہ چیز کا نام اسکے محل سے کرتے ہین۔ اور یہہ بہی کہتے ہین کہ یہہ مشتق ہے اس قول سے حَبَابُ
الْمَاءِ غَلَیَانُہٗ عِنْدَ الْمَطَرِ الشَّدِیْدِ۔ یعنے وہ جوش پانی کا ہوتا ہے جب بارش سخت
ہوتی ہی پس محبت کو اس لئے حب نام کیا کہ لِاَنَّہٗ غَلَیَانُ الْقَلْبِ عِنْدَ الْاِشْتِیَاقِ اِلٰی لِقَآءِ
الْمَحْبُوْبِ۔ یعنے ہمیشہ دوست کا دل رویت دوست کے شوق مین مضطرب اور بیقرار ہوتا ہی
جیسا کہ جسم روح پر مشتاق ہوتا ہے دل محبوب کا مشتاق ہوتا ہے اور جیسا کہ جسم روح
سے قائم ہوتا ہے محبت کا قیام محبت سے ہوتا ہے اور محبت کا قیام رویت اور وصل محبوب
سے ہوتا ہے ان معنون مین ایکنے کہا ہے۔ شعر۔ اِذَا تَمَنَّی النَّاسُ رُوْحًا وَّرَاحَۃً
تَمَنَّیْتُ اَنْ اَلْقَاکَ یَا عَزُّ خَالِیًا۔ اور یہہ بہی کہتے ہین کہ حب صفای دوستی کا نام موضوع ہے
اسلئے کہ عرب صفائی سفیدی آنکہہ انسان کو حَبَّۃُ الْاِنْسَانِ کہتے ہین جیسا کہ سویدائے دل کی
صفای کو حبۃ القلب کہتے ہین یہہ ایک محل محبت ہے اور دوسرا محل رویت اسی سبب سے
دل اور آنکہہ دوستی مین قرین ہوتی ہین۔ ان معنے مین ایک نے کہا ہے شعر۔ اَلْقَلْبُ یَحْسُدُ
عَیْنِیْ لَذَّۃَ النَّظَرِ وَالْعَیْنُ تَحْسُدُ قَلْبِیْ لَذَّۃَ الْفِکَرِ۔ فصل۔ جان لو کہ محبت عالمون کے استعمال مین
تین وجہ پر ہے ایک یہہ کہ محبوب سے ایسی ارادت ہو جسمین نفس کو آرام نہو اور دلکا میلان
اور خواہش اور آرزو اور الفت ان سب کا تعلق قدیم سے روا نہین اور یہہ سب باتین
باہمی مخلوقات کے ہین اور اجناس کے اور اللہ تعالے ان سب سے مستغنے اور بلند ہے۔ دوسرا یعنے
دوسرا یعنے احسان ہی خاصکر بندہ پر کہ اسکو برگزیدہ کرتا ہے اور کمال ولایت کے درجہ پر پہونچاتا

اور کسی طرحکے انعامون سی خاص کرتا ہی۔ تفسیر اسکی ثنائے جمیل جو بندہ پر ہو۔ اور متکلمین کا ایک
گروہ کہتا ہے کہ جس محبت حق کی ہمکو خبر ملی ہی وہ صفات سماعی کے قبیل ہی جیسا دیہ
کیونکہ اگر کتاب وسنت اوسکا ذکر نکرتے تو حق تعالے کیواسطے اوسکا وجود عقل کے روسے مشکل
ہوتا پس ہم اس محبت کو ثابت کرتے ہین اور اسپر ایمان لاتے ہین لیکن اوسمین تصرف کرنیسے
توقف کرتے ہین اور اس گروہ کی یہہ مراد ہے کہ یہہ لفظ مطلق حق تعالے کے واسطے جائز نہ
رکہین اور یہہ سب اون قولون سے نہین جو ہمنے بیان کئے اور مین اس کے حقیقت
تجہے بتاتا ہون انشاء اللہ تعالے جان لو کہ حق تعالے کی محبت بندہ کے حق مین اوسکے خیر کا
ارادہ ہے اور اسپر رحمت کرنا اور محبت ارادہ کے ناموں سے ایک نام ہے جیسا کہ رضا اور غضب
اور رحمت اور رافت ومثل ذلک ان اسمون کا قیاس بدون ارادت حق کے نکرنا چاہی
اور یہہ ایک صفت قدیم حق تعالے کی ہے کہ اپنے فعلون کو اسی صفت یاد فرمایا ہے پس
اور اظہار حق کے حکم مین بعض ان صفات سے زیادہ خاص ہین غرض کہ حق تعالی کی محبت
بندہ کے حق مین وہ صفت ہے کہ جس سے بہت نعمت دیتا ہے اور اسکو دنیا اور عاقبت
مین ثواب دیتا ہے اور اسکو محل عذاب سے بیغم کرتا ہے اور اسکو گناہ سے بچا رکہتا ہی
حالات بلند اور مقامات بزرگ اوسکو مرحمت فرماتا ہے اور اسکی سر کو غیرون کی
طرف کرنیسے توڑ دیتا ہے اور عنائیت ازلی اوس سے ملاتا ہے تاکہ وہ سب سے تنہا ہو جاتا
ہے اور حق تعالی کی رضاجوئی کو یگانہ ہوتا ہے اور جب حق تعالے بندہ کو ان معنون سے
مخاص کرتا ہے تو اسکی اس خاص ارادت کو محبت کہتے ہین اور یہہ حارث محاسبی اور جنید اور
ایک گروہ مشائخ کا مذہب ہے اور فقہائے فریقین کا رستہ اور اکثر متکلمین اہل سنت اس
قول پہ ہین اور جو کہتے ہین کہ محبت حق بندہ پر ثنائے جمیل ہے او سکی ثنا اوسکی کلام ہے
اور اسکی کلام نامخلوق ہے اور جو کہتے ہین بمعنے احسان ہے اوسکا احسان اوسکے فعل
سے ہوتا ہے اور معنے کے حکم سے متقارب ہے اور یہہ قول اور حکم سب موجود ہین لیکن

بندہ کی محبت خداوند کے لئے ایک صفت ہی کہ مومن مطیع کے دلمین ظاہر ہوتی ہے
اور تعظیم اور تکبر کے معنے دیتی ہے تا رضاے محبوب طلب کرے اور اسکے رویت کی طلب مین بےخبر
ہو اور اسکے قرب کی آرزو مین بیقرار ہو اور اسکے سوا کسی سے آرام نپائے اور اسکی ذکر کا خوگیر بنے ہو
اور ذکر ماسواے سے بیزار ہو اور آرام اسپر حرام ہو جائے اور قرار اس سے نفرت کرے اور
سب بیماری اور دلخواہ خیرون سی جدا ہو جائے اور نفسانی خواہشون سے روگردان ہو
دوسرے فصل جاننا چاہئے کہ عبادت الٰہی سے ایک نماز ہے جسمیں طالبان حق کو ابتدا سے انتہا تک
رستہ ملتا ہے اور انکے سب مقامات اسمین کھلتے ہین دیکھو طہارت اور وضو مریدون کو
بجائے توبہ ہے اور پیر سے تعلق کرنا بجائے قبلہ ہے اور مجاہدہ نفس مین قائم ہونا بجائے قیام
نماز ہے۔ ورد کرنا دائمی بجائے قراءت اور تواضع بجائے رکوع اور نفس کی معرفت بجائے
سجدہ کے اور انس کا مقام بجائے تشہد اور دنیا سے جدا ہونا بجائے سلام اور فراغت
نماز۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب باقی دینون سے بیزار
ہوکر کمال حیرت سے طالب شوق ہوتے اور ایک مشرب سے تعلق پیدا کرتے تو اسوقت
فرماتے اَرِحْنَا یَا بِلَالُ بِالصَّلٰوۃِ یعنے اے بلال ہمکو نماز کی طرف پکارنے سے خوش کر۔ مگر
مشائخ اسمین کئی طرحکے خیال کرتے ہین۔ لیکن ہر ایک متفاوت درجہ پہ ہے بعض کا قول
کہ نماز حضور جناب ربانی کا ذریعہ ہے بعض یہ کہتے ہین کہ آپ سے غائب ہونیکا باعث
ہے اور غائب گروہ نماز مین حاضر ہو جاتا ہے۔ اور حاضر غائب۔ چنانچہ
مین وقت لقاء ربانی کے جو غائب لوگ مشرف دیدار ہون گے وہ حضور سے بہرہ یاب ہونگے
اور جو لوگ دائم اللقا ہین وہ غائب ہوجائینگے۔ اور مین علی عثمان ابن جلابی کا ہون میری راے
مین نماز محض بجا آوری علم ہے اسمین حضور اور غیبت کا حصر نہین کیونکہ امر اور جبر ہے ا
اور جبر ہے کیونکہ حضور خود علت حضور ہے اور غیبت خود باعث حضور ہے اور حق تعالے نے کسی امر کا
سبب سے تعلق نہین کیا۔ دیکھو اگر نماز باعث حضور ہوتی تو لازم آتا کہ بدون نماز کے

نہوتا اگر نماز غیبت کا سبب ہوتی تو ضرور تہا کہ ترک نماز مین حضور حاصل ہوتا۔ ملکہ اصول
نماز مین حاضر ہونا یا غائب ہونا شرط نہین کیونکہ امر اور چیز ہے اور فضل اور چیز۔ نماز
بذات خود ایک غلبہ شوق ہی جو حضور اور غیوب پر منحصر نہین اسلیئے صاحبان مجاہدہ اور
صاحبان صدق خود بہی نماز کو افضل جانکر اسمین مشغول ہونا تقرب لی اللہ کا ذریعہ سمجھکر
بدل و جان مصروف ہوتے ہین ملکہ اورونکو بہی تاکید فرماتے ہین حتے کہ مشائخ اپنے مریدان
کو آٹھہ پہر مین چار سو رکعت نماز ادا کرنیکا حکم دیتے ہین علی الخصوص اس ارادہ سے
کہ بدن خو پذیر عبادت اور قائم فی الشوق ہو اسلئے اس شکر میں کہ درگاہ حق مین مشرف بقبول
ہوتے ہین زیادہ نماز ادا کرتے ہین مگر صاحبان حال اس محل مین بیجاتے ہین انکے
ہو گروہ ہین ایک وہ کہ انکی نمازین قطع مشرب مین بجاے جمع کے ہوتی ہین اور وہ
مقام جمع مین ہوتے ہین دوسرا گروہ وہ ہے کہ انکی نمازین مشرب قطع کرنے مین مقام تفرقہ
مین ہوتے ہین اور اسمین متفرق ہوتے ہین پس جو لوگ نماز مین جمع کی حالت حاصل کرتے
ہین وہ رات دن مین نماز مین رہتے ہین۔ اور جنکو نماز مین تفرقہ کی حالت طاری ہوتی ہی
محض فرائض اور سنتن پر کفائیت کرتے ہین اور نوافل کیطرف توجہہ کم کرتے ہین جناب
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جُعِلَتْ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ یعنے میری آنکھہ
کی ٹہنڈک نماز مین رکہی گئی ہے اور میری سب راحت اسمین ہے جو کہ اہل استقامت نماز
کو اپنا مشرب جانتے ہین اسکی دلیل یہہ ہے کہ جب جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
مدارج معراج پر مشرف ہوے اور محل قریب مین فائز ہوے تب آپکا نفس ہر دو جہان
کی آفات و فتنہ سے علیحدہ ہو کر دل کے درجہ مین جاگزین ہوا اور دل جان کے درجہ
مین اور جان سر کے مقام مین اور سر درجات سے فانی اور مقامات سے محو اور نشانات
سے بے نشان ہو کر مشاہدہ مین غائب ہوا اور عیبون سے منتفر ہوا اور شرف انسانی
ہے اور مادہ انسانی جل گیا طبعی قوت فنا ہوئی۔ ربانی ظہور اپنی ولائیت مین ظاہر ہوا

اور خودی سے بیخود ہوئے معنے باہم جمع ہوئے اور مکاشفہ دائمی مین محو ہوئے بلا اختیار ایک شوق غالب ہوا تب جناب ربانی مین عرض کی کہ بارخدایا مجھے بلا کے گھر یعنے جو دنیا مین واپس نہ فرمائے ۔ اور خواہش نفسانی اور طبع کے دام مین قابو نکرین پھر جناب باری عز اسمہ سے حکم ہوا کہ مشیت حق یہہ ہے کہ تو دنیا مین جائے اور ہماری رسالت پوری کرے آخرکار دنیا کی طرف واپس تشریف فرما ہوئے پھر دنیا مین جب آپکو شوق تجلے اور مقام معلے کا غلبہ دلپروار ہوتا تو فرماتے اَرِحْنَا یَا بِلَالُ بِالصَّلوٰۃِ تب ہر ایک نماز آپ کو بجائے معراج اور مقام قرب ہوتی جب لوگ آپ کو نماز مین دیکھتے تو آپ کی جان نماز مین اور دل نیاز مین اور سر بازار اور تن اور نفس گداز ہوتے بلکہ آپکی آنکھہ کی پتلی نماز مین ہوتی اور جسم جہان مین اور جان عالم ملکوت مین یعنے بدن تو انسانون مین ہوتا اور جان محل محبت مین سہل بن عبداللہ نے کہا ہے عَلَامَۃُ الصِّدِّیقِ اَنْ یَکُوْنَ لَہٗ تَابِعٌ مِنَ الْحَقِّ اِذَا دَخَلَ وَقْتُ الصَّلوٰۃِ یَحُثُّہٗ عَلَیْھَا یُنَبِّھُہٗ اِنْ کَانَ نَائِمًا صادق کا نشان یہہ ہے کہ ایک فرشتہ اسکے درپے ہوتا ہے جب وقت نماز ہو تو اسکو آگاہ کر دیتا ہے اور نماز پر آمادہ کرتا ہے اور اگر خواب مین ہو تو اسکو بیدار کرتا ہے اور یہہ بات سہل بن عبداللہ پر اس صورت سے ظاہر ہوئی کہ وہ بڑہاپے مین بہت کمزور ہوئے لیکن نماز کے وقت آمادہ اور چست ہو جاتے اور بعد ادائے نماز پھر ویسی ہی ناتوان ہو جاتی ۔ ایک شیخ نے کہا ہے کہ یَحْتَاجُ الْمُصَلِّیْ اِلٰی اَرْبَعَۃِ اَشْیَاءَ فَنَاءِ النَّفْسِ وَذِھَابِ الطَّبْعِ وَصَفَاءِ السِّرِّ وَکَمَالِ الْمُشَاھَدَۃِ یعنے نماز خوان کو چار چیزون کی ضرورت ہوتی ہے ایک نفس کا فنا ہونا اور وہ بدون جمع ہمت کے نہین کیونکہ جمع ہمت نفس کی ولائیت انجام ہو نیسے ہے کیونکہ وجود نفس تفرقہ سے ہے عبادت مین جمع نہین ہو سکتا دوسرا طبع کا جاتے رہنا جو ثبوت جلال سے ہوتا ہے اور جلال حق زوال غیر سے ہوتا ہے تیسرا سر کی صفائی جو بدون محبت کے نہین ہوتی چوتہا مشاہدہ کا کمال جو صفائی سر سے ہوتا ہے ۔ ذکر ہے کہ حسین ابن منصور رحمۃ

آٹھ پہر مین چاسو رکعت نماز اپنی ذات پر فرض قرار دی تہین لوگون نے پوچھا کہ آپنے اس
بڑے درجہ کی فضیلت مین کیون اتنی تکلیف اپنے اوپر لازم کی ہے اونسے جواب دیا کہ یہہ سب رنج
وراحت نشان حال ہین اور دوست فانی الصفت ہوتے ہین انمین رنج وراحت کا اثر نہین
ہوتا۔ ایکنے بیان کیا ہے کہ مین ذوالنون کی اقتدا مین نماز گذارتا تہا جب انہون نے تکبیر اولی
شروع کی اور اللہ اکبر کہا تو بیہوش ہوکر گرپڑے ایسی حال مین ہوئے گویا جسم بیجان اور بے
حس ہین۔ اور جنید رحمۃ اللہ علیہ جب بوڑہے ہوئے تب ہی حالت جوانی کے اوراد مین سے
ذرا کم نہ کیا لوگون نے کہا کہ اے شیخ اب آپ ضعیف ہوگئے ہین کچہہ نفلون مین تخفیف
کرو انہون نے جواب دیا کہ یہہ نفل ایسی چیز ہین کہ مجہے جو کچہہ ابتدا مین حاصل ہوا انہین سے ہوا
اب انتہا مین کیونکر چہوڑ دون۔ مشہور ہے کہ فرشتے ہمیشہ عبادت مین رہتے ہین اور
انکا شرب طاعت ہے اور انکی غذا عبادت اسلئے کہ وہ روحانی ہین انمین نفس نہین
لیکن بندہ کے لئے نفس ہی جو طاعت سے مانع ہے اور یہہ طاعت اور عبادت سے مقہور
رکہتا ہی جسقدر اسکو زیادہ مقہور کرین اوسیقدر بندگی سہل ہوتی ہے اور جب نفس فنا ہوجاتا ہے تو عبادت ہی غذا اور پانی
ہوجاتی ہے جب نفس ٹہیک فنا ہوجاتی تو انسان ہی مثل فرشتون کی فانی النفس
ہوتا ہی۔ اور مبارک بن عبداللہ نے کہا ہے کہ عابد عورتون سے مین ایک عورت کو یاد رکہتا
ہون کہ مینی اسکو نماز کیحالت مین دیکہا کہ بچہونے اوسے چالیس جگہ کاٹا اور اسکی حالت
عجز ونیاز نماز مین ذرہ بہی فرق نہ آیا جب نماز سے فارغ ہوی تو مینے پوچہا کہ اے صالحہ
جب بچہونے تجہے اتنی جگہ کاٹا تو تونے اسکو کیون نہ ہٹایا اسنے جواب دیا کہ بیٹا تو لڑکا
ہے تجہے معلوم نہین بہلا یہہ کب جائز ہوتا ہے کہ مین خدا کے کام مین اپنا کام کرون۔
ابو الخیر اقطع کے پانو مین مرض آکلہ طاری ہوا طبیبون نے کہا کہ اس پانو کو کاٹ دینا
چاہئے لیکن اس نے نہ مانا تب مریدون نے یہہ تجویز سوچی کہ جب آپ نماز مین ہوتے
ہین تو وہ اپنی خبر نہین رکہتے اسوقت انکے پانو کا کاٹنا سہل ہے چنانچہ انہون نے اسی

تجویز پر عمل کیا جب آپ نماز سے فارغ ہوے تو پالو کا ٹا پایا اور کچھ نہ کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے کہ جب رات کو قرآن شریف پڑھا کرتے تو آہستہ پڑھتے اور عمر خطاب رضی اللہ عنہ بلند آواز سے تلاوت کرتے جیسے کہ اصحابون کے ذکر میں ہم بیان کر چکے ہین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ای ابابکر رض تو کس نیت سے آہستہ پڑہتا ہے جواب دیا کہ یُسْمِعُ مَنْ اُنَاجِیْ یعنے جسکو مین پکارتا ہون وہ سنتا ہے خواہ آہستہ پڑہون خواہ بلند آواز سے۔ پھر جناب صلعم نے عمر رض کو کہا تو کس لئے بلند پڑہتا ہے جواب دیا کہ اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّیْطَانَ یعنے سوئے ہونکو جگاتا ہون اور شیطان کو دور کرتا ہون پس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای ابابکر زیادہ بلند پڑہ اور ای عمر زیادہ آہستہ پڑہ تاکہ ترک عادت ہو جائے اب ایک گروہ کے بعض آدمی فرضون کو ظاہر اور نفلون کو پوشیدہ پڑہتے اور اسمین انکا مدعا ریا سے بچنا ہے کیونکہ جب انسان ظاہر مین عبادت کرے اور لوگون کی توجہ چاہے تو یہ ریا سے خالی نہین اور کہتے ہیں کہ اگرچہ ہم ریا کی نیت نہین رکہتے مگر جب لوگ دیکہتے تو اسمین ریا کا احتمال ہوتا ہے۔ اور دوسرے گروہ کے آدمی فرض اور نفل بہی ظاہر پڑہتے ہین اور کہتے ہین کہ ریا باطل ہے اور خداوند تعالی کی عبادت مین ریا ناممکن ہے پس باطل جسکے واسطے حق کو کیون چھپائین بلکہ ریا کو دل سے نکالکر جہان چاہین عبادت کرین۔ اور مشائخ نے آداب کو نگاہ رکہا ہی بلکہ مریدون کو بہی نگاہداشت ادب فرمائی ہی انہین سہی ایک نے کہا ہی کہ مین نے چالیس سال سفر کیا لیکن ہر ایک نماز باجماعت پڑہی اور ہر جمعہ کو قصبہ مین ڈیرہ ہوتا سبحان اللہ غرض کہ نماز کے حکم اندازہ شمار سے باہر ہین اور نماز کی برکت سے جو مقامات ہین حاصل ہوتے ہے وہ محبت ہے۔ ابِ انشاء اللہ تعالی ہم محبت کے حکم لکہتے ہین دسوان باب محبت اور اسکی متعلقات۔ خداوند عزوجل نے فرمایا ہی یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ یعنے اے لوگو جو ایمان لائی ہو جو شخص تم سے مرتد ہوگا پس قریب ہے کہ اللہ تعالی ایسی قوم لائیگا جنکو دوست رکہیگا اور وہ اوس سے دوستی رکہینگے پہر فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ

دُونِ اللّٰهِ اَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ یعنے بعض لوگ ایسے
ہین جو اللہ تعالے کے سوا دوسرا شریک پکڑتے ہین اور انکو ایسا دوست رکہتے ہین جیسا کہ
خداوند تعالے کو دوست رکہنا لائق ہے اور جو لوگ ایماندار ہین وہ اللہ تعالی کی محبت
مین زیادہ سخت ہین۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مینے جبرائیل علیہ السلام سے
سنا کہ خداوند بزرگ نے فرمایا ہے مَنْ اَهَانَ لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَنِيْ بِالْمُحَارَبَةِ وَمَا
تَرَدَّدْتُ فِيْ شَيْءٍ كَتَرَدُّدِيْ فِيْ قَبْضِ نَفْسِ عَبْدِيَ الْمُؤْمِنِ عِنْدَ الْمَوْتِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ
وَاَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ وَلَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ
عَلَيْهِ وَلَا يَزَالُ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهُ فَاِذَا اَحْبَبْتُهُ كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا
وَيَدًا وَمُؤَيِّدًا جسنے ہمارے دوست کی اہانت کی پس ضرور وہ ہم سے لڑنے پر آمادہ ہوا اور
اور مجہے کبہی کسی امر مین ایسا تردد نہین ہوتا جیسا کہ اوس جان کے قبض کرنے سے ہوتا ہے
جو میری جناب مین حاضر ہے۔ اور مومن موت کے وقت موت اور اسکو ایذا کو برا جانتا
ہے حالانکہ یہہ اسکے واسطے امر ضروری ہے اور میرے بندہ کو کوئی چیز میرے قرب کو نہین
پہونچاتی جیسا کہ میرے فرائض کا ادا کرنا قرب کو پہونچاتا ہے اور ہمیشہ بندہ نوافل سے
میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہانتک کہ مین اوس سے محبت کرتا ہون جب مین اوس سے محبت
کرتا ہون تو مین اوسکے کان اور آنکہہ اور ہاتہہ اور مددگار ہوجاتا ہون۔ اور یہہ بہی فرمایا ہے
مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ یعنے جو شخص دیدار خدا کو دوست رکہتا ہے خداوند تعالے
اوسکے دیدار کو پسند فرماتا ہے۔ اور یہہ بہی فرمایا ہے۔ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ جب بندہ
اوسکے دیدار کو دوست رکہتا ہے اور یہہ بہی کہا ہے اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ عَبْدًا یعنے جب اللہ تعالے
اپنے بندہ کو دوست رکہتا ہے تو فرماتا ہے یَا جِبْرَئِیْلُ اِنِّیْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهُ فَاَحَبَّهُ
ثُمَّ يَقُوْلُ جِبْرَئِيْلُ لِاَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ اَحَبَّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يَضَعُ لَهُ
الْقَبُوْلَ فِي الْاَرْضِ فَيُحِبُّهُ اَهْلُ الْاَرْضِ وَفِي الْبُغْضِ مِثْلُ ذٰلِكَ یعنے اللہ تعالی جبرائیل علیہ السلام

کو فرماتا ہے کہ اے جبرائیل مین فلان شخص کو دوست رکھتا ہون تو بہی اسکو دوست رکھہ
پس جبرائیل بہی اسکو دوست رکھتا ہے پہر جبرائیل اہل ایمان کو کہتا ہے کہ اللہ تعالے فلانے
شخص کو دوست رکہتا ہے تم بہی اسکو دوست رکھو تب اہل آسمان اسکو دوست رکھتے ہین
پس زمین مین وہ مقبول ہوتا ہے اور زمین کے لوگ اوسے دوست رکھتے ہین اور بعض مین
ایسا ہی ہے جاننا چاہیے کہ خداوند تعالے کی محبت خداوند کے لئے درست ہے اور کتاب اور
اجماع امت اسپر گواہ ہے اور خداوند تعالے اس صفت پر ہے کہ اسکو دوست رکھین
اور وہ اپنے دوستون کو دوست رکھتا ہے اور محبت لغت مین حبہ سے لیا گیا ہے اور حبہ
بکسر حا بیج کو کہتے ہین پس حب کا نام اس حبہ سے رکھا کہ حب اصل حیاتی کا ہے جیسا کہ نباتات
کا اصل دانہ مین ہوتا ہے جس طرح بیج خاک مین گرکر پوشیدہ ہو جاتا ہے پھر آفتاب کی
تاثیر سے اوگتا ہے پھر سردی گرمی اوسپر وارد ہوتی ہے اور زمانون کے بدلنے سے
بدلتا اور اپنی وقت پر اگتا ہے اور پھول اور پھل لاتا ہے ایسا ہی محبت بہی جس دلمین قرار
پکڑتی ہے حضور اور غیبت اور بلا و محنت اور راحت و لذت اور فراق اور وصال سے نہین
بدلتی چنانچہ ایک شاعر نے اسی باب مین کہا ہے۔ شعر یَا مَنْ مَقَامُ جُفُوْنِهٖ۔
بِسَقَامِ عَاشِقِهٖ طَبِیْبٌ۔ جُزْتَ الْمَحَبَّةَ فَاسْتَوٰی عِنْدِیْ حُضُوْرُكَ وَالْمَغِیْبُ
ہے اے وہ کہ تیرے پہون کا سقام عاشق کی بیماریون کا طبیب ہے تیری دوستی کو تقسیم
کیا پس میرے نزدیک تیرا حضور اور غیبت برابر ہے اور حب کے بارہ مین یہہ بہی کہتے ہین
کہ یہہ اس حب سے ماخوذ ہین جسکے معنے جو ہر ہین جسمین بہت سا پانی ایسا تغیر ہو جسمین لطراکام
نکرے اور نہ آنکھہ کی رسائی ہو اسیطرح جب طالب کے دلمین محبت دوستی زور دیتی
ہے تو دوست کے سوا اسکے دلمین جگہہ نہین ہوتی جیسا کہ جب حضرت خلیل اللہ
خلعت یعنے دوستی خدا سے شرفیاب ہوئے تو خلیل اللہ علیہ السلام غیر اللہ سے کنارہ کش
اور جدا ہوگئے۔ جہان کو حجاب سمجھا اور وہ دوستی حق کے باعث حجاب کے دشمن ہوگئے

اسوقت انہون نے اپنے حال سے یہہ خبر دی اِنَّہُمْ عَدُوٌّ لِّیْ اِلَّا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ یعنے ضرور
تمہارے معبود اور دوست میرے دشمن ہین مگر رب العلمین میرا دوست ہے اور شبلی رحمت اللہ
علیہ نے اس باب مین لکہا ہے سُمِّیَتِ الْمَحَبَّۃُ مَحَبَّۃً لِاَنَّہَا تَمْحُوْا مِنَ الْقَلْبِ مَا سِوَی الْمَحْبُوْبِ
محبت کا نام اسلئے محبت رکہا گیا کہ وہ محبوب کے سوا جو کچھ دلمین ہوتا ہے دور کردیتی ہے اور یہہ
بہی کہتے ہین کہ حب ان چار لکڑیون کا نام ہے جنہین آپسمین ملاکر پانی کا کوزہ انپر رکہتے
ہین پس حب کو حب اسواسطے کہتے ہین کہ محبت مین عزت اور ذلت اور رنج و راحت اور
بلا و وفا کی برداشت ہوتی ہے اور یہہ اسکو گران نہین سمجہتا کیونکہ اسکا کام اون لکڑیون کا
کام ہے اور اسکی ترکیب اور یہہ الٹی اسی کی خاطر ہے ۔ ایک شخص نے اس باب مین کہا ہے ۔ شعر
اِنْ شِئْتَ جُوْدِیْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَمْلِعِیْ ۔ کِلَاہُمَا مِنْکَ مَنْسُوْبٌ اِلَی الْکَرَمِ ۔ اگر تو چاہے تو
بخشش کر اگر چاہے تو رد کر یہہ دو نو امر تیرے کرم کی طرف نسبت کئے گئے ہین ۔ اور یہہ بہی
کہتے ہین کہ حب حبوبت سے ماخوذ ہے جو حبہ کی جمع ہے اور حبہ دل کے لطیفون کا محل ہے
اور ان کا جاے قیام پس اسلئے محبت کو حب کہتے ہین ۔ اور یہہ تسمیہ حال باسم محل کی قسم
سے ہے کیونکہ عرب کے لوگ ایک چیز کا نام اسکی جگہ کے نام پر بولتے ہین اور اسکو مجاز کہتے ہین
اور یہہ بہی کہتے ہین کہ پانی کے حباب اور اوس کے جوش سے ماخوذ ہے جو نکہ یہہ سخت بارش
مین جوش ہی پیدا ہوتے ہین ۔ پس محبت کو بہی اسکے مطابق اس نام سے نامزد کیا گیا ہے لِاَنَّہٗ
غَلَیَانُ الْقَلْبِ عِنْدَ الْاِشْتِیَاقِ اِلٰی لِقَاءِ الْمَحْبُوْبِ یعنے اسلئے کہ محبت جوش دلی ہے کہ دیدار دوست
کے غلبہ کے وقت واقع ہوتا ہے کیونکہ ہمیشہ دوست کا دل دوست کے دیدار کیطرف شوق
سے بیقرار ہوتا ہے اور دل کا قیام محبت سے ہوتا ہے جیسا جسم کا قیام روح سے ہوتا ہے
ایسا ہی محبت کا قیام دیدار اور وصل سے ہے ۔ اس بارہ مین شاعر نے کہا ہے ۔ شعر
اِذَا مَا تَمَنَّی النَّاسُ رُوْحًا وَّرَاحَۃً تَمَنَّیْتُ اَنْ اَلْقَاکَ یَاعَزُّ خَالِیًا یعنے جب لوگون نے
راحت اور آرام کی آرزو کی تو اے عزت مینے آرزو کی کہ تجہے تنہا دیکہون ۔ یہہ بہی قول ہے

کہ حب دوستی کی صفائی کا نام وضع کیا گیا ہے۔ کیونکہ عرب کے لوگ انسان کی سفیدی آنکھہ کو حبتہ الانسان کہتے ہین ایسا ہی یہہ لوگ کہ دل کے نقطہ کی صفائی کو حبتہ القلب کہتے ہین چونکہ دل کا لفظ محبت کا محل ہے اور حبتہ الانسان یعنے آنکھہ کی سفیدی دیدار کا محل ہے اسی باعث دل اور آنکھہ دوستی مین نزدیک ہوتے ہین اس بارہ مین شاعر نے کہا ہے شعر اَلْقَلْبُ یَحْسُدُ عَیْنِی الَذَّۃَ النَّظَرِ والعین یَحْسُدُ قَلْبِی الَذَّۃَ الْفِکَرِ دل میری آنکھہ کے لذت نظر پر حسد کرتا ہے۔ اور آنکھہ دل کی لذت فکر پر حسد کرتی ہے۔

پہلے **فصل** جان لو کہ عالمون مین محبت کا استعمال کئی وجہ پر ہے۔ ایک تو محبوب کیطرف ارادہ کرنے مین نفس کا سکون اور دل کی آرزو اور ہوائے نفس کا میلان اور انس اور تعلق اور یہہ سب یعنے قدیم پر روا نہین البتہ مخلوقات اور دوسری جنسون مین باہم روا ہوتے۔ اور خداوند تعالے ان سب سے پاک اور بلند ہے دوسرا احسان اور بندہ کی خاص ہونے پر جیسے حق تعلے عزت دے اور کمال درجہ ولایت کو پہونچائے اور انواع واقسام بخششون سے مخصوص کرے تیسرا خوبی کی تعریف جو بندہ کی نسبت ہو۔ متکلمین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ جس محبت حق کی ہمین خبر دی گئی ہے وہ اوصاف کے سننے سے ہے جو جابجا دیکھنے کی ہے۔ کیونکہ اگر کتاب اور سنت اسپر ناطق نہوتی تو عقل کے رو سے اسکا وجود ناممکن تہا پس ہم اسکو ثابت کرتے ہین اور اسکے معتقد ہین لیکن اسمین تصرف کرنے مین تامل ہے۔ اور یہہ لوگ حق تعالی پر اس لفظ کا اطلاق نہین کرتے محبت کے باب کے یہہ سب قول بیان ہوئے انشاءاللہ تعالے اس بیان کی تحقیق کرتا ہون۔ جاننا چاہئے کہ حق تعالے جو اپنی محبت بندہ کے دلمین ڈالتا ہے یہہ علیحدہ رحمت خداوندی ہے اور اسکے حق مین نیک ارادہ ہے جس کا نام محبت رکہا گیا جیسے رضا اور رافت اور رحمت وغیرہ جب ان لفظون کا ارادہ کیا جائے تو بدون حق ارادہ کی نسبت یہہ ارادہ نامناسب ہے اور یہہ خداوند تعالی کی

ایک صفت قدیم ہے جس سے فضل چاہتا ہے اسمین بعض ایک دوسرے سے زیادہ خاص
ہین۔ اور حقیقت مین خداوند تعالے کی محبت بندہ کے حق مین یہہ ہے کہ اسپر نعمتین
عطا فرماتا ہے اور ثوبات عقبی کو پہونچاتا ہے اور عذابون سے نجات دیتا ہے اور گناہون
سے معصوم کرتا ہے اور حالات اور مقامات بلند اسکو عنایت کرتا ہے اور غیرون سے
اسکی توجہ ہوڑ لیتا ہے اور اسپر لطف و کرم ازلی شامل کرتا ہے تب بندہ سب سے دور
ہوجاتا ہے اور طالب رضائے حق ہوجاتا ہے جب حق تعالے بندہ کو ان عنایات
سے خاص فرماتا ہے تو اس ارادہ ایزدی کو محبت کہتے ہین۔ اور حارث محاسبی رحمتہ اللہ
اور جنید رح اور مشائخ کا ایک گروہ اور فریق فقہا اور متکلمین سنت کا طریق یہی زیادہ تر اسی
پر ہے۔ اور جو کہتے ہین کہ محبت حق تعالے بندہ پر ثنائے جمیل لازم ہے حق اور اوسکی ثنا اسکی
کلام ہے اور اسکی کلام نامخلوق ہے اور جو محبت بمعنے احسان کہتے ہین اوسکا احسان اوسکی
فعل سے ہوتا ہے اور معنے کے رو سے یہہ سب قول باہم قریب ہین اور سب کا حکم موجود
لیکن بندہ کی محبت خداوند عزوجل کی ایک وہ ہے جو مومن مطیع کے دلمین پیدا ہوتی
ہے اور تعظیم اور تکریم کے معنے دیتی ہے کہ محبوب کی رضا طلب کرے اور اسکی رویت کے طلب
مین بے خبر ہوجائے اور قربت کی آرزو مین بیقرار ہوجاوے اور اسکے سوا کسی سے قرار نہ
پائے اور اسکے ذکر مین عادت پذیر ہو اور ذکر ماسوائے دوست سے بیزار ہو اور آرام
اسپر حرام ہو اور قرار اوس سے نفرت کرے اور سب پیارے اور الفت کی چیزون سے جدا ہو
اور سب خواہشون سے روگردان ہو اور دوستی کی طرف توجہ کرے اور اسکا حکم منظور
کرے اور اللہ تعالے کو کمال نعمتون سے پہچانے۔ اور یہہ روا نہین کہ خالق کی محبت
جنس محبت خلقت سے ہو یعنے جیسا کہ ایک دوسرے سے محبت کرتے ہین جو کہ محبوب کے احاطے
اور ادراک سے میلان ہو کیونکہ یہہ اجسام کی صفت ہے پس حق تعالے کی محبت اوسکی
قربت مین ہلاک ہوتے ہین اور اسکی کیفیت کے طالب نہین ہوتے اسلئے کہ طالب دوستی

بذات خود قایم ہوتا ہے - اور ہلاک شدہ محبوب سے قایم ہوتا ہے اور زیادہ دوست محبت کے میدان مین ہلاک شدہ اور مقہور ہین - اسلئے کہ محدث کو قدیم سے تب توصل ہوتا ہے جب قدیم اوسپر قہر کرے اور جو تحقیق محبت کو معلوم کرے اوسکا شبہ اور وہم جاتا رہتا ہے اور اشتباہ نہین ہوتا پس محبت دو طرح پر ہوتی ہے ایک جنس کی جنس سے محبت اور وہ نفس کا میلان اور وطن پذیری ہے اور طالب ذات محبوب کا ملامستی اور چسپیدگی - دوسری ناجنس کی محبت جسمین محبوب کے اوصاف سے کسی صفت کے ساتھہ آرام اور انس کرے جیسا بدون کلام کے سننا اور بدون آنکھہ کے دیکھنا - اور محبت حق مین جو گروید ہین وہ دو قسم ہین ایک وہ کہ حق کا انعام اور احسان اپنے شامل حال دیکھے اور اسکی دیکھنے سے منعم اور محسن کی محبت کا تقاضا ہو - دوسرے وہ کل انعام کو دوستی کے غلبہ مین حجاب والے اور نعمت کے دیکھنے سے اونکی راہ منعم کی طرف ہو اور یہہ راہ منعم سے زیادہ بلند ہے واللہ اعلم بالصواب - **فصل** - غرض کہ محبت خلقت کی سب صنفون مین معروف ہے اور سب زبانون مین مشہور اور سب لغات مین مروج - اور عقلمندون کے کوئی صنف اپنے آپ مین محبت کو چھپا نہین سکتے اور اس گروہ کے مشائخ سے سمنون المحب رضی اللہ عنہ ہین محبت مین مذہب اور مشرب خاص رکھتا ہے اور کہتا ہے اور محبت راہ خدا تعالے کا اصل اور قاعدہ ہے اور حالات اور مقامات اوسکے منزلین ہین اور جس منزل اور محل مین طالب ہو وہ زوال پذیر ہوسکتا ہے مگر اللہ تعالے کی محبت مین زوال جب تک وہ موجود ہو روا نہین ہوتا اور دوسرے سب مشائخ اسمعات پر اوس سے متفق ہین لیکن اس سبب سے کہ یہہ اسم عام تھا اور ظاہر دارون نے چاہا کہ ان معنون کا حکم خلقت مین چھپا ئین اسلئے اسکی تحقیق وجود معنے مین ایکے اسم کو بدل ڈالا پس اونہون نے صفاے محبت کا نام صفوت کہا اور محب کو صوفی کہا - اور ایک گروہ نے حبیب کے اختیار ثابت کرنے مین محب نے اختیار ترک کرنا اسکو فقر کہا ہے اور فقیر کا محب نام رکھا ہے - اسلئے کہ محبت مین بہت کم درجہ کی بات ہوا

اور حبیب کی موافقت اور حب مخالفت کے برخلاف ہے اور ایسے ابتدائے کتاب مین فقر
اور صفوت کا حکم بیان کیا ہے۔ اور اسی بارہ مین پیر بزرگوار رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے الحب
عند الزھاد اظھر من الاجتہاد یعنے حب زاہدون کے نزدیک شہرت مین اجتہاد
سے زیادہ ظاہر ہے وعند التائبین اوجد من انین وحنین یعنے تائبون کے نزدیک نالہ اور فریاد
سے زیادہ سہل پائی گئی وعند الاتراک اشھر من الفتراک یعنے ترکون کے نزدیک انکی حالوہ سواری
سے زیادہ مشہور ہے وسبی الحب عند الھنود اظھر من سبی المحمود وذخمہ ونھب اور محبت کی قید ہندون
کے نزدیک محمود کی قید اور زخم اور لوٹ سے ہندوستان مین زیادہ مشہور ہے وقصتہ الحب والحبیب عند الروم
اشھر من الصلیب اور حب اور حبیب کا قصہ روم مین صلیب سے زیادہ مشہور ہے الحب
فی العرب فی کل حی منہ طرب او ویل وھراب وحزان اور محبت عرب
مین زیادہ ظاہر ہے اوس کے ہر قبیلہ مین حالت خوشی اور افسوس اور رویل
اور ہزیمت اور غم شایع ہے اور اس سب بیان سے غرض یہہ ہے کہ کسی جنس کا آدمی
نہین ہے کہ جسکو غیب مین ایسا کام نہ پڑا ہوا کہ جسکے محبت سے اوسکے دلمین فرحت یا زیادہ
رنج نہو اور اسکا دل اسکے شراب سے مست مخمور نہو۔ اسلئے کہ دل حرکت اور بیقراری مرکب
ہے اور جسمین محبت نہو وہ بے نصیب ہے اور دلکو محبت کہانے پانی کی طرح ہے اور جو دل محبت سے
خالی ہے وہ خراب ہے اور اسکے حاصل کرنے یا دور کرنے مین تکلف کی راہ نہین اور نفس
کو ان لطائف سے جو دلپر گذرتے ہین اطلاع نہین وعمر بن عثمان رضی اللہ عنہ نے محبت
کے باب مین لکہا ہے کہ خداوند تعالے نے دلکو جسم سے سات ہزار سال پہلے پیدا کیا اور
اور مقام قرب مین رکہا اور جانون کو دلون سے سات ہزار سال پہلے پیدا کیا اور انس کے
درجہ مین رکہا اور سرون کو جانون سے سات ہزار سال پہلے پیدا کیا اور وصل کے
درجہ مین رکہا اور ہر روز تین سو ساٹھہ دفعہ ظہور جمال سے سر پر جلوہ فرمایا اور تین سو
ساٹھہ نظر مہربانی کی فرمائی اور جانونکو محبت کا کلمہ سنایا اور تین سو ساٹھہ لطیفہ انس

کا ولیر ظاہر کر دیا اسلئے سب کائنات مین نگاہ کی اور کسی مین آپ سے زیادہ کرامت نہ دیکھی انکے درمیان غرور اور فخر پیدا ہوا تب اللہ جل جلالہ نے اوس سے انکا امتحان کیا ستر کو جان مین قید کیا اور جان کو دل مین گرفتار کیا اور دل کو تن مین رکہا پہر عقل کو انمین مرکب کیا اور نبی بہیجے اور حکم دیئے پہر ہر ایک انکا اپنے مکان کا متلاشی ہوا حق تعالے نے انکو نماز کا حکم دیا تا کہ جسم نماز مین ہوا - اور دل محبت مین ملا اور جان قربت کو پہونچے سر نے وصل مین قرار پایا غرض کہ محبت عبارت مین نہین آتی کیونکہ محبت حال ہے اور حال کبہی قال نہین ہوتا اگر سب جہان کے لوگ زور سے محبت کو اپنی طرف کہینچنا چاہین تو ممکن نہین اور اگر استبا پر مشقت اوٹہائین کہ اسکو دفع کرین تو بہی نہین ہو سکتا کیونکہ وہ وہبی نعمت ہے نہ کسبی اور اگر سب لوگ چاہین کہ محبت کو اوس شخص کیطرف جو اسکا طالب نہو کشش کرین تو بہی کر نہین سکتے اور اگر چاہین کہ محبت کو اوس شخص سے جو لائق محبت کے ہے دور کرین تو بہی اس امر سے عاجز رہینگے کیونکہ محبت الہی چیز ہے اور آدمی لاہے یعنی کہیلنے والا اور کہیلنے والا الہی چیز کو معلوم نہین کر سکتا واللہ اعلم

تیسری فصل

لیکن عشق مین مشائخ نے بہت سی باتین فرمائی ہین ایک گروہ انمین سے کہتا ہے کہ بندہ کو عشق حق تعالے ہو سکتا ہے لیکن اللہ تعالے کا کسی پر عاشق ہونا روا نہین - اور یہہ بہی انکا قول ہے کہ عشق ایک صفت ہے کہ محبوب سے روکا جانے کے سبب پیدا ہوتی ہی اور بندہ کو حق تعالے سے روکا گیا ہے اور حق تعالے بندہ سے روکا ہوا نہین پس عشق بندہ پر جائز ہوتا ہے اور حق تعالے پر جائز نہین ہوتا - پہر ایک گروہ نے کہا ہے کہ بندہ کا حق تعالے پر عاشق ہونا بہی جائز نہین - اسلئے کہ عشق کیا ہے حد سے تجاوز کرنا اور خداوند تعالے محدود نہین تا کہ اوس سے تجاوز ہو سکے - پہر متاخرین نے کہا ہے کہ اللہ تعالے کی ذات کا عشق دو جہان مین درست نہین ہو سکتا مگر ادراک ذات کا عشق ممکن ہی کیونکہ ذات سے ہی تہا اور ادراک نہین ہو سکتا پہر بہی کہتے ہین کہ عشق بلا دیدار محبوب نہین ہوتا اور محبت سننے سے بہی جائز ہوتی ہی اور چونکہ عشق نظر سے

ہوتا ہے تو حق پر روا نہین ہوتا کیونکہ دنیا مین کوئی شخص حق تعالے کو نہین دیکھتا
جب حق تعالے سے یہہ خبر ہوئی کہ وہ دیکھنے سے باہر ہے تو ہر ایک نے اسکا دعوے کیا
کیونکہ خطاب مین سب یکسان ہین اور اللہ تعالے حس اور ادراک سے باہر ہے اسلئے اوسکا
عشق درست نہین جبکہ اللہ تعالے اپنے صفات اور افعال سے احسان کنندہ اپنے اولیا
پر احسان اور اکرام فرماتا ہے تو اوسکے محبت جائز ہوئی - کیا تو نے نہین دیکھا کہ حب یعقوب
علیہ السلام یوسف علیہ السلام کی جدائی کے سبب محبت مین مستغرق ہوئے اور نظر جاتی رہی
پھر جب حالت فراق مین اونکے پیرہن کی بوے پائی تو اوسکے آنکھین روشن ہوئین اور جب زلیخا کو
یوسف علیہ السلام کے عشق نے ہلاک کیا جبتک یوسفؑ کا وصل نہ پایا آنکھین روشن نہ ہوئین اور
یہ عجیب طریق ہے کہ ایک نے خواہش نفسانی کی پرستش کی اور ایک نے خواہش نفسانی چھوڑ دی اور
یہہ بھی کہا گیا ہے کہ عشق کی ضد اور حق تعالی کی ضد نہین آپ ہے کہ عشق اوسپر جائز ہو اور لیکن
اختصار کے سبب اسپر کفایت کی واللہ اعلم بالصواب **چوتھی فصل** اور اس
گروہ کے مشایخ نے دوستی کی تحقیق مین بیشمار رمزین بیان کئے ہین مین انہین سے کچھ اس
کتاب مین بیان کرتا ہون تاکہ تبرک کی صورت قایم ہو انشاء اللہ عزوجل - استاد ابوالقاسم
قشیری رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے المحبۃ محو المحب بصفاتہ واثبات المحبوب بذاتہ
یعنے محبت وہ ہوتی ہے کہ محب اپنے سب صفتون کو طلب محبوب مین نفی کرے خاصکر اثبات
ذات حق کے لئے یعنے جب محبوب باقی ہو اور محبت فانی ہو اور بقاے محبوب غیرت دوستی کو نفی
کرے اور اپنا مطلق تصرف حاصل کرے اور صفت محب کا فنا ہونا اثبات محبوب کے سوا نہین ہوتا اور
یہہ روا نہین ہوتا اور یہہ روا نہین کہ محب اپنی صفت مین قایم رہے کیونکہ اگر وہ اپنی صفت سے قایم
ہوتا تو محبوب کے جمال سے بے نیاز ہو جاتا - جب جانتا ہے کہ اوسکی زندگی محبوب کے جمال ہی سے ہے تو وہ
بالضرور اپنے اوصاف کی نفی اثبات کا طالب ہوگا اسلئے کہ وہ جانتا ہے کہ اپنی صفت ثابت ہونے سے
محبوب در پردہ رہتا ہے گویا دوست کی دوستی کے سبب وہ اپنا دشمن ہوتا ہے اور مشہور ہے کہ جب حسین بن منصور

رضی اللہ عنہ کو سولی پر چڑہایا گیا تو اوسکے اخیری کلام یہہ تہی حب الواحد افراد الواحد یعنی
ایک کی دوستی ایک کو یگانہ سمجہنا ہے محب کو وہ کافی ہی کہ اسکی ہستی دوستی کی راہ مین صاف ہو جاوے اور نفس کا
اختیار اسکے حالت شوق مین ہو جاوے اور تلاشی ہو جاوے اور ابو یزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے
کہا ہی المحبۃ استقلال الکثیر من نفسک واستکثار القلیل من حبیبک یعنے محبت وہ ہوتی ہی
کہ اپنی کثرت کو قلت سمجہو اور دوست کے قلت کو کثرت جانے اور بندہ پر معاملہ حق یہہ ہی کہ دنیا کی نعمت اور کچہہ جو
بندہ کو اوس دیا گیا ہی اوسکو تہوڑا فرمایا ہی قل متاع الدنیا قلیل یعنے کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
دنیا کا مال متاع جو تمکو دیا گیا ہی وہ بہت تہوڑا ہی۔ اس تہوڑی عمر اور تہوڑی جگہ اور تہوڑی
متاع مین انکی تہوڑی ذکر کو بہت فرمایا ہے والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات یعنے اللہ تعالے
کو بہت ذکر کرنے والے اور عورتین بہت ذکر کرنوالین تاکہ سب خلقت کو معلوم ہو جاوے کہ دوست
حقیقی خداوند تعالے ہے کیونکہ یہہ صفت خلقت پر درست نہین اسلئے کہ جو چیز حق تعالی سے
بندہ کو پہونچے کچہ تہوڑی نہین اور خلقت سے جو کچہہ ہو سکو بہت تہوڑا ہے اور اللہ تعالے نے اپنی فضل
و کرم سے بندہ کی تہوڑی چیز کو بہت فرمایا اور اپنی بیحد نعمتون کو تہوڑا فرمایا سہل بن عبد اللہ تستری
رحمتہ نے کہا ہی المحبۃ معانقۃ الطاعات ومباینۃ المخالفات یعنے محبت وہ ہی کہ محبوب کی
اطاعت سے ہم بغل ہو اور مخالف باتون سے پرہیز کرے۔ اسلیئے کہ جب دلمین دوستی زیادہ قوی ہو تو
دوست کا حکم دوست پر آسان ہوتا ہی اور یہہ قول اوس ملحد گروہ پر رد ہی جو کہتے ہین کہ بندہ دوستی
مین اوس درجہ پر پہنچ جاتا ہے کہ طاعت اسکو معاف ہوتی ہے اور یہہ محض زندیقی ہی کیونکہ
محال ہی کہ صحت عقل کی حالت مین تکلیف کا حکم بندہ سے ساقط ہو جاوے اسلئے کہ اس بات پر
سب کا اتفاق ہی کہ شریعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کبہی منسوخ نہین ہوتی اور جب ایک شخص سے
صحت عقل کی حالت مین اسکا ساقط ہونا جائز ہو تو سب سے جائز ہوتا ہے اور یہہ صرف زندیقی ہی مگر
مدہوش اور مغلوب عشق کا حکم اور ہے اور وہ دوسرا امر رہا۔ لیکن یہہ جائز نہین ہوتا کہ حق تعالے
بندہ کو دوستی مین اوس درجہ پر پہونچا دے کہ طاعت اوس کے لگی تکلیف اوس سے ساقط ہو جاوے

اسلیئے کہ امر کا رنج امر کنندہ کی محبت کے اندازہ پر گوارا ہوتا ہی جس قدر کہ محبت زیادہ قوی ہو
طاعت ادا کرنیکا رنج اوسپر زیادہ آسان ہوتا ہے یہہ معنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حال مین
ظاہر ہین کہ جب حق تعالے دنعمتین بسے اونکی قسم یاد فرمائی تو رات ون سب کار وبار سے رکنے
اور حضرت کے مبارک قدمون پر ورم ہوی تب خداوند تعالے نے فرمایا طہ ما انزلنا علیک القرآن لتشقے
یعنے ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمنے نا امید ہونیکو تجہہ پر قرآن شریف نازل نہین فرمایا اور یہہ بہی ہوسکتا
ہے کہ فرمان ادا کرنیکے حالت مین بجا آوری حکم مد نظر نہو۔ جیسا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہی انہ لیغان علے قلبی وانی لاستغفر اللہ فی کل یوم سبعین مرۃ یعنے تحقیق میرے دلپر
پردہ ہوتا ہی اور تحقیق مین ہر روز اللہ تعالے سے ستر بار معافی چاہتا ہون یہہ اس سبب سے
تہا کہ حضرت آپ کو اور اپنے اعمال نہین دیکہتے تہے تا کہ اونکو اپنی طاعت پر گمان نہو جائے
بلکہ امر حق کی عظمت کیطرف نگاہ فرماتے تہے اور کہتے تہے کہ میری یہہ عمل اوس جناب کے لایق نہین
سمنون محب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہی ذہب المحبون للہ بشرف الدنیا والاخرۃ لان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال المرء مع من احب یعنے خداوند عزوجل کے دوست دنیا اور آخرت کے شرف کو پہونچے ہین
کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مرد اوس شخص کے ساتہہ ہوتا ہے جو اسکو دوست رکہتا ہے پس لوگ دنیا و
عاقبت مین حق کے ساتہہ ہوتے ہین اور اسمین خطا روا نہین مگر جب یہہ ہو جائے پس دنیا کا شرف
وہ ہی کہ حق تعالے انکے ساتہہ ہوتا ہے اور عاقبت کا شرف وہ ہی کہ یہہ حق کے ساتہہ ہوتے ہین اور یحیی
معاذ الرازی رضی اللہ عنہ کہتے ہین حقیقۃ المحبۃ ما لا ینقص بالجفاء ولا یزید بالبر والعطاء یعنی
اصل محبت وہ ہی جو ظلم اور سختی سے کم نہو اور نکوی اور عطا سے زیادہ نہین ہوتی اسلئے کہ دونو باتین
محبت مین سبب ہین اور سبب وجود اعیان کی حالت مین گم ہوتی ہین اور دوست دوست کے بلا سے خوش
ہوتا ہی اور محبت کے راہ مین جفا اور وفا مساوی ہین جب محبت حاصل ہو جاتی تو وفا مثل جفا اور
جفا مثل وفا کے ہو جاتا ہی۔ اور حکایتون مین مشہور ہے کہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو جنون کی تہمت کر کے
ہسپتال مین لے گئے اور قابو کیا تب ایک گروہ اسکی زیارت کو آیا اونہے کہا من انتم قالوا احباء

فرساھم یا مجادہ فضرا یعنے تم کون ہو انہوں نے جواب دیا کہ تیرے دوست ہیں تب اس نے انکو پتھر
مارا اور وہ بھاگ گئے تب اوسنے کہا لو کنتم احبائی لما فر دتم من بلائی فاصبروا من بلائی
یعنے اگر تم میرے دوست ہوتے تو میری بلا سے کیوں بھاگتے کیونکہ دوست دوست کی بلا سے
نہیں بھاگتے۔ اسباب میں بہت باتیں ہیں یہنے انہی پر کفایت کی ہے واللہ اعلم بالصواب

چھٹا پردہ زکواۃ سے کھلتا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے فرمایا واقیمو الصلواۃ

واتو الزکواۃ یعنے نماز کو قایم کرو اور زکواۃ ادا کرو اور ایسا ہی کئی آیات اور اخبار اور فرایض
اور احکام ایمان سے ایک زکواۃ ہے جس شخص کو توفیق آدا زکواۃ ہو یعنے صاحب نصاب ہو اسکو
زکواۃ ادا کرنا واجب ہے اور اس سے روگردان ہونا روا نہیں لیکن زکواۃ پورا صاحب نصاب ہونے سے
واجب ہوتی ہے جیسا کہ دوسو درم چاندی کہ نعمت کامل ہے جس شخص کے تحت تصرف اور ملک میں پورا
سال رہے تو اس ملکیت کے حکم سے اوسپر انمیں سے پانچ درم فی سبیل اللہ دینا واجب ہوتا ہے اور بیس دینار سونے
کی بھی نعمت کامل ہے ادسمیں سے آدھا دینار دینا واجب ہوتا ہے اور پانچ اونٹ بھی نعمت کامل ہے انکی بابت
ایک بکری واجب ہوتی ہے اور علی ہذا القیاس لیکن رتبہ کے لئے بھی زکواۃ ہوتی ہے جیسا کہ مال
پر زکواۃ ہوتی ہے اسلئے کہ وہ بھی ایک نعمت کامل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے ان اللہ تعالی فرض علیکم زکوۃ جاھکم کما فرض علیکم زکواۃ ما لکم یعنے
اللہ تعالے نے تمپر اپنے رتبہ کا زکواۃ دینا واجب فرمایا ہے جیسا کہ مال کا زکواۃ دینا واجب فرمایا۔ اور یہ
بھی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان لکل شیء زکواۃ و زکواۃ الدار بیت الضیافۃ
یعنے ہر شے کیواسطے زکواۃ ہے اور گھر کی زکواۃ مہانداری ہے اور اصل میں زکواۃ آدای شکر نعمت
ہے جو اوسی نعمت کی جنس سے ہو اور تندرستی خداوند جل جلالہ کے انعام عام کی ایک نعمت بڑی
ہے اور ہر ایک عضو پر زکواۃ ہے اور وہ اسطرح پر ہے کہ اپنے سب اعضا کو عبادت الہی میں مشغول رکھیں
اور کھیل تماشا میں ضایع نکریں تاکہ زکواۃ نعمت کا حق ادا ہو پھر باطنی نعمت پر بھی زکواۃ لازم ہوتی
ہے چونکہ یہہ نعمت بہت بڑی ہے اسلئے اسکی حقیقت شمار نہیں ہو سکتی ہے پس اسپر بھی مطابق نعمت

زکواۃ لازم ہی اور وہ نعمت کا بیچاننا ہی خواہ ظاہری ہو خواہ باطنی جب بندہ جانے کہ اسپر حق تعالےٰ
نعمت کامل عطا فرمائی ہی جو حد وشمار سی باہر ہی تو شکر بہی حد شمار سی زیادہ ادا کرے اور وہ شکرگذاری
بجہد وبس بجہد نعمت کے زکواۃ ہی۔ الغرض گروہ صوفیہ کے نزدیک نعمت دنیا کا زکواۃ دنیا پسندیدہ
نہین اسلئے مردکیواسطے بخل ناپسند ہی اور بخل کامل سی جو بہت بری صفت ہی دوسو درم ایک سال تک
تحت تصرف بندہ کے رہے پہر اس سی پانچ درم ادا کرے جب اہل کرم مال جمع نہین کرتے جو کچھہ پاس
ہو سب خرچ کر دیتے ہین اور سخاوت سے مال جمع نہین ہو سکتا تو پہر وہ حد زکوۃ تک کب
پہنچتے ہین۔ مین نے ایک حکایت مین معلوم کیا ہی کہ ایک ظاہری عالم نے امتحاناً شیخ شبلی رحمتہ اللہ
علیہ سی پوچہا کہ زکوۃ سی کیا دینا چاہی اونسی جواب دیا کہ جب بندہ مین بخل موجود ہو اور مال جمع ہو
دوسو درم چاندی سی پانچ درم دینا چاہئی اور بیس دینار سونے سے آدہا دینار مگر یہہ تیرے مذہب کا
مسئلہ ہی ورنہ میرے مذہب مین تو کوئی چیز ملک مین رکہنی نہ چاہی تاکہ زکواۃ کے شغل سی بچ رہی اوسنی کہا
کہ اس مسئلہ مین تیرا امام کون ہی اوسنی جواب دیا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیونکہ جو کچھہ انکی پاس
موجود تہا سب دیدیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا کہ ما خلفت لعیالک یعنے تو نے
اپنی بال بچہ کیواسطی کیا پیچہے رہنے دیا ہی اوسنی جواب دیا اللہ ورسولہ یعنے انکے لئے اللہ اور اسکا
رسول باقی رکہا ہی اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہون نے اپنے قصیدہ فرمایا
فما وجبت علی زکواۃ مال ٭ وھل تجب الزکواۃ علی الجواد یعنے مجھہ پر زکواۃ مال واجب نہین
اور بخشش کرنے والے سخی پر زکواۃ واجب نہین ہوتی۔ پس اہل کرم کا مال خرچ ہو جاتا ہی اور انکا خرچ
معاف نہ تو مال سی بخل کرتے ہین اور نہ حون پر جہگڑا اسلئے کہ یہہ کسی چیز کو اپنا ملک نہین جانتی
لیکن اگر کوئی جہالت اختیار کرے اور کہی کہ میرے پاس مال نہین اور مین علم زکوۃ کی پرواہ نہین
رکہتا تو یہہ سکا کہنا محال ہوتا ہی اسلئی کہ علم کا پڑہنا فرض عین ہے اور علم سی لاپرواہ ہونا محض کفر ہے اور
زمانہ کے فسادون سی ایک یہہ بہی ہی کہ جو شخص صلاحیت اور فقر کا دعوی کرتے ہین جہالت سے علم چہوڑ
دیتے ہین مصنف رحمتہ اللہ علیہ کہتا ہی کہ ایک وقت مین صوفیون کی جماعت کو کہ ابہی مبتدی

ہی کچھ عبارت پڑہ رہا تہا اتفاقاً ایک جاہل آیا اور مین زکواۃ اونٹ کا ذکر کر رہا تہا اور بنت لبون اور بنت مخاض اور حقہ کا حکم ظاہر کر رہا تہا اوس جاہل کا دل اس سلسلے کے سننے سے تنگ ہوا اور یہہ کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ میرے پاس اونٹ نہین بنت لبون کا علم میرے کس کام آئیگا مینے کہا ای شخص جیسے کہ زکواۃ دینے کیواسطے علم چاہیے لینے کیواسطے بہی علم چاہیے کیونکہ اگر کوئی شخص تجہے بنت لبون دے اور تو لے تو پہر بہی تجہے علم کی ترک نجات ہے اور اگر کسی کے پاس مال نہو اور اسکو مال سے مناسبت نہو تو بہی اوس سے علم کے فرضیت ساقط نہین ہوتی فنعوذ باللہ من الجہل۔

پانچوان فصل ۔ اور مشایخ صوفیہ سے اکثر ایسے بہی ہوچکے ہین جنہون نے زکواۃ لی ہے اور ایسے بہی ہوے ہین جنہون نے زکواۃ نہین لی۔ لیکن جنہون نے فقر خود اختیار کیا ہے وہ زکواۃ نہین لیتے اور کہتے ہین کہ ہم مال نہین لیتے اگر کرین ہم پر واجب نہو جائے اور دنیا دارون سے بہی ہم نہین لیتے تاکہ انکا ہاتہہ اونچا اور ہمارا ہاتہہ نیچے نہو جائے اور جو فقر اضطراری مین پڑے ہین اگر وہ لیتے ہین اپنی ضرورت کیواسطے نہین لیتے بلکہ اوس لینے سے انکی یہہ غرض ہوتی ہے کہ ہمارے مسلمان بہائی سے فرض ادا ہو جائے جب یہہ نیت ہوتی ہے تو انکا ہاتہہ اونچا ہوتا ہے نہ دینے والیکا اور اگر دینے والیکا ہاتھ اونچا ہوتا اور لینے والیکا نیچا تو قول خدائے عزوجل ویاخذ الصدقات یعنے لیتا ہے زکواۃ کو سے معنے باطل ہو جاتے اور پہر چاہیے تہا کہ زکواۃ دینے والا لینے والے کی نسبت زیادہ فضیلت رکھتا اور اعتقاد مین گمراہی ہے پس اونچا ہاتھ وہی ہوتا ہے جو مسلمان بہائی سے کچھ بحکم وجوب لے تاکہ اوسکا بوجہہ اوسکی گردن پر نہ رہے یہہ درویش دنیاوی نہین بلکہ درویش عقبائی ہین کیا معنے کہ اگر عقبائی درویش دنیا دارون سے نہ لین تو فرضی حکم انپر رہے اور قیامت کو گرفتار رہین پس اللہ تعالے نے عقبائی درویشون کو تہوڑی سی ضروریات سے امتحان فرمایا تاکہ دنیا دار لوگ وہ فرضیت کا بوجہہ اپنی گردن سے اوتار سکین پس بالفرض فقیر کا ہاتہہ اونچا ہوا جو مطابق حکم شرع کے اپنا حق لیتا ہے کیونکہ خدائے تبارک وتعالی کا حق اسپر واجب تہا اگر لینے والیکا ہاتہہ نیچا ہوتا جیسا کہ ظاہر دار لوگ کہتے ہین تو اس صورت مین پیغمبران حق تعالے کا ہاتہہ نیچا ہوتا کیونکہ انہون نے اللہ تعالی کا حق لیا ہے

اور شرطیہ محل خرچ مین دیتے رہے ہین یہہ انکا کہنا غلط ہے یہہ نہین جانتے کہ انہون نے اپنا حق قوم سے لے لیا ہے۔ اور پیغمبرون کے بعد اماماں دین نے بھی یہی طریق جاری رکھا ہے کہ بیت المال کا حق لیا ہے پس غلطی پر ہے جس نے لینے والیکا ہاتھ نیچا اور دینے والیکا اونچا سمجھا ہے اور یہہ دونو اصل قوی ہین چونکہ باب جود و سخاوت کا اس مضمون کا محل تھا اسلئے مین تھوڑا سا بیان اسمین ملا دیتا ہون وباللہ التوفیق والعصمۃ

بخشش اور سخاوت کا باب

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے السخی قریب من الجنۃ بعید من النار والبخیل قریب من النار وبعید من الجنۃ یعنے سخی بہشت سے قریب ہے اور دوزخ سے دور اور بخیل دوزخ سے قریب ہے بہشت سے دور ہے عالمون کے نزدیک صفات خلقت مین مرادف یعنے ایک معنے رکھتے ہین لیکن خداوند عزوجل کو جواد کہتے ہین اور سخی نہین اسلئے کہ انمین وجود توقیف اور عدم توقیف ہے کیونکہ رب العزت نے اپنا نام سخی نہین بتایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کسی حدیث مین اللہ جل جلالہ کا نام سخی نہین آیا اور اجماع امت اور اہل سنت نے بھی روا نہین رکھا کہ کوئی شخص باعتبار عقل اور لغت کے اللہ تعالے اسی نام سے پوکارے جبتک کہ کتاب اور حدیث اسپر ناطق ہو جیسا کہ اللہ تعالے کا نام عالم ہے اب عالم کے نام سے پوکارنا جائز ہے لیکن عاقل اور فقیہ نہ کہنا چاہئے گو یہہ تینون نام ایک معنے رکھتے ہین انمین سے عالم کے نام سے پوکارتے ہین کیونکہ یہان توقیف صحیح ہے اور دوسرے دو نام سے پرہیز کرتے ہین کیونکہ توقیف موجود نہین ایسا ہی صحت توقیف کیلئے جواد کا نام تو اطلاق کرتے ہین اور سخی کے نام سے پرہیز کرتے ہین کیونکہ اسمین توقیف نہین اور لوگون نے جواد و سخی مین فرق بیان کیا ہے کہ سخی وہ ہوتا ہے کہ بخشش کیوقت خویش و بیگانہ یا دوست و دشمن مین فرق کرے اور جسمین کوئی غرض اسباب ملحوظ ہو اور جود کا یہہ ابتدائی مقام ہے اور جواد وہ ہے کہ دینے کیوقت خویش و بیگانہ وغیرہ مین فرق نکرے اور ایجاد دنیا بغرض اور بے سبب ہو اور یہہ حالت دو پیغمبر صلواۃ اللہ علیہما کے تھی ایک ابراہیم خلیل اللہ کے اور دوسرے محمد حبیب اللہ کے اور احادیث صحیحہ مین آیا ہے کہ جبتک ابراہیم علیہ السلام کے پاس کوئی مہمان نہ آتا کہانا نہ کہاتے ایک مرتبہ تین دن

کوئی مہمان نہ آیا اتفاقاً ایک کافر آپکے دروازہ سے گذرا اوس سے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے جواب
دیا کہ کافر ہون ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ چلا جا تو میری مہمانی اور دعوت کے لایق نہین اوسوقت
حق تعالے سے اونکو عتاب ہوئی کہ جسکو ہمنے ستر سال پالا تونے ایک روٹی اسکو نہ دی۔ پہر
دیکہو کہ جب حاتم کی اولاد سے ایک لڑکا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آیا تو حضرت نے
چادر مبارک اسکو نیچے بچہائی اور فرمایا اذا اتاکم کریم قوم فاکرموہ یعنے جب تمہارے پاس کسی قوم
کا سخی مرد آوے تو اوسکی عزت کرو۔ اب سوچو کہ جسنے فرق رکہا اسنے تو ایک روٹی مہمان
سے دریغ رکہی اور جسنے فرق نکیا اونہون نے باوجود شان نبوت کی اپنی چادر مبارک کو کافر
کا فرش بنایا اسلئے کہ ابراہیم علیہ السلام مقام سخاوت مین تہے اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کا مقام جود تہا اور اس مین بہت نیک طریق ہے کہ جو پہلے خاطر کے مطابق
ہوتی ہے جب دوسری خاطر پہلے پر غالب ہو جائے تو یہہ بخل کی علامت ہے
اور اہل تحقیق نے پہلی خاطر کو بزرگ مقرر کیا ہے کیونکہ پہلی خاطر حق سے ہوتی ہے۔ اور مجہے
معلوم ہوا ہے کہ نیشاپور مین ایک سوداگر مرد تہا ہر روز شیخ ابو سعید کی مجلس مین رہتا ایک روز
شیخ سے کسی درویش نے کچہ سوال کیا اس مرد کے پاس ایک دینار تہا اور ایک زر کا ریزہ
پہلے اسکے دلمین آیا کہ دینار دینا چاہئے دوسری دفعہ اسکے دلمین آیا کہ ریزہ زر دینا کافی ہے
پہر اوسنے ریزہ زر دیدیا پہر جب شیخ سے بات چیت شروع ہوئی تو اسنے شیخ سے پوچہا کہ حق تعالے
سے تنازع کرنا جایز ہوتا ہے شیخ نے کہا کہ تونے حق تعالی سے تنازع کیا ہے کیونکہ حق تعالے نے فرمایا
کہ دینار دے اور تونے ریزہ زر دیا۔ اور یہہ بہی مینے سنا ہے کہ شیخ ابو عبد اللہ رودباری ایک
مرید کی گہر گئے وہ موجود نہ تہا حکم دیا کہ اسکے گہر کا اسباب بازار مین لیگئے جب مرید گہر مین آکر یہہ حال
دیکہا تو خوش ہوا اور کچہہ نہ کہا کیونکہ اسکو شیخ کا خوش کرنا منظور تہا اور جب اسکی عورت گہر مین آئی اور یہہ حال دیکہا کہ جامہ اوسکے بدن پر تہا
اپنی کپڑے اتار کر ڈالدئے اور کہا کہ یہہ بہی گہر کا اسباب ہے اسکا بہی یہی حکم چاہئے مرد چلا کر بولا یہ تکلف اور اختیار تہی تو تجہسے ہوا
عورت نے جواب دیا کہ جو کچہہ شیخ نے کیا وہ اسکی جود تہی اب چاہئے کہ اپنی ملک سے تکلف کرون تاکہ ہمارا جود بہی ظاہر ہو مرد نے کہا

کہ ہان جب ہم نے شیخ کو اپنی وجود پر تسلیم کیا تو وہ ہمارا شیخ کے حوالہ کر دینا ہمارے ہمین جو دہی اور
جو آدمی کی صفت ہین تکلیف اور مجاز ہوتا ہے اور مرید کو ہمیشہ چاہیے کہ طاقت نفس کو امر خداوند
عزوجل کی مطالبت مین خرچ کرے اور اس سبب سے سہل بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے الصوفی
دمہ ہدر وملکہ مباح یعنے صوفی وہ ہوتا ہے جسکا خون معاف اور ملک مباح ہو۔ اور شیخ ابو مسلم فارسی
سے مینے سنا ہے کہ اسنے کہا کہ ایک وقت مین ایک جماعت سے ملکر حجاز کا ارادہ کیا اور نواح حلوان مین
کردون نے ہمارا راستہ روک لیا اور ہماری خرقہ تہی وہ سب چھین لئے ہم انسے مقابلہ نکیا کیونکہ سمجہا کہ اگر ہم
انکا مقابلہ نکرینگے اور انسے انکار نہ رکہینگے تو یہہ خوش رہینگے ہماری جماعت مین ایک شخص بیقرار ہوتا
تہا کردون نے تلوار سونتے اور اسکے مار ڈالنے کا ارادہ کیا ہم سب نے ملکر اس کردسے شفاعت یعنے سفارش
کی کردنے جواب دیا کہ یہہ جائز نہین کہ مین اس جہوٹے آدمی کو زندہ چہوڑون مین اسکو ضرور مار ڈالونگا
ہمنے کرد سے اوسکے مار ڈالنے کی وجہ پوچہی کردنے جواب دیا اسلئے کہ یہہ صوفی نہین اور ولی لوگون
کی صحبت مین رہکر خیانت کرتا ہے ایسا آدمی نابود کر دینا بہتر ہے ہمنے کہا کہ کیون اسنے جواب دیا اسلئے
کہ صوفی مردون کا خاصہ جود ہے اور اسکے لئے اس خرقہ مین چند چیتہڑی پیوند ہین اور یہہ اسی بضاعت پر صبر
نہین کر سکتا یہہ کیونکر صوفی ہو سکتا ہے کہ اپنی یارون مین اتنا جہگڑتا ہے کیونکہ کتنے برسون سے تمہارا
کام کر رہے ہین اور تمہارا راستہ لوٹتے ہین اور تمہارے تعلقات قطع کرتے ہین۔ اور تم کبہی ملال
مین نہ آئے اور کہتے ہین عبد اللہ بن جعفر ایک گروہ کے چراگاہ مین پہونچے اونے ایک حبشی
غلام کو دیکہا کہ بکریون کی رکہوالی کررہا تہا ایک کتا آیا تہا اور اسکے سامنے بیٹہا ہوا غلام نے
ایک روٹی نکالی اور کتے کے آگے ڈالدی پہر دوسری پہر تیسری روٹی بہی ڈالی عبد اللہ اوسکے
پاس گیا اور کہا کہ ای غلام تیرا ہر روز کا کہانا کتنا ہوتا ہے اسنے جواب دیا کہ تونے یہہ جو دیکہا ہے
اسنے کہا تونے سب کا سب کتے کو کیون دیدیا اسنے کہا اسلئے کہ یہان کتے نہین رہتے اور یہہ کہین دور مکان
سے یہان آیا ہے اور مجہے یہہ پسند نہ آیا کہ اسکی محنت ضایع کرون عبد اللہ کو وہ بات پسند آئی
اسنے وہ غلام اور بکریان اور چراگاہ بہی خرید کی غلام کو تو آزاد کر دیا اور کہا یہہ بکریان اور چراگاہ

میں نے تجھکو بخشدی غلام نے اوسکو دعا دی اور بکریان صدقہ کرین اور چراگاہ وقف کردی اور آپ وہانسے چلدیا۔ ایک مرد حسن بن علی علیہما السلام کے گہر کے دروازہ پر آیا اور سوال کیا کہا اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چارسو درم مجھپر قرضہ ہے حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا چارسو درم اوسے دیا گیا اور آپ گہر مین روتے گئے پوچھا گیا کہ اے فرزند پیغمبر آپ کیون روتے ہو انہون نے جواب دیا کہ مینے اس سائل سے دریافت کرنیمین قصور کیا کہ اوسکو سوال تک نوبت پہونچی اور ابو سہل صعلوکی کبہی کسی درویش کے ہاتہہ پر صدقہ نہ دیتے اور جو بخشش کرتے کسیکو ہاتہہ مین نہ دیتے زمین پر رکہہ چھوڑتے تاکہ محتاج لوگ خود اٹہا لیتے لوگون نے سبب پوچھا انہون نے جواب دیا کہ دنیا کی وہ قدر نہین جو کسی مسلمان کے ہاتہہ مین دیا جاوے اور پہر میرا ہاتہہ اونچا اور محتاج کا ہاتہہ نیچا ہو روایت ہے کہ اور حضرت رسول اللہ علیہ وسلم کو حبش کے بادشاہ نے دو من کستوری بہیجی حضرت نے ایک ہمر مرتبہ پانی مین ڈالدی اور اپنی اور یارون کے اوپر ملدی۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مبارک مین آیا حضرت نے ایک جنگل جو دو پہاڑ کے درمیان بکریون سے پرتہا اوسکو عطا فرمایا جب وہ اپنی قوم کے پاس گیا تو اوسنے کہا کہ اے قوم مسلمان ہو جاؤ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر بخشش کرتے ہین کہ اپنے درویش ہو جانے سے نہین ڈرتے۔ اور یہہ بہی حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ ایک وقت حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں سے ہزار درم لائے حضرت نے ان سب کو گدری پر گرادیا اور وہان سے تب اٹھے جب سب بانٹ دی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ مینے نگاہ کی اس وقت حضرت نے بھوک کے سبب پیٹ پر پتھر باندھا ہوا تھا۔ میں نے متاخرین سے ایک درویش دیکھا ہے کہ بادشاہ نے تین سو درم زر خالص اوسے بھیجا کہ یہ لو درویش کام میں چلا گیا اور وہ سب کام والوں کو دیکر چل دیا اور اس سے پہلے نوریوں کے مذہب باب ایثار میں اس کے بابت کلام کی ہے اور یہاں اسی پر اختصار کیا واللہ اعلم بالصواب۔

ساتوان پردہ روزے سے کھلتا ہے - خداوند عزوجل نے فرمایا ہے
یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ اٰیت یعنے اے ایماندار لوگو تمپر روزہ فرض کیا گیا
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ خداوند تعالے نے
فرمایا ہے الصوم لی وانا اجزی بہ حدیث یعنے جو روزہ رکہتا ہے وہ خاص میرے واسطے
ہے اور مین اوسکی اچھی جزا دونگا کیونکہ روزہ باطنی عبادت ہے جسپر بدون اللہ تعالے کے کوئی
آگاہ نہیں ہوتا کیونکہ ظاہر مین اسکا تعلق نہیں اور غیر کا اسمین کچھہ نصیبہ نہیں اور اسی سبب سے
اوسکی جزا بیحد ہے اور یہہ بھی کہتے ہین کہ بہشت مین خلقت کا داخل ہونا رحمت سے ہوتا ہے اور عبادت
کا درجہ روزہ کی جزا ہے اور بہشت مین ہمیشہ رہنا اس لئے ہے کہ اللہ تبارک وتعالے نے فرمایا ہے
انا اجزی بہ اور جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ الصوم نصف الطریقة یعنے روزہ
رکہنا نصف طریقت ہے اور مشائخ اکثر دیکھے گئے ہین کہ ہمیشہ روزہ رکہتے اور بعض صرف
ماہ رمضان مین روزہ رکھتے اور ہمیشہ روزہ رکہنا تمنای اجر کے باعث ہے اور صرف رمضان
کا روزہ رکہنا ترک اختیار اور ریا کے واسطے ہے اور یہہ بھی مینے دیکھا ہے کہ روزہ رکہتے اور کوئی
نہ جانتا جب کھانا حاضر ہوتا تو کہا لیتے اور یہہ مطابق سنت ہے - اور عائشہ اور حفصہ رضی اللہ
عنہما سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم انکے پاس تشریف لائے ہر دو ازواج مطہرات
نے کہا کہ انا قد خبأنا لک حیسا قال علیہ الصلوٰة والسلام اما انی کنت ارید الصوم
ولکن قربیہ ساصوم یوما مکانہ حدیث یعنے ہمنے آپ کے لئے گوشت پکایا ہے حضرت نے
فرمایا کہ مین آج کے روز روزہ رکہنے کا ارادہ کیا ہے لیکن لاؤ مین بجائے اسکے ایکروز اور روزہ
رکہونگا۔ اور مین نے دیکھا ہے کہ ایام بیض اور عشرہ کمے ماہ مبارک روزہ رکہتے اور
رمضان اور شعبان بھی روزہ رکہتے - اور مینے دیکھا ہے کہ داؤد علیہ السلام والا روزہ
بھی رکہتے کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے اسکو خیر الصیام فرمایا ہے اور وہ اسطرح ہے کہ ایکروز روزہ
رکہا جائے اور دوسرے روز افطار کیا جائے - ایک دفعہ مین شیخ احمد بخاری کے پاس گیا

حلوے کا رکاب انکے آگے رکھا تھا اور کہا رہے تھے انہوں نے میری طرف بھی اشارہ کیا میں نے
لڑکپن کی عادت سے کہا کہ میں نے روزہ رکھا ہوا ہے انہوں نے پوچھا کہ کیوں میں نے کہا کہ فلاں صاحب کے حسب
جو روزہ رکھتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ خلقت کو باہم ایک دوسرے کے مطابق کرنا درست نہیں تب میں نے روزہ افطار کرنیکا ارادہ کیا
انہوں نے کہا کہ جب اسکی موافقت تو نے ترک کی ہے تو میری موافقت بھی مت کر کیونکہ میں بھی بندہ خلقت سے ہوں کیونکہ یہہ تو
ایک جیسے ہیں اور حقیقت میں روزہ بند رہنا ہے اور سب طریقت اسمیں پوشیدہ ہے اور بہت کم درجہ کا روزہ
رہتا ہے بزرگوں کا قول ہے الجوع طعام الله فی الارض یعنے بھوکھ زمین پر خدا کے
کھانا ہے اور بھوکہ کو سب لوگ شرع اور عقل کے رو سے پسند کرتے ہیں پس ایک ماہ تو ہمیشہ روزہ
فرض ہے ہر ایک عاقل اور بالغ اور مسلمان اور تندرست اور مقیم پر اور وہ ماہ رمضان کا چاند
دیکھنے سے شروع ہوتا ہے جب تک ہلال ماہ شوال کا دیکھا جائے اور ہر روزہ کیواسطے نیت درست
ہونی چاہیے اور شرط ہے لیکن بند رہنے کے لئے بہت شرطیں ہیں جیسا کہ پیٹ کو شراب طعام سے بند رہنا
اور آنکھوں کو شہوت کی نگاہ سے اور کان کو غیبت سننے سے اور زبان
کو فساد اور بیہودہ بکنے سے اور بدن کو دنیا کی متابعت اور شرع کی مخالفت سے بچا رکھے پھر یہہ شخص
دراصل روزہ دار ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اذا صمت فلیصم
سمعك وبصرك ولسانك ويداك وكل عضو یعنے جب تو روزہ رکھے پس چاہیئے کہ اپنے کان اور
آنکھ اور زبان اور ہر عضو کو منہیات سے بند رکھے اور یہہ بھی حضرت نے فرمایا ہے۔ رب صائم
ليس له من صومه الا الجوع والعطش یعنے اکثر روزہ دار ایسے ہوتے ہیں جنکو روزہ سے
بھوکھ اور پیاس کے سوا کچھ فائدہ نہیں اور میں کہ علی بن عثمان جلابی ہوں رضی اللہ عنہ میں نے
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ مجھے وصیت فرمائیے
تب حضرت نے فرمایا کہ احبس حواسك یعنے حواس کو بند رکھ حواس کو بند رکھنا پورا مجاہدہ ہے
اسلئے کہ کل علم انہیں پانچوں سے حاصل ہوتے ہیں ایک دیکھنا دوسرا سننا تیسرا چکھنا چوتھا سونگھنا
پانچواں چھونا اور یہی پانچوں علم اور عقل کے سپاہ سالار ہیں اور انہی سے چار کے واسطے جگہ

خاص ہے اور ایک سارے بدن مین پہیلا ہوا ہے - آنکھین تو دیکھنے کا مقام ہے کہ وہ موجودہ
چیز اور اسکے رنگت کو دیکھتی ہین اور کان سننے کا مکان ہے جو خبر اور آواز سنتے ہین اور زبان
جائے ذوق ہے کہ مزہ اور بے مزہ معلوم کرتی ہے اور ناک سونگھنے کا مقام ہے کہ خوشبو اور بدبو
کو پہچانتی ہے اور چہونے کیواسطے کوئی عضو خاص نہین اور تمام بدن مین پہیلے ہوئے ہین جس سے
نرم اور سخت اور گرم و سرد معلوم ہو سکتا ہے اور علوم سے کوئی چیز نہین جسکو آدمی معلوم نہ کرسکے
اور ان پانچ خواص کے ذریعہ سے حاصل نہو سکے مگر بدیہی اور الہامی باتیں جو اللہ تعالیٰ نے
عطا فرمائی اور اس میں آفت روا نہیں ہوئی اور ان پانچ خواص میں صفائی اور کدورت ہے عیب کے
علم اور عقل اور روح کو اس میں گنجائش ہے ویسا ہی نفس اور وہم اور ہوا کو بھی گنجایش نہیں ہے
کیونکہ یہ آلہ اطاعت اور گناہ اور سعادت اور شقاوت میں مشترک ہے پس حق تعالے کی ولایت
کان اور آنکھ اور دیکھنے اور سننے خبر مین ہے اور نفس کیواسطے جہوٹ سننے اور شہوت اور چہونے
اور ذائقہ اور سونگھنے میں امر کے موافقت اور سنت کی متابعت ہے اور نفس کے واسطے فرمان
اور شریعت حق کا خلاف پس چاہیئے کہ روزہ دار ان سب حواس کو قابو میں رکھیں تاکہ جب تک
روزہ ہو مخالفت سے موافقت میں آجائے اور کہانے پینے سے روزہ رکہنا بوڑہے اور عورتوں اور
بچوں کا کام ہے نفسانی مشرب اور دنیاوی امروں سے روزہ رکھنا چاہیئے - اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہے وما جعلناهم جسدا لا یأکلون الطعام اور ہم نے انکو جسم نہین دیا تاکہ کہانا نہ کہائیں
اور یہ بھی فرمایا ہے افحسبتم انما خلقناکم عبثا یعنے کیا تم نے خیال کیا ہے کہ ہم نے
تجھ کو بیفائدہ پیدا کیا ہے یعنے ہم نے سب پیدائیش تو کہانے کا محتاج نہیں کیا اور خلقت
کو کھیل کیواسطے پیدا نہیں کیا اور خلقت کو کھیل کیواسطے پیدا نہیں کیا پس حرام اور کھیل سے روزہ
رکہنا چاہیئے نہ حلال کھانے سے میں تعجب کرتا ہوں اوس سے جو نفلی روزہ رکھے اور فرض کو چھوڑ دے
کیونکہ فرض کا ادا نہ کرنا گناہ ہے اور دائمی روزہ رکھنا سنت ہے فنعوذ باللہ من قسوۃ القلب
پھر ہم دل کی سیاہی سے خداوند تعالی کی پناہ چاہتے ہیں اور اگر کوئی شخص گناہ سے بچ رہے

تو ہر حال میں وہ روزہ دار ہے۔ اور کہتے ہیں کہ سہل بن عبد اللہ تستری رضی اللہ عنہ جس دن ماں سے تولد ہوئے روزہ دار تھے جس روز دنیا سے کوچ کیا اوس روز بھی روزہ دار تھے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے انہوں نے کہا کہ اون کی ولادت کا روز تھا صبح کا وقت تھا انہوں نے شام کی نماز تک دودھ نہ پیا اور جب دنیا سے وداع ہوئے تب بھی روزہ دار تھے یہ روایت ابو طلحہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی ہے لیکن روزہ وصال یعنے صایم الدہر ہونا رسول علیہ السلام نے منع کیا ہے۔ کیونکہ آپ روزہ وصال رکھتے تو اصحاب بھی موافقت کرتے حضرت نے فرمایا کہ تم روزہ وصال مت رکھو انی لست کاحد کم انی ابیت عند ربی یُطعمنی و یسقنی یعنے میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں اپنے رب کے پاس مہمان رہتا ہوں ہر رات مجھے کھانے پینے کو دیتا ہے پس صاحبان مجاہدہ کہتے ہیں کہ یہ منع کرنا شفقت سے ہے نہی تحریمیہ نہیں ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ وصال کرنا خلاف سنت ہے لیکن حقیقت میں وصال خود محال ہوتا ہے اسلئے کہ جب دن گذر گیا تو رات کو روزہ نہیں ہوتا اور جب روزہ کو رات سے ملائے تو بھی وصال نہیں ہوتا۔ اور سہیل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کرتے ہیں کہ پندرہ روز کے بعد کھانا کھاتے اور جب ماہ رمضان ہوتا ہے تو عید تک کچھ کھانا نہ کھاتے اور ہر رات کو چار سو رکعت نماز ادا کرتے پس یہ طاقت بشریت کے امکان سے باہر ہے اور بدون خدا حوصلہ کے نہیں ہو سکتا اور وہ ایک امداد ہے کہ عین اوس امداد کا غذا ہوتا ہے اور ایک کے غذا دینا کا کھانا ہوتا ہے اور ایک کے غذا حق تعالیٰ کی امداد ہے۔ اور شیخ ابو نصر سراج طاؤس الفقراء صاحب لمع سے مشہور ہے کہ وہ ماہ رمضان میں بغداد پہونچے اور مسجد شونیزیہ میں اونکو ایک علیحدہ کوٹھری دی گئی اور درویشوں کی امامت اون کے حوالہ ہوئی وہ عید تک اصحاب کی امامت کرتے تھے اور تراویح میں پانچ ختم قرآن مجید کے کیئے ہر رات ایک خادم اوس کوٹھری کے دروازہ پر ایک روٹی لاتا اور اوسکو دیدیتا جب عید کا دن ہوا وہ خادم آپکے پاس گیا کیا دیکھتا ہے کہ تیس روٹی ویسی ہی پڑی ہیں۔ اور علی بن بکار رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے۔ کہ حفص مصیصی کو میں نے دیکھا کہ ماہ رمضان میں پندرہویں روز کے سوا کچھ نہ کھاتے اور ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ماہ رمضان

میں شروع سے لیکر آخر تک کچھ نہ کھایا اور گرمی کا مہینہ تھا ہر روز گندم کی زراعت کاٹتے اور جو کچھ اجرت میں ملتا لیکر فقیروں کو بانٹ دیتے اور تمام رات تا طلوع صبح نماز میں رہتے ایک وقت انکو حفاظت میں رکھا گیا نہ تو انہوں نے کچھ کھایا اور نہ سوتے۔ اور شیخ ابو عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جس وقت دنیا سے رخصت ہوئے انہوں نے چالیس چلہ لگاتار کاٹے۔ اور میں نے بیابان میں ایک بوڑھے کو دیکھا کہ ہر سال میں دو چلہ بیٹھتا۔ اور دانشمند ابو محمد بانوی جب دنیا سے وداع ہوئے میں وہاں اُن کے پاس موجود تھا کہ اسی روز آپ نے کچھ نہ کھایا۔ اور کوئی نماز بے جماعت ادا نہ کی اور متاخرین سے ایک درویش اسی رات دن کچھ نہ کھاتا اور ہر ایک نماز باجماعت پڑھتا۔ اور مرو میں دو بوڑھے تھے ایک کا نام مسعود اور دوسرے کو شیخ بو علی سیاہ کہتے مسعود رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ بو علی کی طرف آدمی بھیجا کہ کب تک یہ دعوے کریگا۔ آؤ تا کہ چالیس روز بیٹھیں اور کچھ نہ کھائیں اس نے کہا آؤ تا ہر روز تین بار کچھ کھائیں اور چالیس روز ایک وضو رکھیں۔ اور اس مسئلہ کی اشتباہ ابھی قایم ہے جاہل لوگ اس سے تعلق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وصال روا ہوتا ہے اور طبیب ان معنوں کا انکار کرتے ہیں اور میں اسکا سبب بیان کہتا ہوں تا کہ اشتباہ سے بات ظاہر ہو جاوے۔ جان لو کہ ایسا وصال جو فرمان خداوند عزوجل میں خلل انداز نہ ہو کرامت ہوتی ہے اور کرامت کیلئے خاص محل یعنی موقع ہے یہ عام نہیں جب اسکا حکم عام نہیں تو اونکو درست نہیں اور اگر کرامت کا ظاہر کرنا عام ہوتا تو ایمان بالجبر ہوتا عارفوں کو اور معرفت پر ثواب نہ ہوتا پس جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم صاحب معجزہ تھے انہوں نے وصال کو ظاہر کر دیا اور اہل کرامات کو اسکے ظاہر کرنے سے منع فرمایا کیونکہ کرامت کے لیئے چھپانا شرط ہے اور معجزہ کو ظاہر کرنا چاہیئے اور یہ فرق معجزہ اور کرامت میں ظاہر ہے اور مبتدی کے لیئے اسیقدر کافی ہے انکی چلہ نشینی کا اصول موسی علیہ السلام کی حالت سے تعلق رکھتا ہے جو کہ ہم کلامی کے مقام میں وارد ہوا جب چاہتے ہیں کہ کلام خداوند تبارک و تعالی کان سے سنیں تو چالیس روز بھوکے رہیں جب تیس روز گذر جائیں تو مسواک کریں اور اوس کے بعد دس روز اور ٹھیریں تو حضور اللہ جل جلالہ اون کے کان میں بات فرمانے لگے اس لیئے کہ جو چیز انبیا کو ظاہر اجائز ہوتی ہے۔ اولیاؤ نکو پوشیدہ جائز ہوتی ہے۔ پس طبیعت قائم رہنے کی حالت میں کلام حق کا سننا جائز نہیں ہوتا اور چار طبع کیواسطے چالیس روز کھانے پینے کی ترک چاہیئے تا کہ وہ مقہور ہو جائیں اور صفائی محبت اور لطایف روح کیواسطے کل ولایت ہو جاوے اور ارباب الجوع اسکی موافق

ہے اور ہم اس کی حقیقت کو ظاہر کر دیتے ہیں تاکہ اوسکی حقیقت معلوم ہو جائے انشاء اللہ تعالیٰ

بھوک اور اسکے متعلق خداوند عز وجل نے فرمایا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ یعنے البتہ کچھہ بہوک اور خوف اور نقصان مال اور جان اور میوجات سے ہم تمہاری آزمایش کرتے ہیں۔ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بَطْنٌ جَائِعٌ أَحَبُّ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ سَبْعِينَ عَابِدًا غَافِلًا۔ یعنے بھوکا پیٹ جناب ربانی میں ستر عابد عقلمند سے بہت پیارا ہے۔ جان لو کہ بہوک کو بڑا شرف ہے اور سب امتوں اور مذہبوں میں پسندیدہ ہے اس لئے کہ جب ظاہر ادیکھا جائے تو بہوکے کا دل تیز ہوتا ہے اور طبیعت تہذیب یافتہ اور زیادہ تندرست خاصکر جسکے واسطے پینا بھی زیادہ نہ ہو اور اسنے ریاضت سے آپکو آراستہ کیا ہو کَانَ الْجُوعُ لِلنَّفْسِ خُضُوعٌ وَلِلْقَلْبِ خُشُوعٌ یعنی کیونکہ بھوک نفس کو مغلوب کرنیوالی اور دلکو عاجز کرنیوالی ہے بہوکے کا بدن فرو ہوتا ہے اور دل عاجز اس لئے کہ قوت نفسانی بہوک سے ناچیز ہو جاتی ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ أَجِيعُوا بُطُونَكُمْ وَأَظْمِئُوا أَكْبَادَكُمْ وَأَعْرُوا أَجْسَادَكُمْ لَعَلَّ قُلُوبَكُمْ تَرَى اللهَ عِيَانًا فِي الدُّنْيَا یعنی پیٹ بہوکے رکھو اور جگروں کو پیاسے۔ اور بدن ننگے شاید تم دنیا میں خداوند تعالیٰ کو دل کی آنکھوں سے دیکھ لو گو بدن بہوک سے بلا میں گرتا ہے لیکن دل کو روشنی ہوتی ہے اور جان کو صفائی اور سر کو لقا حاصل ہوتا ہے جب سر کو لقا حاصل ہوا اور جان کو صفائی اور دل کو روشنی۔ تو اگر تن بلا میں ہے تو کچھہ نقصان نہیں مگر سیر ہو کر کہانے میں ہی بڑا خطرہ نہیں ہے کیونکہ اگر خطرہ ہوتا تو بیل سیر ہو کر نہ کہاتے۔ اصل یہ ہے سیر ہو کر کھانا بیلوں کا کام ہے اور بھوک بیماروں کا علاج اور یہ بھی ہے کہ بہوک سے باطن آباد ہو جاتا ہے اور سیر ہو کر کھانے سے پیٹ کی آبادی ہے ایک شخص عمارت باطن میں عمر بسر کرتا ہے تاکہ محض خدا کا ہو جاوے اور علاقجات سے علیحدہ رہے بھلا وہ کب برابر ہوتا ہے اوس شخص سے جو عمارت بدن اور خواہش نفسانی مین عمر بسر کرے۔ ایک کو دنیا کہانے کے واسطے چاہئیے اور ایک کو کہانا عبادت کیواسطے انمین بڑا فرق ہے۔ کانت المتقدمون یاکلون لیعیشون وانتم تعیشون لتاکلون یعنے معتقدین اسواسطے کہانے تہے تاکہ زندہ

رہیں ورنہ تم اسواسطے زندگی کرتے ہو تاکہ کھاؤ - الجوع طعام الصدیقین ومسلک المریدین وقید الشیاطین یعنے بھوک صدیقوں کے خوراک ہے اور مریدون کا راستہ اور شیطان کی زنجیر - اور بعد قضا و قدر خداوند جل جلالہ آدم کا بہشت سے باہر کرنا اور اسکا قرب حق سے دور ہونا ایک لقمہ کے واسطے تھا اور حقیقت میں جو شخص بھوک میں بیقرار ہو وہ بھوکا نہیں ہوتا - اس لیے کہ کہانے کا طلب گار رہا خوراک ہوتا ہے اور جس شخص کو بھوک کا درجہ ملتا ہو وہ کھانے کا تارک ہوتا ہے اور کھانے سے روکا ہوا نہیں ہوتا اور جو شخص کہانا موجود ہونیکی حالت میں اوس کی ترک کرے اور بھوک کا رنج اٹھائے وہ بھوکا نہیں ہوتا اور شیطان کا قید کرنا اور خواہش نفسانی کا بند کرنا بھوک کے سوا ممکن نہیں اور کتانی رحمتہ اللہ علیہ کہتا ہے - ومن حکم المرید ان یکون فیہ ثلثہ اشیاء نومہ غلبتہ وکلامہ ضرورتہ واکلہ فاقہ یعنے شرط مرید کی یہ ہے کہ اوس میں تین چیزیں موجود ہوں ایک یہ کہ خواب غلبہ نیند سے ہو اور اس کے کلام ضرورت کے سوا نہو اور اسکا کھانا بدون فاقہ کے نہو اب کچھ فاقہ بعض کے نزدیک اٹھتالیس گھنٹہ ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک بہتر گھنٹہ ہوتا ہے - بعض کے نزدیک ایک ہفتہ اور بعض کے نزدیک چالیس روز - اس لیے کہ محقق اس بات پر ہیں کہ سچا فاقہ ہر چالیس رات دن میں ایک مرتبہ ہوتا ہے اور رمق یعنے جان کا اڑے رہنا ہے اور اس مدت کے درمیان جو کچھ اضطراب وقلق پیدا ہوتا ہے وہ حرص اور زور لغویت طبع ہے عافاک اللہ تجھے خداوند تعالے معاف کرے جان لے کہ اہل معرفت کی گرین سب اسرار خداوند پر دلیل ہیں اور ان کی دل نظر اعلی کا محل ہیں اور دلوں سے ان کے سینوں میں دروازے کہلے ہیں اور عقل اور خواہش نفسانی ان کے محلوں میں بیٹھی ہوئی روح تو عقل کی مدد کرتی ہے اور نفس خواہش کی امداد کرتا ہے جسقدر کہ طبعیتوں کو غذاؤں سے زیادہ پرورش ہوتی ہے نفس زیادہ قوی ہوتا ہے اور خواہش زیادہ بڑھتی ہے اور اعضا میں اوسکا غلبہ زیادہ پھیل جاتا ہے اور ہر رگ میں اوس کے پھیلنے سے اور طرحکا پردہ ظاہر ہوتا ہے جب غذاؤں کا طلبگار نفس کی ترک کرے خواہش زیادہ ضعیف ہوتی ہے اور عقل کی طاقت بڑھتی ہے اور نفس کی قوت رگوں سے ٹوٹ جاتی ہے تب اس کے اسرار اور دلایل زیادہ ظاہر ہوتے ہیں اور جب نفس

اپنی حرکات سے عاجز ہو جاتا ہے اور خواہش وجود سے فانی ہوتی ہے تو باطل ارادہ اظہار حق مین محو ہو جاتا ہے تب مرید کی کل مراد حاصل ہو جاتی ہے۔ اور ابو العباس قصاب رحمتہ اللہ علیہ کی بات کرتے ہین کہ اوسنے کہا میری طاعت اور گناہ دوگروہون مین بانڈے ہین جب مین کہاتا ہون اپنی وجود مین سب گناہ پاتا ہون اور جب کہانا چھوڑ دیتا ہون تو سب عبادتون کے اصل اسمین دیکھتا ہون لیکن بھوک کا ثمرہ مشاہدہ ہوتا ہے جسکے واسطے مجاہدہ بیشیرو ہے بس جس سیرے مین مشاہدہ ہو وہ با مجاہدہ بھوکا رہنے سے بہتر ہے اسلئے کہ مشاہدہ میدان جنگ مراد ہے اور مجاہدہ بچون کی کھیل فَالشِّبَعُ بِمُشَاهَدَةِ الْحَقِّ خَيْرٌ مِنَ الْجُوعِ بِمُشَاهَدَةِ الْخَلْقِ یعنے جس سیرے مین مشاہدہ حق ہو وہ اس بھوکھ سے بہتر ہے جس سے مشاہدہ خلق ہو۔ اور اس امر مین بڑی حکائتین ہین لیکن ہینے اسی پر اختصار کیا تاکہ کتاب بڑی نہو جائے وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔

س

آٹھوان پردہ حج سے کھلتا ہے ۔ خداوند جل جلالہ نے فرمایا ہے وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا یعنے بندون پر خالصا لوجہ اللہ حج کرنا لازم ہے اوس شخص کو جو راستہ مین جانے کی طاقت رکھتا ہو اور کوئی روک نہو۔ عین فرضون مین سے ایک حج ہوتا ہے جو صحت عقل اور بلوغ اور اسلام اور توفیق کی حالت مین بندہ پر فرض ہوتا ہے۔ اور وہ میقات مین احرام باندہنا اور عرفات مین کھڑا ہونا اور خانہ کعبہ کا طوف زیارت بالاتفاق اور بالاختلاف اور صفا اور مروہ مین سعی کرنا ہے لیکن حرم مین بدون احرام جانا نہ چاہے اور حرم کو اس سبب سے حرم کہتے ہین کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کا مقام اور جائے امن ہے پس ابراہیم علیہ السلام کے واسطے دو مقام ہوے ہین ایک تن کا مقام دوسرا دل کا مقام تن کا مقام مکہ معظمہ اور دل کا مقام خلت جو شخص انکی مقام جہانے کا ارادہ کرے اسکو تمام لذات اور شہوت سے منہ موڑنا اور محرم ہونا اور کفن پہننا اور حلال شکار کو ترک کرنا اور سب حواس کا بند کرنا اور عرفات مین حاضر ہونا اور وہان سے مزدلفہ مین

جانا اور پہر اٹہانا مکہ مین کعبہ معظمہ کا طوف کرنا اور رہنا مین آنا اور
وہان تین روز رہنا اور پہر اٹہانا اور وہان بال منڈانا اور قربانی کرنا اور ایک
ہے کپڑا اوڑہنا چاہئی پہر جب ابراہیم علیہ السلام کے مقام دل کا ارادہ کرے تو پیاری
چیزون سے ترک کرے اور لذات اور راحتون کو چہوڑ دے اور غیرون کے ذکر سے
منہ موڑے اسلئے کہ دنیا کیطرف توجہ کرنا خطرناک ہوتا ہے پہر معرفت کے عرفات مین
کھڑا ہووے اور پہر مزدلفہ الفت کا قصد کرے اور پہر سر کو تنزیہ حق کے طواف مین
بہیجا اور خواہشون اور خیالات فاسدہ کو اسکے منا مین اوتارنا اور نفس کو مجاہدہ کے
قربانگاہ مین قربان کرنا چاہئی تاکہ خلت کے مقام مین پہونچے پس تن کے مقام مین داخل
ہونا دشمن اور اسکے تلوار سے بچتا ہے اور مقام دل مین داخل ہونے سے قطع ہونے وغیرہ
سے امن ہوتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ الحاج وفد اللہ یعطیہم
ما سالوا ویستجاب لہم ما دعوا یعنے حاجی لوگ خدائی لشکر ہین جو کچہہ چاہتے ہین انکو عطا
فرماتا ہی اور جو دعا کرتے ہین قبول فرماتا ہے اور ایک گروہ پناہ چاہتا ہے اور دوسرا گروہ
پناہ نہین چاہتا اور نہ دعا مانگتے ہین بلکہ خداوند کریم کے حوالہ ہوتے ہین جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام
نے کہا کہ اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العلمین جب ابراہیم علیہ السلام کو اسکے
ربنے کہا اسلم یعنے فرمان بردار ہو اوسنے عرض کی کہ مین رب العالمین کا فرمان بردار ہوا
اور جب ابراہیم علیہ السلام خلت کے مقام پر پہونچے تو تعلقات چہوڑ دیئے اور غیر اللہ سے
قطع کیا اور اللہ تعالے نے اوسکا خلت پر جلوہ نما ہونا چاہا نمرود کو مقرر کر دیا تا اونسے
اونکو ماں باپ سے جدا کر دیا اور آگ تیار کی شیطان آیا اسکے کہنے پر انکو گائی کے چمڑے
مین سی کر بند کر دیا اور ڈہینگلی کے پلہ مین رکہا جبرائیل علیہ السلام آئے اور ڈہنگلی پکڑ لی
اور پوچہا کہ اے ابراہیم ھل لک الی من حاجۃ یعنے اے ابراہیم مجہسے کچہہ عرض یا مطلب ہی
ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اما الیک فلا میرا آپ سے کچہہ مطلب نہین پہر کہا پہر اپنے

بہی کچھہ سوال نہین اور یہہ بہی کہا کہ حسبی من سوالی علمہ بحالی یعنے ابرہیم علیہ السلام نے
کہا کہ مجہے خود وہ کافی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ مجہے اس واسطے آگ مین ڈالتے ہین اوسکا
علم جو میرے حال پر ہے اوسنے مجہے سوال کرنے سے منع کردیا ہے۔ محمد بن فضل کہتا ہے
کہ مین اس شخص سے تعجب کرتا ہون کہ دنیا مین اوسکا گہر ڈہونڈتا ہے کیون دلمین اوسکا
مشاہدہ نہین چاہتا کیونکہ بسا اوقات گہر نہین ملتا اور کبہی ملجاتا ہے اور مشاہدہ ہر وقت
ضرور رہتا ہے جب پتہر کی زیارت کہ ایک سال کے بعد اوسپر نگاہ ہوتی ہے فرض
ہے پس وہ دل کہ ایک رات دن مین اوسپر تین سو ساٹہہ نظر ہوتی ہے اوسکی زیارت
کرنا بہت ہی اچہا ہوتا ہے لیکن اہل تحقیق کے لئے مکہ شریفہ کی راہ مین ہر قدم پر نشان
ہے جب حرم مین پہونچتے ہین ہر ایک کی بابت خلعت پاتے ہین اور ابویزید رحمۃ اللہ
کہتا ہے جسکا ثواب اور عبادت کی جزا کل پر پڑی ہو اوسنے آج کے روز عبادت نہ کی
جسمین ہردم کا ثواب عبادت اور مجاہدت اوسیوقت حاصل ہو۔ وہی کہتا ہے کہ مینے پہلی
حج مین بدون گہر کے اور کچھہ ندیکہا دوسری مرتبہ گہر کو اور صاحب گہر کو دیکہا اور تیسری مرتبہ
صرف صاحب گہر کو دیکہا غرض کہ جہان مجاہدہ ہوتا ہے وہان عزم نہین ہوتا بلکہ وہان
ہوتا ہے جہان شاہدہ تعظیم ہو اور جس شخص کو تمام جہان جای میعاد قرب اور خلوت خانۂ
انس نہو اوسکو دوستی سے ابہی کچھہ خبر نہین ہوتی اور جب بندہ مکاشفہ کی حالت مین
ہو تو سب جہان اوسکے لئے حرم ہوتا ہے اور جب حجاب کی حالت مین ہو تو حرم اسکی
لئے جہان ظلم کا ہوتا ہے اظلم الاشیاء دار الحبیب بلا حبیب یعنے سب چیزون سے
زیادہ اندہیرا حبیب کا گہر ہے جسمین حبیب نہو پس خلعت کے محل مین مشاہدہ اور فنا کی
قیمت یا قدر ہے کہ خداوند جل جلالہ نے اون معنون کا باعث کعبہ معظمہ کا دیدار بنایا ہے
وہ کعبہ معظمہ کی قدر یا قیمت نہین لیکن مسبب کو ہر سبب سے تعلق کرنا چاہئے تاکہ اللہ تعالی
کی عنایت کس کہات سے جلوہ دکہلائے اور کہان سے ظہور پائے اور طالب کی مراد کہان ہم

منہ و کھائے پس جنگل اور صحرا گردی سے مردون کی مراد ہے صرف حرم نہین کیونکہ دوست کو
گھر کا دیکھنا حرام ہوتا ہے بلکہ اس سے مراد مجاہدہ ہوتا ہے جو شوق بیقرار کنندہ اور گداز
آرزوے محبت دائمی مین ہے - ایک شخص جنید رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آیا جنید نے کہا کہ تم
کہان سے آتے ہو اوسنے جواب دیا کہ حج سے آتا ہون جنید رہ نے فرمایا کہ تونے حج کیا ہے
اسنے جواب دیا کہ ہان جنید رہ نے فرمایا شروع مین جو تو گھر سے چلا اور وطن سے تونے
کوچ کیا تو اسوقت سب گناہون سے کوچ کر دیا تھا یا نہین اوسنے جواب دیا کہ نہین جنید رہ
نے فرمایا پس تو چلا ہی نہین پھر جب تو گھر سے چلا اور ہر منزل مین جو مقام کیا تو راہ حق لینی
طریقت کا مقام بہی اوس مقام مین طے کیا اوسنے جواب دیا کہ نہین جنید رہ نے کہا کہ تونے
منزلیں طے نہین کین پھر جنید رہ نے فرمایا جب تونے احرام باندھا تو میقات مین صفات
بشریت سے ایسا جدا ہوا جیسا کہ کپڑے اور عادات سے اوسنے جواب دیا کہ نہین جنید نے
کہا کہ تونے احرام نہین باندھا جنید رہ نے فرمایا کہ جب تو عرفات مین کھڑا ہوا تو تجھے کشف مشاہدہ
مین واقفیت ظاہر ہوئی یا نہین اسنے جواب دیا کہ نہین جنید رہ نے فرمایا پس تو عرفات مین
کھڑا نہین ہوا جنید نے فرمایا کہ جب تو مزدلفہ مین گیا اور کامیاب ہوا تو تونے سب نفسانی
مرادین ترک کین اوسنے جواب دیا کہ نہین جنید رہ نے کہا کہ تو مزدلفہ مین نہین پہونچا
جنید رہ نے فرمایا کہ جب تو خانہ کعبہ کا طواف کیا تو سر کی آنکھون سے تنزیہ کے محل مین جمال
حق کے لطائف دیکھے اسنے جواب دیا کہ نہین جنید رہ نے فرمایا کہ تونے طواف بہی نہین
کیا جنید نے فرمایا کہ جب تو صفا اور مروہ مین سعی یا دوڑ کی تو صفا اور مروہ کے مابین صفا
کا مقام اور راہ حق پر گذرنے کا درجہ معلوم کیا اسنے جواب دیا کہ نہین جنید رہ نے کہا
کہ ابہی تونے سعی نہین کی جنید رہ نے فرمایا کہ جب تو منا مین پہونچا تو تیری ہستی تجھسے سلب ہوئی
ہوئی اوسنے کہا کہ نہین جنید رہ نے فرمایا کہ ابہی تو منا مین نہین گیا جنید رہ نے فرمایا کہ
کہ جب تو قربان گاہ مین پہونچا اور تونے قربانی کی تو تونے نفسانی خواہشون کو قربان کیا

اوس نے جواب دیا کہ نہین جنید رح نے کہا کہ تو نے قربانی نہین کی جنید رح نے فرمایا کہ جب تو نے پتھر پہینکا
جو کچھ اپنے ساتہہ نفسانی خواہش لے گیا تہا سب پہینکدین اوسنے جواب دیا کہ نہین جنید رح نے فرمایا کہ ابہی تو نے پتھر نہین
پہینکے اور نہ تو نے حج کیا لوٹ جا اور اس صفت پر جو بیان ہوئی حج ادا کر تو پہر مقام ابراہیم پر پہونچیگا - مینے سنا ہے کہ ایک بزرگ
کعبہ معظمہ کے سامنے بیٹہا تہا اور روتا تہا اور یہہ کہتا تہا کہ شعر واصبحت یوم النحر والعین ترحل وکان حدی
الحادی نیادو معجل انا سائل عن سلمی فہل من مخبر بان له علم بہا این تنزل لقد افسدت حجی فی نسکی
وعمری وفی البین فی شغل عن الحج مشغل - ساحج من عامی بحجتہ قائل فان الذی قد قان لا یتقبل - فضیل
بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ کہتا ہے مینے ایک جوان کو دیکہا کہ موقف مین چپ چاپ کہڑا ہے اور سر نیچے جہکایا ہوا سب لوگ دعا کرتے تہے
اور وہ چپ چاپ تہا مینے پوچہا اے جوان تو بہی کیون دعا نہین کرتا اوسنے کہا کہ مجہے ڈر پڑا
ہے جو وقت مجہے حاصل تہا وہ مجہسے جاتا رہا اب کس منہ سے دعا مانگون مینے کہا کہ دعا
کر تاکہ خدا تعالے تجہکو اس جماعت کی برکت سے کامیاب مراد کرے فضیل رح نے فرمایا کہ
اس جوان نے دعا کرنیکو ہاتہہ اوٹہانا چاہا اوسیوقت اسکے وجود سے نعرہ نکلا اور نعرہ کے
ساتہہ اسکی جان بہی نکل گئی - ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ مینے منا مین ایک
جوان کو دیکہا کہ آرام سے بیٹہا ہے اور سب خلقت قربانیون مین مشغول تہی مین اوسکی طرف
نگاہ کر رہا تہا کہ کیا کرتا ہے اور کون ہے اسوقت اسنے کہا بار خدایا سب لوگ قربانیون مین
مشغول ہین مین بہی اپنے نفس کو تیری جناب مین قربان کرنا چاہتا ہون مجہسے قبول فرمائے
یہہ کہکر سبابہ انگلی سے حلق کے درمیان اشارہ کیا اور گر پڑا جب دیکہا تو وہ مرا ہوا تہا - پس حج دو طرح
پر ہے ایک غیبت کی حالت مین جو مکہ معظمہ کے نیچے وہ قرب مین بہی غایب حالت مین ہوئے

عه قربانی کے روز مینے صبح کی جس حال مین سفید اونٹ کوچ کر رہے تہے اور حدی کہنیوالے کی حدی تہی اور وہ جلدی کر رہا تہا

لمه مین سلمی سے سائل ہون کیا کوئی خبر دینے والا ہے جسکو اس بات کا علم ہے کہ وہ کہان اتریگا -

سه تحقیق مینے اپنا حج اور عبادت اور عمرہ تباہ کیا اور جدائی مین بہت بڑے شغل ہے اور حج مشغلہ ہے -

لله قریب ہے کہ مین آیندہ سال حج کو رجوع کرونگا کیونکہ جو ہوچکا وہ قبول نہین ہوگا -

وہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ گھر میں غیبت کی حالت میں تہا اسلئے کہ کوی غیبت دوسری غیبت سے زیادہ اچھی نہین ہوتی اور جو اپنے گھر مین حاضر ہو وہ ایسا ہوتا ہے کہ مکہ معظمہ مین حاضر ہے ایک حضور دوسری حضور سے زیادہ اچھا نہین ہوتا پس حج کشف مشاہدے کے لئے مجاہدہ ہوتا ہے اور مجاہدہ مشاہدہ کی علت نہین ہوتا بلکہ اوسکا سبب ہوتا ہے اور حقیقت معانی مین سبب کے زیادہ تاثیر نہین ہوتی پس حج سے گھر دیکھنا مراد نہین بلکہ کشف مشاہدہ مقصود ہے اب مین ان مضمون مین ایک باب مضمون مشاہدہ کی بیان کرتا ہون تا تیرا مقصود حاصل ہونیکے قریب ہو انشاء اللہ تعالے واللہ اعلم بالصواب -

مشاہدہ کا باب - پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اجیعوا بطونکم دعوا الحرص واعروا اجسادکم قصروا الامل واظمأوا اکبادکم دعوا الدنیا لعلکم ترون اللہ بقلوبکم - یعنے اپنے پیٹ بہوکے رکہو اور حرص چھوڑ دو - اور بدن ننگے رکہو - اور امید کم کرو اور جگرون کو پیاسے رکہو دنیا کو چھوڑ دو شاید کہ تم اللہ تعالے کو دلون سے دیکھو - اور یہہ بہی حضرت نے فرمایا ہے جب کہ جبرئیل علیہ السلام نے احسان کی بابت سوال کیا اعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک اللہ تعالی کی عبادت کر گویا کہ تونے اوسکو دیکھا ہے پس اگر تونے اوسکو نہین دیکھا تو اوسنے تجھے دیکھا ہے اور اللہ تعالے نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بہیجی یا داعود اتدری ما معرفتی قال لا قال ہی حیات القلب فی مشاہدتی کیا تو جانتا ہے کہ میری معرفت کیا اوسنے جواب دیا نہین اوسنے کہا یہہ میرے مشاہدہ مین دل کا زندہ ہونا ہے اور اس گروہ کے مشاہدہ سے دیدار دلی ہے کیونکہ حق تعالے ظاہر اور پوشیدہ کو دیکہتا ہے - عطا کے بیٹے ابو العباس نے کہا ہے جہان خداوند تعالے کے قول ان الذین اور عبادت سے اس گروہ کی مراد دیدار دل کا مشاہدہ ہے جو دل سے حق تعالے کو دیکھے پوشیدہ اور ظاہر بے مثل اور بے کیفیت اور ابو العباس بن عطا رحمۃ اللہ علیہ تفسیر قول خدائے عزوجل مین کہتا ہے اور وجہ قول یہہ ہے

ان الذین قالوا ربنا بالمجاھدۃ ثم استقاموا علی بساط المشاھدۃ یعنے تحقیق
جن لوگون نے مجاھدہ سے کہا ربنا اللہ پھر بساط مشاہدہ پر کھڑے ہوئے کہ مشاہدہ
حقیقت مین دو طرح ہوتا ہے ایک صحت یقین سے دوسرا غلبہ محبت سے یعنے حبیب دوست
کو غلبہ محبت اوس درجہ تک پہونچے کہ بالکل دوست کی بات مین محو ہو جائے تب دوست
غیر کو نہین دیکھتا اور محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے ما رایت شیأ قط الا رایت
اللہ فیہ یعنے صحت الیقین سے مینے کسی شی کو نہین دیکھا مگر اسمین اللہ تعالے کو دیکھا۔ ایک
شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ما رایت شیأ الا ورایت اللہ قبلہ یعنے کوئی چیز مینے نہین
دیکھی مگر اسکے درمیان اللہ تعالے کو دیکھا اور یہہ حال دیدار حق سے خلقت کیطرف ہوتا ہے
اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے ما رایت شیأ قط الا اللہ یعنے بغلبات المحبۃ وغلیان
المشاھدۃ یعنے مینے ہرگز کوئی چیز نہین دیکھی مگر اللہ تعالے یعنے محبۃ کے غلبہ اور مشاہدہ کے
جوش سے پس ایک شخص فعل دیکھتا ہی اور فعل کے دیکھنے مین سر کے آنکھ سے فاعل کو دیکھتا ہی
اور چشم سر سے دیکھنے مین ایک کو فاعل کی محبت بالکل محو کرتی ہے یہانتک کہ وہ اپ کو سبب
فاعل دیکھتا ہی پس یہہ طریق استدلالی ہوتا ہے اور اس سے کشش حاصل ہوتی ہے اور
اسکے معنے یہہ ہین کہ ایک دلیل تا دلائل کا ثابت کرنا اوسپر ظاہر ہو جائے اور ایک کو شوق
حق کشش سے لیجاتا ہے یعنے دلیلین اور حقیقتین اوسکے لئے حجاب ہوتا ہے لان من عرف
شیأ لایحاب غیرہ ومن احب شیأ لایطالع غیرہ فترک المنازعۃ مع اللہ
ولا اعتراض علیہ فی احکامہ وافعالہ یعنے جو شخص پہچانتا ہے وہ غیر سے آرام نہین پاتا
اور جو دوست رکھتا ہے غیر کو نہین دیکھتا پس اوسکے کام اور اسکے احکام اور اسکے فعلون
پر جھگڑا نہین کرتا تاکہ جھگڑا کرنیوالا نہ بنے اور اسکے کئے پر اعتراض نہین کرتا تاکہ اسپر
تصرف کرنیوالا نہ سمجھا جائے اور خداوند تعالے نے ہمکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات
معراج سے خبر دی ہے اور فرمایا ما زاغ البصر وما طغی من شدت شوقہ الی اللہ تعالے

یعنے کسی چیز کیطرف آنکھہ نکھولے اور نہ حد سے تجاوز کی اس سبب سے کہ آپ کو شوق لقاء اللہ کا جوش تہا تا جو کچھہ مناسب تہا دل سے دیکھہ لیا جب دوست موجودات سے آنکھہ بند کرے تو ضرور دل سے موجد کو دیکھہ لیتا ہے اور خداوند عز وجل نے فرمایا ہے لقد رای من آیات ربه الکبری یعنے تحقیق دیکھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان قدرت رب بڑے کے اور یہہ بھی اللہ جل جلالہ نے فرمایا ہے قل للمومنین یغضوا من ابصارہم یعنے مومنوں کو کہہ کہ اپنی آنکھوں کو بند رکھیں ای ابصار العیون من الشہوات وابصار القلوب عن المخلوقات اے بینای آنکھوں کو شہوتوں سے اور دل کی آنکھوں کو مخلوقات سے پس جو شخص مجاہدہ سے سر کی آنکھیں شہوتوں سے بند رکھے وہ ضرور حق کو سر کی آنکھوں سے دیکھتا ہے فمن کان اکثر مجاهدۃً کان اکثر مشاهدۃً یعنے جو شخص زیادہ مجاہدہ کرتا ہے اسکو اکثر مشاہدہ ہوتا ہے پس باطن کا مشاہدہ ظاہری مجاہدہ ہوتا ہے سہل بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کہا ہے من غض بصرہ عن اللہ طرفۃ عین لا یهتدی طول عمرہ یعنے جو شخص ایک پل بینای کی آنکھہ حق کی طرف سے بند کرے وہ مادام العمر ہدایت نہیں پاتا اسلئے کہ غیر کی طرف مائل ہونا غیر کی طرف جانا ہے اور جسکو غیر کی طرف چھوڑ دیں ہلاک ہو پس اہل مشاہدہ عمر یعنی حیاتی اسکو کہتے ہیں جو مشاہدہ میں ہو اور جو حالت غیبت میں ہو اسکو زندگی نہیں سمجھتے ہیں کیونکہ وہ اسکو فی الحقیقت موت جانتے ہیں چنانچہ ابویزید رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ تیری عمر کتنی ہے اسنے جواب دیا کہ چار سال انہوں نے کہا کہ یہہ کسطرح ہوتا ہے اس نے جواب دیا کہ ستر سال میں دنیا کی حجاب میں رہا ہوں لاکن چار سال سے میں اسکو دیکھتا ہوں اور حجاب کا زمانہ عمر سے باہر ہے شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے دعا کیحالت میں کہا ہے اللهم اخبأ الجنۃ والنار فی خبایا غیبک حتی تعبد بغیر واسطۃ یعنے بارخدایا بہشت اور دوزخ کو اپنی غیب کے خزانوں میں پوشیدہ کر اور اور اسکی یاد خلقت کے دل سے بہول جائے تا کہ تجھکو اسکے واسطے پرستش نکریں جو نکہ

بہشت مین طبع کو فائدہ ہے اسلئے آج کی روز یقین کے حکم سے عقلمند اسکے امید پر عبادت کرتا ہے اور جب دلکو محبت کے سبب نصیب نہین تو ضرور مشاہدہ سے در پردہ رکا ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو معراج سے خبر دی کہ مینے حق کو نہین دیکھا اور ابن عباس روایت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ مینے حق کو دیکھا ہے پس خلقت اس اختلاف مین رہی جنہون نے غور اور تامل اختیار کیا وہ مطلب کو پہونچے یعنے جو آپ نے فرمایا کہ مینے اسکو نہین دیکھا وہ سر کی آنکہون سے مراد ہے اور جو فرمایا ہے کہ مینے دیکھا وہ سر کی آنکہہ سے مراد ہے کیونکہ ایک ان دونو سے اہل ظاہر تہا اور ایک اہل باطن ہر ایک سے اسکی حالت کے موافق کلام فرمائی پس جب سر کی آنکہہ سے دیکھا اگر آنکہ کا واسطہ نہوا تو کیا نقصان ہے اور جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتا ہے کہ اگر خداوند مجہے کہے کہ مجہے دیکھہ مین نہ دیکھون کیونکہ دوستی کے عالم مین آنکہہ غیر اور بیگانہ ہوتی ہے اور غیر کی غیرت مجہے دیدار سے شمار کہتا ہے کہ اسلئے دنیا مین بلا واسطہ آنکہہ دوست کو دیکہتا ہون پس عاقبت مین واسطہ کیا کرون واللہ الہادی واللہ علم بالصواب وانی لاحسد ناظری علیک - فاغض بصری اذ لظرت الیک یعنے تحقیق مین تیری طرف دیکہنے مین حسد کرتا ہون پس آنکہہ بند کرتا ہون جب تیری طرف نظر کرتا ہون دوست کو اپنی آنکہون سے دیکہنے مین دریغ رکہتے ہین کیونکہ آنکہین بیگانہ ہوتی ہین اس سر کو لوگون نے پوچہا تو چاہتا ہے کہ خداوند تعالے کو دیکہے اوسنے جواب دیا کہ نہین چاہتا انہون نے پوچہا کہ کیون اسنے جواب دیا کہ موسی علیہ السلام نے چاہا اور نہ دیکہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا اور دیکہہ لیا پس ہماری خواہش دیدار حق تعالی سے ہمارے واسطے حجاب اعظم ہوتا ہے اور جب دنیا مین ارادت کامل ہو جائے تو مشاہدہ حاصل ہوا اور جب مشاہدہ ثابت ہوا دنیا اور عاقبت یکسان ہوئی اور ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے ان للہ عبادا لو حجبوا عن اللہ فی الدنیا والاخرۃ لا رتدوا یعنے

تعالے کے ایسے بندے ہین کہ اگر ایک پل دنیا یا عاقبت مین اوس سے دربردہ ہون البتہ مرتد ہوجاوین یعنے الله تعالے انکو ہمیشہ دوام مشاہدہ سے پرورش کرتا ہے اور محبت کی حیاتی سے زندہ رکہتا ہے اور جب اہل مکاشفہ حجاب مین آجاوے تو ضرور مرتد ہوتا ہے اور ذوالنون رحمتہ الله علیہ کہتا ہے ایک روز مین مصر مین جارہا تہا مینے لوگون کو دیکہا کہ ایک جوان کو پتہر مار رہے ہین مینے پوچہا کہ اس سے کیا فائدہ ہے لوگون نے کہا یہہ دیوانہ ہے مینے پوچہا کہ اسپر جنون کی کیا علامت ہے انہون نے کہا کہ یہہ کہتا ہے مین خدا کو دیکہتا ہون مینے کہا کہ اے جوانمرد یہہ تو کہتا ہے یا تجہپر لوگ کہتے ہین اوسنے کہا کہ ہنین مین کہتا ہون کیونکہ اگر مین ایک لحظہ حق کو نہ دیکہون تو حجاب مین رہتا ہون اور اطاعت چہوڑ دیتا ہون لیکن اس قصہ کے لوگ یہان غلطی مین پڑے ہین وہ خیال کرتے ہین کہ دلون کا دیکہنا اور مشاہدہ ایک صورت ہوتی ہے کہ دلمین اوسکا وہم ذکر یا فکر کی حالت مین اسکو ثابت کرتا ہے اور یہہ محض تشبیہ اور ظاہر گمراہی ہے اسلئے کہ خداوند تعالے کا اندازہ ہنین تاکہ دلمین وہم ہی اندازہ پکڑے یا عقل اوسکی کیفیت پر آگاہ ہو اور جو کچہہ وہم مین آتا ہے وہ ہی وہم کی جنس سے ہوتا ہے اور جو کچہہ معقول ہو عقل کی جنس سے ہوتا ہے اور خداوند تعالے جنسون کا ہم جنس ہنین اور لطیفے اور مکاشفے سب ایک دوسرے کی جنس ہین اور ضد کی حالت مین ایک دوسرے کی جنس ہوتے ہین اسلئے کہ توحید کی تحقیق مین جنس قدیم کے مقابلہ مین ضد جنس ہوتی ہے کہ او رضدین محدث ہین اور حوادث ایک جنس کے ہین تعالی الله عن ذالک وعما یصفہ الملاحدہ علوا کبیرا یعنے الله تعالے اس سے بلند ہے اور جو ملحد لوگ اوسکے وصف کرتے ہین اوس سے بہی بہت بلند ہے پس دنیا مین مشاہدہ عاقبت کے دیدار کی مانند ہے۔ اور جب اصحاب کے اتفاق سے عاقبت مین دیدار روا ہے پس دنیا مین بہی مشاہدہ روا ہے پس جو دنیا مین مشاہدہ ہونیسے خبر دیتا ہے اور جو عاقبت کے مشاہدہ سے خبر دیتا ہے دونو مین فرق نہین اگر ان دوسنون کے

جائز ہونیسے خبر دی اور دعوی تک سے یعنے یہہ کہے کہ دیدار اور مشاہدہ روا ہے لیکن یہہ نہ کہے کہ مجھے دیدار ہوا ہے یا اب ہہین اسلئے مشاہدہ صفت سر ہوتا ہے اور خبر دینا مراد ستر سے خبر ہوئی ہے تا عبارت کرے یہہ مشاہدہ نہین ہوتا بلکہ دعوی ہوتا ہے اسلئے کہ جو خبر کہ اوسکی حقیقت عقلون مین ثابت نہو زبان اوسکا بیان کسطرح کرسکے بدون معنے کے مجاز لان المشاهدة قصور اللسان محصول الجنان پس ان معنون سے چپ رہنا بولنے سے زیادہ درجہ رکہتا ہے اسلئے کہ چپ رہنا مشاہدہ کی علامت مین ہوتا ہے اور گفتگو شہادت کا نشان ہے کسی چیز کی شہادت دینے اور اسی چیز کے مشاہدہ مین بڑا فرق ہے اور پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم نے محل اعلی اور درجہ قرب مین جو حق تعالے نے انکے واسطے خاص فرمایا کہا لا احصی ثناء علیک یعنے مین تیرے ثنا کا تمام نہین کرسکتا ہون اسلئے کہ وہ حالت مشاہدہ مین تہے اور دوستی کے درجہ مین مشاہدہ کمال یگانگی ہوتی ہے اور یگانگی مین بیان کرنا بیگانگی ہوتی ہے پہر کہا انت کما اثنیت علی نفسک یعنے جیسا کہ آپ نے اپنی ثنا فرمائی ہے اس موقع مین آپ کا کہنا میرا کہنا ہوتا ہے اور تیری ثنا میری ثنا اور مین اپنی زبان کو اسکے لائق نہین جانتا کہ میرے حال کا بیان کرے اور بیان کو بہی اسکے لائق نہین سمجھتا کہ میرا حال ظاہر کرے اور اس کے بیان مین ایک شاعر نے کہا ہے شعر تمنیت من اهوی فلما رأیته ۔ بهت فلم املک لسانا ولا طرفا یعنے جسکو مین دوست رکہتا تہا اوسکی آرزو کی پس جب مینے اوسکو دیکہا تو حیران ہوا اور زبان اور عضو پر میرا اختیار نہ رہا یہہ سب مشاہدہ کے احکام ہین جو بطور اختصار بیان ہوئے وباللہ التوفیق ۔

نوین پردہ کا صحبت سے کہلنا ہے اور اسکے آداب اور احکام

خداوند عز وجل نے فرمایا ہے یا ایها الذین امنوا قوا انفسکم واهلیکم نارا ای ادبوهم یعنے اے ایماندارو اپنی جانون کو اور اپنے گہر کے لوگون کو آگ سے بچاؤ ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن الادب من الایمان ۔ یعنے آداب کی خوبی ایمان سے

ہے - اور یہہ بہی فرمایا - ادبنی ربی فاحسن تادیبی - یعنے میرے ربنے مجہے ادب سکہایا اور خوب تادیب کی جاننا چاہئے کہ دنیا اور دین کے سب کامون کی زیب و زینت ادب سے متعلق ہے اور اصناف خلقت کے مقامات سے ہر مقام کے واسطے ادب ہے اور کافر و مسلمان - ملحد - موحد - سنی - بدعتی - اسبات پر متفق ہین کہ کاربارمین آداب کی خوبی نیک ہے اور جہان مین کوی رسم بدون استعمال ادب کے ثابت نہین ہوتے اور لوگون مین ادب حفظ مروت ہے اور دین مین حفظ سنت اور دنیا مین حفظ عزت اور یہہ تینون ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہین اسلئے جسمین مروت نہوگی سنت کی متابعت نہوگی اور جسکو حفظ سنت نہوگی رعایت عزت نہوگی اور کاروبار مین حفظ ادب مطلوب کے تعظیم سے حاصل ہوتا ہے جب دلمین ادب قرار پذیر ہوا اور حق کی تعظیم اور شعار اتقاسی ہوتی ہی - اور جو شخص بے لحاظ تعظیم شواہد حق کو زبان پر لاوے اوسکو طریقت صوفیہ مین کچہہ نصیب نہین ہوتا - اور سکر اور غلبہ کسی حالت مین طالب کو حفظ ادب سے منع نہین کرتا اسلئے کہ یہہ عادت پذیر ادب ہوتے ہین اور عادت طبیعت کا قرینہ ہوتی ہے اور امورات طبعی کا ساقط ہونا کسی حیوان مین کسی حالت مین تصور نہین کیا جاتا کیونکہ جب تک زندگی قائم ہے اوسکا ساقط ہونا محال ہوتا ہے پس جب تک شخص انسان قایم ہے ہر حالت مین آداب متابعت کے اسکے لئے جاری ہین کبہی تکلف سے اور کبہی بلا تکلف جب انسانون پر صحو یعنے ہوش کی حالت ہوتی تو یہہ تکلف سے حفظ ادب کرتے ہین اور جب سکر کیحالت ہوتی ہی تو اللہ تعالے انہین ادب نگاہ رکہتا ہے اور کسی صورت پر تارک ادب ولی نہین ہوتا الان المودۃ عند الادب وحسن الادب صفۃ الاحباب یعنے اسلئے کہ دوستی آداب کے نزدیک ہی اور حسن ادب یارون کی صفت ہے - اور جسکو اللہ تعالے کرامت عطا کرتا ہے اسکی یہہ دلیل ہے کہ آداب دین کے نگاہ رکہتا ہے جو ملحد ان لعنہم اللہ کے برخلاف ہے کیونکہ وہ کہتے ہین کہ جب بندہ محبت مین مغلوب ہوتا ہے تو متابعت کا حکم اس سے ساقط

ہو جاتا ہے اور اسباب کو اور جگہ زیادہ واضح طور پر بیان کرونگا انشاء اللہ تعالے لیکن آداب تین
قسم ہوتے ہین ایک توحید مین جو جناب حق جل جلالہ سے ہے اور وہ ایسا ہوتا ہے کہ ظاہر
اور پوشیدہ اپنی آپ کو بے ادبی سے بچا رکھے اور ایسا معاملہ کرے جیسا کہ بادشاہ ہون کے حضور مین
کرتے ہین اور صحیح خبرون مین ہے کہ ایک روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم مربعہ یعنے چوکڑی مار بیٹھے تھے
جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ یا محمد احلبس جلسۃ العبد یعنے اے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم آپ بندہ ہین خداوند تعالے کی حضور مین بندون کی نشست بیٹھو۔ کہتے ہین کہ
حادث محاسبی نے چالیس سال دیوار سے تکیہ نہ لگایا اور دو زانو بیٹھے رہے لوگون نے اون سے
پوچھا کہ آپ کیون ایسی تکلیف برداشت کرتے ہین اونہون نے جواب دیا کہ مجھے شرم آتی ہے
کہ مشاہدہ حضور حق مین بندون کی طرح نہ بیٹھون اور مین کہ علی عثمان جلالی رضی اللہ عنہ کا ہون
ہون یعنے خراسان کی حد کند نام گانو مین ایک مرد کو دیکھا جو بڑا اشتہور آدمی تھا اور اسکو
کندی کہتے تہے اور فضیلت مین کامل تھا بیس سال کہڑا رہا نماز کی تشہد کے بدون نہ بیٹھا تھا
اوس سے اس کا سبب پوچھا اسنے جواب دیا کہ ابہی میرا وہ درجہ نہین کہ حضور حق کے مشاہدہ
مین بیٹھ جاؤن اور ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ سے لوگون نے پوچھا بم وجدت ما وجدت
یعنے آپنے جو حاصل کیا وہ کسی چیز سے حاصل کیا قال بحسن الصحبۃ مع اللہ عز وجل یعنے
اوس نے جواب دیا کہ حق تعالے سے نیک صحبت اور با ادب رہنے سے مین ظاہر باطن
یکسان رہا۔ آدمیون کو چاہیے کہ معشوقون کے حضور مین رہنے کیواسطے حسن ادب زلیخا سے سیکھین کہ جب وہ یوسف علیہ السلام سے
خلوت مین ہوئی اور اپنی تمنا کی خواستگار ہوئی تو پہلے اپنی بت کو کس چیز سے چھپایا یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ کام ہے کیون کرتی ہے اوسنے
جواب دیا کہ اپنی معبود کا منہ چھپاتے ہون تا کہ وہ مجھے تیرے ساتھ دیکہے ایسی حالت مین نہ دیکھے کیونکہ
وہ شرط ادب نہین اور جب یوسف علیہ السلام نے یعقوب علیہ السلام سے ملاقات کی اور
خداوند تعالے نے اونکو دولت وصل سے کامیاب کیا تب زلیخا کو جوانی عطا فرمائی اور وہ مشرف
باسلام ہوئے اور یوسف علیہ السلام کے نکاح مین آئی تو یوسف علیہ السلام نے اوسکا ارادہ کیا

زلیخا اوس سے بہاگتی تہی یوسف علیہ السلام نے کہا کہ اے زلیخا مین تیرا وہ معشوق ہون
مجہسے کیون بہاگتی ہے شاید میری دوستی تیرے دل سے صاف ہوگئی ہے زلیخا نے کہا
کہ نہین اللہ کی قسم دوستی قایم ہے بلکہ زیادہ لیکن مجہے ہمیشہ اپنے معبود کا پاس ادب ہے جس روز
مین تیرے ساتہہ خلوت مین بیٹہے تہے وہان ایک بت میرا معبود تہا جو تونے ہرگز نہین
دیکہا اس سبب سے کہ اوسکی دو اندہی آنکہین تہین مین نے اوسپر پردہ ڈالا تاکہ بے ادبی
سے متہم نہو جاؤن اب میرا معبود دانا و بینا ہے جو بلا آنکہین دیکہتا ہے اور بلا آلہ جانتا
ہے جس صفت پر ہون مجہے دیکہتا ہے اسلئے مین تارک الادب ہونا نہین چاہتے جب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج مین لے گئے تو اونہون نے پاس ادب کے لئے دونو جہان کیطرف
نگاہ نفرمائی تب اللہ جل جلالہ نے فرمایا ما زاغ البصر وما طغی یعنے دنیا دیکہنے کو آنکہ مایل
نہوئی اور نہ عاقبت کیطرف تجاوز کیا۔ دوسری قسم ادب باہمی کاروبار مین ہے اس طرح
پر کہ سب حالات مین اپنے نفس سے مروت کی رعایت کرے تاکہ جو خلقت مین بیٹہے یا حضور حق مین
بے ادبی ہو وہ تنہائی مین استعمال نکرے اسکا بیان یہہ ہے کہ سوا سچ کے نہ بولے اور وہ ایسا
ہوتا ہے کہ جو کچہہ اپنے حق مین خلاف جانے وہ زبان پر نہ لائے کیونکہ اسمین بے مروتی ہوتی
ہے دوسرا کم کہائے تاکہ پاخانہ مین جانے کی ضرورت کم ہو تیسری قسم وہ ہے کہ اپنے اوس
عضو یا چیز کو نہ دیکہے جو اسکے غیر کو دیکہنا ناجایز ہو کیونکہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے روایت
ہے کہ آپنے اپنے شرمگاہ کو کبہی ندیکہا تہا لوگون نے سبب پوچہا جواب دیا کہ اپنی اوس چیز
کو دیکہنے سے شرم کرتا ہون جسکے غیر سے دیکہنا حرام ہو۔ دوسرا ادب صحبت خلقت سے ہے اور بہت
اچہا ادب سفر اور اقامت مین خلقت کے ساتہہ سلوک کرنا خواہ خوبی معاملہ سے ہو خواہ حفظ
سنت سے اور یہہ تینون قسم ادب کے ایک دوسرے سے جدا نہین ہوسکتین اب مین اپنی مقدور کے
موافق ان کو بترتیب بیان کرتا ہون تاکہ تجہپر اور دوسرے پڑہنیوالون پر زیادہ آسان ہو جا
انشاء اللہ عزوجل واللہ اعلم بالصواب۔

صحبت اور اسکے متعلقات کا باب - خداوند عزوجل نے فرمایا ہی

ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمن ودا ای یحبون رعاتیهم الاخوان یعنے
جو مومن عمل نیک کرتے ہین خداوند عزوجل انکو دوست پکڑتا ہے اور دلون مین دوست
کرتا ہی اس سبب سے کہ دلون کو خوش کرتے ہین اور بہائیون کے حق ادا کرتے ہین اور انکو اپنی پر فضیلت
دیتے ہین رسول الله صلی الله علیه وسلم نے فرمایا ہے کہ ثلث یصفین لک ودّا اخیک ان تسلم
علیه ان لقیته وتوسع له فی المجلس وتدعوه باحب اسمائه جو حضرت رسول الله
صلی الله علیه وسلم نے فرمایا حسن روائت اور حفظ ادب کی بابت تہا فرمایا کہ مسلمان بہائیون کی
دوستی کو تین چیزین صفا کرتی ہین ایک یہہ کہ جب تو اسکو راستہ مین دیکہے تو سلام کہے
دوسرا مجلس مین اسکے لئے جگہ فراخ کردے تیسرا اوسکو ایسے نام سے بولاے جو اسکو بہت پسند
ہو اور یہہ ہی خداوند عزوجل نے فرمایا ہے انما المومنون اخوة فاصلحوا بین اخویکم یعنے
سوا اسکے نہین کہ مومن باہم بہائی ہین پس اپنے بہائیون سے صلح کرو دونو بہائی
آپسمین مہربانی اور عنائت کرو تاکہ ایک دوسرے کا دل آزردہ نہو اور رسول صلی الله علیه وسلم نے
فرمایا اکثروا من الاخوان فان ربکم حیی کریم یستحی ان یعذب عبده بین اخوته یوم
القیمة یعنے حفظ ادب سے بہت بہائی بناو اور انسے معاملہ نیک کرو کہ خداوند تعالے
شرم کرنیوالہ زندہ اور کریم ہے اپنی شرم کرم کے باعث بندہ کو اوسکے بہائیون کے درمیان روز قیامت
عذاب نہین کریگا لیکن چاہیے کہ صحبت خداوند تعالے کی خاطر ہو - خواہش نفسانی اور
حصول مراد اور غرض کے لئے نہو تاکہ بندہ اسکے حفظ ادب سے مشکور ہو جائے - اور مالک
بن دینار نے اپنے داماد مغیرہ بن شعبہ کو کہا یا مغیرة کل اخ وصاحب لم تستفد منه
فی دینک خیرا فانبذ عن صحبته حتی تسلم یعنے جس بہائی یا یار کی صحبت سے تجہے دین کا فائدہ
نہو اس جہان مین اوسکے پاس مت بیٹہہ کہ اوس شخص کی صحبت تجہپر حرام ہے اسکا مطلب
یہہ ہے کہ یا تو آپ سے اچہے کے پاس بیٹہہ یا اپنے سے ادنے کے پاس کیونکہ اگر تو اپنے سے اچہے کے

اوس سے دین کا فائدہ ہوگا اور اگر اونے کے پاس بیٹھیگا تو اوسکو تجھسے فائدہ دین ہوگا کیونکہ
جب وہ تجھسے کچھ سیکھیگا تو دینی فائدہ حاصل ہوگا اور ایسا ہے اگر تو اوس سے کچھ سیکھے گا
اور اسی سبب سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان من تمام التقوی تعلیم من لا یعلم یعنے
کمال پرہیزگاری ناخواندہ کو پڑھانا ہے اور یحیی بن معاذ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے
کہ اونسے کہا ہے بئس الصدیق صدیق یحتاج ان تقول له اذکرنی فی دعائک وبئس الصدیق
صدیق تحتاج تعیش معه بالمداراة وبئس الصدیق صدیق یلجئک الی الاعتذار فی ذلة کانت
منک یعنے وہ یار برا ہے جسکو دعا کی وصیت کرنیکی ضرورت پڑے کہ ایک ساعت کا حق صحبت
ہمیشہ یار کی دعا چاہتا ہے اور برا وہ یار ہے جس سے زندگی با ارادت کرنے کی ضرورت
ہو کیونکہ صحبت کا سرمایہ خوشی ہے اور برا وہ یار ہے جس سے گناہ کے معافی مانگنی ضرورت ہو
اسلئے کہ عذر بیگانگی کی شرط ہوتی ہے اور صحبت مین بیگانگی بری ہوتی ہے اور صحبت مین
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا المرء علی دین خلیله فلینظر احدکم من
یخالطه یعنے مرد وہ دین اور وہ طریق رکھتا ہے جو اوسکے دوست رکھتے ہین نگاہ کرنا چاہیے
کہ دوستی اور محبت کس سے رکھتا ہے اگر نیکون سے اوسکی صحبت ہے تو وہ اگرچہ برا ہے مگر
نیک ہے اسلئے کہ وہ صحبت اوسکو نیک کریگی اور اگر بروںسے صحبت رکھتا ہے اگرچہ نیک ہے تو بھی برا ہے اسلئے کہ اسکو انکی صفت
پر رضا ہے جب وہ بری صفت پر راضی ہوا اگرچہ نیک ہے وہ برا ہوتا ہے۔ اور حکایتون
مین ہے کہ ایک مرد کعبہ کے گرد طواف کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اللھم اصلح اخوانی فضل له
الم لم تدع لک فی ھذا المقام یعنے اوسنے کہا کہ بارخدایا میرے بھائیون کو نیک کر اوسکو
لوگون نے پوچھا کہ جب اس شریف مقام مین پہونچا ہے کیسلئے اپنے واسطے کچھ دعا نہین کرتا
بلکہ تو سب بھائیون کے لئے دعا کرتا ہے اوسنے جواب دیا کہ ان لی اخوانا ادجع الیھم فان
صلحوا اصلحت معھم وان فسدوا افسدت معھم یعنے میرے بھائی ہین کہ جب مین انکی
پاس جاتا ہون اگر انکو صلاحیت مین دیکھونگا مین انکی اصلاح سے صالح ہوجاونگا اگر

انکو فساد مین پاونگا تو انکے فساد سے مفسد ہو جاونگا جب صحبت صالحان سیرا قاعدہ ہو جائیگا
تو مین بہی صلاحیت اختیار کرونگا اسلئے مین اپنی بہائیون کو دعا کرتا ہون تاکہ ان سے
میرا مقصد حاصل ہو جائے اور اس سب کی بنا یہہ ہے کہ نفس کو عادت یارون سے سکون
ہوتا ہے اور بندہ جس گروہ مین رہتا ہے ان کی عادت اور فعل اختیار کرتا ہے اسلئے کہ سب معاملات
اور ارادات حق اور باطل سے مرکب ہین جن معاملات اور ارادات مین پرورش پاتا ہے
اوسمین وہی معاملات اور ارادات غلبہ کرتے ہین۔ اور صحبت مین طبع کو بڑی تاثیر ہے
اور عادت کا بڑا از ور اس حد تک کہ باز آدمی کے صحبت سے عالم ہو جاتا ہے اور طوطی آدمی
کی تعلیم سے گویا ہوتی ہے اور گھوڑا بہی ریاضت سے حیوانی عادت سے نکلکر آدمی کی عادت مین
ہو جاتا ہے ایسا ہی سب مین صحبت کی تاثیر ہے کہ انکی سب اصلی عادتین بدل ہو
جاتی ہین اور مشائخ صوفیہ رضی اللہ عنہم پہلے ایک دوسرے سے حق صحبت طلب کرتے ہین اور
مریدون کو اسپر آمادہ کرتے ہین اس حد تک کہ انمین صحبت فرض ہوی ہی اور اس سے پہلے مشائخ
نے گروہ صوفیہ کی صحبت مین کتابین تصنیف کی ہین جنمین صحبت کو واضح طور پر بیان کیا ہی
جیسا کہ جنید رضی اللہ عنہ تصحیح الارادت نام ایک کتاب تصنیف کی ہے اور احمد بن خضرویہ
نے بہی ایک کتاب الرعایت بحقوق اللہ نام تصنیف کی ہے اور محمد بن علی الترمذی نے
ایک کتاب بیان آداب المریدین نام تصنیف کی ہے اور ابو القاسم الحکیم اور ابو بکر وراق
اور سہل بن عبد اللہ اور ابو عبد الرحمن السلمی اور استاد ابو القاسم قشیری رحمہم اللہ سب نے
اس بیان مین کتابین پوری طور پر تصنیف کی ہین اور سب اس فن مین امام ہوے ہین اور
اس کتاب مین میرا مقصود یہہ ہے کہ جس کے پاس یہہ کتاب ہو اسکو دوسری کتابون
کی حاجت نرہے۔ اور اس سے پہلے ہمنے کتاب کے مقدمہ مین اور تیرے سوال کے حال مین
کہا ہے کہ یہہ کتاب بعینہ تجہے کافی ہے اور طالبان اس طریقت کو بھی مکتفی ہے۔ اب انواع
آداب معاملات اور انکے چند باب باترتیب بیان کئے جاتے ہین انشاء اللہ واللہ اعلم بالصواب

آداب صحبت کا باب - جب تو نے معلوم کیا کہ مرید کو بہت اچھی چیز صحبت ہوتی ہی تو بالضرور حق صحبت کا پاس ضروری ہے اسلئے کہ اکیلا رہنا مرید کو ہلاک کر دیتا ہے اسلئے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الشیطان مع الواحد وھو من الاثنین ابعد یعنے شیطان اوسکے ساتھہ ہوتا ہے جو اکیلا ہوتا ہے اور دو کس سے بہت دور ہوتا ہے - اور خداوند عزوجل نے فرمایا ہے - مایکون من نجوی ثلثۃ الا ھو رابعھم یعنے جو تین کس باہم راز کہتے ہین چوتہا انکا خداوند تعالے ہوتا ہے پس مرید کے حق مین کوی آفت تنہا رہنی کے برابر نہین اور حکایات مین مجہے معلوم ہوا کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کو خیال آیا کہ مین کامل درجہ پر پہونچ گیا ہون اور مجہے صحبت کی نسبت اکیلا رہنا اچہا ہے پس گوشہ نشین ہوا اور صحبت ترک کی اور جب رات آتی تو اونٹ لاتے اور اسکو کہتے کہ تجہے بہشت مین جانا چاہیے وہ اس اونٹ پر سوار ہوتا اور چلا جاتا تو ایک جگہ خوش نما نظر آتی ہے اور ایک خوبصورت گروہ اور عمدہ کہانے اور جارے پانی ظاہر ہوتے اور صبح تک اوسکو وہان رکہتے پہر خواب مین جاتا جب بیدار ہوتا تو اپنے آپ کو اپنے حجرہ کے دروازہ پر دیکہتا تاکہ رعونت بشریت نے اوسمین سرائیت کرنی اور جوانی کے غرور نے اوسکے دلمین اپنی تاثیر ظاہر کی تب اوسنے دعوی شروع کیا اور کہا کہ مجہہ پر ایسی حالت ہوتی ہے لوگون نے یہہ خبر جنید کو پہنچای - اسیوقت وہ اسکے حجرہ کے دروازہ پر آیا اسکو دیکہا کہ ہولنے اسپر زور ڈالا ہوا اور تکبر ظاہر کیا ہوا اونے اوس سے حال پوچہا اسنے جنید سے سب حال بیان کیا جنید نے کہا کہ جب آج کی رات تو اس مکان مین پہونچے یاد رکہہ اور تین مرتبہ کہو لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم جب رات ہوئی تو اوسکو لے چلی وہ دلمین جنید سے منکر ہوا جب کچہہ دیر ہوی تو تجربہ کیو اسطے تین مرتبہ لاحول کہا اون سب نے شور کیا اور چلے گئے اسنے آپ کو پایا کہ اروڑی مین بیٹہا اور کچہہ مردار کی ہڈیان اوسکے گرد رکھی ہوئین تب وہ اپنی خطا پر واقف ہوا اور تنہا رہنے سے توبہ کی اور صحبت مین جا بیٹہا جاننا چاہیے کہ مرید کو کوی آفت تنہای کے برابر نہین اور انکی شرط صحبت یہہ ہے کہ ہر ایک

کو اسکے درجہ کے مطابق پہچانے بوڑھون سے باادب رہے اور ہمجنسون سے عشرت مین زندگی
کرے اور بچون پر شفقت کرے حتی کہ بوڑہون کو بجاے باپ کے جانے اور ہمجنسون کو بدرجہ بہائیون کے اور بچون کو مثل فرزندون کے خیال
کرے اور گناہ سے پرہیز کرے اور حسد کو ترک کرے اور عداوت سے دور رہے گو دیان ہو اور کسی سے نصیحت دریغ نرکھے
مجالس مین ایک دوسرے کی غیبت اور خیانت اختیار کرنا اور ایک دوسرے کی عقل اور فعل سے
انکار کرنا جائز نہین اسلئے کہ جب ابتدا مین صحبت خداوند تعالے کیواسطے ہو تو فعل یا قول
ناملائیم کسی سبب جو بندہ سے ظاہر ہو اس سے قطع نکرے اور مصنف رحمتہ اللہ علیہ کہتا ہے
کہ شیخ المشایخ ابوالقاسم کرکانی رحمتہ اللہ علیہ سے مینے پوچھا کہ شرط صحبت کی کیا ہے انہے
جواب دیا کہ تو صحبت مین اپنی حفاظت نچاہے کیونکہ اسمین سب آفات صحبت کی موجود
ہین کہ ہر ایک اپنے مطلب کا خواہان ہو اور صاحب حظ یعنے آسائش طلب کو صحبت
سے تنہائی بہتر ہے جب اپنے حظ کو چھوڑ دے تو اپنے مصاحب کے حظ کی رعائت کریگا اور
اس صحبت سے صواب پائیگا ایک درویش کہتا ہے کہ ایک وقت مین کوفہ سے مکہ کے ارادہ
پر گیا ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ مجھے راستہ مین ملا اور اس سے صحبت کا خواہان ہوا
اسنے جواب دیا کہ صحبت کیواسطے امیری اور فرمانبرداری چاہئے تو کیا چاہتا ہے کہ مین امیر
ہون یا فرمان بردار اوسنے کہا کہ تو امیر ہو مینے جواب دیا کہ اب تو میرا فرمانبردار ہوا آپ
میرے حکم سے باہر نہ آنا مینے مان لیا جب ہم منزل پر پہونچے تو اسنے مجھے کہا کہ بیٹھ۔ مینے ایسا
ہی کیا اوسنے کنوئین سے پانی نکالا وہ سرد تھا پھر اسنے لکڑیان جمع کین اور پھیل مین آگ جلائی
مجھے گرم کیا اور جب مین کسی کام کا ارادہ کرتا تو مجھے کہتا بیٹھ جا اور شرط حکم بجالا جب رات ہوئی
بڑی بارش شروع ہوئی اسنے دامن اٹھا کر گدڑی مجھ پر اوڑھی اور صبح تک میرے سر پر کھڑا رہا
مجھے شرم آتی تھی اور شرط کے سبب کچھ نہین کہہ سکتا تھا جب صبح ہوئی مینے کہا اے شیخ آج
امیر بنتا ہون اوسنے کہا کہ اچھا جب ہم منزل پر پہونچے اوسنے پھر وہی خدمت اختیار کی
مینے کہا کہ اب میرا حکم مان اوسنے کہا نافرمان وہ ہوتا ہے جو امیر کو اپنی خدمت فرمائی۔ کہ تہ

تک اسیطرح میرے ساتھہ صحبت کی جب ہم مکہ شریف مین آئے تو مین شرم کے سبب اُس سے بہاگ گیا منا مین اوسنے مجھکو دیکھہ کر کہا کہ اے بیٹا تجھکو لازم ہے کہ درویشون سے ایسی صحبت کرے جیسی منے تیرے ساتھہ کی ہے اور انس بن مالک سے روایت کرتے ہین صحبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عشر سنین خدمتہ فواللہ ما قال لی اف قط وما قال لی بشئ فعلت لم فعلت کذا ولا لشئ لم افعلہ لم لا فعلت کذا یعنے دس سال مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین رہا خدا کی قسم کہ آپ نے مجھے کبھی اف کہا اور جو کام مینے کیا کبھی مجھے نہ کہا کہ فلان کام تونے کیون کیا اور جو کام مینے نہ کیا کبھی مجھے نفرمایا کہ فلانا کام تونے کیون نہین کیا پس سب درویش دو قسم پر ہین ایک مقیم دوسرے مسافر مشائخ کہتے ہین کہ مسافرون کو چاہئے کہ مقیمون کی خدمت کو اپنے حق مین اچہا جانین اسلئے کہ یہہ اپنے نصیب پر چلتے ہین اور مقیم خدمت حق مین بیٹہتے ہین اسلئے کہ مسافرون مین طلب کا نشان ہے اور مقیمون مین حصول کا اشارہ ہے پس جسنے پایا اور بیٹہہ گیا وہ افضل ہے اسکی نسبت کہ ابہی طلب مین ہے اور مقیمون کو بہی چاہئے کہ مسافرون کو آپ سے اچہا جانین اسلئے کہ یہہ صاحب تعلق ہین اور مسافر تعلق سے جدا اور ایک طرف قائم ہین اور مسافر طلب مین ہین اور مقیم موقف مین یہہ بہی چاہئے کہ بوڑہے جوانون کو بہتر سمجہین کیونکہ یہہ دنیا مین تہوڑی دیر سے ہین اور انکے گناہ کم ہین۔ اور جوانون کو بہی چاہئے کہ بوڑہون کو افضل جانین کیونکہ یہہ عبادت مین بیشتر ہین اور خدمت مین مقدم جب ایسا ہو جیسا کہ ہمنے بیان کیا دونون ایک دوسرے سے نجات پاینگے نہین تو ہلاک ہو جائینگے

پہلے فصل

اور اصل آداب کا نیک خصلتون کا جمع کرنا ہے اور ادیب ادبستان کو اور سب ادبستان کہتے ہین کہ جو کچہہ اس صاحب مین سے ہوتا وہ بہتر ہوتا ہے جسمین اچھی خصلتین جمع ہون وہ ادیب ہے اور حسب رواج جو شخص علم اللغت اور صرف نحو جانتا ہے اسکو ادیب کہتے ہین پہر گروہ صوفیہ کے نزدیک الادب الوقوف مع استحسانات ومعناہ ان تعامل اللہ فی الادب سرّ وعلانیۃ

واذکنت کذلک کنت ادیبا وان کنت عجمیا وان لم تکن کذالک تکون علی ضدہ یعنے ادب نیک
کاموں پر ٹھیرا رہنا ہے اور اوسکے معنے یہہ ہیں کہ خداوند تعالے سے معاملہ باادب کرے
خواہ ظاہر میں ہو یا باطن میں جب تیری کارروائی باادب ہوگی تو تو ادیب ہوگا
گو تیرے عجمی زبان ہو کیونکہ معاملات میں گفتگو کی قدر نہیں ہوتی اور ہر حال میں عالم
عاقلوں سے زیادہ بزرگ ہیں۔ مشائخ میں سے ایک کو لوگوں نے پوچھا کہ شرط ادب
کیا ہے اوسنے کہا کہ میں ایک بات میں تیرا جواب کہتا ہوں میںنے سنا ہے ادب وہ ہے
کہ اگر تو بات کہے تو تیری کلام سچی ہو اگر معاملہ کرے تو معاملہ حق ہو اور کلام صادق
اگرچہ سخت ہو تمکین ہوتی ہے اور معاملہ نیک اگرچہ مشکل ہو خوب ہوتا ہے پس جب
تو بات کہتا ہے تو اپنی کلام میں صواب پر ہو اور جب چپ چاپ ہو تو خاموشی
میں محقق ہو اور شیخ ابو نصر سراج صاحب لمع نے اپنی کتاب بیان ادب میں
اچھا فرق کردیا ہے جہاں کہا ہے الناس فی الادب ثلث طبقات اما اهل الدنیا فاکثر
ادابهم فی الفصاحة والبلاغة وحفظ العلوم واسماء الملوك واشعار العرب واما
اهل الدین فاکثر ادابهم فی ریاضة النفس وتادیب الجوارح وحفظ الحدود وترك
الشهوات واما اهل الخصوصیة فاکثر ادابهم فی طهارة القلوب ومراعات
الاسرار والوفاء بالعهود وحفظ الوقت وقلة الالتفات الی الخواطر وحسن الادب فی مواقف
الطلب واوقات الحضور ومقامات القرب یعنے آدمی آداب میں تین قسم پر ہیں ایک
اہل دنیا کہ انکے نزدیک ادب فصاحت اور بلاغت وحفظ علوم اور بادشاہوں کے
ذکر اور عرب کے شعر ہیں۔ دوسرا اہل دین کہ انکے نزدیک ادب نفس کی ریاضت اور
عضووں کا مودب رکھنا اور حدوں کی نگہبانی اور شہوتوں کے ترک ہیں۔ تیسرا اہل
خصوصیت کہ انکے نزدیک ادب دل کا پاک کرنا اور سر کے رعایت اور عہد کا پورا کرنا
اور وقت کی حفاظت اور پراگندہ خیالات کیطرف کم دیکھنا اور طلب میں نیک کام اور

موافقت ولی نیک ادب اور قرب کے مقام اور وقت کے حضور مین نیک عمل اور یہہ جامع کلام ہر
اسکی تفصیل اس کتاب مین متفرق جگہ پر آویگی - واللہ ولی التوفیق -

سولھوان باب اقامت اداب صحبت

موقف ولی نیک ادب جب کوی درویش اکامت اختیار کرے اور سفر مین ہو تو شرط
ادب یہہ ہے کہ جب کوی مسافر اوسکی پاس آوی تعظیم کیلیئے خوش ہوکر اسکا استقبال کری اور بڑی عزت سے پیش آوی
اور ایسا جانے کہ یہہ ایک ابراہیم کا مہمان ہے جسکی بڑی تعظیم لایق ہے اور اس سے ایسا سلوک کرے
جیسا کہ ابراہیم صلواۃ اللہ نے کیا اور جو موجود ہو بلا تکلف اونکے آگے حاضر کرے جیسا کہ
خداوند عز وجل نے فرمایا ہے فجاء بعجل سمین یعنے لایا ایک موٹا بچھڑا کباب کیا ہوا -
اور نہ پوچھے کہ تو کس طرف سے آیا ہے یا کہان رہتا ہے یا تیرا نام کیا ہے کیونکہ اسمین
ادب نہین رہتا پس انکا آنا حق کی طرف سے سمجھے اور انکا جانا بھی حق کی جانب
سے جانے اور انکا نام بندہ حق خیال کرے پہر دیہان کرے کہ وہ خلوت مین راضی ہے یا صحبت
مین اگر تنہائی کو اختیار رکہتا ہے تو اوسکے واسطے جگہ خالی کرے اور اگر صحبت کو اختیار کری
تو صحبت بلا تکلف کرے تاکہ انس اور عشرت حاصل ہو اور جب مسافرت کو تکیہ پر سر رکہی
یعنے لیٹ جائے تو مقیم کو چاہئے کہ اوسکے قدم پر ہاتہہ رکہے اگر وہ ہٹاوے اور کہے کہ پانو دابنا
کرانا میری عادت نہین تو اوس سے تکرار نکرے تاکہ وہ گران نہ سمجھے دوسرے روز حمام
مین لیجاوے مگر حمام پاکیزہ ہو اور اسکے کپڑون کو حمام کے ملبند نکالون سے بچا رکہے اور ایسا
نکرے کہ اجنبی خادم اوسکی خدمت کرے چاہیئے کہ اوسکی خدمت خود دلکی یقین سے کرے تاکہ او
پاک کرنے سے یہہ شخص تمام آفتون سے پاک ہوجاوے چاہیئے کہ اوسکی پیٹھہ کھجلاوے اور اسکو گھٹنون
اور پاؤن کے تلوون اور اوسکے ہاتہہ ملے اور اس سے زیادہ شرط نہین اور اگر اس مقیم کو
نیا کپڑا پہنانے کی توفیق ہو تو دریغ نکرے اور اگر نہ ہو تو پہر تکلف بھی نکرے اور وہی اسکے

کپڑے پاک کرے تاکہ جب حمام سے نکلے وہی پہن لے اور جب حمام سے باہر آوے اور دو تین
روز اور نہ ٹھہرے اگر اوس شہر مین کوئی بزرگ ہو یا جماعت یا امام اسلام اسکو کہے
کہ اگر صواب ہو تو اوسکی زیارت کو چلیں اگر چلے تو صواب ہے اور اگر کہے کہ میرا دل نہین
چاہتا او سپر تکلف اور انکار نکرے اسلئے کہ طالبان حق پر ایک ایسا وقت ہوتا ہے کہ
کہ انہی دلکو اختیار مین نہین رہتے کیا تونے نہین دیکھا کہ جب ابراہیم خواص کو لوگون
نے پوچھا کہ اپنی سفر کے عجائبات سے کچھہ بیان کر اوسنے جواب دیا کہ خضر علیہ السلام نے
مجھسے صحبت چاہی مینے منظور نکیا کیونکہ میرا دل نہین چاہتا تہا اوسوقت مینے نہ چاہا کہ ماسوای
حق تعالے کے کسی اور کو میرے دلمین قدر اور عزت ہو جسکے رعایت کرنی چاہئے لیکن یہہ
نہ چاہئے کہ مقیم آدمی مسافر کو دنیا دار کے سلام کے واسطے لیجائے یا انکے مہمانیون یا ماتون
یا بیمار پرسی دنیا دارون مین لیجاوے اور جس مقیم کو مسافرون سے یہہ طمع ہو کہ انکو
اپنی گدائی کا ذریعہ بنائے اور ایک گہر سے دوسرے گہر لیجائے ایسی مقیم کو مسافرون
کی خدمت نکرنا اچہا ہے کیونکہ اسمین انکی ذلت ہوتی ہے۔ اور مین کہ علی عثمان جلالی
کا بیٹا ہون مجھے اپنے سفرون مین مشقت اور رنج زیادہ سخت یہہ تہی کہ جاہل خادم
اور ناپاک مقیم کبہی مجھے خواجہ کے گہر اور کبہی کسی دہقان کے گہر لیجاتے اور مین باطن مین
انکے قابو کرنے سے کراہت کے ساتھہ جاتا اور ظاہر مین جوانمردی کرتا اور جو بطریق مقیم
میرے ساتھہ کرتے مین نذر کرتا کہ اگر کسی وقت مقیم ہونگا تو مسافرون سے ایسا نکرونگا اور
اور بے ادبون کی صحبت سے اس سے زیادہ فائدہ نہین ہوتا کہ جو کچھہ تجھے ان سے ناخوش
معلوم ہو وہ نکرے اور اگر کوئی درویش پاؤن پہیلائے اور چند روز صحبت رکہے اور
دنیاوی ضرورت ظاہر کرے تو مقیم کو اسکی ضرورت کا فوراً رفع کرنا ضروری ہے اور اگر یہہ
مسافر مدعی بلا ہمت ہو تو مقیم کو چاہئے کہ محالات ضروری مین بے ہمتی کرے اور اسکے
تابع ہو جائے کیونکہ یہہ طریق آزادون کا نہین جب ضرورت ہو تو بازار مین لیجاوین کو

جانا چاہئے یا بادشاہون کے حضور مین سپاہگری کو اسکو ازادون کی صحبت سے کیا کام ہے
اور کہتے ہین کہ جنید اپنے اصحاب رحمہم اللہ کے ساتھہ ریاضت کیواسطے بیٹھے تھے ایک مسافر
آیا اوسکی مہمانداری مین انہون نے تکلف کیا اور کہانا حاضر لائے اسنے کہا کہ مجھے علاوہ مین
فلان چیز درکار ہے جنید نے کہا تجھے بازار مین جانا چاہئے کیونکہ تو بازاری آدمی ہے
صاحب مسجد اور حجرہ نہین - ایک وقت مین دمشق دو درویش کے ساتھہ ابن المعلا
کی زیارت کا قصد کیا جو مکہ کے ایک کالون مین رہتا تھا ہمنے راستہ مین ایک دوسرے سے کہا ہم
سے ہر ایک کو اپنے جی مین جو واقعہ رکھتے ہین سوچنا چاہئے تاکہ وہ پیر ہمکو ہمارے راز باطن
سے خبر دے ہماری مشکل حل ہوجائے مینے کہا کہ مجھے مناجات ابن حسین کے شعر اوس سے
سننا مراد ہے دوسرے نے کہا مجھے دعا چاہئے تا میری طحال اچھی ہوجائے تیسرے نے کہا
کہ مجھے حلوہ صابونی چاہئے جب ہم اوسکے پاس پہونچے تو اوسنے ایک جزو جسمین اشعار مناجات
حسین لکھے تھے میرے آگے رکھدی اور اوس درویش کے طحال پر ہاتھہ ملا وہ جاتی رہی
تیسرے کو کہا کہ حلوا صابونی سپاہیون کی غذا ہوتی ہے اور تو اولیا کا لباس رکھتا ہے
اور اولیا کا لباس سپاہیون کے مطالبہ پر درست نہیں ہوتا دو باتون سے ایک اختیار
کر غرض کہ مقیم کو اس شخص کے حق کی رعائت ضرور چاہئے جو اپنے حق کی رعائت مین مشغول
ہو اور اپنی حظ کا تارک ہو جب کوی اپنی حظ پر قایم ہو تو محال ہوتا ہے کہ دوسرا شخص اوسکی
حظ حاصل ہونمین اوس سے متفق ہو کیونکہ درویش ایک دوسرے کو راستہ دکہلانے والے
ہوتے ہین نہ گمراہ کرنے والے جب کوئی اپنے حظ پر قائم ہو دوسرے کو چاہئے کہ اوسکے
برخلاف ہو اور جب پہر اپنے حظ کو ترک کرے چاہئے کہ اوسکے حظ پر قائم ہو تاکہ دونو حال
مین راہ یاب ہو اور گمراہ نہو اور خبر مشہور ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان اور
ابو ذر غفاری مین رشتہ داری کی تھی اور دونو سرہنگان اہل صفہ سے اور رئیس اور صاحب
باطن تھے ایکروز سلمان ابوذر کے گھر مین زیارت کو آیا ابوذر کے عیال نے سلمان کے پاس

کے پاس اوسکی شکایت کی کہ میرا بہائی دن کو کچھہ نہین کہاتا اور نہ رات کو سوتا ہے سلمان نے کہا کہ کچھہ کہانے کی چیز لاؤ جب لا چکے ابوذر کو کہا کہ اے بہائی مین چاہتا ہون کہ میرے ساتھہ موافقت کرے کیونکہ یہہ روزہ تجھہ پر فرض نہین ابوذر نے موافقت کی جب رات ہوی تو کہا کہ اے بہائی چاہیئے کہ سونے مین بہی مجھہ سے اتفاق کرے ان لجسدک علیک حقا وان لزوجک علیک حق وان لربک علیک حقا یعنے تیرے بدن کا تجھہ پر حق ہے اور تیری جفت کا تجھہ پر حق ہے اور تیرے رب کا تجھہ پر حق ہے - جب دوسرا روز ہوا تو خدمت مین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے آیا حضرت نے فرمایا .... کہ مین بہی وہ کہتا ہون جو کل تجہے سلمان نے کہا ان لجسدک علیک حقا چونکہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے حظ کی ترک کی ہوی تہی سلمان رضی اللہ عنہ نے اوسکے حظ کو قایم کیا اور اپنا ورد چہوڑ دیا اس اصل پر جو کچھہ تو کرے صحیح اور محکم ہوتا ہے ایک وقت مین عراق کی ولایت مین دنیا کی طلب اور خرچ مین جسارت کر رہا تہا حتی کہ قرض بہت ہو گیا جس کسیکو کچھہ ضرورت ہوتی وہ میری طرف متوجہ ہوتا تہا اور مین انکے حصول خواہش کے رنج مین تہک گیا وقت کے ایک سردار نے مجہے لکہا اے بیٹہا دیکہہ اپنے دلکو خدا تعالے سے نہ ہٹاتا اوس دل کی فراغت کے سبب جو کہ ہوا مین مشغول ہو لیس اگر کوئی دل اپنے سے زیادہ عزیز پائے تو جایز ہوتا ہے کہ اوس دل کے فارغ کرنے مین دل کو مشغول کرے اور یہہ کام چہوڑ دے کہ خداوند تعالے کے بندون کو خدا کافی ہوتا ہے اور اسیوقت مجہے اس بات سے فراغت ظاہر ہوا اب یہہ مقیمون کے حکم ہین جو مسافرون کی صحبت مین بیان ہوتے ہین -

آداب صحبت سفر کا باب - جب کوئی درویش سفر اختیار کرے اور اقامت چہوڑ دے تو اوسکے واسطے شرط ادب یہہ ہے کہ پہلے سفر خدا کیواسطے کرے نہ متابعت خواہش کے لئے جیسا کہ ظاہر مین سفر اختیار کرے باطن کو بہی خواہش نفسانی سے دور کرے اور ہمیشہ باطہارت ہو اور اسکو اوراد اپنی وردون کو ضایع نکرے اور چاہیے

کہ اس سفر سے تاجر یا غازیا کسی کا لوگو دیکھنا یا فایدہ حاصل کرنا یا طلب علم یا زیارت شیخ یا بزرگ یا قبر مد نظر ہو نہیں تو اس سفر مین خطا کار ہوگا گدری اور مصلے اور کداہ اور جوتا اور رسی اور نعلین اور عصا ضرور ہے تاکہ گدری ستر عورت کرے اور مصلے پر نماز پڑہے اور کوزہ سے طہارت کرے اور عصا سے آفتون کو آپ سے ہٹائے اور مسافر کو اسمین اور بہی مقصد ہوتے ہین اور جوتا یا پوئے طہارت کے وقت پہنے تاکہ مصلے پر آجاے اور اگر کوئی اس سے زیادہ آلات رکہے تاکہ سنت کامل ادا ہو جیسا کنگی اور ناخن گیر اور سوئی اور سرمہ دانے اور مسواک تو بہی جایز ہوتا ہے پہر اگر کوی اس سے زیادہ آلات بنائے اور اپنی آرایش کرے پہر ہمکو دیکہنا چاہئے کہ کس مقام مین ہے اگر انکے محبت رکہتا ہے تو ہر ایک اسکے واسطے گرفتار ہے اور بت اور دیوار اور حجاب ہے اور رعونت نفس کا مادہ خود وہ ہے اور اگر تمکین اور استقامت کے مقام مین ہے تو اسکو یہہ اور اسکے علاوہ درست ہے۔ اور مینے شیخ ابو الفارس بن غالب فارسی رحمتہ اللہ علیہ سے سنا ہے کہ ایکروز مین شیخ ابو سعید ابو الخیر فضل اللہ بن محمد رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تاکہ اوسکی زیارت کرون مینے اسکو دیکہا ایک تخت پر چار بالش رکہکر سویا ہوا اور پانو ایک دوسرے پر رکہے ہوے اور مصری چادر اوڑہی ہوی اور مین ایسا کپڑا رکہتا تہا جو میل سے مثل چمڑے کے تہا اور رنج سے تن گداز اور ریاضت سے رنگ زرد اوسکے دنیاوی مال دیکہنے سے میرے دلمین انکار پیدا ہوا مینے اپنے جی مین کہا کہ مین.. درویش ہون اور یہہ بہی درویش ہے یہہ اس قدر آرام مین ہے اور مین اسقدر ریاضت مین وہ اسوقت میری باطن پر واقف ہوا اور میرا غرور دیکہا مجہے کہا کہ ای ابو مسلم تونے کس دیوان مین پایا ہے کہ مغرور آدمی درویش ہوتا ہے جب مینے سب کا سب حق کو دیکہا تو حق تعالے نے مجہے تخت پر بٹہایا اور جب تونے سب آپ کو دیکہا تجہے نیچے رکہا ہماری نصیب مشاہدہ ہوا اور تمہارے نصیب مجاہدہ اور یہہ دو نو مقام مقامات راہ حق سے ہین اور حق تعالے اس سے پاک ہے اور درویش مقامات سے فانی اور حالات سے بچا ہوا۔ شیخ ابو مسلم کہتا ہے کہ میرا ہوش اسوقت جاتا رہا اور مجہپر اندہیرا چہا گیا جب ہوش مین آیا تو مینے توبہ کی اور مینے میری

تو بہ نسطور کی پہر اُسنے کہا اے شیخ مجہے اجازت ہے تا چلا جاؤن کہ مین آپ کی زیارت کی تاب نہین رکہتا اوسنے کہا کہ اے ابو مسلم تونے سچ کہا ہے پہر تمثیل کے طور پر یہہ بیت پڑہا شعر۔ آنچہ گوشم نتوانست شنیدن بخبر۔ ہمہ چشمم بعیان یکسرہ دیدان بنظر۔ جسکی خبر میرے کان سن نہین سکتے تہے۔ وہ میری آنکہون نے ظاہر دیکہہ لیا۔ پس مسافر کو چاہیے کہ ہمیشہ حافظ سنت ہو جب کسی مقیم کے پاس جائے تو ادب سے اوسکے پاس آوے اور سلام کہے اور پہلے بایان پاؤن پاتوہے سے نکالے کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے اور جب جوتا پہنے تو پہلے دائین پاؤن مین پہنے پہر دوسرے پاؤن مین اور جب پاؤن دہوئے تو پہلے داہان پاؤن دہووے پہر باہان پاؤن اور دو رکعت تحیت الوضو پڑہے پہر رعایت حقوق درویشون مین مشغول ہووے۔ اور مقیمون کے حال پر اعتراض نکرنا چاہیے۔ اور نہ کسی سے زیادتی کرے۔ نہ اپنے سفر کی سختیان بیان کرے لوگون مین حکائتین اور روایات اور علم کے بات کرے کیونکہ ان باتون مین رعونت کی امداد ہے اور چاہیے کہ جاہلون سے تکلیف برداشت کرے اور بنام خدا انکا بوجہہ اُٹہائے کیونکہ اسمین بہت برکتین ہوتی ہین اگر مقیم یعنے میزبان یا اونکے نوکر اوسپر حکم کرین اور اسکو اہل کوچہ کے سلام یا کسکے زیارت کیواسطے بلائین اگر ہوسکے تو خلاف نکرے لیکن دل مین دنیا دارون کی رعائت کا منکر ہونا چاہیے اور ان بہائیون کے فعلون کا عذر رکہے اور تاویل کرے چاہیئے کہ اپنی غرض حاصل ہونیکے جبر کے میزبانون کو تکلیف ندے اور انکو اپنی راحت اور خواہش نفسانی کے لئے امیرون اور ملازم بادشاہون کے حضور مین نہ لیجائے غرض کہ مقیم اور مسافر کو صحبت مین رضائے الہی کا طالب رہنا چاہیئے اور ایک دوسرے سے نیک اعتقاد رکہنا چاہیئے اور آپسمین مقابلہ نکرین اور پیچہے غیبت نکرین اسلئے کہ صاحب حق پر خلقت کے بات کرنا برا ہے کیونکہ محقق جب دیکہتے ہین تو فاعل کا فعل دیکہتے ہین اور جب خلقت کو جس صفت پر دیکہا جائے خداوند تعالےٰ کی پیدائش ہے کو عیب دار یا بے عیب یا در پردہ

یا اہل کشف ہو تو اسکے فعل پر جھگڑا کرنا اوسکے فاعل سے جھگڑنا ہے۔ اور جب بشریت کی آنکھ سے
خلقت کی طرف نگاہ کرے تو سب سے ترک کرے اور جانے کہ سب خلقت متھو اور مغلوب اور
عاجز ہے ہر ایک ہی کام کر سکتا ہے اسکی سوا کچھ نہین کر سکتا کیونکہ اسکی پیدائش ایسی ہی اور خلقت
کو اوسکو ملک مین تصرف نہین اور بدون اللہ تعالے کے کسیکو عین چیز کے بدل ڈالنے کی طاقت
نہین وباللہ التوفیق

اٹھارھوان باب کھانے کے آداب

جاننا چاہی کہ
آدمی کو غذا ضروری ہی کیونکہ ترکیب طبعیت کا قیام کھانے پانی کے سوا نہین لیکن شرط مروت ہے تو وہ کہ اسمین
زیادتی نکرے اور رات دن کھانے کے فکر مین مشغول نرہے امام شافعی رحمۃ اللہ نے کہا ہی من کان ہمتہ ما یدخل جوفہ
کان قیمتہ ما یخرج منہ یعنی جو اس بات پر بحث رکھے کہ جو کچھہ مل سکے پیٹ بھرے اسکی قیمت وہی ہوتی ہی جو پیٹ سے نکلی ہوئی
چیز کی ہوتی ہی راہ حق کے طالب کو کھانے سے زیادہ کوی چیز مضر نہین اور اس سی پہلے اس کتاب مین باب الجوع مین
اسکا کچھہ بیان کیا گیا ہی لیکن یہان اسقدر مناسب ہے۔ اور حقایقون مین معلوم ہوا کہ لوگون نے بویزید سے
پوچھا کہ تو زیادہ بہوکہ کی تعریف کیون کرتا ہے انہی جواب دیا اسلئے کہ اگر فرعون بہوکا ہوتا
تو ہرگز انا ربکم الاعلی مین تمہارا بڑا بلند رب ہون نہ کہتا۔ اور اگر قارون بہوکا ہوتا تو بغاوتی
نکرتا۔ اور ثعلبہ جب تک بہوکا رہا سب لوگ اسکی تعریف کرتے تہے جب سیر ہوا تو اسنی نفاق
ظاہر کیا خداوند عزوجل نے کافرون کی صفت مین فرمایا ہے ذرہم یاکلوا ویتمتعوا ویلہہم
الامل فسوف یعلمون یعنے انکو چھوڑ دی کہاوین اور نفع اٹھاوین پس قریب ہے کہ جان
لینگے پھر اللہ تعالے نے فرمایا ہے والذین کفروا یتمتعون ویاکلون کما تاکل الانعام والنار
مثوی لہم یعنے جو لوگ کافر ہوی اور فایدہ اٹھاتے ہین اور چارپایون کی طرح کہاتے ہین
آگ اونکا ٹھکانا ہے۔ اور سہل بن عبداللہ کہتا ہے کہ شراب سے پیٹ بہرنا حلال کہانے
سے پیٹ بہرنے کی نسبت مجھے زیادہ پسند ہے لوگون نے پوچھا کہ کیون کر اسنے جواب دیا
کہ جب شراب سے پیٹ بہر ہوتا ہے تو عقل آرام کرتی ہے اور شہوت کی تسکین ہوتی ہے
اور خلقت اوسکے ہاتھ اور زبان سے امن مین ہوتی ہے۔ لیکن جب حلال کہانے سے پیٹ

ہوتا ہے تو بیہودہ گوئی چاہتا ہے اور شہوت زور پاتی ہے اور نفس اپنی نصیب کے طلب مین
سر اٹہاتا ہے کیونکہ مشائخ نے انکی صفت مین کہا ہے اکلھم اکل المرضی ونومھم کنوم
الغرقی وکلامھم ککلام الثکلی یعنے انکی خوراک مثل بیمارون کے اور انکے خواب غرق
شدگان کی مانند اور انکی کلام بچہ مردگان عورتون کی طرح پس کہانے کے آداب کی یہہ
شرط ہے کہ اکیلے نکہائین جو کہائین وہ اورون کو بہی دین کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے شر الناس من اکل وحدہ وضرب عبدہ ومنع رفدہ یعنے برا آدمی وہ ہے
جو اکیلا کہائے اور اپنی غلام کو مارے اور بخشش سے ورنع رکہے۔ اور جب دستر خوان پر
بیٹہین تو چپ چاپ نہ بیٹہین اور پہلے بسم اللہ پڑہین اور کوئی چیز نہ کہین اور
نہ اٹہائین جس سے ساتہی کراہت کرین اور پہلے لقمہ نمک کے ساتہہ اٹہائین اور انصاف
سے رفیق کے ساتہہ سلوک کرین اور سہل بن عبداللہ سے لوگون نے اس آیت ان اللہ
یامر بالعدل والاحسان (تحقیق اللہ تعالے عدل اور احسان کا حکم کرتا ہے) کے
معنے پوچہے اسنے جواب دیا کہ عدل وہ ہوتا ہے کہ لقمہ مین رفیق سے انصاف کرے
اور احسان وہ ہے کہ اسکو لقمہ کا حقدار زیادہ سمجہے۔ اور میرا شیخ کہتا ہے کہ مین اس
مدعیسی سے تعجب کرتا ہون جو کہتا ہے کہ مینے دنیا کی ترک کی ہے اور لقمہ کے فکر مین ہے
پھر چاہیئے کہ کہانا اپنے ہاتہہ سے کہائے اور دوسرے کے لقمہ کیطرف دہیان نکرے اور کہانا کہانے
مین پانی کم پیوے مگر سچی پیاس کی حالت مین مضائقہ نہین اور جب کہائے تو تہوڑا
کہائے یہانتک کہ جگر تر ہو جائے اور لقمہ بڑا نہ اٹہائے اور چبائے اور جلدی نکرے
کیونکہ ان باتون سے بدہضمی کا خوف ہوتا ہے اور سنت کے خلاف اور جب کہانے
سے فارغ ہو تو الحمد للہ کہے اور ہاتہہ دہوئے اگر جماعت مین سے دو یا تین یا زیادہ
چپکے سے دعوت مین جائین اور کچہہ کہائین تو بعض مشائخ نے کہا ہے کہ وہ حرام ہوتا ہے
اور مجلس مین خیانت ہوتی ہے۔ اولئک مایا کلون فی بطونھم الا النار یعنے وہ لوگ

اپنے پیٹ آگ کے سوا نہین پر کرتے - اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ جب جماعت ایک دوسرے سے متفق ہون تو جائز ہوتا ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اگر ایک شخص ہو تو جائز ہے کہ اوسکو حالت تنہائی مین الضافت نہ دیا جائے بلکہ صحبت کی حالت مین الضافت دینا چاہئے کیونکہ جب اکیلا ہو تو مجلس کا حکم اوس سے جاتا رہتا ہے اور اس سے مواخذہ نہین ہوتا اور بہت بڑا اصل اس مذہب مین وہ ہے کہ درویش کی دعوت کو رد نکرے اور دنیا دار کی دعوت قبول نکرے اور انکے گھر نہ جائے اور ان سے کچھہ نہ مانگے کیونکہ اہل طریقت کیلئے اسمین اہانت ہوتی ہے اسلئے دنیا دار درویش کے محرم نہین غرض کہ مرد طریقت دنیا دار سے اکثر نفع مین نہ ہو اور اسکی قلت سے درویش نہین اور جو شخص فقر کو غنا پر فاضل ہونیکا اقرار کرے وہ دنیا دار نہین ہوتا اگرچہ بادشاہ ہو اور جو شخص فقر کا انکاری ہو وہ دنیا دار ہوتا ہے گو بیقرار ہو اور جب دعوت مین حاضر ہو تو کھانے پانے مین تکلف نکرے مطابق وقت کے بسر کرے اور جب صاحب دعوت محرم ہو تو جائز ہوتا ہے کہ قبیلے کو لیجائے اور اگر نامحرم ہو تو اسکے گھر مین جانا جایز نہین لیکن سب کی مہمانی کرنا بہتر نہین کیونکہ سہل بن عبد اللہ کہتا ہے النزلتہ ذلتہ یعنے مہمانی کرنا ذلت ہوتی ہے وباللہ التوفیق واللہ اعلم بالصواب

انیسوان باب رفتار کا بیان

- خداوند عزوجل نے فرمایا ہے وعباد الرحمن الذین یمشون علے الارض ھونا یعنے بندگان خدا تو زمین پر باتمکین اور آہستہ چلتے ہین جاننا چاہئے کہ طالب حق ہمیشہ جو چلتا ہے وہ نہین جانتا کہ ہر قدم کس چیز پر چلتا ہے وہ قدم اوس پر ہے یا اوسکا ہے اگر اوس پر ہے تو استغفار کرے اور اگر اوس کا ہے تو اسمین کیا کرتا ہے تاکہ زیادہ ہو جائے اور داود طائی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک روز انہون نے کچھہ دوا کھائی تھی لوگون نے اونسے کہا کہ کچھہ دیر اس گھر کے صحن ٹہلو تاکہ دوا کا فایدہ ظاہر ہو جائے اونسے جواب دیا

کہ مین شرم کرتا ہون کہ قیامت کے روز خداوند تعالے کہ تو چند قدم اپنی نفس کی خواہش سے چلا چنانچہ جبار جلیل نے فرمایا ولتشہد ارجلہم بما کانو یکسبون اور اونکے قدم انکے کسب پر گواہی دینگے پس درویش کو چاہئے کہ ہوشیاری سے مراقبہ مین جائے اور سر جہکا کر بدون سامنے کے کسیکی طرف نہ دیکھے اور راستہ مین اگر کوئی اکیلا ہے تو اپنے آپ اوس سے نہ کہینچے تا کہ کپڑا سنبہالے اور کسی سے نہ چہوئے کیونکہ موسن اور انکے کپڑے سب پاک ہوتے ہین اور یہہ صرف رعونت اور خود نمائی کے سوا نہین پہر اگر وہ ملنے والا کافر ہو یا اسپر پلیدی ظاہر ہو تو جائز ہے کہ اوس سے اپنے آپ کو بچاے اور جب جماعت کے ساتہہ چلے تو آگے چلنے کا قصد نکرے کیونکہ زیادت چاہنا تکبر کا کام ہے اور سب سے پیچہے چلنے اور تواضع چاہنے کا ارادہ بہی نکرے کیونکہ آپ مین تواضع کا دیکہنا عین تکبر ہونا اور جہانتک ہوسکے دنکو پوے اور جوتا پلیدی سے بچائے تاکہ اوسکے برکت سے رات کو خداوند تعالے اوسکے کپڑے بچائے اور جب جماعت یا ایک درویش راستہ مین اوسکے ساتہہ ہو تو کسیکے واسطے کہڑا نہ ہووے اور ساتہی کو اپنی انتظار کے تکلیف ندے اور آہستہ چلے اور شتاب نکرے کہ یہہ حریصون کی چال ہے اور آہستہ آہستہ چلنے مین زیادہ نکرے کیونکہ یہہ بہی متکبرون کی چال ہے اور قدم ثابت رکہے اور ہمیشہ چاہیے کہ طالب کی چال ایسی صفت سے ہو کہ اگر کوئی اسے پوچہے کہ کہان جاتا ہے وہ فورا کہہ سکے انی ذاہب الی ربی سیہدین - یعنے مین اپنے رب کیطرف جانیوالا ہون وہ مجہے ہدایت فرمائیگا اور اسکی چال کے سوا چلیگا تو اوسکا چلنا وبال ہوگا اسلئے کہ قدمون کی درستی صحت خیال سے ہے پس جسکا اندیشہ جمع ہوتا ہے اوسکا حق پر چلنا اوسکے اندیشہ کے تابع ہوتا ہے اور ابو یزید سے روایت ہے کہ درویش کا بے مراقبہ چلنا غفلت کا نشان ہوتا ہے کیونکہ جو کچہہ ہے دو قدم مین حاصل ہوتا ہے کیونکہ ایک تو اپنی نفیب پر رکہتا ہے اور ایک فرمان حق پر یہہ ایک قدم اٹہاتا ہے دوسرا اوسکے جگہہ رکہتا ہے

اور طالب کی چال قطع سفر کی علامت ہے اور خداوند کریم کا قرب سفر سے نہین اور
جب اسکا قرب سفری نہین تو طالب کا یہی کام ہے کہ محل سکون مین پا نوبریدہ ہو واللہ
ولی التوفیق۔

بیسوان باب سفر و اقامت مین سونا۔ جان لو کہ مشایخ رضی اللہ عنہم کا
سفر اور اقامت کے جواب مین بہت اختلاف ہے ایک گروہ کے نزدیک مرید کا سونا درست
مسلم نہین مگر جب نیند غلبہ کرے تو مضایقہ نہین کیونکہ نیند کو ہٹا نہین سکتا اسلئے پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے النوم اخ الموت یعنے نیند موت کا بہائی ہے پس زندگی
نعمت خداوندی ہے اور موت بلا ہے اور ضرور نعمت بلا سے اشرف ہوتی ہے اور
شبلی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اونسے کہا اطلع الحق علیّ فقال من نام غفل ومن غفل حجب مجھے
اللہ تعالےٰ نے اطلاع فرمائی ہے کہ جو سویا وہ غافل ہوا اور جو غافل ہوا وہ روکا گیا اور ایک گروہ کہتا ہے کہ مرید
کو حالت اختیار مین سو جانا جائز ہے اور خواب مین تکلف نکرنا مگر جب کہ ہر امر کا حق بجالایا ہو
کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رفع القلم عن ثلٰث عن النایم حتی ینتبہ
وعن الصبی حتی یحتلم وعن المجنون حتّٰی یفیق یعنے تین کس سے قلم اوٹہائی
گئی ہے یعنے حساب سے معاف ہین ایک سویا ہوا جب تک کہ بیدار نہو دوسرا بچہ جب تک
بالغ نہو اور تیسرا دیوانہ جب تک ہوش مین نہ آوے کیونکہ خلقت انکی بدی سے امن مین ہوتی ہے
اور وہ بے اختیار ہو جاتے ہین اور اسکا نفس مرادون سے بیخبر ہوتا ہے اور کراماً کاتبین
لکہنے سے آرام کرتے ہین اور اسکی زبان دعوے سے کوتاہ اور جہوٹہ اور غیبت سے ہوتی ہے
اور اسکی عبادت تکبر اور ریا اور امید سے جدا ہوتی ہے لا یملک لنفسہ ضراً ولا نفعاً ولا موتاً ولا
حیوۃً ولا نشوراً یعنے وہ اپنے نفس کی نقصان اور نفع اور موت اور حیات اور موت سے ہو کا
مالک نہو گا لاشی اشد علی ابلیس من نوم العاصی فاذا نام العاصی یقول متی ینتبہ
ویقوم حتی یعصی اللہ یعنے شیطان پر گنہگار کے نیند سے کوئی چیز زیادہ سخت نہین

پس جب گنہگار مر جاتا ہے تو کہتا ہے کہ کب بیدار ہوگا اور قائم ہو کر اللہ تعالیٰ کی بیفرمانی کریگا - اور اسمیں جنید اور علی بن سہیل اصفہانی کا خلاف ہے اور اس امر کی بابت علی بن سہیل نے جنید کو لطیف خط لکھا ہے اور میں نے سنا ہے اور اس سے یہ مراد ہے کہ علی بن سہیل اس نامہ میں لکھتا ہے کہ خواب غفلت ہے اور عوارضات کا قرار پانا چاہیئے کہ محب کو دن رات آرام نہو کیونکہ جب سو گیا اوسوقت مقصود سے مفقود ہؤا اور آپ سے اور اپنے حال سے غافل ہؤا - اور حق تعالیٰ کیطرف سے رہ گیا جب کہ خداوند تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو وحی بھیجی یا داود کذب من ادعی محبتی فاذا جلوۃ اللیل نام عنی یعنے جھوٹہ کہا جس نے میری محبت کا دعوے کیا پھر جب رات آئی تو سو گیا اور میری دوستی سے فارغ ہؤا - اور جنید رحمتہ اللہ علیہ نے اوس کے جواب میں لکھا - جان تو کہ ہمارا بیدار ہونا راہ حق میں ہمارے معاملات ہیں اور ہمارا سونا فعل خداوند تعالیٰ ہے لیس جو کچھہ ہم سے راہ حق میں بے اختیار ہو جاوے وہ اوس سے زیادہ کامل ہوتا ہے جو ہمارے اختیار سے حق کے ساتھ ہو - والنوم موهبة من اللہ تعالیٰ علی المحبین یعنے نیند حق تعالیٰ سے دوستوں پر عطا ہے اور اس مسئلہ کا تعلق صحو اور سکر سے ہے اور اس کا پورے طور پر بیان ہؤا لیکن یہ عجب ہے کہ جنید رضی اللہ عنہ صاحب صحو تھے اور یہاں انہوں نے سکر کو قوی کیا ہے اور ضرور اسوقت مغلوب ہؤا ہے اور اوسکی زبان وقت پر ناطق ہو گئی - اور یہ بھی روا ہے کہ اس کے برخلاف ہو - کیونکہ خواب خود عین صحو ہوتی ہے اور بیداری عین سکر اس لئے کہ خواب آدمی کی صفت ہے اور جب تک آدمی اپنے اوصاف کے اندھیرے میں ہو صحو سے اوسکو نسبت دیجاتی ہے اور نہ سونا حق کی صفت ہے اور جب آدمی اپنی صفت سے دور ہو جائے تو مغلوب ہوتا ہے میں نے ایک گروہ مشایخ کو دیکھا ہے کہ خواب کو بیداری سے افضل جانتے ہیں جیسا کہ جنید رحمتہ اللہ علیہ افضل جانتا ہے اس لیے کہ نمایش بزرگوں اور اولیاؤں اور اکثر پیغمبروں کے خواب سے تعلق رکھتی ہے یعنی خواب میں دیکھے گئے ہیں اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان اللہ تعالیٰ یباهی بالعبد الذی نام فی سجودہ ویقول اللہ انظروا یا ملائکتی الی عبدی روحه فی محل النجوی وبدنه علی بساط العبادۃ یعنے تحقیق اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں جب کہ بندہ سجدہ میں سو جائے اور فرماتے ہیں

کہ اے فرشتو اس مومن بندہ کیطرف دیکھو کہ اوسکی جان راز گوئی میں ہے اور اسکا تن عبادت کے لیے
پر اور یہ بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من نام علی طہارۃ یؤذن لروحہ ان یطوف بالعرش ویسجد للہ تعالیٰ
یعنی جو شخص باطہارت سو جائے اوس کی جان کو اجازت دیتے ہیں کہ جا عرش کا طواف کر اور خداوند کریم کو سجدہ
کر اور میں نے حکایتوں میں معلوم کیا ہے کہ شاہ شجاع کرمانی چالیس سال بیدار رہے جب ایک رات سو گئے
تو لقائے ربانی نصیب ہوا پھر وہ ہمیشہ لقائے الٰہی کیلئے سو جاتے قیس بن عامر نے کہا ہے وانی لاتنعس ما بی نعسۃ لعل خیالا منک یلقی
خیالیا اور تحقیق نیند چاہتا ہوں اور مجھے نیند نہیں شاید خواب میں تیرا خیال میرے خیال سے ملے ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ بیداری کو سونے پر
فضیلت دیتے ہیں جیسا کہ علی بن سہیل رضی اللہ عنہ اس لئے کہ وحی کا رسولوں کے پاس آنا اور اولیا کی کرامتیں جاگتے وقت
کی ہوئی ہیں۔ ایک شیخ کہتا ہے لو کان فی النوم خیرا لکان فی الجنۃ ترجمہ اگر خواب میں کچھ بہتری
ہوتی یا صحبت اور قربت کی علت ہوتی تو بہشت میں کہ قربت کا مکان ہے نیند ہوتی چونکہ بہشت میں نہ تو
حجاب ہے اور نہ خواب معلوم ہوا کہ خواب حجاب ہے اور صاحبان لطیفہ گوئی نے کہا ہے کہ جب آدم صفی اللہ
بہشت میں سو گئے تو اُن کے بائیں پہلو سے حوا پیدا ہوئی اور سب بلائیں جو آدم علیہ السلام پر وارد ہوئیں حوا کے باعث
اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسمعیل علیہ السلام کو کہا یا بنی انی اری فی المنام انی
اذبحک ترجمہ اے بیٹا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تجھے ذبح کرتا ہوں تو اسمعیل علیہ السلام نے جواب
دیا کہ اے باپ ھذا جزاء من نام عن حبیبہ۔ لو لم تنم لما امرت بذبح الولد ترجمہ یہ اوس شخص کی جزا
ہے جو اپنے دوست سے غافل ہو کر سو جائے اگر تم نہ سوتے تو بیٹا ذبح کرنیکا حکم نہ ہوتا پس آپ کے خواب
نے آپ کو لاولد کیا اور مجھے بیجان کیا لیکن مجھے ایک ساعت درد ہوگا اور آپ کو ہمیشہ درد ہوگا۔ اور شبلی
رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہر رات نمک پانی کا سکرہ اور سلائی روبرو رکھتے جب خواب کا غلبہ ہوتا
تو ایک سلائی آنکھوں میں ڈالتے۔ اور میں کہ علی عثمان جلالی رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہوں میں نے ایک پیر کو دیکھا
کہ جب ادائے فرض سے فارغ ہوتا تو سو جاتا۔ اور شیخ احمد سمرقندی کو دیکھا کہ بخارا میں رہتا تھا اور چالیس سال
رات کو نہ سویا تھا اور دن کو تھوڑا سا سو جاتا اور یہ مسئلہ اسطرف راجع ہے کہ جب کسی کے خیال میں زندگانی
کی نسبت موت زیادہ دوست ہو اس کو بیداری سے سو جانا زیادہ پسند ہوتا ہے اور جب زندگی موت

کی نسبت زیادہ پسند ہو تو وہ بیداری کو خواب سے زیادہ دوست رکھتا ہے پس جو شخص تکلف سے بیدار رہو
اوسکی قدر نہیں ہوتی بلکہ قدر اوسکی ہوتی ہے جسکو بیدار کریں جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند
عزوجل نے برگزیدہ کیا اور اعلیٰ درجہ پہ پہونچایا اور آپ نے نہ تو خواب میں تکلف کیا اور نہ بیداری میں اس لیے
حکم آیا قم اللیل الا قلیلا نصفہ ترجمہ شب بیدار رہو لیکن کم نصف یا کم و بیش اور نہ اسکو قدر ہوتی ہے کہ تکلف
سے سو جائے بلکہ قدر اوس کی ہوتی ہے جو اسکو سلا دیا جائے جیساکہ خداوند تعالیٰ نے اصحاب کہف
برگزیدہ فرمایا اور اعلیٰ درجہ پر پہونچایا اور کفر کا لباس اون کی گردن سے اتارا انہوں نے نہ خواب میں تکلف
کیا نہ بیداری میں تب خداتعالیٰ انپر خواب کو غالب فرمایا اور ان کے اختیار کے بدون اُن کو پالتا رہا جیسا
کہ فرمایا وتحسبہم ایقاظا وہم رقود ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال ترجمہ تو اونکو بیدار
جانتا ہے حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں اور ہم داہنی بائیں کروٹ لٹاتے ہیں اور یہ دونو بے اختیاری کی حالت
میں تھے اور جب بندہ کسی ایسی درجہ کو پہونچے کہ بے اختیار ہو جاوے اور سب سے نا امید ہو جاوے اور اوسکی
ہمت غیر سے ترک کرے اگر سو جائے یا بیدار رہے جس صفت پر ہو عزیز ہوتا ہے پس خواب مرید کے لیے وہ
شرط ہے کہ اپنے شروع خواب کو عہد خواب کا آخیر سمجھے اور گناہ سے توبہ کرے اور دشمنوں کو
خوش کرے اور طہارت پاکیزہ کرلے اور داہنے ہاتھ پر روبقبلہ ہو جاوے اور دنیاوی کام درست کیے ہوئے نعمت
اسلام کا شکر کرے اور یہ شرط کرے کہ اگر بیدار ہوگا تو پھر گناہ نہ کریگا پس جس نے حالت بیداری میں اپنا کام
تمام کیا ہو اسکو نہ تو خواب سے ڈر ہوتا ہے اور نہ موت سے۔ اور مشہور حکایتوں میں ہے کہ ایک پیر اوس
امام کے پاس جو جبہ اور کلاہ پوشی اور رعونت نفس کے خیال میں رہچکا تھا جایا کرتا اور کہتا کہ غافلوں کو
مرنا چاہیئے اوسکو اس بات سے رنج پہونچا تھا کہ یہ مرد ہر وقت مجھسے یہ بات کرتا ہے ایک روز اوس
نے کہا کہ آج میں شروع کرونگا جب دوسرے روز وہ پھر آیا اوس امام نے کہا کہ اے فلاں مرنا چاہیے
اوس نے مصلا بچھایا اور سر رکھا یعنے لیٹا اور کہا کہ میں مرا ہوں اوسوقت جان دی اوسکو اوس سے آگاہی
ہوئی اوس نے کہا کہ یہ پیر مجھے کہا کرتا تھا کہ موت کا قصد کر جیساکہ میں نے کیا ہے اور میرے شیخ صاحب
مریدونکو یہ فرمان دیتے کہ جب تک نیند غالب نہو سونا نہ چاہیئے اور جب بیدار ہو تو پھر سوئے کہ دوسرے

ترجمہ سونا طالبان حق پر حرام اور بیکاری ہے اور خواب بندہ کو نسیان لاتی ہے اس باب میں بہت طول
طویل کلام ہے۔ واللہ اعلم

اکیسواں باب بولنے اور چپ رہنے کے آداب

خداوند عزوجل نے فرمایا ومن احسن قولا ممن دعی الی اللہ وعمل صالحا اور گفتگو میں اوس سے کون زیادہ اچھا ہے
جسنے اللہ تعالے کیطرف بلایا اور عمل نیک کیا اور یہہ بہی خداوند تعالے نے فرمایا قول معروف ومغفرۃ خیر
من صدقۃ یتبعہا اذی یعنی قول نیک اور بخشش اچہا ہے اوس صدقہ سے جسکے پیچھے ایذا ہو اور یہہ بہی فرمایا قولوا آمنا کہو ہم ایمان لائے ہیں
جاننا چاہئے کہ اچھی کلام کرنا خداوند تعالی نے بندہ کو حکم فرمایا ہے جیسا کہ اوس سے خداوندی کا اقرار اور اوسکی
ثنا کہنا اور خلقت کو اس کے جناب کی طرف بلانا اور کلام حق تعالی سے بندہ پر بڑی نعمت ہے اور آدمی
اوس سے ممیز ہے یعنی دوسری چیزوں سے انتخاب کیا ہوا ہے خداوند عزوجل نے فرمایا ہے ولقد
کرمنا بنی آدم ترجمہ تحقیق آدم کی اولاد کو ہم نے عزت دی ہے ایک نفس نے اس عزت سے گفتگو مراد فرمایا
ہے ہر چند کہ کلام بندہ کو حق تعالی سے ظاہر نعمت ہے اس کی آفت بہی بہت بڑی ہے پیغامبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اخوف ما اخاف علی امتی اللسان ترجمہ زیادہ خوفناک جس سے میں امت پر ڈرتا
ہوں زبان ہی غرض کہ کلام مثل شراب ہے کہ عقل کو مست کرتی ہے آدمی جب اس کے پینے میں
مبتلا ہو تو کبھی اس سے نکل نہیں سکتے اور نہ اوس سے ہٹ سکتا ہے جب اہل طریقت کو معلوم ہوا کہ کلام
آفت ہے تو سوا ضرورت کے کلام نہیں کرتے یعنی اپنی بات کے ابتدا اور انتہا میں نگاہ کرتے ہیں
اگر سب کے سب حق ہو تو کہدیتے ہیں ورنہ چپ رہتے ہیں اس لیئے کہ اونکو یقین ہے کہ خداوند تعالی رازدان
ہے اور وہ بہت برے ہیں جو حق تعالی کو ایسا نہیں جانتے۔ کیونکہ خداوند تعالی نے فرمایا ہے۔
ام یحسبون انا لا نسمع سرہم ونجوٰہم بلی ورسلنا لدیہم یکتبون
ترجمہ کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم کو انکے راز نہانی سے خبر نہیں یہ خیال غلط ہے۔ بلکہ ہم جانتے ہیں اور فرشتے
اُن کے پاس لکھتے ہیں اور ہم عالم الغیب ہوں۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من صمت نجا
ترجمہ جسنے چپ کی اوس نے نجات پائی پس چپ رہنے میں بہت فایدے اور بہتری ہے۔ اور کلام کرنے
میں بہت آفتیں ہیں اور ایک گروہ مشایخ رحمہم اللہ نے چپ رہنے کو کلام پر فضیلت دی ہے اور ایک گروہ

نے کلام کو چپ رہنے پر ترجیح دی ہے - ان میں سے جنیدؓ نے فرمایا کہ عبارتیں تمام دعوے ہیں۔ جہاں معنے ثابت ہوں وہاں دعوی بیفائدہ ہوتا ہے اور ایک وقت ہوتا ہے کہ حالت اختیار میں قول کا ساقط ہونا معذور ہوتا ہے اور جب حالت خوف میں باقی ہو تو باوجود توفیق کلام اور اختیار ہونے کے نہ کہنا عذر ہوتا ہے لیکن معنی ساقط نہیں ہوتے اور اگر حقیقت معرفت کا انکار کرے تو جب معنے باقی ہوں - یہ کہنا زبان نہیں رکھتا اور کسی وقت بندہ بدوں معنی کے صرف دعوی سے معذور نہیں ہوتا اور اوسکا حکم منافقوں کا حکم ہوتا ہے پس دعوے بے معنی نفاق ہوتا ہے اور بے معنے بلا دعوے اخلاص کان من الناس بنیانہ علی بیان استغنی فیما بینہ وبین ربہ من اللسان ترجمہ جس نے بنا ڈالی اسبات پر کہ ایک راز جناب باری میں ظاہر ہے اوس کو جناب ربانی میں عرض کرنیکی حاجت نہیں رہتی یعنے جب بندہ پر راستہ کہل گیا تو وہ ظاہر کرنے سے بے پرواہ ہوا کیونکہ عبارت کے معنے غیر کو خبر دینا ہے اور خداوند تعالی تفسیر احوال غیر سے بے نیاز ہے اور یہ پرواہ نہیں رکھتا کہ بیان غیر سے اوسکی طرف مشغول ہو اور جنید رحمتہ اللہ علیہ کا قول اسبات کی تائید کرتا ہے جو اس نے کہا ہے من عرف اللہ کل لسانہ ترجمہ جس نے اللہ تعالی کو دل سے پہچانا اوس کی زبان بیان سے رہ جاتی ہے کہ عیاں میں بیان حجاب ہوتا ہے - اور شبلی رحمتہ اللہ علیہ کھڑا ہوا اور با آواز بلند کہا کہ یا مرادی اور حق تعالی کیطرف اشارہ کیا جنید رحمتہ اللہ علیہ نے کہا اے ابابکر تیری مراد حق تعالی سے ہے تو تو نے یہ اشارہ کیوں کیا کیونکہ وہ اس سے بے نیاز ہے اور اگر تیری مراد یہ نہیں تو تو نے خلاف کیوں کیا کیونکہ حق تعالی تیرے کہنے پر آگاہ ہے تب شبلی نے اپنے کہنے پر استغفار کیا اور جس گروہ نے کلام کو چپ رہنے پر فضیلت دی ہے کہتے ہیں کہ اپنی حالت حق سے بیان کرنا امر ہے کیونکہ دعوے با معنے قایم ہوتا ہے کیا وجہ کہ اگر کوی ہزار سال دل اور سر سے عارف ہو اور ضرورت اوسکی مانع نہو تو جب تک اوسکا اقرار معرفت سے متعلق تہا اوسکا حکم کافروں کا حکم ہو کیونکہ خداوند تعالی نے مومنوں کو اکثر شکر اور حمد اور ثنا فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا واما بنعمۃ ربک فحدث ترجمہ لیکن اپنے رب کے نعمت بیان کر - اور ثنا اور نعمت کا بیان اوس کے کلام ہوتی ہے پس ہماری کلام امر ربی کی تعظیم ہے اور خداوند تعالی نے فرمایا ہے ادعونی استجب لکم

ترجمہ مجھ سے دعا چاہو میں قبول کرونگا اور یہ بھی فرمایا اجیب دعوۃ الداع اذا دعان
ترجمہ میں پکارنے والے کی دعا کو قبول کرتا ہوں کہ جب مجھے بلاتا ہے اور ایسا ہی اور بھی ہیں۔ اور
ایک شیخ کہتا ہے کہ جسکا حال اپنے وقت سے بیان نہو اوسکا وقت نہیں ہوگا کیونکہ تیرے وقت
کا بیان کرنیوالا تیری ذات ہے۔ شعر لسان الحال افصح من لسانی وصمتی عن سوالی ترجمانی
ترجمہ میری زبان حال میری زبان سے زیادہ فصیح ہے۔ اور میرا چپ رہنا میرے سوال کا ترجمہ ہے
اور میں نے حکایتوں میں معلوم کیا کہ ایک روز ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے محلہ میں جارہے تھے
ایک مدعی کو دیکھا کہ کہتا تھا السکوت خیر من الکلام فقال الشبلی سکوتک خیر من کلامک
وکلامی خیر من سکوتی لان کلامک لغو وسکوتک ہزل وکلامی خیر من سکوتی لان سکوتی
علم وکلامی علم ترجمہ چپ رہنا کلام کرنے سے اچھا ہے شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تیرا چپ رہنا
تیرے بولنے سے اچھا ہے اس لئے کہ تیری کلام لغو ہے اور تیرا چپ رہنا بیہودہ ہے۔ اور میرا بولنا چپ
رہنے سے اچھا ہے اس لیئے کہ میرا چپ رہنا علم ہے اور میری کلام علم ہے کیونکہ میرا چپ رہنا علم کے
حکم سے ہے اور میرا بولنا ہی علم کے حکم سے ہے جب نہیں بولتا تو حلیم کہلاتا ہوں۔ اور جب بولوں تو
علیم کہلاتا ہوں اور میں کہ علی بن جلابی رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہوں کہتا ہوں کہ کلام دو قسم پر ہے اور
چپ رہنا بھی دو طرح۔ کلام ایک تو حق ہوتی ہے اور ایک باطل۔ اور چپ رہنا ایک تو حصول مقصود
پر ہوتا ہے دوسرا غفلت سے پس جس شخص کو اپنا بیان کرنا درپیش ہو تو اوسکی گفتگو اور خاموشی کی
حالت میں دیکھا جاتا ہے کہ اگر اوسکا کہنا حق پر ہو تو چپ رہنے کی نسبت اسکا بولنا اچھا ہوتا ہے
اور اگر کلام باطل ہے تو بولنے سے چپ رہنا اچھا ہے اور اگر حجاب و غفلت سے ہے بولنا چپ رہنے سے
اچھا ہوتا ہے اور بہت لوگ اس میں حیران ہیں ایک گروہ مدعیوں سے بیہودہ اور ہوس اور عبارتیں معنی
سے خالی اختیار کی ہیں اور کہتے ہیں کہ بولنا چپ رہنے سے افضل ہے اور جاہلوں کا گروہ جو بیتار
اور کنوس سے فرق نہیں کرتے چپ اور جہالت ملا کر کہتے ہیں کہ چپ رہنا بولنے سے اچھا ہے اور یہ دونو
ایک دوسرے کی مانند ہیں پس کسکو بلائیں اور کسکو چپ کرائیں الا من نطق اصاب او غلط ومن نطق

عصم من الشطط ترجمہ جو شخص کلام کرتا ہے یا خطا کرتا ہے یا صواب اور جسکو بولایا جاوے وہ
خطا اور خلل سے بچ رہتا ہے جب کہ ابلیس لعنت اللہ کہتا ہے انا خیر منہ ترجمہ میں اوس سے
اچھا ہوں اور آدم کو بولا گیا ربنا ظلمنا انفسنا ترجمہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے نفوس پر ظلم کیا
اس طریقت کے مدعی اپنی کلام میں اجازت یافتہ اور اضطرار میں ہوتے ہیں اور چپ رہنے میں شرم زدہ اور
بیچارہ ہیں من کان سکوتہ حیاء کان کلامہ حیوا ترجمہ جو شخص حیا کے باعث چپ رہے اوس کے کلام
دلوں کی حیاتی ہوتی ہے کیونکہ یہ بھی کلام کرتے ہیں اور بن دیکھی کلام کرنا برا جانتے ہیں اور نہ بولنا بولنے
سے زیادہ دوست رکھتے ہیں جب تک باہوش ہوں اور جب بےخود ہو جائیں تو لوگ اُن کے کہنے کو جان
پر لکھتے ہیں اسی سبب سے اس پر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے من کان سکوتہ ذھبا کان کلامہ بغیرہ مذھبا
ترجمہ جسکا چپ رہنا بےخودی کی حالت میں ہو اوسکی کلام اوس کے غیر کے واسطے مذہب ہوتی ہے۔
پس طالب ربانی کو جو عبودیت میں محو ہو چاہیئے کہ چپ رہے تاکہ ربانی آدمی جس کے کلام ربوبیت سے
ہو کلام کرے اور اس کے کلام مریدوں کے دلوں کو شکار کرے اور کلام میں یہ ادب ہے کہ بدوں
امر کے نہ کہے اور امر سے باہر بھی نہ کہے۔ اور چپ رہنے میں یہ ادب ہے کہ جاہل نہ ہو اور نہ جہالت پر راضی
ہو۔ اور نہ غافل ہو۔ مرید کو چاہیئے کہ پیروں کی بات میں دخل اور تصرف نہ کرے اور عبارت عجیب اور
پراگندہ نہ کہے اور جس زبان سے کلمہ شہادت کہا ہے اور توحید کا اقرار کیا ہے اوس سے جھوٹ اور غیبت
نہ کہے اور مسلمانوں کو رنج نہ دے اور درویشوں کو صرف نام سے نہ بولاے اور جب تک وہ اس سے نہ پوچھیں
نہ کہے۔ پھر تاب کہنے میں شروع نہ کرے اور درویش کے چپ رہنے کی شرط یہ ہے کہ باطل کہنے سے
چپ رہے اور کلام کی شرط یہ ہے کہ حق کے سوا نہ کہے اور اس اصل کی بہت شاخیں ہیں اور بے شمار
لطیفے لیکن ہم نے اسی قدر پر کفایت کی ہے تاکہ کتاب طویل نہ ہو جائے۔ واللہ اعلم بالصواب

خداوند عزوجل نے فرمایا ہے لایسئلون الناس
الحافا ترجمہ لجاجت کے ساتھ لوگوں سے سوال نہیں کرتے اور جب کوئی اُن سے سوال کرے
تو رد نہیں کرتے جیسا کہ خداوند عزوجل نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا واما السائل فلا تنھر

ترجمہ لیکن سوالی کو دوست کر اور جہاں تک ہو سکے بدون اللہ تعالے کے سوال نہ کرے اور غیر کو محل سوال میں نہ رکھے کیونکہ سوال خداوند جل علاہ سے منہہ موڑ کر غیر خدا کی طرف توجہ کرنا ہے جب بندہ حق تعالی سے روگرداں ہو تو ڈر ہوتا ہے کہ اوسکو بھی محل اعراض میں چھوڑا جائے یعنے خداوند تعالے اسپر توجہ نفرمائی مجھہ معلوم ہوا کہ ایک دنیادار نے رابعہ عدویہ کو کہا کہ اے رابعہ مجھسے کچھ مانگ تا تجھکو دوں اسنے کہا اے شخص مجھے خالق دنیا سے دنیا مانگتے شرم آتی ہے تو کیا مجھے شرم نہیں آتی کہ اپنے جیسے سے کچھ مانگوں۔ کہتے ہیں کہ ابومسلم صاحب دعوت کے عہد میں ایک درویش بیگناہ چوری کی تہمت سے پکڑا گیا اور اوسکو قید خانہ میں بند کیا گیا جب رات ہوئی تو ابومسلم نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے فرمایا اے ابامسلم خداوند تعالی نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے کہ میرے دوستوں سے ایک دوست بیگناہ تیری قید خانہ میں ہے اٹھ اور اوسکو نکال ابومسلم خواب سے بیدار ہوا اور سر اور پانوں سے ننگا قید خانہ کے دروازہ پر گیا اور فرمایا کہ قید خانہ کا دروازہ کھول دو۔ درویش کو باہر نکالا اور اوس سے عذر خواہی کی اور کہا کہ کوئی ضرورت کی چیز سوال کر درویش نے کہا اے امیر جس شخص کیواسطے ایسا خداوند ہو کہ آدہی رات کے وقت ابومسلم کو بستر سے اٹھا کر بھیجے تاکہ اوسکو بلا سے چھڑائے کیا اوسکو جائز ہوتا ہے کہ اوروں سے سوال کرے۔ ابومسلم رو پڑا اور وہ درویش چلا گیا

پھر ایک اور گروہ کہتا ہے کہ درویش کو خلقت سے سوال کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے لا یسئلون الناس الحافا ترجمہ یعنے سوال ایسا کرتے ہیں جس میں لجاجت نہیں ہوتی۔ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی اصحاب کیضرورت کیواسطے سوال کیا ہے اور ہمکو بہی فرمایا ہے اطلبوا الحوائج عند حسان الوجوہ ترجمہ خوبصورتوں سے حاجتیں طلب کرو۔ دوسرا مشائخ رحمہم اللہ تعالی نے تین وجہ سے سوال کرنا جائز رکھا ہے ایک تو فراغت دل کیواسطے جو ضروری ہو اور کہتے ہیں کہ ہم دونوں جہان کی وہ قیمت نہیں سمجھتے ہیں کہ دن اور رات اوسکے انتظار میں گذاریں اور حالت اضطرار میں اسکو خداوند تعالی کے سوا حاجت نہیں ہوتی۔ اسلیئے کہ کوئی شغل کہاتے اور اسکے انتظار کے سوا نہیں اور اسی قبیل سے ہے کہ ابویزید رحمۃ اللہ نے شقیق کے مرید کو جب کہ اوس کی زیارت کو آیا تو شقیق کے حال سے پوچھا۔ مرید نے جواب دیا کہ وہ خلقت سے فارغ ہوا ہے اور توکل میں بیٹھ گیا ہے۔ ابویزید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا جب تو واپس

تو کہدیا اسکو کہ خداوند تعالے کو دو روٹی کیواسطے نہ آزمائے جب تجھے بھوکہ ہو تو دو روٹی
ہم جنسون سی مانگ لے اور توکل ہاتھ سے چھوڑ دے تاکہ وہ شہر اور ولایت تیری کارروائی کی شامت
غرق نہوجائے دوسری لوگون نے ریاضت نفس کے لئے سوال اختیار کیا ہی تاکہ نفس کو ذلیل کرین
اور اپنی دلکو رنج دین اور اپنی قدر سمجھین کہ ہر ایک انکے کیسی قدر کرتا ہے پھر تکبر نہ کرین اور کسیکو
رنج نہ دین کیا تو نے نہین دیکھا کہ جب شبلی رحمتہ اللہ علیہ جنید رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئے
جنید نے کہا اے ابابکر جب تیرے سر مین وہ غرور ہے کہ مین خلیفہ حاجب الحجاب کا بیٹا ہون
اور سامرہ کا امیر ہون تو تجھ سے کچھ نہو سکیگا جب تک تو بازار مین نکلکر ہر ایک سی سوال نکریگا
تجھے اپنی قدر معلوم نہوگی۔ اوسنے ایسا ہی کیا۔ ہر روز اسکی رونق کم ہوتی گئی چھ سال مین اوس
درجہ تک پہونچا کہ سب بازار مین پھرا اور کسی نے اوسے کچھ ندیا پھر اوسنے آکر جنید کو کہا جنید نے
جواب دیا کہ اے ابابکر اب اپنی قدر جان لے کہ خلقت تیرا کچھ قدر نہین جانتی ان پر دل
ست لگا اور انکا کچھ قدر نہ سمجھ یہ بغرض ریاضت کیواسطے ہین نہ کسب کیواسطے اور ذوالنون مصری
رحمتہ اللہ علیہ سے روائیت ہی کہ اوسنے کہا مین ایک رفیق موافق رکھتا تھا اوسکو اجل آئی اور
دنیا کی محنت سی عاقبت کی نعمت پر پہونچا مینے اسکو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ خدا تعالی نے
تجھسے کیسا کیا اوسنے جواب دیا کہ مجھے بخشا گیا اوسنے پوچھا کس خصلت کے سبب اس نے کہا مجھی
کھڑا کیا گیا اور کہا گیا کہ اے میرے بندہ چونکہ تو بہت ذلیل رہا اور سفلہ لوگون اور بخیلون سی تو نے
رنج اوٹھایا اور انکی آگے ہاتھ پہیلایا اور صبر کیا تجھے اس سبب بخشا گیا تیسرے لوگون نے
ادب حق کے لئے خلقت سے سوال کیا۔ اور دنیا کا سب مال حق تعالی کا مال سمجھا اور سب
خلقت کو اوسی وکیل جانا اور جو چیز کہ انکے نفس کے نصیب ہوئی وہ حق تعالے سے درخواست
نکی بلکہ اسکے وکیل سی مانگی اور اپنی بات وکیل سی کہدی اور شاہد کے روبرو اپنی ضرورت اور حاجت
جو بندہ وکیل کے پیش کرتا ہے وہ زیادہ ادب اور اطاعت سی ہے بہ نسبت اوسکی کہ شاہد سے
طلب کرے پس انکا غیر سے سوال کرنا جناب حق مین حضور اور توجہ کی علامت ہی اسمین

اعراض اور عیب حق نہین پائے جاتے - مجھے معلوم ہوا کہ یحییٰ بن معاذ کی ایک بیٹی تھی اوسنے ایک روز ماں کو کہا کہ مجھے فلان چیز درکار ہے اوسکی مان نے کہا کہ خداوند تعالیٰ سے مانگ اسنے جواب دیا کہ اے میری ماں مجھے شرم آتی ہے کہ نفسانی ضرورت خداوند تعالیٰ سے طلب کرون اور جو تجھے کہ تو دیگی وہ بھی خدا تعالیٰ کی ہوگی اور میری روزی مقرر ہوگی پس اداب سوال وہ ہوتا ہے کہ اگر تجھے مقصود ملجاے تو نہ ملنے کی نسبت زیادہ خوش نہووے اور خلقت کو درمیان نہ دیکھے اور عورتون اور بازاریون سے سوال نکرے اور اپنا راز صرف اس شخص سے ظاہر کرے جس کا مال حلال ہونے پر اعتبار ہو اور جہانتک ہوسکے اپنا نصیب سمجھہ کر سوال نکرے اور اس سے شان خانہ داری مطلوب نہو اور اس چیز کو اپنا ملک مقرر نہ کرے اور وقت چلانے کا ارادہ رکھے کل کا خیال دلپر نہ لائے تاکہ ہمیشہ کی ہلاکت مین گرفتار نہووے اور اسم خداوند تعالیٰ کو اپنی گدائی کے پھندے مین نہ باندھے یعنے خدا کیواسطے کچھہ طلب نہ کرے اور اپنی پارسائی نہ جتلائے تاکہ پارسائی کے خیال سے کچھہ زیادہ دین - مینے معلوم کیا ہے کہ صوفیان صاحب رتبہ سے ایک شخص جنگل سے ہوکا اور سفر طے کرنیکا رنج اوٹھایا ہوا کوفہ کے بازار مین آیا اور ایک چڑیا کو ہاتھہ پر بٹھایا ہوا کہتا تھا کہ اس چڑیا کیواسطے مجھے کچھہ دو لوگون نے کہا اے شخص یہہ کیا کہتا ہے اوس نے کہا یہہ محال ہے کہ کہون مجھے خدا کیواسطے کچھہ دو - دنیا کیواسطے حقیر چیز کے سوا سفارش کرنیوالا نہ چاہئے یہہ بہت بیان سے ہوسکتا ہے جو اسباب مین شرط ہے وہ مختصر کردیا تاکہ کتاب مین طوالت نہو واللہ اعلم بالصواب

تیسوان باب تجرد رہنے اور نکاح کرنے کا بیان

خداوند عزوجل نے فرمایا ہے ھن لباس لکم وانتم لباس لھن - ترجمہ عورتین تمہارے لئے پردہ ہین اور تم انکے لئے پردہ - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تناکحوا تکثروا فانی اباھی بکم الامم یوم القیمۃ ولو بالسقط ترجمہ آپس مین نکاح کرو اور زیادہ ہو پس تحقیق مین تمسے روز قیامت اور امتون پر فخر کرونگا گو خام بچہ گرا ہوا ہو اور یہہ بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ

نے فرمایا ہے ان اعظم النساء برکۃ اقلھن مؤنۃ واحسنھن وجوھا واخصھن مھورًا
ترجمہ بہت برکت والی عورت وہ ہے جسکی تکلیف کم ہو اور خوبصورت ہو اور مہر کم ہو۔ اور یہ صحیح
خبرون سے ہی کہ نکاح ہر مومن مرد اور عورت پر مباح ہے مگر جو حرام سے پرہیز نکر سکے اوسپر فرض
ہے اور جو حق عیالداری بجا لاسکے اوسکو سنت ہے اور اس قصہ کے بعض مشائخ کہتے ہین کہ
نکاح دفع شہوت کے واسطے چاہئے اور کسب فراغت دل کیواسطے اور ایک گروہ کہتا ہی کہ نکاح نسل
بڑھانے کو چاہئے تاکہ فرزند ہو جب فرزند ہوا گر بچپن کی حالت میں فوت ہو جائے تو شفیع ہوگا اور اگر یہ فرزند
سے پہلے مرجائے تو وہ اسکا دعا گو رہیگا۔ اور خبر میں ہے کہ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم
دختر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت اس کے باپ علی کرم اللہ وجہہ سے
نکاح کی درخواست کی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا وہ بہت چھوٹی ہے۔ اور بوڑھے آدمی ہیں اور میری
نیت یہ ہے کہ اوسکو اپنے بھتیجے عمر بن جعفر سے نکاح کروں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیجا کہ اے ابا الحسن
بڑی عورتیں جہان میں بہت ہیں اور ام کلثوم سے میری مراد دفع شہوت نہیں بلکہ نسب کا ثابت کرنا
مراد ہے کیونکہ مینے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپنے فرمایا کل نسب وحسب ینقطع بالموت
الا نسبی وحسبی اور ایک روایت میں کل سبب ونسب ینقطع الا سببی ونسبی ترجمہ ہر نسب اور حسب موت سے
قطع ہو جاتے ہیں مگر میری نسب اور حسب قطع نہیں ہوتی۔ یا ہر سبب اور نسب قطع ہو جاتے ہیں
مگر میرا سبب اور نسب کو قطع نہیں اب مجھے سبب تو ہے نسب بھی چاہیے
تا دو نو طرف آپ کے متابعت سے محکم ہو جائیں علی رضی اللہ نے ام کلثوم عمر رضی اللہ عنہ
کے نکاح میں دی اور زید بن عمر رضی اللہ عنہ اوس سے پیدا ہوئے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
تنکح النساء علی اربعۃ علی المال والحسب والحسن والدین فعلیکم بذات الدین فانھا منعما وامرء بعد
بعد الاسلام خیر من زوجۃ موافقۃ تسرہ اذا نظر الیھا ترجمہ عورتوں کو چار بات پر نکاح کیا جاتا
ہے۔ مال حسب۔ دین حسن۔ پس تم کو صاحب دین لازم ہے پس تحقیق وہ حکم کے تابع ہے
اور اسلام کے بعد عورت مومنہ موافقہ جس کے دیکھنے سے دل خوش ہو بہت اچھی چیز ہے منفعت فائدہ

اور زیادہ حسین چیز بعد اسلام کے عورت مومنہ موافقہ ہوتی ہے تاکہ اوس سے مومن انس کرے اور
اس کی صحبت سے دین مین قوت پائے اور دنیا مین اس سے انس کرے
کیونکہ تنہائی مین سب وحشت ہے اور صحبت مین سب خوشی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
الشیطان مع الواحد - ترجمہ حقیقت مین جب مرد یا عورت تنہا ہون تو اونکا مصاحب شیطان ہوتا ہے
کہ شہوت کو اسکے دلمین آراستہ کرتا ہی اور کوئی صحبت امان اور حرمت کے حکم مین عورت خاوند سی
زیادہ نہین لیکن اگر اتفاق اور موافقت ہو اور کوی عذاب اور شغل ایسا نہین ہوتا جیسا کہ
ناجنس عورت ہے پس درویش کو چاہئے کہ پہلے اپنے کام مین سوچ کرے اور مجرد ہونیکے آفتون
اور نکاح کی رنجون کا خیال کرے کہ انمین سے کس کا دفع کرنا اوسکے دلپر زیادہ آسان ہی جو آسان ہو
اسکے تابع ہو - غرض کہ مجرد رہنے مین دو آفت ہین ایک ترک سنت دوسرا دلمین شہوت کا پالنا اور
حرام کے خطرے مین پڑنا - اور نکاح مین دو آفت ہین ایک غیر کی طرف دل کا مشغول ہونا
دوسرا بدن کا حظ نفس مین مشغول ہونا - اور اس مسئلہ کا اصل گوشہ نشینی اور مجلس گزینی کیطرف
رجوع کرتا ہے اور جو شخص خلقت مین صحبت اختیار کرے اوسکے لئے نکاح شرط ہی اور جو خلقت سی
گوشہ نشینی چاہی اسکو مجرد ہونا زینت ہوتا ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سیروا فقد
سبق المفردون ترجمہ سفر کرو مجرد لوگ تم سے آگے بڑہے ہین اور حسن بن حسین البصری نے نجا کہتا ہے
المخففون وهلك المثقلون ترجمہ ہلکی بوجھ والے آدمیون نے نجات پائی اور بہاری بوجھ والے
ہلاک ہوے اور ابراہیم خواص سی روایت ہے کہ اوسنے کہا مین ایک گانو مین ایک بزرگ کی
زیارت کو گیا جب مین اسکے گہر گیا اور پہونچا گھر کو دیکہا اولیا کے گھر کی مانند ستہرا اسمین
دو محراب بنائے ہوے ایک محراب مین تو وہ پیر بیٹہا تہا اور دوسرے مین بڑہیا پاکیزہ اور
روشن بیٹھی تہی اور دونو زیادہ عبادت مین ضعیف تہے میرے جانے سی بہت خوش ہوئی
تین روز مین وہان رہا جب مین واپس ہونے کا ارادہ کیا تو اس پیر سے پوچہا کہ یہہ پاکدامن
تجہسے کیا تعلق رکہتی ہی اوسنی جواب دیا کہ ایک جہت سے تو چچا کی بیٹی ہے اور ایک جہت سی میری

عورت ہے مینے کہا ان تین روزون مین مینے تمکو صحبت مین سخت بیگانہ وار دیکہا ہے اونسے جواب دیا
کہ ہان پینسٹھہ سال ہوے ہین کہ ایسا ہی حال ہے مینے کہا اس کی وجہ مجہے کہدیجیے اسنے کہا کہ ہم
بچپن مین ایک دوسرے کے عاشق تہے اور اسکا باپ مجہسے اسکا نکاح نہین کرتا تہا کیونکہ
اوسکو ہمارے باہمی دوستی معلوم ہوگئی تہی کچھ مدت مجہے اسکا رنج رہا تا کہ اسکا باپ فوت ہوا تب
میرے باپ نے مجہسے اوس کا نکاح کردیا جب اس رات سے پہلے ہم ایک دوسرے سے جمع ہوئے اونسے مجہی کہا
کہ تو جانتا ہے کہ خداتعالے نے ہمکو کیا نعمت عطا فرمائی ہے کہ ہمکو ایک دوسرے سے ملایا اور
ہمارے دلون کو آفت خوف سے خالی کیا مینے کہا کہ ہان اوسنے کہا کہ اب ہمکو چاہئے کہ آپ کو
خواہش نفسانی سے روکین اور اپنی مراد کو روندین اور اس نعمت کے شکریہ مین خداتعالی کی عبادت
کرین مین نے کہا بہت اچھا۔ دوسری رات بہی وہی کہا تیسری رات بہی مینے اوسے کہا
اب دو رات تو تیری خاطر شکر گذار رہی آج کی رات میرے لئے عبادت کرین اب پینسٹھہ
سال ہوئے ہین کہ ہمنے ایک دوسرے کو نہین دیکہا اور لمس بہی نہین کیا اور تمام عمر شکر نعمت
مین گذارتے ہین درویش جب نکاح اختیار کرے تو چاہیئے کہ اس پردہ نشین کا خوراک حلال سے
کمائے اور اسکا مہر مال حلال سے ادا کرے۔ اور جب تک خداوندتعالے کے حق اور اسکی امر سے
کچھ باقی رہا ہو حظ نفس مین مشغول نہو۔ اور جب اپنے ورد سے فارغ ہو اور اسکی ہم بستری
کا ارادہ کرے اور اپنا مطلب حاصل کرے تو خداوندتعالی کی جناب مین بطریق مناجات کہے بار خدایا
تونے آدم کی خاک مین شہوت پیدا کی تا کہ جہان آباد ہوجائے اور تونے اپنے علم مین ارادہ
کیا کہ مجہے یہہ صحبت ملی یا رب میری اس صحبت سے دو چیز بدل ڈال ایک حرام حرص کو حلال سے اور
دوسرا فرزند ولی پسندیدہ مجہے عنایت ہو۔ نہ ایسا فرزند کہ میرے دل سے تیرے ذکر کو فراموش کرے
سہل بن عبداللہ تستری سے روایت ہے کہ اوسکی ہان بچہ پیدا ہوا جب بچپن مین ماسے کہانا چاہتا
تو اوسکی ما کہتی خداوندتعالے سے مانگ وہ محراب مین جاتا اور سجدہ کرتا اوسکی ما اسکی مراد پوشیدہ رکہتی
دیدیتی اور یہہ معلوم نہ کرتا کہ اوسکی مانے دیا ہی حتی کہ جناب باری سے درخواست کرنیکی عادت ہوگئی

ایکروز وہ مکتب سے آیا اور اسکی ماں موجود نہ تھی تب اسنے سجدہ کیا اور کھانا مانگا خدا تعالیٰ نے
جو اسکی ضرورت تھی مہیا کر دی اوسکی ماں آئی اور دیکھا پوچھا کہ اے بیٹا یہہ کھانا کہاں سے ملا اوسنے
جواب دیا کہ جہاں سے ہمیشہ ملا کرتا تھا جب زکریا صلوات اللہ علیہ مریم کے پاس آتے تو موسم
گرما کے میوہ موسم جاڑے ہیں اور موسم جاڑے کے میوہ جات گرما میں دیکھتے تو تعجب ہو کر پوچھتے
انی لک ھذا ترجمہ یہہ تجھے کس جگہہ سے ملے وہ کہتے من عند اللہ ترجمہ جناب ربانی سے پس
چاہئیے کہ درویش کسی سنت کا استعمال نیا اور حرام کی طلب اور شغل ذلت میں نہ ڈالے کیونکہ درویش
کی ہلاکت اوسکے دلکی خرابی میں ہوتی ہے جیساکہ مالدار کی خرابی خانمان اور گھر کی خرابیوں سے
ہوتی ہے مگر جو کچھ مالدار کا زیان ہو اسکا معاوضہ ہوسکتا ہے اور جو درویش کا خراب ہو جائے
اسکا معاوضہ نہیں ہوتا اور ہمارے زمانہ میں ممکن نہیں کہ کسیکی عورت موافق ہو اور بلا ضرورت
زیادہ اور فضول چیز اور طلب محال کے طالب نہو۔ اور اسی سبب سے ایک گروہ نے مجرد رہنے اور
تخفیف کو اختیار کیا ہے اور اسکے رعائیت چھوڑدی ہے کیونکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
خیر الناس فی آخر الزمان خفیف الحاذ قیل یا رسول اللہ وما خفیف الحاذ قال الذی لا
اھل لہ ولا ولد لہ۔ ترجمہ اخیر زمانہ میں بہت نیک آدمی خفیف الحاذ ہے پوچھا گیا کہ یا حضرت
خفیف الحاذ کون ہے حضرت نے فرمایا کہ جسکی عورت نہو اور نہ فرزند ہو اور یہہ بھی فرمایا سیروا
فقد سبق المفردون ترجمہ سیر کرو کہ مفرد لوگ تم سے سبقت لیگئے ہیں اور اس طریقت کے مشائخ
اس بات پر متفق ہیں کہ اس طریقت میں بہت اچھے اور فاضل مجرد لوگ ہیں اگر انکا دل آفت سے خالی ہو
اور انکی طبع گناہگاری کے ارادے اور شہوات سے روگردان ہو اور تمام لوگ انکی شہوت کیلئے
اوس خبر کو کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے دلیل لاتے ہیں اور وہ یہہ ہے کہ پیغامبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا حبب الی من دنیا کم ثلث الطیب والنسا وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ
مجھے تمہاری دنیا سے تین چیزیں پسند ہیں۔ خوشبو۔ اور عورتیں اور نماز میں میری آنکھ کی ٹھنڈک
ہے اور کہتے ہیں کہ جب عورتیں آپ کو پیاری ہوئیں تب نکاح کرنا افضل ہوا میں کہتا ہوں

کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لی حرفتان الفقر والجہاد ترجمہ میرے دو پیشے ہیں فقر اور جہاد۔ پس پیشہ کیوں چھوڑتے ہو اگر عورت دلکو پسند ہے تو یہہ پیشہ ہے پس اوس حکم سے کہ تمہاری خواہش کو عورت کی طرف زیادہ میلان ہے اپنی خواہش کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا کہنا محال ہوتا ہے اگر کوئی پچاس سال خواہش کے تابع رہے خیال کرے کہ سنت کے تابع ہے وہ بڑی غلطی پر ہے غرض کہ پہلے فساد کہ آدم کے عدم سر پر بہشت میں مقدر ہوا ہے اصل اسکا عورت تھی اور پہلے فساد جو دنیا میں ہوا اوس کا سبب بھی دنیا تھی یعنے جو فساد ہابیل اور قابیل میں واقع وہ بھی عورت کے سبب تھا اور جب خداوند تعالے نے دو فرشتوں کو عذاب کرنا چاہا اسکا باعث بھی عورت تھی اور ہمارے اس روز تک دین اور دنیا کے سب فسادوں کے سبب عورتیں ہیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ما ترکت بعدی فتنۃ اضر علے الرجال من النساء ترجمہ میں اپنے بعد کوئی ایسا فساد جو مردوں کو زیادہ ضرر رسان ہو عورتوں کے سوا نہیں چھوڑتا ہوں جب انکا فساد ظاہر میں اتنا ہے تو باطن میں خود کیسا ہوگا۔ اور میں کہ علی عثمان جلابی ہم کا بیٹا ہوں۔ جو مجھے اللہ تعالے نے گیارہ سال آفت نکاح سے بچا رکھا تھا پھر اوسکی تقدیر سے فساد میں مبتلا ہوا اور ہمہ ظاہر اور باطن عیالداری کے باعث ایسی حال میں گرفتار ہوا کہ جو میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا وہ مجھسے کہا یا اور ایک سال میں اسمیں مستغرق رہا یہانتک کہ نزدیک تھا کہ میرا دین تباہ ہو جائے لیکن اللہ تعالے نے اپنے کمال مہربانی اور کامل فضل سے پاکدامنی کو مجھہ بیچارہ کے دل کی پیشوائی کے لئے بھیجا اور رحمت سے خلاصی عطا فرمائی الحمد للہ علے جزیل نعمایہ غرض کہ اس طریقت کا قاعدہ مجرد رہنے پر رکھا گیا ہے جب نکاح ہوا تو حال بدل گیا شہوت کے ہر ایک لشکر کی آگ اجتہاد سے بجھائی جاتی ہے اسلئے کہ جو آفت تجھسے ہو اسکے دفع کرنیکا آلہ بھی تیرے ساتھہ ہوگا غیر سے تیری صفت وہ زایل نہیں ہوتا شہوت دو چیز سے زایل ہوتی ہے ایک تکلیف سے دوسرا کسب اور مجاہدہ سے لیکن جو تکلیف سے دور ہوتی ہے وہ آدمی کے مقدور میں ہے جو بھوک ہے اور جو تکلیف سے باہر ہے وہ خوف بیقرار کرنیوالا

یا سیجی محبت ہی جو متفرق ہمتون سے جمع ہوتی ہے اور محبت اپنا غلبہ اجزا ابدانی مین ہر کرتی ہے اور سب حواس کو اپنی وصف سے معزول کر دیتی ہے اور بندہ کو بالکل جدا کر دیتی ہے اور واہیات کو اس سے فنا کرتی ہے اور احمد حماد سرخسی کو جو ماوراءالنہر مین میرا رفیق مرد تہا اور صاحب شان لوگون نے پوچھا کہ تجہے نکاح کر نیکی ضرورت ہے اسے جواب دیا کہ نہین انہون نے پوچھا کہ کیون اسنے جواب دیا کہ اسلئے کہ مین اپنی حال مین یا آپ سے غایب ہوتا ہون یا حاضر جب غایب ہوتا ہون تو دو لو جہان سی بیخبر ہو جاتا ہون جب حاضر ہوتا ہون تو مین اپنی نفس کو ایسا قابو رکہتا ہون کہ جب اوسکو روٹی ملے تو ایسا جانتا ہی کہ مجھی ہزار حور ملی ہی پس دل کا شغل بڑا کام ہی جس چیز سے ہو سکے بہتر ہے۔ دوسرے گروہ نے کہا ہے کہ ہم ہی اپنا اختیار دونون حال سے جدا کیتے ہین تا پردہ غیب اور حکم تقدیر سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ اگر مجرد ہونا ہمارے نصیب مین ہو تو اسمین پاکدامنی کی کوشش کرتے ہین اور اگر نکاح کرنا نصیب ہو تو سنت کے تابع ہوتے ہین اور دل کی فراغت مین کوشش کرتے ہین جب کہ خداوند تعالی کی حفاظت قایم ہوتی ہی تو بندہ کا مجرد ہونا ایسا ہوتا ہی جیسا کہ یوسف علیہ السلام کا زلیخا کی بلا مین بچاؤ ہوا کہ طاقت ہوتی اپنی مراد سے روگردان ہوا اور خواہش کے مغلوب کرنے اور اپنی نفس کے عیب مین مشغول ہوا جب زلیخا نے اوس سے خلوت کی اس سے نکاح کرنا چاہا اور بندہ کا نکاح مثل نکاح ابراہیم علیہ السلام کے ہوتا ہے حق تعالے کے بہروسہ پر تہا گہر کے شغل کو شغل نہ سمجہا یہانتک کہ جب سایرہ کو رشک پیدا ہوا اور غیرت سے تعلق کیا تو ابراہیم نے ہاجرہ کو ہمراہ لیا اور ایسی جنگل مین لے گئے جہان کچھ کہیتی باڑی نہ تہی اور خداوند تعالے کے حوالے کیا اور اس سے منہ سوڑا حق تعالے نے انکو اپنی حفاظت مین پالا جیسا کہ چاہا پس بندہ کا ہلاک ہونا نکاح کرنے اور مجرد رہنے مین نہین بلکہ اوسکی بلا اختیار کے ثابت رکہنے اور خواہش کی تابعداری مین ہے اور عیالدار کی شرط ادب یہہ ہے کہ اسکا کوئی ورد فوت نہو جاسے اور حال ضایع اور وقت پراگندہ نہو اور اپنی زوجہ پر مہربان ہو اور اسکا نفقہ وجہ حلال سے مہیا کرے اور اسکے نفقہ

ہم ہیو نچانے مین بادشاہون اور ظالمون کی رعائت نکرے تا اگر فرزند پیدا ہو تو وہ بھی اس شرط سے ہو۔ اور مشہور حکایتون مین ہے کہ احمد بن حرب نیشاپوری رضی اللہ عنہ ایکروز نیشاپور کے سردارون اور رئیسون مین جو اسکی سلام کو آئے تے بیٹھا ہوا تھا اتفاقاً اسکا لڑکا مست اور شراب خوار گاتے بجاتے آنکلا اور انکے پاس سے گذرا اور بے ادبی سے چلدیا اور کسی سے اندیشہ نہ کیا وہ سب آزردہ ہوئے احمد نے انمین ملالت دیکھی پوچھا کہ تمکو کیا ہوا کہ ایسے متغیر ہوئے ہر ایک نے کہا کہ اس لڑکے کی گستاخی سے جو آپ کے روبرو ایسا بے ادبانہ گذرا اور آپ سے کچھہ نہ شرمایا ہمکو پریشانی ہوئی احمد نے کہا کہ وہ معذور ہی اسلئے کہ ایک رات ہمارے واسطے پروسی کے گھر سے کچھہ کھانیکی چیز لائے مین اور میری عورت نے اس سے کھایا اس رات ہم بستر ہوئے اس کھانے سے وہ لڑکا نطفہ ٹھہرا اور ہمکو نیند آئی اور ورد رہگیا جب صبح ہوئی تو ہم نے اپنے حال کی جستجو کی اور اس ہمسایہ کے پاس گئی اور پوچھا کہ کھانا جو تو بھیجا وہ کس جگہہ سے ملا تھا اوسنے جواب دیا کہ شادی والے گھر سے آیا تھا جب ہمنے نظر کی تو بادشاہ کے گھر سے آیا تھا اور اداب مجرد کی شرط ہے کہ آنکھہ کو نامناسب جگہہ سے ہشیار رکھے اور جو نا دیکھنے کی بات ہو نہ دیکھے اور جو قابل سوچنے کے نہو نہ سوچے اور شہوت کی آگ کو بہو کہہ سے بجھائے اور دلکو دنیا سے اور مشغولی حادثات سے نگاہ رکھے اور خواہش نفسانی کو علم اور الہام نہ کہے اور شیطان کی شعبدہ بازیون کی تاویل نکرے تا طریقت کے نزدیک مقبول ہوجاے۔ یہہ آداب صحبت اور معاملت کا اختصار ہے تھوڑا بیان بہت پر دلیل ہے واللہ اعلم۔

دسوان حجاب صوفیون کی گفتگو اور لفظون کے حدود اور معنون کے بیان سے کھلتا ہے

جان تجھے اللہ تعالی نیک کرے کہ اہل صنعت اور معاملت نے باہم کلام کرنیکو عبارتین اور کلمات وضع کئے ہین جن سے اور لوگ واقف نہین ہوتے مگر آپسمین سمجھہ لیتے ہین۔ اور ان عبارتون کے وضع کرنے سے دو چیز مراد ہوتی ہین ایک سمجھانے کی خوبی

اور پوشیدہ رازون کا آسان کرنا تاکہ مرید جلدی سمجھ لے دوسرا جو اس علم سی
ناواقف ہین اوسے بہید پوشیدہ رہے اور اسکی دلایل واضح ہین۔ جیساکہ اہل لغت
یعنے صرف دان لوگون کے وضع کردہ عبارتون سے خاص یہہ لفظ ہین جیسے فعل ماضی
مستقبل اور صحیح اور معتل۔ اجوف لفیف۔ ناقص وغیر ذالک اور نحوی لوگ انکے وضع کردہ
عبارتون سے خاص یہہ ہین جیسے۔ رفع۔ ضم۔ نصب۔ فتح۔ خفض۔ کسر۔ جزم۔ جر۔
منصرف۔ غیر منصرف۔ وغیر ذالک اور اہل عروض اپنے عبارت وضع کردہ سے خاص رکہتے
ہین۔ جیسے۔ بحور۔ دوایر۔ سبب۔ وتد۔ وغیرہ۔ اور حسابیون نے اپنی خاص عبارتین
بہی وضع کی ہین جیسے۔ فرد۔ زوج۔ ضرب۔ قسمت۔ کعب۔ جذر۔ اضعاف۔
تنصیف۔ جمع۔ تفریق اور مثل ذالک اور فقہا نے یہہ عبارتین خاص وضع کی ہین علت۔
معلول۔ قیاس۔ اجتہاد۔ دفع۔ الزام اور مثل اسکے اور محدثون نے یہہ خاص عبارتین
وضع کی ہین جیسے مسند۔ مرسل۔ احاد۔ متواتر۔ جرح۔ تعدیل اور مثل انکے۔ اور متکلمین
نے یہہ خاص عبارتین وضع کی ہین جیسے عرض۔ جوہر۔ کل۔ جزو۔ جسم۔ حدث۔ تحیز۔ توالی
الیسا ہی اور بہی۔ پس گروہ صوفیہ کی تکون اور ظہور سخن کیواسطے بہی کئی لفظ موضوع ہین۔
جن سے طریقت مین تصرف کرین اور جسکو چاہین اپنا مقصود ظاہر کردین اور جس سے چاہین
چھپائین۔ پس بعض ان کلمات کو مشروحاً بیان کرتا ہون اور فرق کرتا ہون کہ
ان دونو کلمات سے انکی مراد کیا ہے تاکہ مجہے اور اس کتاب کے پڑہنے والون کو بہی پورا فائدہ
حاصل ہوجاے اور مجہے تمسے نیک دعا حاصل ہو انشاءاللہ عزوجل انمین سے حال اور وقت
لکا باہمی فرق وقت اس گروہ کے نزدیک مشہور ہے اور اسمین مشائخ بہت بیان کیا ہے
اور میری غرض حقیقت کا ثابت کرنا ہے نہ طول بیان۔ پس وقت وہ ہوتا ہے جس سے
بندہ ماضی اور مستقبل سے فارغ ہوجائے یعنے ایک وارد ہونے کی بات حق سے اوسکی
دل پر ہو اور اسکے سِر کو اوس سے جمع کرے۔ جیساکہ کشف مین جمع ہوتے ہین نہ تو اسکو

گذشتہ حالت ہی یا دآتا ہے اور نہ آئندہ سے پس سب خلقت کو یہہ حاصل نہین ہوتا
اور نہین جانتے کہ ہمارا پہلا حال کیا تہا اور ہماری عاقبت کیا ہوگی خداوندان وقت
کہتے ہین کہ ہمارا علم اول آخر کو معلوم کر سکتا ہے ہمکو حق تعالے سے ایسا خوش وقت حاصل
ہوتا ہے اگر ہم آئندہ کیطرف مشغول ہوجائین یا اسکا اندیشہ دلپر لائین تو وقت سے
محجوب ہوجائین اور حجاب بڑی پریشانی ہوتی ہے پس جو خبر حاصل نہو سکے اوس کا
اندیشہ محال ہوتا ہے جیسا کہ بو سعید خراز نے کہا ہے کہ اپنے وقت کو زیادہ عزیز چیز دن
کے سوا مشغول مت کر اور بندہ کی زیادہ عزیز چیز ماضی اور مستقبل مین شغل ہی اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل
ترجمہ مجہے اللہ تعالے سے ایک وقت ہے جسمین فرشتے مقرب اور نبی مرسل کی گنجائش
یعنے اسمین اٹھارہ ہزار عالم کو دلپر گذر نہین ہوتی اور میری نظر مین اسکا قدر کچھہ نہین
اسی سبب سے جب معراج کی رات آسمان و زمین کی زینت حضرت پر ظاہر کی گئی تو حضرت
نے کسی چیز کو نہ دیکہا یہانتک کہ خداوند عز و جل نے فرمایا ہے ماذاغ البصر وما طغی ترجمہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ نظر ٹہیری ہوئی اور نہ حد سے گذری۔ اسلئے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عزیز تہے اور عزیز کو عزیز کے سوا مشغول نہین کرتے پس سوحد کے وقت دو
ہوتے ہین ایک گم شدگی کی حالت مین دوسرا وجد کیحالت مین ایک وصال کے محل مین اور
ایک فراق کے محل مین اور وہ دونو وقت مقہور ہوتا ہے بسلئے کہ وصل مین وسکا وصل حق ہوتا
ہے اور فصل مین اوسکا فصل باحق ہوتا ہے اور اسمین اختیار اور کسب ثابت نہین
رہتا تا کہ اوسکی وصف کیجاوے جب بندہ کا اختیار اوسکی وقت سے قطع ہوجای
جو کچھہ کرتا ہے وقت کو نہین دیکہتا۔ اور جنید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ انہون
نے فرمایا کہ مین ایک جنگل مین درویش کو دیکہا مغیلون کے نیچے بیٹہا ہوا اور وہ جگہہ
سخت اور مشقت کی تہی مین اوس سے پوچہا کہ اے بہائی تو یہان ایسی سخت جگہہ مین ایسا

کیون بیٹھا ہے اونسے جواب دیا کہ میرا ایک وقت تھا یہان ضایع ہوا ہر اب یہان
بیٹھا ہون اور غم کہاتا ہون مینے پوچھا تو کتنی مدت سے یہان بیٹھا ہے اونسے کہا کہ بارہ سال
اب شیخ مجہہ پر توجہہ کرے تاکہ مین کامیاب ہو جاؤن اور اپنا وقت حاصل کرون - جنید نے کہا
مین چلا اور حج کیا اور اسکے لئے دعا کی جو قبول ہوئی اور وہ کامیاب ہوا جب مین واپس آیا
اسکو وہین بیٹھا ہوا دیکہا مینے کہا اے جوانمرد اب تجہے وقت ملا ہے پہر یہان سے کیون
نہین جاتا اوسنے کہا کہ اے شیخ مین اسجگہ ندامت اقامت اختیار کی ہر جو جائے وحشت تھی اور
مینے وہان سے یہ کم کیا تہا وہ اب مجہکو مل گیا - کیا اب جائز ہے کہ جہان سرمایہ پھر ملا اور میرے انس
کی جگہہ ہی چہوڑون آپ بخیریت تشریف لیجائین کیونکہ مین اپنی خاک اس جگہہ کی خاک مین
ملاونگا اور قیامت کے روز اس خاک سے سر اٹہاونگا کہ میرے انس کا سرمایہ اور سرور کا محل ہے
شعر۔ لکل امرء لوتی الجمیل مجیب - وکل مکانٍ ینبت العز طیب ترجمہ ہر ایک آدمی خوبصورت
دوست کا قبول کرنیوالا ہے - اور جس مکان مین عزت پیدا ہو وہ خوش ہوتا ہے - پس جس
چیز کا حکم اور جو چیز آدمی کی کسب سے حاصل نہین ہو سکتی یعنے تکلف سے حاصل نہو سکے
ایسی چیز بازار مین نہین بیچتے گو اسکے عوض مین جان دین اور بندہ کو حاصل کرنے یا دور
کرنیمین ارادہ نہین ہوتا اور اسکی رعایت مین دونو طرف برابر ہوتی ہین اور اسکی تحقیق
مین بندہ کا اختیار باطل ہے اور مشایخ رحمہم اللہ نے کہا ہے الوقت سیف قاطع وقت کاٹنی
والی تلوار ہے - چونکہ تلوار کی صفت کاٹنا ہے اور وقت کی صفت بہی وقت کا کاٹنا
ماضی اور مستقبل کا ہوتا ہے اور کل گذشتہ اور کل آئندہ کو دل سے محو کرتا ہے پس تلوار
صحبت باخطر ہوتی ہے اما ملاک واما ھلاک ترجمہ یا مالک کر دیتا ہے یا ہلاک کر دیتا
ہے اگر کوئی شخص ہزار سال تلوار کی خدمت کرے اور اسے عزیز مونہڈون پر اٹہا رکہے
تو کاٹنے کے وقت اپنے صاحب اور غیر مین فرق نہین کرتی اسلئے کہ اوسکی صفت قہر
ہے تو صاحب کے اختیار کی نسبت اوسکی صفت زائل نہین ہوتی اور حال ایک وارد وقت

ہوتا ہے جو وقت زیبا کرتا ہے جیسا کہ روح بدن کو زیبا کرتا ہے اور ضرور وقت حال کا محتاج ہوتا ہے کہ اسمین صفائی وقت کی بحال ہوتی ہے اور اسکا قیام اوس سے ہوتا ہے پس جب صاحب وقت صاحب حال ہوجاے تو تغیر اوس سے قطع ہوجاتا ہے اور اپنی وقت مین قایم ہوجاتا ہے کیونکہ وقت بیحال زوال ہوتا ہے جب حال اوس سے ملا تو اسکا سب زمانہ حال ہوتا ہے اور اسپر زوال روا نہین ہوتا اور جو آمد ورفت معلوم ہو تو وہ پیدا ہونیوالا اور ظہور ہوتا ہے جیسا کہ اس سے پہلے صاحب وقت پر نازل تہا اور متمکن کو غفلت روا ہوتی ہے اور صاحب غفلت پر اب نازل حال ہوتا ہے اور متمکن وقت اسلئے کہ صاحب وقت پر غفلت روا ہوتی ہے اور صاحب حال پر غفلت روا نہین ہوتی اور کہتے ہین اَلحال سکوت اللسان فی فنون البیان حال کیا ہے زبان چپ رہکر کئی قسم کا بیان کرنا صاحب حال کی زبان اوسکے بیان حال ہی ساکت ہوتی ہے اور اسکی کارروائی اوسکی تحقیق حال کے گویا ہے اور اس سبب سے اس پر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے السّؤال عن المحال محال ترجمہ حال ہی سوال کرنا محال ہے اسلئے کہ حال کلام کا فنا کرتا ہے - اور استاد ابو علی دقاق رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر دنیا یا عاقبت مین سرور ہے ہلاکت وہ نصیب وقت ہوتا ہے جسمین تو ہے پہر حال ایسا نہین ہوتا کیونکہ وہ حق تعالے سے بندہ پر وارد ہے جب آتا ہے سب کو دل سے نفی کرتا ہے جیسا کہ یعقوب ہسلام صاحب وقت تہے کبہی فراق در فراق ہونے سے آنکہین سفید کرتے تہے اور کبہی وصال در وصال ہونیسے آنکہین روشن ہوتی تہین کبہی رونے سے بال جیسے لاغر ہوتے کبہی نالے سے رشتہ قلم کی طرح اور کبہی خوشی سے مثل روح ہونا اور کبہی خوشی سے مثل سرور اور ابراہیم علیہ السلام صاحب حال تہے نہ تو فراق دیکہتے اور نہ غمناک ہوتے اور نہ وصال تا کہ خوش ہوتے ستارہ اور چاند اور آفتاب سب اونکے حال کے مددگار رہتے اور وہ رویت مین سب سے فارغ یہانتک کہ جو کچھ دیکہتے سب حق دیکہتے اور کہتے لا احب الافلین ترجمہ مین غروب ہونے والون کو پیارا نہین رکہتا کبہی جہان صاحب وقت کے لئے دوزخ

ہوتا ہے کیونکہ غیبت کے مشاہدہ مین ہوتا ہے اور حبیب کے گم ہونے سے اس کا دل وحشت کا محل ہوتا ہے اور کبھی خوشی سے اوسکا دل شل بہشت کے ہوتا ہے اور لعنت مشاہدہ سے ہر وقت اسکو حق سے تحفہ ہوتا ہے۔ پہر صاحب حال کو بشارت ہے کہ اگر حجاب ہو یا کشف نعمت ہو یا بلا سب اسپر یکسان ہوتا ہے کیونکہ وہ ہمیشہ حال کے محل مین ہوتا ہے پس حال صفت مراد کی ہوتی ہے اور وقت مرید کا درجہ ایک شخص وقت کی خوشی مین ہوتا ہے اور حال کی خوشی مین باحق ہوتا ہے۔ ایک شخص وقت کی خوشی مین دونو مین باخوف ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب

مُقام اور تمکین اور انکا فرق - سخت کوشش اور صحت نیت سے مطلوب کے حقوق ادا کرنے مین طالب کے قائم ہونیکا نام مقام ہے۔ اور مریدان حق سے ہر ایک کے لئے مقام ہے کہ خداوندی حصول حضور حق تعالے کے شروع مین اوسکی طلب کا سبب ہوتا ہے گو طالب ہر مقام سے فائدہ اٹھاتا ہے اور ہر ایک مقام پر گذر کرتا ہے لیکن انمین سے ایک رہنے کے وقت تک قائم ہونا مقام ہے اسلئے کہ مقام اور اسکا ارادہ سرشت اور اصل مین ہوتا ہے۔ معاملہ کی روش سے نہین ہوتا جیسا کہ خداوند عزوجل نے قول مقدس مین اپنے خاصون سے خبر فرمائی ہے وما منا الا لہ مقام معلوم۔ ہم سے کوئی ایسا طالب نہین مگر اسکے واسطے مقام معلوم ہے۔ پس آدم علیہ السلام کا مقام توبہ تہی۔ اور نوح علیہ السلام کا مقام زہد اور ابراہیم علیہ السلام کا مقام تسلیم اور موسی علیہ السلام کا مقام امانت یعنے حاضری اور داؤد علیہ السلام کا مقام غم۔ اور عیسے علیہ السلام کا مقام رضا اور یحیی علیہ السلام کا مقام خوف اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام ذکر۔ ہر چند ہر ایک محل مین سیر ہوتا ہے اور آخر انکا رجوع اپنے اصلی مقام مین ہوتا ہے۔ اور مینے محاسبیون کے مذہب مین تہوڑا سا مقامات سے بیان کیا ہے اور حال اور مقام مین فرق کیا ہے لیکن یہان اسقدر ضروری ہے۔

جان لو کہ خدائے عزوجل کی راہ تین قسم ہے ایک مقام دوسرا حال تیسرا تمکین اور خدائے عزوجل
نے سب نبیوں کو اپنا راستہ بیان کرنیکے لئے بھیجا ہے تاکہ مقامات کے حکم بیان کریں
اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر آئے ہیں ایک لاکھ چوبیس ہزار مقام کے ساتھہ ہمارے پیغمبر کے
آنے سے ہر اہل مقام کیواسطے حال ظاہر ہوا ہے اور وہاں تک پہونچا کہ خلقت کا کسب وہاں سے
بند ہو گئے کہ خلقت کا دین کامل ہو اور نعمت حد تک پہونچی چنانچہ خداوند عزوجل نے فرمایا
الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ایہ ترجمہ آج تمہارے لئے میں نے دین
کامل کیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کی پہر مکان گیروں کا مکان ظاہر ہوا اگر میں سب حالات
شمار کروں اور مقامات کی تشریح کروں تو ماہو المرام سے رہجاتا ہوں۔ لیکن تمکیں محال کمال
اور درجہ اعلے میں محققوں کے قائم ہونے سے مراد ہے۔ پس اہل مقامات کو مقامات سے
گذرنا ممکن ہوتا ہے اور درجہ تمکیں سے گذرنا محال ہوتا ہے اسلئے کہ مقام مبتدیوں کا درجہ
ہے اور تمکین منتہیوں کا ٹکانا ہے ابتدا سے تو نہایت پر پہونچ سکتا ہے مگر نہایت سے
گذرنا صورت پذیر نہیں اسلئے کہ مقامات راستہ کی منزلیں ہیں اور تمکین حضور میں قرار پانا
ہے دوستان خدا کو راستہ میں مقام عارضی طور پر ہوتے ہیں اور منزلیں بیگانہ مسافر ہوتے ہیں
انکا سر جناب حق میں ہوتا ہے اور حضور میں آلہ آفت ہوتا ہے اور غیبت اور علت کا روزار
اور جہالت کے زمانہ میں شاعر لوگ اپنی محدوحوں کی تعریف معاملہ سے کرتے تہے جب تک
کچھہ عرصہ ہوتا مقام مقرر نہ کرتے جیسا کہ جب کوئی شاعر اپنی محدوح کے حضور میں جاتا تو تلوار
سونت لیتا اور گھوڑے کی ٹانگ کاٹ دیتا اور تلوار کو توڑ دیتا اور اس سے یہہ مراد
رکھتا کہ مجھے ایک گھوڑا چاہیے تا تیرے حضور کا راستہ اوس سے طے کرتا اور شمشیر تاکہ
اون حاسدوں کا سر کاٹتا جو مجھے تیری خدمت سے مانع تہے۔ اب میں ان چیزوں کو دور کرتا
ہوں کیونکہ اب تیرے پاس آپہونچا ہوں سفر کا آلہ میری کس کام ہے گھوڑے کو میں نے
قتل کیا کیونکہ اب میں تیری حضور سے جدا ہونا روا نہیں جانتا ہوں اور میں نے تلوار کو

توڑ ڈالا کہ تیری حضور سے جانا میرے دلمین خیال نہین - جب چند روز گذرتے تو
پھر شعر پڑہتا - اور حق تعالے نے موسی صلواۃ اللہ علیہ کو اسی صورت پر جب کے
اونہی منزلین قطع کین اور مقامات سے گذر کر محل تمکین مین پہونچا اور تلوین کے اسباب
اوس سے ساقط ہوے تو حق تعالے نے فرمایا فاخلع نعلیک والق عصاک ترجمہ اپنی پاون
سے جوتا اوتار اور عصا ڈال کیونکہ یہہ سفر کا آلہ ہے اور وصل کے مقام مین آلہ سفر باطل ہوتا
ہے اور ابتدا دوستی کا طلب کرنا ہوتا ہے مگر انتہا قرار پکڑنا چاہئی پانی جب تک راستہ
مین ہوتا ہے جاری ہوتا جب سمندر مین جاتا تو قرار پاتا ہے اور جب قرار پکڑتا اسکا مزہ
بدل جاتا ہے تاکہ جسکو پانی کی ضرورت ہی ہو وہ اسکی صحبت کے طرف میل نہین کرتا اوسکی
صحبت کی طرف وہ شخص میل کرتا ہے جسکو جواہر کی ضرورت ہو یہانتک کہ جان کی ترک کیتا
ہے اور طلب کا بوجھ یا لوہہ باندہتا ہے اور سر کے بل اس دریا مین جاتا ہے یا تو جواہر قیمتی
اور موتی مکنون حاصل کرتا ہے یا اپنی عزیز جان کو فنا کرتا ہے - ایک شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے
کہا ہے التمکین رفع التلوین ترجمہ تمکین تلوین کا دور ہونا ہے - تلوین اس گروہ کی
عبارتون سے ہے جب حال اور مقام ایک دوسرے سے معنے مین نزدیک ہے اور تلوین
ایک حال سے دوسرے حال مین بدلتا ہے اور اس کلمہ سے یہہ مراد ہے کہ متمکن متردد نہین
ہوتا اور حضور مین پہونچا ہوا ہوتا ہے اور غیر کا اندیشہ دل سے صاف کیا ہوتا ہے - اور
نہ ایسا معاملہ اسپر آتا ہے کہ اسکے ظاہر کو بدل کرے اور نہ ایسا حال ہوتا ہے کہ اسکے باطن
کا حکم بدل دے جب کہ موسی علیہ السلام متلون تہے - اللہ تعالے نے ایک نظر کوہ طور پر
تجلے کیا اوسکا ہوش جاتا رہا جیسا کہ خداوند عزوجل نے فرمایا وخر موسی صعقاً ترجمہ موسی
بیہوش ہوکر گرے ہمارے پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم متمکن تہے کہ شریف سے قاب قوسین
تک تجلے مین رہے اور وہ حال سے نہ پہرے اور متغیر نہوے اور یہہ اعلے درجہ تہا واللہ اعلم
بالصواب - جبکہ تمکین دو طرح پر ہوتی ہے ایک جسکی نسبت شاہد حق ہی ہوا اور ایک وہ جسکی نسبت اپنے شاہد سے ہو جسکو

نسبت اپنی شاہد ہووہ باقی الصفۃ ہوتا ہے اور جسکا حوالہ شاہد حق سی ہووہ فانی الصفۃ ہوتا ہے
اور فانی الصفۃ کو۔ محو۔ صحو۔ لحق۔ محق۔ فنا۔ وجود۔ عدم۔ درست نہین ہوتا اسلئے ان
اوصاف کے قائم ہونیکو موصوف چاہئے اور جب موصوف مستغرق ہوتا ہے تو اقامت اور
صفا وصفت اوس سی ساقط ہوتا ہے اور اس باب مین بہت باتین ہین اور مینے سیر اختصار
کیا۔ وباللہ التوفیق۔

محاضرہ اور مکاشفہ اور انکا فرق ۔جان لو کہ محاضرہ حضور دل پر
بولا جاتا ہے جو بیان مین ہو اور مکاشفہ حضور تحیر پر جو خطرہ دل مین عیان ہوتا ہے
پس محاضرہ شواہد آیات پر ہوتا ہے اور مکاشفہ شواہد شاہدات مین۔ اور محاضرہ کی علامت
ہمیشہ فکر ہوتا ہے جو رویت آیات مین ہو۔ اور مکاشفہ کی علامت کنہ عظمت مین ہمیشہ
حیران رہنا۔ جو افعال مین فکر مند ہو اور جلال مین حیران ہوا نمین یہہ فرق ہے کہ ایک
انکا خلت کا ہم سفر ہے۔ اور دوسرا محبت کا قرین۔ کیا تونے نہین دیکھا کہ جب خلیل صلوٰۃ اللہ
علیہ نے ملکوت آسمانون مین نگاہ کی اور اوسکے اصل وجود مین تامل اور تفکر کیا اوسکا دل اسیر
حاضر ہوا فعل کے دیکھنے سے فاعل کا طالب ہوتا کہ اوسکے حضور نے فعل کو بہی فاعل کی
دلیل بنایا یہانتک کہ کمال معرفت مین کہا انی وجہت وجہی للذی فطر السموات
والارض حنیفا ترجمہ تحقیق مینے اپنی ذات کو اوس جناب کی طرف متوجہ کیا جسنے آسمان اور زمین
کو بنایا۔ اور حبیب کو جب ملکوت مین لے گئے تو سب چیز کے دیکھنے سے نظر بچائے نہ تو فعل کو دیکھا
اور نہ خلقت کو بلکہ اپنے آپ کو ندیکھا تاکہ انکو فاعل کا مکاشفہ ہوا پس کشف مین اوسکا شوق
بر شوق زیادہ ہوا اور بیقراری پر بیقراری زیادہ ہوئی رویت کا طالب ہوا وہ سنہ کا دیکھنا
نہ تہا قریب کی قربت ممکن نہوئی وصل کا قصد کیا وصل صورت پذیر نہوا جس قدر کہ دلبر
تنزیہ دوست کا حکم زیادہ ظاہر ہوتا ہے شوق پر شوق زیادہ ہوتا ہے نہ تو ہٹ سکتا ہے
نہ سامنے ہو سکتا ہے حیران ہوے جہان خلت تہی غیرت کفر ظاہر ہوی اور جہان کہ

محبت ہی وصل شرک ہوا اور حیرت سرمایہ ہوئی اسلئے کہ خلت مین ہستی مین حیرت ہتی اور وہ شرک ہوتا ہے اور محبت مین حیرت درکیفیت اسمین توحید ہوتی ہے اور اسی سبب سے شبلی رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ کہتا یا دلیل المتحیرین زدنی تحیرًا ترجمہ اے حیرانون کے رہنما مجھے حیرت مین زیادہ کر۔ اسلئے کہ مشاہدہ مین تحیر کا زیادہ ہونا درجہ کا زیادہ ہونا ہے اور مشہور حکائیتون مین ہے کہ جب ابوسعید خراز رضی اللہ عنہ اور ابراہیم سعد علوی دریا کے کنارہ پر اوس دوست خدا کو دیکھا اوس سے پوچھا کہ خدا کی طرف رستہ کس چیز سے ہے اوسنے کہا کہ خداوند تعالے کے دو راستہ ہین ایک عام دوسرا خاص انہون نے کہا کہ اسکی شرح کر اوسنے جواب دیا کہ راہ عام وہ ہے جسپر تو ہے کہ ایک علت سے قبول کرے اور ایک علت سے رد۔ خواص کا راستہ وہ ہے جو نہ تو معلل کو دیکھتے ہین نہ علت کو اور ان حکائیتون کی حقیقت مشروحا گذری ہے اسکے سوا اور مراد نہین۔

قبض اور بسط اور انکا فرق ۔ جاننا چاہئے کہ قبض اور بسط دو حال ہین اون حالات سے کہ بندہ کا تکلف اوس سے ساقط ہے کہ اوسکا آنا کسی نہین اور نہ جانا کوشش سے ہے اور خداوند عزوجل نے فرمایا ہے ولیقبض ویبسط ترجمہ قبض کرتا ہے اور کھولتا ہے۔ قبض دل کا حجاب کی حالت مین منقبض ہونا۔ اور بسط کشف کی حالت مین دل کا کشادہ ہونا یہہ دونو باتین بلاتکلف بندہ پر حق سے عائد ہوتے ہین اور قبض عارفون کے وقت مین ایسا ہوتا ہے جیسا کہ مریدون کے وقت مین خوف ہے۔ اور بسط اہل معرفت کے وقت مین ایسا ہے جیسے کہ مریدون کے وقت مین رجا۔ یہہ اوس گروہ کے کہنے پر ہے جو قبض اور بسط کو ان معنے مین قیاس کرتے ہین اور مشائخ سے ایک گروہ اسبات پر ہے کہ قبض رتبہ مین بسط سے زیادہ بلند ہے اور یہہ دو سبب کیواسطے ہے ایک یہہ کہ اسکا ذکر ہر کتاب مین مقدم ہے دوسرا یہہ کہ قبض مین گدازش اور قہر ہے اور بسط مین نوازش اور لطف ہے اور مرید بشریت کا گداز ہونا اور نفس کا مقہور ہونا بہ پرورش لطف سے بہت اچھا ہوتا ہے

اس لئے کہ وہ حجاب اعظم ہے اور ایک گروہ اس بات پر ہے کہ بسط کا رتبہ قبض سے فائق ہے اسلئے کہ
کتاب مین ذکر قبض کا مقدم ہونا فضیلت بسط کے مقدم ہونیکی علامت ہے اسلئے کہ عرب کا رواج
اور عادت وہ ہے کہ ذکر مین جو چیز کم ہو اوسکا ذکر مقدم ہوتا ہے جیسے کہ خداے عزوجل نے
فرمایا ہے فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد سابق بالخیرات باذن اللہ ترجمہ بعض
انمین سے اپنی نفس پر ظالم ہین اور بعض انمین میانہ رو ہین اور بعض انمین سے خیرات مین سبقت
کرنیوالے اور یہہ بھی فرمایا ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین۔ ترجمہ ضرور اللہ تعالے
توبہ کرنیوالون کو دوست رکھتا ہے اور پاک ہونیوالون کو دوست رکھتا ہے۔ اور یہہ بھی فرمایا
یامریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین ترجمہ اے مریم اپنے آپ کی خاطر عاجزی کر اور سجدہ کر رکوع
کرنیوالون کے ساتھہ رکوع کر۔ اور یہہ بھی فرمایا کہ بسط مین سرور اور قبض مین ہلاکت ہے اور
عارفون کا سرور وصل معرفت کے بدون نہین ہوتا اور انکی ہلاکت فصل کے سوا مقصود نہین ہے
پس محل وصل بہتر ہے بہ نسبت محل فراق اور میر شیخ رحمتہ اللہ کہتا ہے کہ قبض اور بسط
ایک ہی مراد ہے جو حق تعالے سے بندہ کو ملتا ہے اور جب وہ معنے دل پریشان کرتے ہین اوس
سے سرور ہوتا ہے اور نفس ریا نفس سرور اور سر مقہور ایک کی قبض قلب مین اوسکی
نفس کی کشائش ہوتی ہے اور دوسرے کی کشائش سے اوسکی نفس کی قبض۔ اور جو اس بارہ
مین اسکے سوا کچھہ اور تباہی وہ تضییع اوقات ہے اسی سبب سے بایزید رحمتہ اللہ نے کہا۔
قبض القلوب فی بسط النفوس وبسط القلوب فی قبض النفوس ترجمہ دلون کا تنگ ہونا
نفوس کی کشائش سے ہے اور دلونکا کشادہ ہونا نفوس کی تنگی مین ہے۔ پس نفس تنگ شدہ
خلل سے محفوظ ہوتا ہے اور سر کشادہ ذلت سے منضبط ہے اسلئے کہ غیرت سے دوستی کی تمیز
ندامت ہے اور قبض غیرت حق تعالی کی علامت ہے۔ اور دوست کو دوست سے عتاب
شرط ہے اور کشائش نشان عتاب ہے اور آثار مین مشہور ہے کہ جب تک یحیی علیہ السلام
رہے روتے رہے۔ جب تک عیسی علیہ السلام رہے ہنستے رہے۔ اسلئے کہ یحیی علیہ السلام قبض مین رہے

اور عیسے علیہ السلام بسط مین اور جب ایکدوسریکو ملتے تو یحیی علیہ السلام کہتے کہ اے عیسی تو
جدائی سے بیغم ہوا ہے عیسی علیہ السلام کہتے ای یحیی تو رحمت سے نا امید ہوا ہے۔ پس تیرا
رونا حکم ازلی کو نہین ہٹاتا قضا الہی کو باز نہین رکہتا لا قبض ولا بسط ولا طمس ولا انس ولا محو
ولا صحو ولا محق ولا عجز ولا جہل الا من اللہ یعنے تنگی اور کشائش اور مٹ جانا اور انس
اور محو ہونا ہوش اور کم ہونا اور عاجز ہونا اور جاہل ہونا بدون حکم اللہ تعالے کے نہین اور
وہی ہوتا ہے جو ہو چکا۔

انس اور ہیبت اور انمین فرق - جان تو تجہے اللہ تعالے نیکی دے کہ ہیبت
اور انس دو حالتین ہین راہروان طریق حق کے حالات سے اسی سبب سے جب حق تعالے
بندہ کے دلپر شہود جلال سے تجلے فرماتا ہے اسمین اسکا نصیب ہیبت ہوتی ہے پہر جب
بندہ کے دلپر شہود جمال سے تجلی فرماتا ہے تو اسمین اوسکا نصیب انس ہوتا ہے تب اہل ہیبت
اوسکی جلالت سے سختی مین ہوتے ہین اور اہل انس اوس کے جمال سے خوش ہوتے ہین پس اس دل
مین جو اسکی جلالت سے دوستی کی آگ مین جلتا ہوا اور اس دل مین کہ اسکے جمال سے مشاہدہ نور
مین روشن ہو فرق ہے۔ پس مشائخ کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ ہیبت عارفون کا درجہ ہے اور انس
مریدون کا درجہ ہے اسلئے کہ جسکو حضور حق اور تنزیہ اوصاف مین قدم ثابت ہو۔ اسکے دلپر
ہیبت کا زیادہ غلبہ ہوتا ہے اور انس سے اسکی طبع نفرت کرتی ہے۔ انس جنس کے ساتہہ ہوتی
ہے اور جب بندہ کا حق سے ہم جنس اور ہم شکل ہونا محال ہے تو حق سے انس صورت پذیر نہین
ہوتا اور حق سے بہی خلقت کا انس کرنا محال ہوتا ہے اگر انس ممکن ہو تو ذکر حق سے ہو سکتا
ہے اور اسکا ذکر اوس سے غیر ہے اسلئے کہ وہ بندہ کی صفت ہوتی ہے اور محبت مین غیر کسی
ساتہہ ارام کرنا جہوٹ اور دعوے اور غرور ہوتا ہے پہر ہیبت مشاہدہ عظمت سے ہوتی ہے
ہے اور عظمت صفت حق ہے بڑا فرق ہے اس بندہ مین کہ اوس کا کام آپ سے آپ ہوا
اور اس بندہ مین کہ اسکا کام اپنے فنا سے بقاے حق پر ہو۔ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت کرتے ہین

کہ اوس نے کہا میں کچھ مدت خیال کرتا تھا کہ محبت میں خوش ہوں اور مشاہدہ حق سے انس رکھتا ہوں اب مجھے معلوم ہوا کہ انسان کے انس کی تجھ سے نمو نہیں ہے پھر ایک گروہ نے کہا کہ ہیبت فراق اور رغذا سبکا قرینہ ہوتا ہے اور انس وصل اور رحمت کا نتیجہ ہوتا ہے دوستوں کو چاہیئے کہ ہیبت کے باتوں سے پرہیز کریں اور محفوظ ہیں اور انس سے قرین رہیں کہ انس ضرور محبت کا تقاضا کرتی ہے جیساکہ محبت کو مجانست محال ہے۔ انس کو بھی محال ہے اور میرا شیخ فرماتا ہے کہ میں تعجب کرتا ہوں جو کہتے ہیں کہ حق تعالی سے انس ممکن نہیں ہے جب کہ حق تعالی نے فرمایا ہے۔ ان عبادی قولہ لعبادی یقولو التی ھی احسن ترجمہ میرے بندے اور میرے بندوں کو کہہ کہ وہ کلمہ کہیں جو بہت سوہا ہی اور یہ بھی فرمایا ہے واذا سالک عبادی عنی فانی قریب ترجمہ اور جب میرے بندے تجھے میری بابت پوچھیں پس میں ضرور قریب ہوں پھر فرمایا ہے یا عباد لاخوف علیکم الیوم ولا انتم تحزنون ترجمہ اے میرے بندو آج کے روز نہ تم پر خوف ہے اور نہ تم غمناک ہو گے جب بندہ ایسا فضل دیکھے۔ تو اسکو دوست پکڑتا ہے اور جب دوست پکڑا تو انس اختیار کریگا اس لیئے کہ دوست سے بیگانگی کی ہیبت اور یگانگی کی انس ہوتی ہے اور آدمی کی صفت یہ ہے کہ نعمت دینوالے سے انس کرے جب حق تعالی سے ہم کو اس قدر نعمتیں عطا ہوں اور ہم اسکو پہچانتے ہوں پہر محال ہے کہ ہم اوس سے ہیبت کی بات کہیں۔ اور میں کہ علی عثمان جلالی رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہوں کہتا ہوں کہ دونوں گروہ اختلاف کے باعث مصیبت میں ہیں۔ اس لیئے کہ ہیبت کا غلبہ نفس اور اس کی خواہش اور بشریت کے فنا کرنے سے ہے اور انس کا غلبہ سر سے اور سر میں معرفت کے باقی سے پس حق تعالی جلالت کے تجلے سے دوستوں کے نفس فنا کرتا ہے اور جلوہ جمال سے اون کے سر کو باقی کرتا ہے بعض جو لوگ اہل فنا ہیں وہ ہیبت کو مقدم کرتے ہیں اور جو صاحب بقا ہیں وہ انس کو فضیلت دیتے ہیں اور اس سے پہلے فنا اور بقا کے باب میں اسکا بیان کیا گیا۔

لطف اور قہر اور اسمیں فرق - گروہ مشائخ ہر دو نو عبارت اپنے زمانہ سے بیان کرتا ہے اور قہر سے ان کی مراد تائید حق ہے جو مرادوں سے فنا کرنے اور نفس کو آرزوں سے

ہٹانے میں ہوتی ہے یہ نہیں کہ انکو اس میں مراد ہو۔ اور لطف تائید حق سے مع مراد ہوتی ہے جو بقائے
سر اور دوام مشاہدہ اور درجہ استقامت میں قرار حال سے ہوتی ہے یہاں تک کہ ایک گروہ نے کہا ہے
کہ کرامت حق تعالیٰ حصول مراد ہے اور یہ اہل لطف ہوئے ہیں اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ کرامت
وہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنی مرضی سے بندہ کو نامراد رکھے اور اسکو نامرادی سے مقہور کرے۔ یہانتک کہ
اگر پیاس کے باعث دریا میں جائے تو دریا خشک ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ بغداد میں دو درویش تھے
بڑی شاندار فقیر۔ ایک صاحب قہر تھا۔ ایک صاحب لطف ہمیشہ ایک دوسرے کے دشمن رہتے اور ہر ایک
اپنے زمانہ کو اپنے حریف کے زمانہ پر فضیلت دیتا۔ ایک کہتا تھا کہ حق تعالیٰ کا لطف بندہ پر سب چیزوں
سے اشرف ہے اس لیے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ لطیف بعبادہ ترجمہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان
ہے اور دوسرا کہتا کہ حق تعالیٰ کا قہر بندہ پر بڑی کامل چیز ہے اس لیے کہ اوس نے فرمایا ہے وھو القاھر
فوق عبادہ ترجمہ حق تعالیٰ اپنے بندوں پر قہار ہے اور یہ بات ان میں مدت دراز ہوئی ہے تاکہ ایک
وقت صاحب لطیف نے مکہ شریفہ کا ارادہ کیا جنگل میں غرق ہوا اور مکہ شریفہ میں نہ پہونچا اور کئی سال
کسیکو اوسکا پتہ نہ ملا۔ تاکہ ایک شخص مکہ شریفہ سے بغداد میں آتا تھا اوس نے اوسکو راستہ پر دیکھا اوس نے
کہا اے بھائی جب عراق میں جائے تو محلہ کرخ میں میرے اوس ساتھی کو کہدینا اگر تو چاہتا ہے کہ جنگل
با مشقت کو با عجائبات کرخ بغداد دیکھے۔ تو اوسے کہدینا یہ دیکھ جنگل میرے حق میں کرخ بغداد کیطرح
ہے جب یہ درویش کرخ بغداد میں آیا تو اوس نے اوسکے رفیق کو بلایا اور یہ پیغام پہونچایا اوسکے رفیق نے کہا
جب واپس جائے تو اوسکو کہدینا کہ اگر جنگل با مشقت کو تیرے حق میں کرخ بغداد کیطرح کیا گیا ہے تو اس
میں شرف نہیں ہے کہ تو حضور سے بھاگ جائے۔ بلکہ شرف اس میں ہے کہ کرخ بغداد با وجود عجائبات
کے ایک کے حق میں جنگل با مشقت کیا جائے۔ اور وہ اس میں خوش ہو۔ اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے
روایت ہے کہ اوس نے اپنی مناجات میں کہا کہ یا خدایا اگر میرے گلے میں آسمان کا طوق ڈالا جائے
اور زمین کو میرا زنجیر پا بنایا جائے اور سب جہان میرے خون کا پیاسا ہو میں آپ کے جناب سے نہ پھرونگا
اور میرا شیخ کہتا تا کہ ایک سال اولیاء اللہ تعالیٰ کا جنگل میں اجتماع تھا اور میرا شیخ حصری رحمۃ اللہ علیہ

مجھے وہاں لیگیا میں نے وہاں ایک گروہ کو دیکھا کہ تخت کے نیچے جا رہے ہیں اور ایک گروہ تخت پر اور ایک گروہ اترتا جاتا تھا اسی جنس سے ہر ایک گروہ علیحدہ علیحدہ رتبہ میں آتے تھے حضرمی انکی طرف توجہ کرتا تھا میں نے ایک جوان کو کہ جو بالکل ٹوٹا ہوا اور عصا پھوڑا ہوا اور چلنے سے ناچار اور سر سے ننگا اور بدن جلا ہوا ۔ اور تن لاغر ظاہر ہوا تو حضرمی کودا اور اوس کے آگے چلا گیا اور اوسکو بلند درجہ بٹھایا میں تعجب ہوا اور شیخ سے پوچھا اس نے جواب دیا کہ یہ اولیاء اللہ سے ایک ولی ہے کہ یہ ولایت کا طلبگار نہیں بلکہ ولایت اسکی طلبگار رہے اور کرامتوں کی طرف اسکا میل نہیں ۔ اور جو کچھ کہ ہم اپنے واسطے اختیار کرتے ہیں وہ ہمارے بلا ہوتے ہے اور میں وہی چاہتا ہوں جو حق تعالی میرے واسطے چاہتا ہے اس صورت میں مجھ اسکی آفت سے بچا رکھتا ہے اور مجھے نفس کی شرارت سے رہائی دیتا ہے اگر قہر کرے تو میں لطف نہیں چاہتا اور اگر لطف فرمائے تو مجھے قہر کا ارادہ نہیں ہوتا کیونکہ ہم کو اسکی اختیار میں اختیار نہیں ۔

نفی اثبات اور انکا فرق ۔ مشائخ صوفیہ رضی اللہ عنہم تائید حق تعالی کی ثابت کرنے میں صفت آدمیت کی محو کرنیکو نفی و اثبات کہتے ہیں اور نفی نفی صفت بشریت کو کہتے ہیں اور اثبات اثبات غلبہ حقیقت کو اس لیے کہ محو کل کے ہو جاتے ہیں ۔ اور نفی کل ثبات کے سوا نہیں اس لیے کہ بقائے بشریت کی حالت میں نفی ذات نہیں ہو سکتی پس چاہیے کہ خصائل محمودہ کے ثابت رکھنے سے بری صفات کے نفی ہو یعنے ثابت ہونے سے دعوے دوستی حق تعالی کو نفی کرتا ہے اس لیے کہ دعوے رعونت نفس سے ہوتا ہے اور اونکی عادت میں جاری ہے کہ صفات سب سلطان حقیقت کے مقہور ہو جائیں اور کہتے ہیں کہ اثبات بقائے حق صفات بشریت کو نفی کرتا ہے ۔ اور اس بارہ میں اس سے پہلے فقر اور صفوت اور بقا و فنا کے باب میں بیان ہو چکا ہے ۔ اسپر میں نے اختصار کیا اور یہی کہتے ہیں کہ اس سے اثبات اختیار حق سے اختیار بندہ کا ثابت کرنا ہے اور اسی سبب سے ہے کہ اس موفق نے کہا ۔ اختیار الحق لعبدہ مع علمہ لعبدہ خیر من اختیار عبد لنفسہ مع جہلہ بربہ

ترجمہ حق تعالی جو بندہ کا حال بخوبی جانتا ہے جو کچھ بندہ کے حق میں اختیار فرماتی اور اس اختیار کی نسبت بندہ باوجودیکہ اپنے رب سے جاہل ہے اپنے نفس کیواسطے اختیار کرے بہتر ہے اس لیے کہ دوستی

اوسکا نام ہے جو اختیار محبوب کو ثابت رکھکر محب کے اختیار کو نفی کرے اور یہہ سب کے نزدیک
مقرر ہے - اور مینے حکایتون مین معلوم کیا ہے کہ ایک درویش دریا مین غرق ہوتا تہا
ایک نے پوچہا اے بہائی تو رہائی چاہتا ہے اس نے جواب دیا کہ نہین اسنے کہا پہر تو
ڈوبنا چاہتا ہے اسنے جواب دیا کہ نہین اونے کہا عجب کام ہے کہ نہ تو ہلاک چاہتا ہی
اور نہ نجات اونسے جواب دیا کہ مجہے نجات اور ہلاکت سے کیا مطلب ہے مجہے وہی
اختیار ہے جو حق تعالے میرے واسطے اختیار کرے - اور مشائخ نے کہا ہے کہ بہت ادنی درجہ
کی دوستی وہ ہے کہ اپنے اختیار کے نفی کرے پس اختیار حق ازلی ہے کہ جسکے نفی ممکن نہین اور بندہ
کا اختیار ایک عرض ہوتا ہے جسپر نفی جائز ہوتی ہے جاہیکہ عارضی اختیار کو زیر پا لاوے
تاکہ اختیار ازلی باقی ہو جیسا کہ موسی صلواۃ اللہ علیہ جب پہاڑ پر خوش ہوا تب حق تعالی نے
رویت کی تمنا کی اور اپنا اختیار ثابت کرنے مین کوشش کی خطاب حق مین عرض کی رب ارنی
حق تعالے نے فرمایا لن ترانی عرض کی بارخدایا دیدار دے تو حق تعالے نے منع فرمایا یعنے
حکم ہوا کہ دیدار حق ہے لیکن دوستی مین اختیار باطل ہے اور اس باب مین بہت کلام ہے
لیکن میری مراد اس سے زیادہ نہ تہی تاکہ تجہے معلوم ہو جائے کہ اس قوم کی عبارت سے
کیا مراد ہے وبا اللہ التوفیق اور اس بیان سے تمام ذکر جمع و تفرقہ اور فنا و بقا اور غیبت
اور حضور مذاہب صوفیہ مین گذر چکا ہے وہان صحو اور سکر اور انکی مانند کا ذکر لایا ہون
وہان طلب کرنا چاہئے اسلئے کہ ان سب کے بیان کا موقعہ وہان تہا لیکن ضرورت کے باعث
یہان بہی کچہہ بیان کیا ہے تا ہر ایک کا مذہب اوس سے مشروحاً بیان ہوا واللہ اعلم -
مسامرہ اور محادثہ اور انمین فرق - کاملان طریق حق کے حالات سے یہہ دو حال مراد
ہین اور حقیقت محادثہ حدیث سر ہے جو سکوت زبان کے نزدیک ہے اور حقیقت مسامرہ سر
چہپانے سے ہمیشہ خوش رہنا اور اسکے ظاہر معنے وہ ہین کہ مسامرہ بندہ کو رات کو حق سے
ایک وقت ہوتا ہے - اور محادثہ دن مین ایک وقت ہوتا ہے کہ اسمین سوال و جواب

ظاہری و باطنی ہوتے ہین اور اسی سبب رات کی مناجات کو سامرہ کہتے ہین اور دن کی دعاؤن کو محادثہ پس دن کے حال کی بنا کشف پر ہوتی ہے اور رات کے حال کی بنا ستر پر اور دوستی مین سامرہ محادثہ سے زیادہ کامل ہوتا ہے او سامرہ کا تعلق پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے متعلق ہے پس جب حق تعالے نے چاہا کہ انکو ایک وقت ہو جاے تب جبرائیل علیہ السلام کو معہ براق انکی پاس بھیجا تا آپ کو مکہ شریفہ سے قاب قوسین مین پہنچایا اور آپنے حق سے راز کہا اور کلام بلا صوت و حروف سنی جب حد کو پہنچے تو کشف کی جلالت سے انکی زبان گونگی ہوئی اور دل کنہ عظمت مین حیران اور آپ کا علم ادراک سے رہ گیا اور آپ کی زبان بیان سے عاجز ہوئی اور عرض کی لا احصی ثناءً علیك اور محادثہ کا تعلق موسے علیہ السلام کے حال سے ہے جب اونسے چاہا کہ انکو حق تعالے سے ایک وقت ہو چالیس روز کے انتظار اور وعدہ کے بعد دن کو کوہ طور پر آئے اور خداوند تعالی کی کلام سنی تب خوش ہو کر دیدار کا سوال کیا لیکن کامیاب نہوا اور انکی خوش جاتی رہی جب پھر ہوش مین آئے تو کہا تبت الیك تا فرق ظاہر ہو جائے اوس شخص مین جسکو لایا گیا سبحان الذی اسری لعبدہ لیلاً ترجمہ وہ پاک ذات ہے جسنے اپنے بندہ کو رات کیوقت سیر کرائی - اور اوس شخص مین کہ آیا ولما جاء موسی لمیقاتنا - ترجمہ جب موسی اپنی مقات کو آیا - پس رات خلوت و دستون کا وقت ہے اور دن بندون کی خدمت کا وقت ہے اور جب بندہ اپنی حد مقررہ سے تجاوز کرے ہو اوسکو جھڑک دیتے ہین مگر دوست کیواسطے حد نہین ہوتی جسکے گذرنے سے لائق ملامت ہو کیونکہ جو کچھ دوست کرتا ہے دوست کو پسند ہوتا ہے -

علم الیقین عین الیقین حق الیقین اور انکا باہمی فرق جان لو

کہ علم اصول صوفیہ ہمہ سب اپنے معلوم کو جاننے سے مراد ہے اور صحت بیان معلوم پر یقین ہونیکے سوا علم نہین ہوتا جب علم حاصل ہوتا ہے تو اسمین عیب علین کی مانند ہوتا ہے اسلئے کہ کل جب مومن لوگ لقاء ربانی سے مشرف ہونگے اسی صفت پر دیکھینگے جیساکہ

آج جانتے ہین اگر اسکے برخلاف دیکھین گے یا توکل دیدار صحیح نہوگا یا آج کا علم درست نہوگا۔ اور یہہ دونو صورت خلاف توحید ہین اسلئے کہ اگر آج کے روز خلقت کا علم درست ہوا ورکل انکی رویت درست ہو تو علم الیقین عین الیقین ہو جاتاہے اور حق الیقین علم الیقین جن لوگون نے رویت مین عین الیقین کو استغراق کے طور پر علم کہاہے وہ محال ہے اسلئے کہ رویت مثل سماع کے حصول علم کا آلہ ہے۔ اور ایسا ہی جب استغراق علم کا سماع مین محال ہوتاہے پس ان لوگون کے اس علم الیقین سے علم معاملہ دنیا کے حکمون سے مراد ہے اور علم عین الیقین سی علم بحالت نزع جب دنیا سے رخصت ہو اور حق الیقین سی بہشت مین کشف رویت سے مراد ہے اور معاینہ سی کیفیت حالات پس علم الیقین عالمون کا درجہ ہے اس سببسے کہ وہ احکام امور پر استقامت کرتے ہین اور عین الیقین عارفون کا مقام ہے اس حکم سی کہ وہ موت کے استعداد رکھتے ہین۔ اور حق الیقین دوستون کے فنا کا مقام ہے کیونکہ وہ کل موجوات سے روگردان ہین پس علم الیقین مجاہدہ سے ہوتاہے اور عین الیقین انس سی اور حق الیقین مشاہدہ سے ہوتاہے یہہ ایک عام ہے دوسرا خاص تیسرا خاص الخاص واللہ اعلم۔

علم اور معرفت اور انمین فرق۔ عالمان اصول نے علم اور معرفت مین فرق نہین کیا اور دونو کو ایک کہتے ہین صرف اتنا کہاہے کہ اللہ تعالے کو عالم کہتے ہین اور عارف نہین کہتے کیونکہ اسمین موافقت نہین۔ مشائخ صوفیہ رضی اللہ عنہم اس علم کو جو علم اور حال کے نزدیک ہے اور اسکا عالم اپنی حال سے جو بیان کرتاہے وہ معرفت ہے اور اسکے عالم کو عارف کہتے ہین اور جو علم معنے سے جدا اور معاملات سے خالی ہو اوسکو علم کہتے ہین اور اسکے جاننے والیکو عالم پس جو شخص کسی چیز کے معنی اور حقیقت کا عالم ہو اوسکو عارف کہتے ہین اور جو صرف عبارت اور اسکے حفظ مین مشغول ہو اور معنے کی حفاظت نہ جانتا ہو اسکو عالم کہتے ہین اور اسی سببسے ہے کہ اس گروہ کو لوگ اپنی نزدیکون کو حقیر جانتے ہین اونکو دانشمند کہتے ہین اور عام لوگ اسکو برا جانتے ہین اور انکی مراد اوسکی

خفت ہے کیونکہ اسمین ترک معاملات ہیں لان العالم قایم بنفسہ والعارف قایم بربہ ترجمہ اسلئے کہ عالم بذات خود قایم ہے اور عارف قایم برب ہے اس باب مین بہت باتین ہین جو کشف الحجاب الوقت مین ذکر ہوئین اور یہان اسقدر کافی ہے۔

شریعت اور حقیقت اور انکا فرق - اور یہہ دو عبارت قوم صوفیہ کیواسطے ہین کہ ایک تو صحت حال سے ظاہر کرتا ہے - اور ایک اقامت حال باطن سے اور دو معنے مین غلطی پر ہین ایک عالم ظاہر جو کہتے ہین کہ ہم فرق نہین کرتے اسلئے کہ شریعت خود حقیقت ہے اور حقیقت شریعت اور ایک ملحد گروہ کہ وہ کہتے ہین کہ ان دونو مین ہر ایک دوسرے کے سوا قایم ہو سکتا ہے اور یہہ کہتے کہ جب حقیقت کا حال کھل گیا تو شریعت جاتی رہی اور یہہ قول قرامطہ اور شیعہ اور وسوسہ والون کا ہے اور دلیل یہہ دیتے ہین کہ حکم مین شریعت طریقت سے جدا ہے کیونکہ ایمان مین تصدیق قول سے جدا ہے اور دلیل اس بات کی کہ اصل مین جدا نہین ایک ہے ہین یہہ ہے کہ تصدیق بلا قول ایمان نہین ہوتا اور قول بے تصدیق ایمانداری نہین اور قول اور تصدیق مین فرق ظاہر ہے پس حقیقت سے یہ معنے مراد ہین جسپر منسوخ ہونا روا نہین اور آدم کے وقت سے جہان کے فنا ہونے تک اوسکا حکم مساوی ہے جیسا کہ حق تعالی کی معرفت اور خلوص نیت سے معاملہ کی صحت اور شریعت یہی ان معنون سے مراد ہے کہ منسوخ ہونا اور بدل ہونا اوسپر روا ہنین جیسے حکم اور امر پس شریعت بندہ کا فعل ہے - اور حقیقت خداوند تعالی کا بچانا اور اسکی عصمت پس شریعت کا قایم ہونا بلا وجود حقیقت کے محال ہوتا ہے اور بدون حفظ شریعت کے حقیقت کا قایم کرنا ہی محال ہے اور اسکی وجہ یہہ ہے کہ ایک شخص جان سے زندہ ہوتا ہے واجب جان اوس سے جاتی رہے تو وہ شخص مردہ ہوتا ہے - اور جان اوسکے ساتھہ ایسی ہی کہ انکی قیمت ایک دوسرے کے ساتھہ ہی ایسا ہی شریعت بلا حقیقت ریاکاری ہی اور حقیقت بلا شریعت نفاق اور خداوند جل جلالہ نے فرمایا ہے والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ترجمہ اور جو لوگ ہماری راہ مین جہاد کرتے ہین البتہ ہم انکو اپنا راستہ

دکھاتے ہین اور مجاہدہ شریعت ہے اور ہدایت حقیقت ایک یعنی شریعت بندہ کو اپنے اوپر احکام ظاہری کا لازم پکڑنا دوسرا حال باطن مین بندہ پر حق تعالے کی حفاظت پس شریعت کسبی ہے اور طریقت وہبی ہے یہہ حدین وہ ہین جو انمین کلام شل استعارہ ہے اور اسکی تفصیل اور اسکی حکم کی تشریح بہت مشکل ہے اور مین مختصر اس نوع کا بیان کرتا ہون انشاء اللہ تعالے الحق اس گروہ کی اس لفظ سے خداوند تعالے مراد ہے اسلیئے کہ اسماے مبارک اللہ تعالے سے یہہ ایک نام ہے جیساکہ پروردگار نے فرمایا ہے ذالك بأن الله هو الحق الحقیقت اس سی بندہ کا محل وصل خداوندی مین قایم ہونا مراد ہے اور اس کا محل تنزیہ پر سر سے واقف ہونا الخطرات جو کچھہ احکام تفرقی سے دلپر گذرے الوطنات جو اسرار الہی سی سر مین ستوطن ہو الطمس وہ نفی عین ہے جسکا اثر نرہے الرمس جو دل سے نفی عین معہ اثر ہو العلایق وہ سبب ہین جن سے طالب تعلق کرتے ہین اور مراد سے رہجاتے ہین الوسایط وہ سبب ہین جن سے تعلق کرتے ہین اور مراد پر پہنچتے ہین الزوائد دلپر نورون کا زیادہ ہونا الفوائد اسرار ضروریہ کو دریافت کرنا الملجاء حصول مراد پر دل کا بھروسہ التجا محل آفت سے دل کا خلاص ہونا الکلیہ اوصاف آدمیت کا بالکل استغراق ہونا اللوائح مراد کا ثابت ہونا اور اسکی نفی کا وارد ہونا اللوامع نور دل کا اظہار اور اسکے فوائد کا باقی رہنا الطوالع انوار معرفت کا دلپر روشن ہونا الطوادف رات کی مناجات مین بشارت یا زجر کا وارد ہونا اللطائف دقائق حال سے دلپر اشارہ ہونا السر دوستی کی حالات کا چھپانا النجوی غیر سی آفات کا چھپانا الاشارہ بدون کلام زبان غیر کو مراد سے خبر دینا الایماء اعتراض کلام بلا اشارت و عبارت الوارد معنون کا دلپر نازل ہونا الانتباہ غفلت کا دل سی دور ہونا الاشتباہ حکم حق اور باطل کے دو طرف مین حال کا مشتبہ ہونا القرار حقیقت حال سے دل کا تردد دور ہونا الانزعاج وحدانیت کے معنے مین دل کی حرکت بعض لفظ انکے مختصر طور پر بیان ہیئے واللہ اعلم

نوع اخر یہہ وہ عدد اور الفاظ ہین کہ توحید حق مین استعمال کرتے ہین اور حقیقتون مین

انکے اعتقاد کا بیان اسمین استعارہ نہین ہے اور انمین سے ایک العالم یہہ مخلوقات خداوند عزوجل سے مراد ہے اور کہتے ہین کہ اٹھارہ ہزار عالم ہے اور اہل فلاسفہ پچاس ہزار عالم کہتے ہین اور ایک عالم علوی اور ایک عالم سفلی ہے اور علماء اصول کہتے ہین کہ عرش سے تحت الثری تک جو کچھہ ہے عالم ہے بہرحال عالم مختلف چیزون کا جمع ہونا اور اہل طریقت عالم ارواح اور عالم نفوس کہتے ہین اور انکی مراد وہ نہین ہے جو اہل فلاسفہ کی ہے کیونکہ انکی مراد ارواح اور نفوس کا جمع ہونا ہے المحدث متاخر در وجود یعنے پہلے نہو اور پھر ہو جائے القدیم وجود مین سابق اور ہمیشہ اور جسکی ہستی سب ہستیون سے سابق ہے اور یہہ اللہ تعالے کے سوا نہین الازل جسکے لئے ابتدا نہو الابد جسکے لئے انتہا نہو الذات چیز کی ہستی اور حقیقت الصفۃ جسکی لغت نہو کیونکہ وہ خود قائم نہین ہے الاسم مسمی کا جو غیر التسمیۃ مسمے سے خبر دینا النفی جو عدم اور منفی اقتضا کرے الاثبات جو وجود مثبت کا تقاضا کرے الشیان جو ایک کا وجود دوسرے کے ساتھہ ہونا روا ہو الضدان جو ایک کا وجود دوسرے کے بقا مین روا نہو الغیران جو ایک کا وجود دوسرے کے فنا سے روا ہو الجوہر اصل چیز جو بذات خود قائم ہو العرض جو خود بخود قائم نہو الجسم جو اجزاے متفرق سے جمع ہو السوال طلب حقیقت الجواب سائل کے مضمون سے خبر دینا الحسن جو موافق امر ہو القبح جو مخالف امر ہو السفہ ترک امر الظلم ایک چیز کو دوسری چیز کی جگہہ رکہنا جو اسکے لائق نہو العدل ایک چیز کا اپنی جگہہ پر رکہنا الملک جسکے کئے پر اعتراض نہو سکے یہہ وہ حدین ہین کہ طالب کو ان سے چارہ نہین جو اختصار کے طور پر بیان ہوئین

نوع آخر - یہہ ایسی بات ہے جو شرح کے محتاج ہے اور صوفیون مین اسکا رواج ہے اور اس عبارت سے انکی مراد یہہ ہے کہ اہل زبان کو معلوم ہو جائے اور ظاہر لفظ سے دل مین خاطر سے حصول نفی کے خواستگار ہون تاکہ اوسکو جلد زوال ہو اور دوسرا خاطر آجائے اور صاحب خاطر اسکے دل سے دفع کرنے پر قادر ہو اور اہل خاطر پہلے خاطر کے تابع ہوتے ہین ان امور مین جو حق تعالے سے بندہ پر بے وجہ آجائین - اور کہتے ہین کہ خیر نساج رحمۃ اللہ علیہ

کو خاطر ظاہر ہوا کہ جنید رحمۃ اللہ علیہ دروازہ پر ہے اسنے اوس خاطر کو اپنے سے دور کرنا چاہا ایک اور خاطر آیا اوسکے دفع کرنے مین بہی مشغول ہوا تیسری دفعہ خاطر آیا جنید کو دروازہ پر کہڑا ہوا دیکہا۔ اسنے کہا کہ ای خبر اگر تو پہلے خاطر کا تابع ہوتا اور مشایخ کی سیرت عمل مین لاتا تو مین اتنے وقت تک دروازہ پر کہڑا نہ رہتا اب مشایخ نے کہا کہ اگر خاطر وہ تہا جو خیر کے قریب ہوا تو اسمین جنید کا کیا تہا انہون نے جواب دیا کہ جب جنید خیر کا پیر تہا تو ضرور ہے پیر مرید کے کل حالات پر آگاہ ہوتا ہے۔

الواقع سے وہ مراد ہے جو دلمین ظاہر ہوتا ہے اور باقی رہتا ہے برخلاف خاطر کے وہ باقی نہین رہتا اور کسی حال مین طالب کو اسکے دفع کرنیکا سامان نہین ہوتا جیسا کہ کہتے ہین خطر علے قلبی ترجمہ میرے دلپر گذرا ہے و وقع فی قلبی اور میرے دلمین واقع ہوا ہے پس دل سب خاطر کا محل ہین لیکن واقعات دلی کے دل کے بدون نہین ہوتے کیونکہ اسکے اندر سب حدیث حق درج ہوتی ہی۔ اور اسی سبب جب مرید کے دلمین راہ حق مین کوئی بند آجاتا ہے تو اسکو قید کہتے ہین اور کہتے ہین کہ اسکو واقعہ پڑا ہے اور اہل زبان یہہ واقعہ سے مسایل مین اشکال چاہتے ہین اور جب کوئی اسکا جواب اور شبہہ اٹہائے تو کہتے ہین کہ واقعہ حل ہوا لیکن اہل تحقیق اسپر ہین کہ واقعہ وہ ہوتا ہے جسپر حل روا نہو اور جو حل ہوجائے وہ خاطر ہوتا واقعہ نہین کیونکہ اہل تحقیق کا بند حقیر نہین ہوتا کہ ہر وقت اسکا حکم بدل جاتا ہے اور حال سے پھرتا ہے الاختیار یہہ وہ ہے کہ حق کے اختیار کو اپنے اختیار پر اختیار کریں یعنے جو کچہہ کہ حق تعالی نے اُن کے لیئے اختیار کیا ہے خواہ خیر یا شر اسکو پسند رکہیں اور بندہ کا اختیار حق کا اختیار کرنا بہی اختیار حق سے ہوتا ہے کہ اگر وہ بات نہوتی اور اللہ تعالی اسکو بے اختیار کردیتا تو وہ اپنا اختیار کبہی نچہوڑتا۔ اور ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کو لوگون نے نے پوچھا کہ امین کون ہوتا ہے اوس نے جواب دیا کہ جسکا اختیار نرہا ہو اور حق کے اختیار کو اوس نے اپنا اختیار کیا ہو۔ اور جنید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک وقت انکو تپ آیا عرض کی کہ بار خدایا مجھے آرام عطا فرمایئے۔ آپ کو ندا آئی کہ تو کون ہے جو میرے ملک مین بات کرتا ہے۔ اور اختیار ظاہر

کرتا ہے مین اپنے ملک کی تدبیر تجھ سے اچھی جانتا ہون تو میرے اختیار کو اختیار کر۔ اپنا اختیار
ظاہر مت کر واللہ اعلم **الامتحان** اس لفظ سے امتحان اولیا کا مراد ہے کہ حق تعالی سے انکے
دل پر کئی طرح کی بلائین پہونچتی ہین جیسے خوف اور غم اور ہیبت اور قبض اور مثل انکے جیسا کہ خداوند
عز وجل نے فرمایا ہے اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقوی لہم مغفرۃ واجر عظیم۔
ترجمہ وہ گروہ ہے جنکے دلون کو پرہیزگاری مین اللہ تعالے نے امتحان کیا ہے اونکے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے
اور یہہ بلند درجہ ہے واللہ اعلم بالصواب۔ البلاء بلا سے دوستون کے تن کا امتحان کئی طرح
کی سختیون اور بیماریون اور رنجون سے کیا جاتا ہے اور جس قدر کہ بندہ پر بلا زیادہ قوی ہوتی ہے
اسکو حق سے قربت زیادہ ہوتی ہے کیونکہ بلا لباس اولیاون کا ہے اور برگزیدہ لوگون کا
جھولا اور ابنیا کی غذا۔ کیا تو نے نہین دیکھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نحن معاشر
الانبیاء اشد الناس بلاءً ہم نبیون کا گروہ بلا کے رو سے آدمیون سے زیادہ سخت ہین۔
اور یہہ بھی فرمایا اشد الناس بلاءً الانبیاء ثم الاولیا ثم الامثل فالامثل۔ ترجمہ بلا مین
زیادہ سخت آدمی نبی ہین پھر اولیا پھر بڑے آدمی پھر انکے مثل۔ غرض کہ بلا رنج کا نام ہے جو بندہ
سوسکے دل اور تن پر پیدا ہوتا ہے اور اصل اسکی نعمت ہوتی ہے اسلئے کہ اوسکا بھید بندہ پر پوشیدہ
ہوتا ہے اوسکی درد اوٹھانے سے صواب ہوتا ہے اور جو کافرون پر وارد ہوتا ہے وہ بلا نہین
ہوتی بلکہ وہ کم بختی ہوتی ہے اور کافر کبھی شقاوت سے شفا نہین پاتے پس بلا کا مرتبہ امتحان سے
بہت بڑا ہوتا ہے۔ کیونکہ امتحان کا اثر دل پر ہوتا ہے۔ اور بلا کے تاثیر دل پر اور تن پر اور یہ
قوی ہے واللہ اعلم بالصواب التحلی کسے قوم سے قول و فعل مین سادی ہونا ہے پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے لیس الایمان بالتحلی والتمنی ولکن ماوقر فی القلوب وصدقہ العمل۔
ترجمہ ایمان ظاہرداری سے نہین لیکن جو دلمین وقر پیدا کرے اور عمل اسکو سچا کرے۔ پس کسے
گروہ سے بدون حقیقت معاملہ کے مشابہ ہونا تحلی ہوتا ہے اور جو دکھائین اور حقیقت مین
نہون یعنی ظاہرداری کرین وہ جلدی خوار ہوتے ہین اور انکا بھید کھلجاتا ہے التجلی یہہ انوار حق

کی تاثیر ہے جو مقبولون کے دلون پر متوجہ ہوتے ہین جس سے اس لیاقت پر پہنچتے ہین کہ حق تعالے
کو دیکھین - اور اس رویت دلی اور رویت عینی مین وہ ہی کہ تجلی اگر چاہی دیکھے اور اگر نہ چاہی نہ دیکھے
یا کسیوقت دیکھے اور کسی وقت نہ دیکھے پہر اہل نظر اگر بہشت مین دیکھنا نچاہینگے تو نہ دیکھہ سکینگے
کیونکہ تجلی پر بردہ جائز ہوتا ہے اور رویت پر پردہ جائز نہین ہوتا واللہ اعلم - التخلی وہ بندہ کا
شغل مانع ذکر حق تعالے سے جدا ہونا انہین سے ایک ہے جس سے ہاتھہ خالی کرنا چاہی دوسرا
عاقبت کہ اوس سی دلکو خالی کرین تیسیرا خواہش نفسانی کی متابعت کہ اس سی سر کو خالی کرین چوتہا خلقت
کی صحبت کہ ان سی اپنی جگہہ خالی کرے اور دل انکے اندیشہ سے خالی کرین التفرد یہہ آفات او حجاب
اور بیقراری سے خلاصی پانیکے واسطے حق کو طلب کرنا ہے کیونکہ طالب کو بلائین سب حجاب سے
ہوتی ہین پس گروہ طالبون کا کشف حجاب اور انکے سفر اور تعلق ہر چیز کو شرود کہتے ہین ابتدائے
طلب مین زیادہ بیقرار ہوتا ہے اور انتہا مین وصل جائے گیر ہوتا ہے القصود طلب
حقیقت مقصود مین ارادہ صحیح کرنا اور اس گروہ کا قصود حرکت اور سکون سے متعلق نہین
اسلئے دوست اگرچہ دوستی مین ساکن ہو قاصد ہوتا ہے اور یہہ عادت کے خلاف ہی اسلئے
کہ قاصدون کا قصد یا ظاہر پر موثر ہوتا ہے یا انکے باطن پر نشان مگر جو دوست کہ بوجہ طلب
کرتے ہین اور بدون حرکات کے قاصد ہوتے ہین انکی سب صفتین خود قصد ہوتی ہین جو انتہا کا
قصد کرتے ہین اور جب دوستی حاصل ہو تو سب قصد ہوتا ہے الاصطناع اس سی یہہ مراد ہوتی
ہے کہ بندہ کو مہذب کرین اور اسکی سب صفتین فنا ہوا اور سب حظوظ نفسانی اور اوصاف نفس
کو بدل ڈالین تا اوصاف ذاتی کے زوال اور اوصاف نفسانی کے تبدیل ہونے سے بیخود ہو جائے
اور اس درجہ مین خاص پیغمبر ہوتے ہین اولیا کو یہہ درجہ نہین ملتا اور ایک گروہ مشائخ کا انبیا
اور اولیا پر یہی روا رکہتے ہین واللہ اعلم بالصواب الاصطفا وہ ہوتا ہے کہ حق تعالے بندہ
کے دلکو اپنے لئے فارغ فرماتا ہے تا اپنی صفای معرفت کی اوسکے دلمین ظاہر کرے اور یہہ درجہ خاص و عام
مومنون کا ہی اسمین سب یکسان ہین عاصی مطیع - ولی نبی چنانچہ خداوند عز وجل نے فرمایا ہی

تجلیات حق ہیں کہ بندہ کو بالکل مقہور کر دیتے ہیں
تاکہ نفی ارادت میں اوس کے دل کا امتحان ہو اور قلب ممتحن اور مصطلم دونوں کے ایک معنے ہیں۔ الا اصطلام
زیادہ خاص اور زیادہ دقیق امتحان ہے صاحبان اس طریقت کی عبارتوں میں ایسا رواج ہے واللہ اعلم
بالصواب۔ یہ دل پر حجاب تیرا ہے جس کا کشف ایمان کے بدون نہیں اور وہ حجاب کفر اور گمراہی ہے
جیسا کہ خداوند عزوجل نے فرمایا ہے اور کافروں کے دل کی صفت کی ہے

اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ یہ وہ ہوتا ہے جس کا زوال خود ممکن نہیں ہوتا خواہ کسی
صفت سے ہو کیونکہ کافروں کا دل اسلام پذیر نہیں ہوتا اور جو ان میں سے ایمان لاتے ہیں وہ خداوند
تعالیٰ کے علم میں مومن ہوتے ہیں واللہ اعلم الغین دل پر ایک پردہ ہوتا ہے جو استغفار سے اٹھ جاتا
ہے اور وہ دو طرح پر ہوتا ہے ایک خفیف دوسرا غلیظ۔ غلیظ غافلوں اور کافروں کے واسطے ہوتا
ہے اور خفیف سب کے لیے ہے خواہ ولی ہو یا نبی۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
انه ليغان على قلبي وانی لاستغفر الله فی کل یوم مائة مرة۔ ترجمہ تحقیق میرے دل پر پردہ ڈالا جاتا ہے اور
میں ضرور ہر روز اللہ تعالیٰ سے سو مرتبہ معافی چاہتا ہوں پس غین غلیظ کے لیے توبہ شرط ہے
اور خفیف کیلئے خدا کیطرف رجوع اور توبہ کے معنے گناہ سے اطاعت کیطرف جانا ہے اور رجوع اپنے آپ سے
خداوند تعالیٰ کیطرف لوٹنا ایسی توبہ گناہ سے کرتے ہیں اور بندوں کا گناہ امر کے مخالفت ہوتی ہے اور دوستوں کا گناہ ارادہ کی
مخالفت ہیں بندوں کا جرم گناہ ہوتا ہے اور دوستوں کا جرم اپنی ہستی کا دیکھنا اگر کوئی خطا سے صواب کیطرف جاوے تو کہتے ہیں کہ
تائب ہے اگر صواب سے صواب کیطرف جاوے تو کہتے ہیں منیب ہے اور اگر خطا سے صواب کیطرف جاتا ہے کہتے ہیں جو کہ اور یہ سب توبہ کی بابت
بیان ہوئے واللہ اعلم التلبیس خلقت میں چیز کو حقیقت کے برخلاف ظاہر کرنا جیسا کہ خداوند عزوجل نے
فرمایا ہے للبسنا علیھم ما یلبسون ترجمہ البتہ پہنایا ہم نے انکو جو پہنتے ہیں یعنے پردہ ڈالدیا اور غیر
حق تعالیٰ کو یہ صفت محال ہوتی ہے اس لیئے کہ کافر کو نعمت سے مومن کرتا ہے اور مومن کو نعمت سے
کافر اور اس کے اظہار حکم اور حقیقت کا وقت ہر ایک میں ہو جاوے اور جب اس گروہ سے ایک شخص نیک

خصلتوں کو بری صفتوں میں چھپا دیتا ہے کہتے ہیں کہ تلبیس کرتا ہے اور اس جگہ کے سوا اس عبارت کو استعمال نہیں کرتے۔ اور نفاق اور ریا کو تلبیس نہیں کہتے۔ گو اصل میں وہ بھی تلبیس ہوتا ہے اس لئے کہ اقامت فعل حق کے سوا تلبیس کے استعمال نہیں الشرب طاعت کے شیرینی اور کرامت کی لذت اور انس کی راحت کو گروہ صوفیہ شرب کہتے ہیں اور کوئی شخص کوئی کام لذت شرب کے سوا نہیں کر سکتا جیسا کہ تن کا سیراب ہونا پانی سے ہوتا ہے دل کا شرب راحت اور شیرینی طاعات سے ہے اور میرا شیخ رضی اللہ عنہ کہتا ہے کہ مرید بے شرب اور عارف باشرب ارادت اور معرفت سے خالی ہوتے ہیں اس لیے کہ مرید کو چاہیئے کہ اپنے کام سے شرب ہو تاکہ ارادت حق طلب بجا لائے لیکن عارف کو شرب نہ ہونا چاہیئے تاکہ بدوں ارادت حق شرب سے ایسی حالت ہو جائے کہ اگر اپنے نفس کی طرف رجوع کرے تو آرام نہ پائے واللہ اعلم بالصواب الذوق یہ شرب کی مانند ہوتا ہے لیکن شرب راحتوں کے سوا استعمال نہیں اور ذوق رنج اور راحت کو اچھا تحمل کرتا ہے جیسا کہ اگر کوئی کہے ذقت الحلاوۃ و ذقت البلاء و ذقت الراحۃ تو سب درست ہیں پھر شرب کو کہتے ہیں شربت بکاس الوصل و بکاس الود اور ایسا ہی اور بھی۔ اس لیئے جب خداوند تعالی نے شرب کی حدیث یاد کی تو فرمایا کلوا واشربوا ھنیئا یعنے مزہ سے کھاؤ پیو اور جب ذوق سے یاد کیا تو فرمایا ذق انک انت العزیز الکریم چکھ تحقیق تو غالب کریم ہے دوسری جگہ فرمایا ذوقوا مس سقر ترجمہ مس دوزخ کو چکھو یہ حدود الفاظ کے علم میں جو مروجہ صوفیوں کے ہمنے یاد کر دیئے اگر سب وہ بیان کروں تو کتاب بڑی ہو جائے واللہ اعلم بالصواب +

گیارھواں حجاب سماع سے کھلتا ہے جاننا چاہیئے کہ حصول علم کے پانچ سبب ہیں ایک سمع یعنے سننا دوسرے بصر یعنے دیکھنا تیسرے ذوق یعنے چکھنا چوتھا شم یعنے سونگھنا۔ پانچواں لمس یعنے چھونا اور خداوند تعالی نے دل کیواسطے یہ پانچ دروازے بنائے ہیں اور ہر جنس کا علم ان میں سے ایک کے ساتھ متعلق ہے جیسا کہ سماعت کو آواز اور خبر سے علم ہوتا ہے اور بصارت کو رنگوں اور شکلوں سے اور ذائقہ کو شیرینی اور تلخی سے علم ہوتا ہے اور شامہ کو خوشبو اور بدبو کا علم۔ ان پانچ

حواس میں سے چار کیواسطے خاص محل ہیں اور ایک تمام بدن میں پھیلا ہوا ہے یعنے سماعت کیواسطے کان اور بصارت کے واسطے آنکھیں اور ذائقہ کیواسطے زبان اور شامہ کے واسطے ناک اور لمس کو تمام بدن میں جگہ ہے اس لیئے کہ آنکھ کے سوا دیکھا نہیں جاتا اور کان کے سوا سنا نہیں جاتا اور ناک کے سوا سونگھا نہیں جاتا اور زبان کے سوا چکھا نہیں جاتا لیکن تمام بدن نرم اور کھردری اور گرم اور سرد کو معلوم کر سکتا ہے اور انہیں سے جائز ہے کہ ہر ایک سب اعضاؤں میں پھیلا ہو جیسا کہ لمس اور معتزلہ کے نزدیک ہر ایک محل مخصوص کے سوا روا نہیں ہوتا اور انکا قول باطل ہے کیونکہ صرف لمس کیواسطے محل خاص نہیں ہے جب ایک ان پانچ سے محل خاص نہیں رکھتا ہے اور یہ ایک اس صفت پر ہو سکتا ہے پس اوروں کیواسطے بھی یہی صفت روا ہے اور یہاں یہ ماجرا مراد نہیں لیکن اس قدر کا بیان ضروری تھا تاکہ تحقیق معنے کی ہو سکے پس جن چار حواس کا ذکر ہو چکا ہے اس میں سے پانچویں کے سوا کہ سنتا ہے ایک دیکھتا ہے ایک سونگھتا ہے ایک چکھتا ہے ایک چھوتا ہے اور روا ہوتا۔ اس عالم کا اعجوبہ دیکھنا اور خوش بو چیزوں کا سونگھنا اور عمدہ نعمتوں کا چکھنا اور نرم چیزوں کا چھونا اور آوازوں کا سننا عقل کا رہنما ہوتا ہے اور اوسکو خداوند تعالیٰ کیطرف رہنما ہوتا ہے اس لیئے کہ جانتا ہے کہ جہان محدث ہی اور محل تغیر ہے اور جو حادث ہے محدث سے خالی نہیں ہوتا ہی اس کے لیئے پیدا کرنیوالا ہے جو اسکی جنس سے نہیں کیونکہ یہ پیدا کردہ ہے اور اسکا پیدا کرنیوالا پیدا کنندہ ہے اور یہ جسم پذیر ہے اور اسکا پیدا کرنیوالا جسم دہندہ ہے اور یہ محدث ہے اور اسکا پیدا کرنیوالا قدیم ہے اور یہ محدود ہے اور اسکا پیدا کرنے والا غیر محدود اور سب چیزوں پر قادر ہے اور سب کام کر سکتا ہے اور سب معلومات کا عالم ہے اور اسکا تصرف ملک میں جاری ہے اور جو چاہتا ہے کر سکتا ہے اور اس نے برہان صادق کیساتھ رسول بھیجے لاکن لوگوں کا ایمان لانا اوس کے رسولوں پر واجب نہیں ہوتا جب تک معرفت کا وجوب سماعت سے معلوم نہ ہو کیونکہ شرع اور دین کا موجب ہے اور اسی سبب سے اہل سنت دنیا میں سماعت کو بصارت پر فضیلت دیتے ہیں اور اگر کوئی خطا کار کہے کہ کان محل خبر ہیں اور آنکھیں نظر کا مکان ہے اور اللہ تعالیٰ کا دیدار اوس کی کلام سننے سے زیادہ افضل ہے میں کہتا ہوں ہم سمع سے جانتے ہیں کہ

خداوند کا دیدار مومنوں کو بہشت میں جائز ہے کیونکہ دیدار کے عقل سے جائز ہوئے ہیں وسکا حجاب کشف
سے زیادہ اچھا نہیں اس لئے کہ ہم نے خبر سے معلوم کیا ہے کہ مومنوں کو کشف ہوگا اور اُن کی نظر
سے حجاب اُٹھ جائیگا تب خداوند عزوجل کو دیکھینگے پس سمع بصر سے زیادہ فاضل ہُوا اور یہ
بھی الیسی ہے کہ سب امر شریعت کے سماعت پر مبنی ہیں۔ اگر سماعت نہوتی تو اسکا ثبوت محال ہوتا اور
انبیا علیہ السلام جی آئے پہلے انہوں نے کہتا تا کہ جو سننے والے تھے انہوں نے سن لیا اور ایمان
لائے پھر انہوں نے معجزے دکھائے اور معجزہ دیکھنے میں اسکی تاکید بھی کان سے ہی تھی ان دلائل سے جو
شخص سماعت کا انکار کرے وہ بالکل شرع کا منکر ہے اور اس کا حکم اسنے اپنے اوپر چھپایا اب میں اسکا
حکم جامع ظاہر کرتا ہوں انشاءاللہ عزوجل +

قرآن مجید کا سننا اور اسکے متعلق کا باب

بہت اولے درجہ کے سننے والی چیز جو دلکو فایدہ
دے کلام اللہ عز اسمہ ہے اور سب مومن ما مور اور کافر مکلف ہیں خواہ آدمی ہوں یا پری۔ اللہ تعالے کی
کلام سننے پر اور معجزات قرآن سے ایک یہ ہے کہ اوس کے پڑھنے اور سننے سے ملالت میں نہ آوے
اس لئے کہ اس میں بڑی رقت ہے یہانتک کہ کفار قریش رات کو پوشیدہ آتے اور پیغامبر
صلے اللہ علیہ وسلم نماز میں ہوتے اور یہ سنتے تھے جو کچھ آپ پڑھتے تھے وہ تعجب کرتے تھے جیسا نضر بن
حارث کہ ان سے زیادہ فصیح تھا اور عتبہ بن ربیعہ کہ بلاغت میں جادوگر تھا اور ابوجہل بن ہشام
جو کلام اور برہانوں میں ید بیضا دکھاتا اور نظم پیدا کرتا تھا اور دوسرے انکو مثل یہاں تک کہ پیغامبر
صلے اللہ علیہ وسلم ایک رات سورت پڑھ رہے تھے عتبہ بے ہوش ہُوا اوس نے ابوجہل کو کہا کہ مجھے معلوم
ہُوا کہ یہ مخلوقات کے کلام نہیں ہے اور خداوند تعالے نے پریوں کو بھیجا تا کہ فوج فوج جمع آئی اور
کلام اللہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا جیسا کہ خدائے عزوجل نے فرمایا فقالوا انا سمعنا
قرانا عجبا ترجمہ پس انہوں نے کہا تحقیق ہم نے قرآن عجیب سنا ہے پھر پریوں کے قول
سے ہم کو خبر دی۔ کہ یہ قرآن رہنما ہے جو ہمارے دل کو صواب کیطرف راہ دکھاتا ہے اور فرمایا
یھدی الی الرشد فامنابہ ولن نشرک بربنا احدا ترجمہ ہدایت کرتا طرف بزرگی کے پس ہم ایمان لائے

لائے اور ہم اپنے رب سے کسیکو شریک نہین بنائین گے یعنے اوسکی نصیحت اور نصیحتوں سے اچھی ہے اور اسکا
لفظ اور لفظوں سے مختصر اور اس کا امر سب امروں سے لطیف اور اس کے نہی سب نہیوں سے زیادہ ہٹانیوالی ہے
اور اسکا وعدہ سب وعدوں سے زیادہ دلپسند اور اوسکا وعید سب وعیدوں سے زیادہ جان گداز اور اوسکا
قصہ سب قصوں سے زیادہ شبیع اور اس کے مثلین سب مثالوں سے زیادہ فصیح اس کے سننے نے ہزاروں کا
شکار کیا ہے اور اس کے لطیفوں نے ہزار ہا جان بلا کے لوٹ مین دی ہوئے دنیا کے عزیزوں کو
ذلیل کرتا ہے اور دنیا کے ذلیلوں کو عزیز کرتا ہے جب عمر بن خطاب نے سنا کہ اس کے بہن اور داماد مسلمان
ہو گئے تو تلوار نکالکر ان کے قتل کو آمادہ ہوا اور دل سے ان کے محبت دور کی تب حق تعالی نے اپنی مہربانی
کے لشکر سورہ طہ کے گوشوں میں گھات پر بٹھایا۔ یعنے جب وہ بہن کے گھر کے دروازہ پر آیا تو اوسکی بہن
پڑہ رہی تھی طہ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشی آیۃ ترجمہ ہمنے تیری طرف قران مجید اسلئے
نازل نہین کیا کہ تو نا امید ہو جاوے لیکن ڈرنیوالے کیلئے نصیحت ہے سنتے ہی عمر بن خطاب کیجان اسکے
دقایق کا شکار ہوئی اور اسکا دل اس کے شکار بند لطایف میں قابو ہوا صلح کی راہ اختیار کی اور لڑائی
کا سامان بدلڈالا مخالفت سے موافقت مین آیا اور مشہور ہے کہ جب حضور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت پڑہی
ان لدینا انکالا و جحیما و طعاما ذا غصۃ و عذابا الیما آیۃ ترجمہ تحقیق ہمارے پاس عذاب دوزخ
اور کھانا گلا گھونٹنے والا اور عذاب دردناک ہے۔ وہ سنتے ہی غش کھا کر گرے اور کہتے ہیں کہ ایک شخص
نے عمرؓ کے روبرو پڑہا ان عذاب ربک لواقع ما لہ من دافع آیۃ ترجمہ تحقیق عذاب تیرے کا واقع ہونیوالا ہے
کوئی اس کے دفعہ کرنیوالا نہیں اسنے نعرہ مارا اور بیہوش ہوا اسکو اٹھا کر گھر میں لیگئے اور ایک مہینہ تک بیمار
رہا کیونکہ وہم خوف خداوندی نے اسپر تسلط کیا اور کہتے ہیں کہ ایک مرد نے عبد اللہ بن حنظلہ کے پاس
یہ آیت پڑھی لھم من جہنم مہاد و من فوقہم غواش ترجمہ ان کے لیئے دوزخ کا بچھونا ہے اور انکے اوپر پردہ
ہے اسنے سنتے ہی رونا شروع کیا یہانتک کہ حکایت کرنیوالا کہتا ہے کہ میں نے خیال کیا کہ اسکی
جان نکلی پھر وہ کھڑا ہو گیا لوگوں نے کہا اے استاد بیٹھ اسنے جواب دیا کہ اس آیت کی ہیبت مجھے
بیٹھنے نہیں دیتی اور کہتے ہیں کہ جنید کے روبرو یہ آیت پڑہی گئی۔ یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون

مالا تفعلون ترجمہ یعنی اے ایماندارو کیوں کہتے ہو جو نہیں کرتے - اسنے کہا کہ بار خدایا
ان قلنا قلنا بک وان فعلنا فعلنا بتوفیقک فاین فی القول یعنے اگر ہم نے کہا ہے تو تیرے حکم سے کہا ہے اور
اگر ہم نے کہا ہے تو تیری توفیق سے کیا ہے شبلی سے روایت ہے کہ اوس کے روبرو وَاذْکُرْ رَبَّکَ
اِذَا نَسِیْتَ یعنے یاد کر اپنے رب کو جب تو بھول جائے پڑھا گیا اوس نے کہا ذکر کی شرط نسیان ہیں
ہے اور سب جہان اوسکی ذکر میں رہتا ہے اوس نے نعرہ مارا اور بیہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو کہا میں تعجب
کرتا ہوں اوس جان سے کہ کلام الہی سنے اور نہ نکلے - ایک شیخ نے کہا ہے کہ ایک وقت میں کلام اللہ پڑھتا تھا
واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ ترجمہ یعنے ڈرو اوس روز سے جب تم اللہ تعالی کیطرف رجوع
کروگے تب ہاتف نے آواز دی کہ آہستہ پڑھ کیونکہ چار پریاں اس آیت کے ہیبت سے مری ہیں - ایک
درویش نے کہا ہے کہ میں دس سال سے نماز میں قران شریف جواز کے مقدار سے زیادہ نہیں پڑھا - اور
نہ سنا ہے لوگوں نے پوچھا کہ کیوں اس نے کہا اس ڈر سے کہ مجھ پر دلیل ہو جائیگی - ایکروز میں شیخ ابو العباس
شقانی کے پاس آیا اوسکو یہ آیت پڑھتا پایا ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شیئ مثال دی اللہ
نے بندہ سے جو زیر ملک ہے اور کسی چیز پر قادر نہیں - اوس نے نعرہ مارا اور بیہوش ہوا میں نے خیال کیا
کہ دنیا سے رخصت ہوا میں نے پوچھا اے شیخ یہ کیا حال ہے اوس نے کہا گیارہ سال ہوے تو میرا ورد
یہاں پہونچا ہے اب یہاں سے میں چل نہیں سکتا - ابو العباس عطا سے لوگوں نے پوچھا کہ شیخ نے ہر روز
کس قدر قرآن شریف کی منزل رکھی ہے اوس نے کہا اس سے پہلے آٹھ پہر میں دو ختم کرتا تھا اب چودہ سال
سے اب تک آج سورۃ انفال پر پہونچا ہوں کہتے ہیں کہ ابو العباس نے قصاب قاری کو کہا کہ پڑھ - اوس نے
پڑھا یا ایہا العزیز مسنا واہلنا الضر وجئنا ببضاعۃ مزجاۃ یعنے اے عزیز ہم کو اور ہمارے اہل کو ضرر پہونچا
اور ہم تھوڑا سا اسباب لائے ہیں - پھر کہا پڑھ اوس نے پڑھا قالوا ان یسرق فقد سرق اخ لہ من قبل یعنی اگر اسنے چورایا ہے تو پہلے اسکے
بھائی نے بھی چورایا ہے پھر کہا پڑھ اس نے پڑھا لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم آیت آج تم پر ملامت نہیں اللہ تعالی
تم کو بخشیگا پھر کہا بار خدایا ظالم میں ہیں یوسف کے بھائیوں سے زیادہ ہوں اور تو کرم میں یوسف سے
زیادہ ہے مجھ سے وہ کر جیسا اوس نے جانی بھائیوں سے کیا اور باوجود اس سب کے ہم سب اہل اسلام

قرآن شریف کے سننے پر مامور ہیں خواہ مطیع ہیں یا عاصی اس لیئے کہ خداوند عزوجل نے فرمایا ہے واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون ترجمہ اور جب قرآن شریف پڑھا جاوے تو اوسکو سنو اور چپ رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے سننا اور چپ رہنا فرمایا خلقت کو اوس حال میں جب قرآن پڑھا جاوے اور یہ بھی فرمایا فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ آیت یعنے پس خوشخبری دو میرے بندوں کو جو قول سنتے ہیں پس اوس سے اچھے کی تابعداری کرتے ہیں یعنی اوس کے امر مانتے ہیں اور تعظیم سے سنتے ہیں اور یہ بھی فرمایا الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم یعنی کلام حق سننے والوں کے دل پر خوف ہوتا ہے اور یہ بھی فرمایا۔ الذین آمنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ - الا بذکر اللہ تطمئن القلوب جو لوگ ایمان لائے ان کے دل خداوند تعالی کے ذکر میں لگے ہیں خبردار خداوند تعالی کے ذکر میں دل آرام پاتے ہیں اور ایسا ہی بہت آیات ہیں کہ حکم اس قول کی تاکید کرتے ہیں پھر اس کے برخلاف ہے وہ گروہ کہ کلام الہی کو سنتے ہیں اور کان سے دل کی طرف جانے نہیں دیتے اور خداوند عزوجل نے فرمایا ہے ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ یعنے اللہ تعالی نے ان کے دلوں پر اور انکے کان پر اور انکی آنکھوں پر مہر کردی پردہ ڈالنے سے یعنے اس کی سماعت کے مکان بند ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ قیامت کے روز دوزخی کہیں گے لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحب السعیر یعنے ٹھیک قرار واقعی ہم سنتے یا تحقیق سے جانتے تو ہم دوزخیوں سے نہ ہوتے اور کہا ومنھم من یستمع الیک وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ وفی اذانھم وقرا یعنے جو گروہ تجھ سے سنتا ہے بعض ہیں سو ایسے ہیں کہ انکے دلوں پر حجاب ہوتا ہے اور انکے کان بہرے ہوتے ہیں تو ایسا ہو جاتے ہیں جیسا کہ انہوں نے سُنا ہی نہیں اور ایسے بھی فرمایا ولا تکونوا کالذین قالوا سمعنا وھم لا یسمعون یعنے یہ بوجہ شکایت ہی کے ایسے مت ہو جیسا اس گروہ نے کہا ہم نے سنا ہے اور انہوں نے دل سے نہیں سنا اور ایسا ہی بہت آیات ہیں اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ابن مسعود کو فرمایا - اقرء علے فقال انا اقرء علیک وعلیک انزل فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انی احب ان اسمعہ عن غیری ترجمہ اور یہ دلیل واضح ہے اس بات پر کہ سننے والا قاری سے زیادہ کامل ہوتا ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا میں

غیر سے سننا زیادہ دوست رکھتا ہوں اس لئے کہ پڑھنے والا حال سے پڑھتا ہے یا غیر حال سے اور سننے والا بدوں حال کے نہیں سنتا کیونکہ کلام کرنے میں ایک نوع کا تکبر ہوتا ہے اور سننے میں ایک نوع کی تواضع یہی پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے شیبتنی سورة هود مجھے سورۃ ہود نے بوڑھا کر دیا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ اسواسطے تھا کہ سورۃ ہود کے آخر میں یہ آیت حاصل تھی فاستقم کما امرت یعنے قایم ہو جیسا کہ تو حکم دیا گیا ہے اور آدمی امور حقیقت میں حق پر قایم ہونے سے عاجز ہے اس لئے بندہ بدوں توفیق حق کچھ نہیں کر سکتا جب فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ سنا تو حیران ہوا کہ کیسطرح ہو سکتا ہے کہ میں اس آیت کے حکم پر قایم رہوں دل کس رنج سے اس کے قوت جاتی رہی اور رنج پر رنج زیادہ ہوا تا کہ ایکدن اپنے گھر میں اٹھا اور ہاتھ زمین پر رکھے اور قوت پکڑی ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ یہ کیا حال ہے ۔ تو ابھی جوان اور تندرست ہے فرمایا کہ سورہ ہود نے مجھے بوڑھا کر دیا یعنے اس امر کے سننے نے میرے دل میں ایسی قوت پائی ہے کہ میری قوت ساقط ہوئی اور ابوسعید خدری کے اصحاب سے ایک نے روایت کی ہے کہ اوس نے کہا ہے کنت فی عصابة فیها ضعفاء المهاجرین وان بعضهم لیستر بعضا من العری وقاری یقرء علینا ونحن نستمع القراءة قال فجاء رسول الله صلے الله علیه وسلم حتی قام علینا فلما راٰه القاری سکت قال فسلم فقال ماذا کنتم تصنعون قلنا یا رسول الله کان قاری یقرء علینا ونحن نستمع بقراءته فقال النبی صلے الله علیه وسلم الحمد لله الذی جعل فی امتی من امرت ان اصبر نفسی معهم قال ثم جلس وسطنا لیعدل نفسه فینا ثم قال بیده هکذا فتحلق القوم فلم یعرف رسول الله صلے الله علیه وسلم منهم احد قال وکانوا ضعفاء المهاجرین فقال النبی صلے الله علیه وسلم ابشروا صعالیک المهاجرین بالفوز التام یوم القیمة تدخلون الجنة قبل اغنیاء کم بنصف یوم کان مقدار خمس مائة عام یعنے میں ایک ضعیف مہاجروں

یعنے میں ایک ضعیف مہاجروں کے گروہ میں تہا کہ انہوں نے اپنا بعض بدن کو ننگاپن سے بعض بدن کے ساتھ ڈہانپا تہا اور ایک قاری قرآن پڑھتا تہا اور ہم اوسکی قرارت سنتے تہے اسنے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ہمہیر کھڑے ہوئے جب قاری نے آپ کو دیکھا تو چپ رہا پھر پیغمبر صنے ہمپر سلام کیا اور فرمایا کہ تم کیا کر رہے تہے ہم نے کہا یا رسول اللہ ایک قاری ہم کو قرآن شریف سنا رہا تھا اور ہم سنتے تہے۔ پھر حضرت نے فرمایا شکر ہے اوس قادر کا جس نے میری امت میں ایسی آدمی پیدا کئے جنکے ساتھ میں صبر کرنے پر مامور ہوا وس نے کہا پھر حضرت ہمارے درمیان دم لینے کو بیٹھ گئے پھر ہاتھ سے فرمایا کہ ایسا کرو پھر قوم نے حلقہ باندھا انمیں سے کسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچانا۔ اس نے کہا او ضعیف مہاجر تہے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بشارت دو مفلس مہاجروں کو کامل کامیابی کی قیامت کے روز آدہا دن جو پانچ سو برس کے برابر ہوگا غنی لوگوں سے پہلے داخل ہوں گے اور یہ خبر جنید سے مختلف روایتوں سے ہے لیکن یہ اختلاف عبارت سے ہے معنے سب ایک ہیں **فصل** - ابی اوفے کے بیٹے اور زارہ جو اصحاب کبار رضی اللہ عنہم سے تہا اور امامت کرتا تہا اونے ایک آیت پڑھی اور نعرہ مارا اور جان دی اور ابو جعفر بڑی بزرگ تابعین سے صالح مری رحمۃ اللہ نے اوسپر ایک آیت پڑہی بیہوش ہوا اور جان دی اور ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتا ہے کہ میں کوفہ کے ایک گانوں میں جاتا تہا ایک بڑھیا کو دیکھا نماز میں کہڑی ہوی اسکی نشان نیک ظاہر تہے جب نماز سے فارغ ہوئی تبرک کے سبب میں نے اسکو سلام کیا اسنے مجہے پوچھا کہ تو قرآن جانتا ہے میں نے جواب دیا کہ ہاں جانتا ہوں اوس نے مجہے کہا کہ کوئی آیت پڑہ میں نے آیت پڑہی اوس نے جان کو استقبال دیدار کیلئے بھیجا اور رہگرا ہی عالم بالا ہوی احمد بن ابی الحواری روایت کرتا ہے کہ میں نے جنگل میں ایک جوان کو دیکھا کہ کہردری گدڑی لیکر ایک کنوئیں کے سر پر کھڑا ہوا مجہے کہا کہ اے احمد آیت پڑھ اوس نے کہا مجہے خداوند تعالے نے الہام دیا ہے تب میں نے پڑہا ہے ان الذین قالوا ربنا اللّٰہ ثم استقاموا تحقیق جن لوگوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پہر قایم ہوئے پہر جوان نے کہا کہ خداوند کعبہ کی قسم کہ تو نے وہی پڑہا ہے جو اسوقت فرشتے نے مجہپر پڑہا ہے اوسیوقت فوت ہوا اگر وہ سب حکایتیں

ان معنے سے متصل ہیں یاد کروں تو اپنے مطلب سے رہجاؤں وباللہ التوفیق

چھبیسواں باب شعر کہنا اور اسکے متعلقات غرض کہ شعر کا سننا مباح ہے اور پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا ہے اور سنا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے ان من الشعر لحکمۃ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن حیث وجدھا فھو احق بھا ترجمہ حکمت مومن کی گم شدہ چیز ہے جب وسکو پایا تو وہ اوس سے زیادہ لایق ہے شعر سے حکمت مراد ہے کہ یہ مومن کے گم شدہ چیز ہے جو آدمی سے غایب ہے جب آئے تو مومن اس سے زیادہ لایق ہے اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ اصدق کلمۃ قالتھا العرب قول لبید یعنے بہت سچا کلمہ جو عرب نے کہا ہے لبید کا قول ہے شعر الا کل شیء ما خلا اللہ باطل۔ وکل نعیم لا محالۃ زائل آگاہ ہو کہ ہر شئے ماسوائے اللہ باطل ہے اور ہر نعمت بالضرور دور ہونیوالی ہے۔ عمر بن شرید اپنے باپ سے رضی اللہ عنہما روایت کرتا ہے۔ استنشدنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل تروی من شعر ابن ابی الصلت شیئاً فانشدتہ مائۃ قافیۃ فجعلت کلما مررت علی بیت قال ھیہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کاد ان یسلم فی شعرہ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر سنانے کی بابت کہا کہ کیا تو امیہ بن ابی الصلت سے کچھ روایت کرتا ہے پس میں نے ایک سو قافیہ پڑھا پس جب ایک بیت پڑھ جاتا فرماتے کہ لاؤ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریب ہے کہ وہ اپنے شعر میں اسلام لاویگا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایسی بہت روایتیں ہیں اور عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ لوگوں کو اس میں غلطیاں پڑی ہیں اور ایک گروہ سب شعروں کا سننا حرام کہتے ہیں اور دن رات غیبت مسلمانوں کی کرتے ہیں اور ایک گروہ سب قسم شعروں کو حلال کہتے ہیں اور رات دن غزل اور چہرہ اور زلف اور خال معشوق کی صفت سنتے ہیں اور اس مادہ میں ہر ایک ایک دوسرے پر دلائل لاتے ہیں اور میری مراد ان کے کہنے سننے سے اثبات نفی نہیں لیکن مشایخ صوفیہ رضی اللہ عنہم کا اسباب میں یہ طریق ہے کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم سے شعر کے بارے میں پوچھا گیا حضرت نے فرمایا کلام حسنہ حسن وقبیحہ قبیح۔ ترجمہ یعنے یہ کلام ہے کہ جسکا نیک نیک ہے اور جسکا

نازیبا نازیبا یعنے جس چیز کا سننا حرام ہے جیسا غیبت بہتان فواحش کس کی مذمت کلمہ کفر خواہ نظم ہو یا
نثر حرام ہے اور جس چیز کا نثر میں سننا حلال ہے جیسا عقلیہ باتیں اور نصیحت خداوند تعالی کی قدرت
پر دلایل لانا اور مشاہدات حق میں نظر کرنا نظم بھی حلال ہے اور نثر بھی غرض کہ جیسا حسن کا دیکھنا
جو محل آفت ہو اور اوسکا چھونا حرام اور جائے نظر ہو وہ نظم اور نثر میں جائے خطر ہے اوسکی صفت
کا اسو جہ پر سننا حرام ہے اور جو ان باتوں کو مطلق حلال کہتے ہیں انکو نظر اور چھونا بھی حلال
کہنا چاہیئے تب یہ کفر اور بے دینی ہوگی اور جو کہتا ہے کہ میں آنکھ اور رخسار اور زلف میں سب حق کو سنتا
ہوں اور حق کو ڈھونڈتا ہوں پس وہ واجب کرتا ہے اور چیز کی طرف بھی دھیان کرے اور رخسار
اور خال دیکھے اور کہے کہ میں حق کو طلب کرتا ہوں اس لیئے کہ آنکھ اور کان جائے عبرت ہے اور
منبع علم ہے اس سے واجب ہوتا ہے تاکہ دوسرا کہے کہ میں چھوتا ہوں اس شخص کو جسکی صفت سننا
جایز ہوتا ہے اور دوسرا اسکا دیکھنا روا رکھے اور کہے کہ میں بھی اس میں حق کو دیکھتا ہوں اور ایک خواہش
دوسری خواہش سے زیادہ اچھی نہیں ہوتی جس سے معنے معلوم ہو سکیں اس میں شریعت بالکل
باطل ہوتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ العینان تزنیان آنکھیں زنا کرتی ہیں۔
اسکا حکم اٹھ جاتا ہے اور نامحرموں کے چھونے کی ملامت قطع ہو جاتی ہے اور شرعی حدیں بھی ساقط
ہوتی ہیں اور یہ ظاہر گمراہی ہے اور جب جاہل صوفیوں نے خاص مستغرقوں اور سماع والوں کو دیکھا
کہ سماع کرتے تھے اُن کے حال سے خیال کیا کہ نفس سے کرتے ہیں جب انکو دیکھا تو کہا کہ حلال ہے
اگر حلال نہوتا تو یہ نکرتے انکی تقلید کی ظاہر کو اختیار کیا اور باطن کو چھوڑ دیا تب وہ خود ہلاک ہوئے
اور قوم کو بھی ہلاک کیا اور یہ زمانہ کے آفات سے ہے اور اسکا بیان موقع پر کیا جائیگا انشاءاللہ تعالی
وباللہ التوفیق۔

لحن اور آواز سننے کا باب

پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زینوا اصواتکم بالقرآن
یعنے اپنے آوازوں کو قرآن شریف کے پڑھنے کی خاطر سوہنا کرو۔ اور خداوند عزوجل نے فرمایا یزید
فی الخلق ما یشاء یعنے خلقت میں جسکو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے۔ مفسروں نے کہا کہ یہ آواز خوب مراد ہے

اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ من اراد ان یسمع صوت داؤد فلیسمع صوت ابی موسیٰ الاشعری یعنے جو چاہے کہ داؤد علیہ السلام کے آواز سنے اوسے کہو کہ ابو موسیٰ اشعری کے آواز سن اور اخبار میں مشہور ہے کہ بہشت میں بہشتیوں کو سماع ہوگا اور وہ ایسا ہوگا کہ ایک درخت سے آواز اور سُرین مختلف آتی ہیں جب وہ مختلف آوازیں جوڑی جائیں اس میں طبیعتوں کو بڑی لذت ہوگی اور اس قسم کے آواز خلقت میں عام ہوتی ہے خواہ آدمی وغیرہ جانداروں سے ہوں اس سبب سے کہ روح لطیف ہے اور آوازوں میں لطافت ہے جب روح آواز کو سنتی ہے تو جنس جنس کے طرف مایل ہوتی ہے اور یہ اس گروہ کا قول ہے جو میں نے کہدیا اور طبیبوں اور اہل تحقیق صاحب خبر نے اس میں بہت کلام کی ہے اور سُروں کے ملانے میں کتابیں اور اسکی بڑی عزت دی ہے اور ان دنوں میں ان کی صنعت کے آثار مزامیر میں ہیں جو اوسکو انہوں نے وہ مرتب کئے ہیں خواہش نفسانی اور کھیل تماشا کے طلب میں انہوں نے شیطان سے اتفاق کیا اور یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ اسحاق ایک باغ میں سرود کرنے لگا ایک بلبل بول رہی تھی وہ آواز سن کر چپ ہو رہی تھی اور وہ سماع کرتی تھی تاکہ وہ درخت سے گر کر مر گئی میں نے اس قسم کی بہت حکایتیں سنی ہیں لیکن میری مراد وہ نہیں جو یہ کہتے ہیں سب راحتیں تابع طبیعتوں کے ترکیب واز اور الحان تھی ابراہیم خواص رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ ایک وقت میں عرب کے قبائل سے ایک قبیلہ پر پہونچا اور ایک امیر کے مہمانخانہ میں اترا میں نے ایک حبشی دیکھا زنجیروں سے قید ہو پڑا ہوا ہے اوسپر ایک خیمہ ڈالا ہوا تب میرے دل میں اوسپر رحم آیا اور میں نے اسکی سفارش کا ارادہ کیا جب وہ میرے پاس کھانا لائے امیر مہمانوں کی تعظیم کو آیا تا مجھ سے ملکر کھائے جب اوس نے کھانے کا ارادہ کیا میں نے انکار کیا۔ اور عرب کو کوئی ایسی چیز سخت معلوم نہیں ہوتی جیسا کہ کھانے کا انکار سخت ہوتا ہے یعنے اگر کوئی انکے کھانا کھانے سے انکار کرے تو بہت برا جانتے ہیں اوس نے کہا کہ اے جوان مرد تو میرا کھانا کھانے سے کیوں انکار کرتا ہے میں نے کہا کہ مجھے تیری مہربانی پر امید ہے اوس نے جواب دیا کہ سب ملک میرا تیرے واسطے ہے تو میرا کھانا کھا میں نے کہا کہ مجھے تیرے ملک کی کچھ ضرورت نہیں یہ غلام مجھے دیدے اوس نے کہا کہ پہلے تو اسکا گناہ پوچھ پھر اسکو قید سے چھوڑ دے کیونکہ میرے سب ملک پر تیرا اختیار ہے جب تک تو ضیافت میں ہے میں

کہا بتاؤ اوسکا کیا جُرم ہے اوس نے کہا کہ یہ غلام میرا ہے اور اسکی خوش آواز ہے میں نے اسکو چند اونٹ
دیئے تا کھیتوں پر جا کر دانہ لاوے اسنے ایک ایک ونٹ پر دو اونٹ کا بوجھ لاد دیا۔ یہ رستہ میں آواز
کررہا تھا اور اونٹ دوڑتے تھے تا کہ تھوڑی دیر میں آ گیا اور جتنا بوجھ میں نے کہا تھا اوس سے دوگنا بوجھ لایا
جب اونٹوں کا بوجھ اتار انو اونٹ ایک ایک دو دو ہو کر مر گئے ابراہیم نے کہا کہ یہ بات مجھے بڑی تعجب
معلوم ہوئی میں نے کہا اے امیر اتنا بڑا آدمی ہو کر سچ کیوں نہیں کہتا لیکن مجھے اس قول پر دلیل چاہیئے
ہم یہی بات کر رہے تھے کہ چند اونٹ گھاٹ پر آ گئے تا اونٹ پانی پیویں امیر نے کہا کہ کتنے روز سے
انہوں نے پانی نہیں پیا انہوں نے کہا کہ تین روز ہوئے ہیں اس غلام کو کہا کہ آواز کر اونٹ اوسکی آواز
سننے میں مشغول ہوئے کسی نے پانی کی طرف منہ نہ کیا اچانک بھاگے اور جنگل میں پراگندہ ہوئے
اوس نے غلام کھولا اور مجھے بخشدیا بعض ان میں سے شاہدے میں دیکھتا ہوں کہ بلوچ اور کرد ہے والے
راہ میں سرود کرتے ہیں اور اونٹ اور کدھے خوش ہوتے ہیں اور خراسان اور عراق میں عادت ہی
کہ شکاری رات کو تھال بجاتے ہیں ہرن وہ آواز سنکر کھڑے ہو جاتے ہیں تب اون کو پکڑ لیتے
ہیں اور مشہور ہے کہ ہندوستان میں ایک گروہ باہر جاتا ہے اور سرود کرتے ہیں اور آواز
بدلتے ہیں ہرن جب سننے میں انکی طرف آتے ہیں یہ اُن کے گرد پھرتے ہیں اور سرود کرتے
ہیں تب وہ آنکھیں بند کرتے ہیں اور سو جاتے ہیں تب یہ انکو پکڑ لیتے ہیں اور چھوٹے بچوں میں یہ
دستور ظاہر ہے کہ جب وہ جھولے میں روتے ہیں کوئی شخص خوش آواز کرتا ہے یہ چپ چاپ
ہو جاتے ہیں اور وہ آواز سنتے ہیں اور طبیب اس بچے کو کہتے ہیں کہ اس کی حس ٹھیک ہے اور بزرگی
میں دانا ہوتا ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ ایک عجم کا بادشاہ فوت ہوا اور اوس نے دو برس عمر کا بیٹا باقی
چھوڑا وزیروں نے کہا کہ اسکو تخت نشین کرنا چاہیئے ابوزرجمہر نے ایک تدبیر کی کہ بہتر ہے لیکن آزمانا
چاہیئے کہ آیا اس کے حواس درست ہیں تا کہ اس سے انتظام ملک کی امید ہو سکے۔ انہوں نے پوچھا
کہ اس کی تدبیر کیا ہے اوس نے کہا تا کہ گویے اس کے سر پر گیت گانے لگے لڑکا خوشی میں آیا اور ہاتھ
پاؤں مارنے لگا ابوزرجمہر نے کہا اس سے انتظام ملک کی امید ہے عقلا کے نزدیک آواز کی تاثیر

اسی قدر ظاہر ہے کہ اس کے ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور جو کہتا ہے کہ مجھے سر اور آواز اور باجوں سے خوشی نہیں یا جھوٹ کہتا ہے یا نفاق کرتا ہے یا حس نہیں رکھتا آدمی اور چارپایوں کے طبقہ سے باہر ہوتا ہے اور یہ گروہ راگ سننے سے اس سبب منع کرتے ہیں کہ اس میں امر حق کی رعایت ہے اور فقیہوں کا اتفاق ہے کہ جب سامان راگ و رنگ موجود نہ ہوں اور آوازوں کے سننے سے بری نیت ظاہر نہ ہو تب اسکا سننا مباح ہے اور اسپر بہت آثار اور اخبار لاتے ہیں جیسے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ قالت کانت عندی جاریۃ تغنی فاستاذن عمر فلما احستہ و سمعت حسہ فرت فلما دخل عمر تبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ عمر ما اضحکک یا رسول اللہ قال صلعم کانت عندنا جاریۃ تغنی فلما سمعت حسک فرت فقال عمر فلا ابرح حتی اسمع ما سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعا رسول صلعم جاریۃ فاخذت تغنی و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمع

ترجمہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے میرے پاس ایک لونڈی گا رہی تھی اتنے میں حضرت عمرؓ نے اندر آنیکی اجازت چاہی جب اس لونڈی نے معلوم کیا اور انکی آواز سنی تو بھاگ گئی پھر جب حضرت عمرؓ داخل ہوئے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے تب حضرت عمر نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کس بات پر ہنستے ہیں حضرت نے فرمایا کہ ہمارے پاس لونڈی گا رہی تھی جب اس نے آپ کی آواز سنی تو بھاگی پھر عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نہیں چھوڑونگا جب تک کہ حضرت کا سنا ہوا نہ سنوں۔ پھر رسول اللہ صلعم نے اسکو بلایا تب وہ آکر گانے میں شروع ہوئی اور رسول اللہ صلعم سنتے تھے اور اکثر اصحاب نے ایسی روایت بیان کی ہے اور کہتے ہیں کہ شیخ عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب کو جمع کیا اور اسکا نام کتاب السماع رکھا اور اسکے مباح ہونے پر فیصلہ کیا ہے لیکن مشائخ صوفیہ نے اسکو مباح جاننا عام لوگوں کا کام سمجھا ہے اس لیے کہ اعمال مشائخ میں ایسا کام کرنا چاہیے جس سے ثواب اور فائدہ حاصل ہو اور مباح کا چاہنا عوام کا کام ہے اور مباح طلبی چارپایوں کا کام ہے۔ بالغ بندوں کو چاہیے کہ ایسا کام کریں جس سے فائدہ حاصل ہو ایک وقت میں مرو میں تھا۔ ایک اہل حدیث کے اماموں سے جو ان میں بہت مشہور

تھا جب مجھے کہا کہ میں نے سماع کے مباح ہونے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے میں نے جواب دیا کہ یہ دین میں
بڑی مصیبت کی بات ہے کہ خواجہ امام نے ایسی لہو کو جو سب جہالتوں کی جڑ ہے حلال کیا ہے پھر
انہوں نے مجھے کہا کہ اگر تو حلال نہیں جانتا تو آپ سماع کیوں کرتا ہے میں نے جواب دیا کہ اسکا حکم کئی صورتوں پر
ہے ایک چیز پر منحصر نہیں اگر دل میں حلال کی تاثیر ہو تو حلال ہے اور اگر حرام کی تاثیر ہو تو حرام ہے اور اگر مباح کی تاثیر ہو تو مباح ہے جس چیز
کا ظاہری حکم گناہ ہے اور اس کے باطن حال میں کئی وجہ پر اس کے چال ہے اوسکا ایک چیز پر مطلق کرنا محال ہے

ستائیسواں باب سماع کے حکم

جان لو کہ طبیعتوں میں سماع کے مختلف حکم ہیں جیسے کہ
دلوں میں ارادت کے مختلف حکم ہیں اور یہ ظلم ہے کہ کوئی شخص اسکو یکساں سمجھے غرض کہ سننے والے دو گروہ
ہیں ایک وہ کہ معنی سنتے ہیں۔ دوسرے آواز اور ان دونوں اصل میں فائدے اور آفات ہیں اس لئے کہ خوش آواز
کے سننے سے جو معنے آدمیوں میں مرکب ہوتے ہیں جوش میں آتے ہیں اگر طبیعت میں حق ہو تو حق زور دیتا ہے
اور اگر باطل ہو تو باطل جوش مارتا ہے جسکے طبیعت میں مادہ فساد ہو جو سنتا ہے سب فساد ہوتا ہے اور
یہ دونوں باتیں داؤد علیہ السلام کی حکایتوں سے ظاہر ہیں کہ جب خداوند تعالی نے انکو اپنا خلیفہ بنایا
تو آواز خوش دے گویا اُن کے گلے کو ساز بنایا یہاں تک کہ پہاڑ بھی اس سے نرم ہو جاتے اور وحوش
اور پرند جنگلات سے اونکی سماع آواز سے باہر آجاتی اور پانی چلنے سے ٹھہر جاتے اور پرند ہوا سے
گرتے۔ اور روایات میں ہے کہ ایک آواز سننے سے وہ سب ایک مہینہ تک کچھ نہ کہاتے اور بچے نہ روتے
اور نہ دودھ مانگتے اور جب خلقت وہاں سے واپس جاتے کئی آدمی اونکی کلام اور آواز اور سُر سننے
سے مرجاتے یہاں تک کہ ایک مرتبہ سات سو لونڈی پاکیزہ اور خوبصورت جو مر گئی تھی۔ شمار میں آئیں اور
بارہ ہزار بوڑھے بھی مر گئے تھے پھر جب حق تعالی کا ارادہ ہوا کہ اہل حق اور حقیقت سننے والوں کو آواز کے
سننے والوں اور طبیعت کے تابعداروں سے جدا کرے۔ ابلیس کی طبیعت کی بیقراری نے زور پایا۔
اس نے ان کے دل میں وسواس ڈالنے کی خداوند تعالی سے اجازت طلب کی تاکہ اپنی حیلہ سازی ظاہر کرے
تب اس نے بنسری اور طنبور کے ترکیب نکالی۔ اور مجلس داؤد علیہ السلام کے مقابلہ میں ایک مجلس تیار کی جو
لوگ داؤد علیہ السلام کے آواز سنتے تھے دو گروہ ہو گئے۔ ایک کمبخت دوسرے سعادت مند جو

کمبخت تھے وہ ساز باجی کیطرف مائل ہوئے دوسر گروہ صرف داؤدی آواز پر مائل رہا پھر جو اہل معنے تھے داؤد کے آواز کے سوا ان کے دل میں کچھہ نہ آیا اس لئے کہ سب حق کو دیکھتے تھے اگر شیطانی ساز سنتے تو اس میں حق سے فتنہ دیکھتے اور اگر داؤدی آواز سنتے اس میں ہدایت حق دیکھتے تاکہ سب سے رہگئے اور متعلقات سے روگردان ہوئی اور دونوں کو کما حقہ دیکھا صواب کو صواب اور خطا کو خطا پس جسکا سماع ایسا ہوتا ہی جو کچھہ سنتا ہے وہ سب اسکو حلال ہوتا ہے اور ایک گروہ مدعیوں نے کہتا ہے کہ ہم پر سماع کا اثر برخلاف پڑتا ہے اور یہ محال ہے اس لئے کہ کمال ولایت وہ ہے کہ ہر چیز کی اصلیت کو دیکھے تاکہ دیکھنا درست ہو اگر اسکے برخلاف دیکھے تو وہ دیکھنا درست نہیں ہوتا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللھم ارنا حقایق الاشیاء کما ھی یعنے بار خدایا ہم کو ہر چیز اپنی اصلیت میں دکھا۔ جب دیکھنا درست ہوا یعنے چیزوں کو مطابق اصلیت دیکھی تو چاہیئے کہ سماع بھی وہ درست ہو کہ تو ایسا سنے جیسا کہ وہ چیز اپنی لغت اور حکم میں ہے اور جو لوگ ساز باجی میں مبتلا ہوتے ہیں اور نفسانی خواہش اور شہوت میں نزدیک وہ برخلاف اصلیت کے سنتے ہیں اگر اس کے حکم کے مطابق اصل سماع کرتے تو سب آفات سے بچ رہتے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ گمراہوں نے کلام خداوند تعالی کی سنی اور اس میں انکی گمراہی پر گمراہی زیادہ ہوئی جیسا کہ نضر بن حارث نے کہا ھذا اساطیر الاولین ۔ یعنے یہ پہلے قصے کہانیاں ہیں اور عبداللہ بن سعد ابی سرح جو کہ حضرت کا کاتب وحی تھے انہوں نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین یعنے پس بڑا بزرگ ہے کہ سب خالقوں سے بہت اچھا ہے اور ایک گروہ نے لا تدرکہ الابصار یعنے اللہ جل جلالہ دریافت بینائی سے باہر ہے اسکو دیدار ہونے کی دلیل بنایا اور ایک گروہ نے وجاء ربک والملک صفا صفا ترجمہ اور جب تیرا رب اور فرشتے صف باندھکر آئے اسکو مجسمیت کی دلیل بنایا جب انکا دل گمراہی کا محل تھا انکو کلام الہی سننے سے کچھہ فائدہ نہوا پھر جب موحد نے شعر شاعر کیطرف نگاہ کی اور اسکی طبع پیدا کرنیوالی کو دیکھا اور اپنے دلوں کو آراستہ کرنے والے چیز کو اس میں مطالعہ کیا اور فعل کی فاعل پر دلیل کی تو اس گروہ نے حق میں راستہ گم کیا اور اس گروہ نے باطل میں راستہ پایا اور ان معنے کا انکار ظاہر امکارہ ہے اور مشائخ رضی اللہ عنہم لے ان معنے میں لطیف

کلمات بیان کئے ہیں جو اس کتاب میں گنجائش نہیں رکھتے میں یا اس فصل میں ثابت کرتا ہوں تاکہ کامل فائدہ ہو جائے
ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ نے کہا ہے السماع وارد الحق یزعج القلوب الی الحق فمن اصغی
الیہ بحق تحقق ومن اصغی الیہ بنفس تزندق یعنے سماع وارد حق ہے کہ دلوں کا اسکی طرف
میلان ہے جو اسکو حق سے سنتا ہے وہ حق کی طرف راستہ پاتا ہے اور جو نفس سے سنتا ہے زندیق ہو
جاتا ہے اس پیر کی مراد اس سے یہ نہیں کہ سماع علت وصل حق ہونا چاہیئے بلکہ مراد یہ ہے کہ سننے والے
کو معنے حق کے سننے چاہئیں نہ صرف آواز اور اوسکا دل وارد حق کا محل ہو پس جب وہ معنے دلبر پہنچتے ہیں
دل کو بہار دیتے ہیں اور جو سماع میں تابع حق ہو وہ مکاشف ہوتا ہے اور جو نفس کے تابع اور بیہم فضل ہو وہ محجوب ہوتا ہے
اور تاویل سے تعلق پیدا کرتا ہے ترتب و مکاشفہ کشف ہوتا ہے اور اس سماع سے پردہ لیکن زندقہ پارسی
لفظ ہے جو معرب کیا گیا اور زبان عرب میں زندقہ تاویل کو کہتے ہیں اور اسی سبب سے یہ اپنی تفسیر کتاب
کو زند اور پازند کہتے ہیں جب اہل لغت نے چاہا کہ بابک تیبش نام ابنائے مجوس کا کوئی نام رکھیں
تو انکا نام زندیق رکھا اس سبب سے وہ کہا کرتے تھے کہ جو کچھ مسلمان کرتے ہیں اسکے لیئے تاویل
ہے کیونکہ حکم ظاہر اوس کے نقیض یعنے خلاف ہے اور تنزیل دیانت در اقوال اور تاویل اوس سے باہر ہے اور مشبہ
فقیر جو آج کے روز انسے باقی ہیں یہی کہتے ہیں اور یہ زندیقی نام انکے لیئے علم ہے پس اس سے
ذوالنون مصری کی وہ مراد ہے کہ اہل تحقیق سماع میں محقق ہوتے ہیں اور نفسانی لوگ تاویل کنندہ جو
اسکی تاویل حقیقت سے دور کرتے ہیں اور اس سبب گناہگار ہوتے ہیں اور شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے
السماع ظاہرہ فتنۃ وباطنہ عبرۃ فمن عرف الاشارۃ حل لہ استماع العبرۃ والا فقد استدعی
الفتنۃ وتعرض البلیۃ ترجمہ ظاہر سماع کا فتنہ ہے اور اسکا باطن عبرت ہے جو اشارہ فہم ہے اوس کے لیئے سماع عبرت
حلال ہے نہیں تو دوسرے کی سیئے فساد ہے اور بلا سے تعلق کرتا ہے یعنے جسکا دل بالکل حدیث حق
میں مستغرق ہے اوس کے حق میں سماع بلا ہے اور اوسکی آفت گاہ - ابو علی رودباری رضی اللہ عنہ نے
ایک کجرو جواب دال میں کہا لیتنا تخلصنا منہ راسا براس یعنے آرزو ہے کہ ہم اس سماع سے
سر بسر چھوٹ جاتے - اس لیئے کہ آدمی سب چیزوں کے حق ادا کرنے سے عاجز ہے جب کسی

چیز کا حق فوت ہو جائے تو بندہ اسمیں اپنا قصور دیکھتا ہے اور جب اپنا قصور دیکھتا ہے کہ آرزو کرتا ہے کہ اس سے چھوٹ جائے اور ایک شیخ نے کہا کہ السماع تنبیہ للاسرار لما فیہا من المغیبات ترجمہ سماع غیب چیزوں سے بھیدوں کا ظاہر کرنا ہے یہ واجب کرتا ہے تاکہ اس سے ہمیشہ حق کی جانب حاضر ہو جائیں اس لیے کہ بھیدوں کا غایب ہونا مدعیوں کے حق میں بہت برا ہے اور یہ ان کے بہت بری صفتوں سے ہے اس لیئے کہ دوست کو دوست غایب ہو تو بھی دل سے حاضر ہوتا ہے جب سے غیبت آئی تو دوستی جاتی رہی - میرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے السماع زاد المضطرین فمن وصل استغنی عن السماع یعنی سماع تھکے ماندے لوگوں کا توشہ ہے جو پہنچا اسکو سماع کی ضرورت نہیں اسلئے کہ وصول کے محل میں سماعت معزول ہوتی ہے کیونکہ سمع خبر کے واسطے ہوتا ہے اور خبر غایب سے ہوتی ہے جب بردہ ہوا تو سننا پراگندہ ہوتا ہے حضرمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے - ایش اعمل بالسماع الذی ینقطع اذا انقطع من یسمع وینبغی ان یکون سماعک متصلا غیر منقطع ترجمہ میں سماع کو کیا کروں کیونکہ جب سنانے والا بند ہو جاتا ہے تو سماع بھی بند ہو جاتا ہے اور لائق ہے کہ تیرا سماع لگاتار ہو اور کبھی بند نہ ہو اور یہ ہمت کرنیکا نشان ہے جب باغ محبت میں جمع ہو کیونکہ جب بندہ اوس درجہ پر پہنچتا ہے تو سب جہان پتھر اور ڈھیلے اوس کے لیئے سماع ہو جاتے ہیں اور یہ بڑا درجہ ہے واللہ ولی التوفیق

اٹھائیسواں باب سماع کے بیچ میں صوفیوں کا اختلاف مشایخ اور محقق سماع میں اختلاف رکھتے ہیں ایک گروہ کہتا ہے کہ سماع غیبت کا آلہ ہے اور دلیل لاتے ہیں کہ حالت مشاہدہ میں سماع محال ہوتا ہے کیونکہ دوست وصل کے محل میں اور دوست کو دیکھنے کے وقت سماع سے بے پروا ہوتا ہے اس لیئے کہ سماع خبر کے واسطے اور خبر دیدار کے وقت دوری اور حجاب اور مشغولی ہوتی ہے پس سماع مبتدیوں کا آلہ ہوتا ہے تب آلہ سے غفلت پراگندگی جمع ہو جاتی ہے اور جو جمع ہونا ضرور ہو اوس سے پراگندہ ہو جاتا ہے پھر ایک گروہ کہتا ہے کہ سماع آلہ قصور ہے اسلیئے کہ محبت میں کلی درکار ہے جب تک کل محب کل محبوب میں مستغرق نہ ہو وہ محبت میں ناقص ہے پس جیسا کہ دل کو وصل کے محل میں محبت نصیب ہے اور سر میں مشاہدہ اور روح کو وصل اور تن کو خدمت پس چاہیے کہ کان کا بھی نصیب ہو جائے جیسا کہ آنکھوں کو دیکھنے سے نصیب ہوا ہے اور اس شاعر نے ہزل کے محل میں بہت اچھا

کہا ہے جس حالت میں وس نے دوستی شراب کا دعوے کیا۔ شعر ۔ الا فاسقنی خمرا وقل لی ھی الخمر ولا
تسقنی سرا اذا امکن الجہر یعنے اے دوست مجھے شراب دے تا میری آنکھیں دیکھیں اور ہاتھ چھوئیں اور ذائقہ
چکھے اور ناک سونگھے پھر ایک حس کا اس سے نصیب ہوا اور وہ کان ہیں۔ پھر کہو خمر ہی تاکہ کانوں کو بھی حصہ ہو تب میری سب خواہش اسکی فکر میں
ہوں اور اس سے لذت پاتے ہیں کہتے ہیں کہ سماع آلہ حضور ہے کیونکہ غائب خود غائب ہی اور غائب منکر ہوتا ہے اور منکر اسکی لائق نہیں ہوتا پس سماع
دو طرح پر ہوتا ہے ایک بالواسطہ دوسرا بلاواسطہ۔ جو شناوی نے سے سنا جائے وہ آلہ غیبت ہی ہوتا ہے اور
جو یار سے سنا جائے وہ حضور کا آلہ ہوتا ہے اسی سبب اوس پیر نے کہا ہے میں مخلوقات کا وہ
درجہ نہیں جانتا کہ انکی بات سنوں یا انکا ذکر کروں مگر خاصان حق اس درجہ میں ہیں واللہ اعلم بالصواب

انیسواں باب حقیقت سماع اور اسکے مراتب جاننا چاہیئے کہ ان میں سے ہر ایک کا سماع میں
رتبہ ہے کہ شرب اور ذوق سماع کا بمقدار مرتبہ پاتا ہے جیسا کہ تائب جو کچھ سنتا ہے اسکو حسرت
اور ندامت کا مددگار ہوتا ہے اور مشتاق کیواسطے شوق اور رویت کا سرمایہ ہوتا ہے اور یقین دار کو تاکید
یقین کرتا ہے اور مرید کیلئے بیان کی تحقیق اور محب کو قطع تعلقات کا باعث اور فقیر کیلئے کل سے
ناامیدی کی بنا ہوتی ہے اور اصل سماع آفتاب کی مانند ہے جو سب چیزوں پر روشن ہوتا ہے
لیکن ہر چیز اپنے مرتبہ کے موافق اس سے ذوق اور مزہ پاتی ہے ایک کو روشن کرتا ہے اور ایک
کو گلا دیتا ہے اور ایک کو نوازش کرتا ہے اور یہ سب گروہ کہ ہم نے بیان کیئے تین مرتبہ ہیں ایک ان
میں سے مبتدی دوسرے متوسط تیسرے کامل اور میں سماع میں ہر ایک کا حال تین فصل میں لاتا ہوں تاکہ تمہے
قریب الفہم ہووے۔

فصل ۔ جان تو کہ سماع وارد حق ہے اور اس کی ترکیب ہزل
اور لہو سے مرکب ہے اور مبتدی کی طبع کسی حال میں قابل ذکر نہیں اور ان ربانی معنے کے وارد ہونے
سے طبع کو سوزش اور قہر سے بلندی اور پستی ہوتی ہے جیسا کہ ایک گروہ کے لوگ سماع میں
بیہوش ہو جاتے ہیں اور ایک گروہ ہلاک ہو جاتا ہے کوئی ایسا نہیں جسکی طبع حد اعتدال سے
باہر نہ جائے اور اس کے واسطے دلیل ظاہر ہے اور مشہور ہے کہ روم کے شفاخانہ میں ایک
بڑی عجیب باجہ بنایا گیا ہے جسکو انگلیون کہتے ہیں اور جس میں بڑی عجائب بات

ہو یونانی اوسکا یہی نام رکھتے ہیں جیسا کہ صحیفات ربانی کو انکلیون کہتے ہیں اور مثل اس کے اور بہی ہیں اور اس سے اظہار حکمت مراد ہے اور وہ انکلیون سازوں میں سے ایک ساز کا نام ہے ہفتہ میں دو مرتبہ وہاں بیماروں کو لیجاتے ہیں اور اسکو بجاتے ہین اور بیماری کے اندازہ پر اوسکو سناتے ہیں۔

پہر اس کو وہاں سے باہر لاتے ہیں اور جب کسیکو مار دینا چاہتے ہیں اوسکو زیادہ وقت وہاں رکھتے ہیں تاکہ ہلاک ہو جاتا ہے اور حقیقت میں مدتیں مقرر ہیں لیکن موت کے لیئے اسباب ہوتے ہیں اور طبیب ہمیشہ سنتے ہیں اور ان میں کچھہ اثر نہیں ہوتا اس لیئے کہ وہ انکی طبع کے موافق ہے اور مبتدیوں کی طبع کے خلاف ہے اور میں نے ہندوستان میں دیکھا ہے کہ زہر قاتل میں ایک کیڑا ظاہر ہوا جسکی زندگی اوس زہر سے تہی اس لیئے کہ وہ سب کا سب زہر تہا اور میں نے ترکستان کے ایک شہر میں جو سرحد اسلام پر ہے دیکھا کہ ایک پہاڑ میں آگ پڑی تہی اور وہ جل رہا تہا اور اس کے پتہروں سے نوشادر جوش مار کر نکل رہا تہا اور اس آگ میں ایک چوہا تہا جب اوسکو آگ سے نکالتے تو وہ مرجاتا اور اس سے یہ مراد ہے کہ مبتدیوں کو یہ سب اضطراب تب ہوتا ہے جب ان پر وارد حق کا حلول ہوتا ہے کیونکہ انکا جسم ان کے مخالف ہوتا ہے جب وہ متواتر ہو جائے تو مبتدی اس میں ساکن ہوتا ہے کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جبرئیل علیہ السلام وحی ابتدا میں آیا۔ تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اس کے دیکھنے کی تاب نہ رکھتے تہے اور جب نہایت پر پہونچے تو اگر جبرئیل علیہ السلام ایک ساعت نہ آتے تو تنگدل ہو جاتے اور اس کے بہت شواہد ہیں اور یہ حکایتیں بھی مبتدیوں کے اضطراب کی دلیل ہیں اور منتہیوں کے سماع مین سکون کی حجت اور مشہور ہے کہ جنید رضی اللہ عنہ کا ایک مرید تہا کہ سماع میں بہت بیقرار ہوتا اور درویش اوسکی طرف مشغول ہوتے۔ شیخ کے پاس انہوں نے شکایت کی جنید رضہ نے مرید کو کہا کہ اگر اس کے بعد تو سماع میں بیقرار ہوگا تو میں تم کو صحبت سے مشرف نہ کرونگا۔ ابو محمد جریری نے کہا ہے کہ میں سماع کیوقت جنید رحہ کیطرف دیکھتا تہا لب بند اور چپ چاپ بیٹھے تہے اور آپ کے بدن پر بال سے چشمہ کہلا ہوا ہے اور ایک روز ویسی ہی بیہوش پڑے رہے پس میں نہیں جانتا کہ وہ سماع میں

زیادہ زبردست تھا یا پیر کی حرمت زیادہ تھی کہتے ہیں ایک مرد نے سماع میں نعرہ مارا پیر نے
اسکو کہا کہ چپ رہو اوس نے سر گھٹنے پر رکھا جب دیکھا تو مرا ہوا تھا اور شیخ ابو مسلم فارس بن غالب
فارسی سے میں نے سنا ہے کہ اوس نے کہا ایک درویش سماع میں اضطراب کر رہا تھا ایک نے اوس کے
سر پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ بیٹھ جا وہ بیٹھتے ہی مر گیا۔ اور جنید رحہ نے کہا ہے کہ میں نے ایک درویش کو دیکھا
اوس نے سماع میں جان دی۔ اور دقی نے دراج سے روایت کی ہے کہ اوس نے کہا کہ میں ابن القرطی
کے ساتھ دجلہ کے کنارہ پر بصرہ اور ابلہ کے درمیان پر جا رہا تھا ایک محل پر پہنچا اوس کے دروازہ پر ایک
نیکمرد بیٹھا ہوا تھا۔ ایک لونڈی اوس کے سامنے بیٹھی ہوئی سرود کر رہی تھی اور یہ بیت پڑھتی تھی

شعر فی سبیل اللہ ودٌ کان منی لک یبذل۔ کل یوم تتلون غیر ھذا بک اجمل۔

میری دوستی جو تجھ سے فی سبیل اللہ تھی بدلہ کہتے ہے اور تو ہر روز بے ڈھب منتلا ہوتا ہے بے تجھے
خوبصورت ہے اور اس محل کے نیچے میں نے ایک جوان دیکھا کھڑا ہوا اور چھاگل ہاتھ میں اور گدڑی پہنی ہوئی
اوس نے کہا اے لونڈی خدا کی قسم مجھکو یہ بیت پھر کہو کہ میری زندگی سے ایکدم زیادہ نہیں رہا شاید
کہ اب سینے سے جان نکل جائے لونڈی نے وہ بیت دوسری دفعہ پڑھا اوس جوان نے نعرہ مارا اور
جان دی محل کے مالک نے کہا کہ تو آزاد ہے اور آپ نیچے اتر آیا اور اس جوان کے کفن جنازہ میں
مشغول ہوا اور بصری سب لوگوں نے اسکا جنازہ پڑھا پھر اس مرد نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے بصرہ
کے لوگو میں کہ فلاں بن فلاں ہوں میں نے اپنا ملک سب کا سب فی سبیل اللہ کر دیا اور غلام
آزاد کئے اور وہاں سے چل پڑا اور کسی خبر بھی کسیکو نہ ملی اس حکایت سے یہ فائدہ ہے کہ مرید کو
سماع کے غلبہ سے ایسا حال چاہئیے کہ اوس کے سماع سے گناہگار گناہ سے نجات پائیں اور
اس زمانہ میں گمراہوں کا گروہ فاسقوں کے سماع میں حاضر ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم حق سے
سماع کرتے ہیں اور فاسق لوگ اس سبب سے کہ یہ انکو اس معاملہ میں اپنے موافق پاتے ہیں گناہ پر
زیادہ حریص ہوجاتے ہیں اس لئے دونو ہلاک ہوتے ہیں لوگوں نے جنید رضہ سے پوچھا کہ اگر ہم عبرت کی
رو سے کلیسا میں جائیں تو جائز یعنی اس ارادہ سے جائیں کہ اونکی ذلت اور بے سمجھی کو دیکھیں اور

اپنے نعمت اسلام پر شکر کریں تو اس میں ہم کو مواخذہ نہ ہوگا۔ اوس نے کہا کہ اگر تم اس طور پر جاؤ
کہ جب وہاں سے لوٹ کر آؤ تو ان میں سے چند آدمی اپنے ساتھ لاؤ تو پھر تمہارے جانے میں کچھ
مضائقہ نہیں اگر ایسا نہیں کر سکتے تو مت جاؤ لیں صاحب حجرہ اگر شرابخانہ میں جائے تو خراباتی ہو
جاتا ہے اور خراباتی اگر حجرہ میں جائے تو صاحب حجرہ ہو جاتا ہے۔ ایک بزرگ شیخ نے کہا ہے
کہ میں بغداد میں جاتا تھا اور ایک درویش میرے ساتھ تھا میں نے ایک گویے کی آواز سنی جو
پڑھ رہا تھا شعر ان یکن حقا یکن احسن المنی ۔ او فقد عشنا بها زمنا رغدا ترجمہ جب طمع
راستی سے ہو تو سب آرزوں سے بہتر ہے ورنہ تحقیق ہمنے سماع میں زندگی کی ہے اس درویش
نے نعرہ مارا اور دنیا سے کوچ کیا اور ایسا ہی ابو علی رودباری رح نے کہا ہے میں نے ایک درویش کو
دیکھا کہ ایک گویے کی آواز میں مشغول تھا میں نے بھی کان اوس طرف کیا کہ کیا کہتا ہے وہ شخص نرم
آواز سے کہہ رہا تھا کفی بالخضوع الی الذی جاد بالصفا جنتی کی سخاوت کی یعنی راگ کو سننا اس
کے پاس نزع کرنے ہی کفایت کرتی ہے پھر اوس درویش نے نعرہ مارا اور گر پڑا جب میں
اوس کے پاس گیا اوسکو مردہ پایا۔ ایک نے کہا ہے کہ میں ابراہیم خاص کے ساتھ راستہ میں جاتا تھا
ایک پہاڑ میں میرے دل میں خوشی ظاہر ہوئی میں نے پڑھا شعر صح عند الناس انی عاشق
غیر ان لم یعرفوا عشقی بمن ۔ لیس فی الانسان شئ حسن الا واحسن منه اصوات حسن ۔ لوگوں میں صحیح ہوا ہے
کہ میں عاشق ہوں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ میں کس کا عاشق ہوں انسان میں کوئی شئی اچھی نہیں لیکن اوس سے اچھی
آواز خوب ہے مجھے ابراہیم نے کہا کہ پھر یہ بیت پڑھ میں نے پھر پڑھا اوس نے وجد کے سبب چند
زمین پر قدم مارے جب میں نے دیکھا تو اوس کے قدم پتھر میں ایسے دھنستے تھے جیسے موم میں
جاتے ہیں پھر بیہوش ہو کر گرا جب پھر ہوش میں آیا تو مجھے کہا کہ میں باغ بہشت میں تھا اور تو نے
نہیں دیکھا اور اس قسم کی حکایتیں گنجائش کتاب سے زیادہ ہیں اور میں نے اپنے سامنے ایک فقیر کو دیکھا
کہ آذربائیجان کے پہاڑوں میں جاتا تھا متفکر ہو کر یہ بیت پڑھتا تھا اور نالہ و زاری کرتا تھا شعر
واللہ ما طلعت الشمس ولا غربت ۔ الا انت من قلبی وسواسی ۔ ولا جلست الی قوم احدثهم

الا وانت حدیثی بین جلسای - ولا ذکرتک محزوناً ولا طرباً - الا وحبک مقرون بانفاسی ولا هممت لشرب الماء من عطش - الا رایت خیالاً ومنک فی کاسی - ولو قدرت علی الاتیان زرتکم سحباً علی الوجه او مشیاً علی الراسی ترجمہ خدا کی قسم کوئی الیسا دن یا رات نہیں ہوئی مگر مجھے ہمیشہ تیری دھن لگی ہوئی ہے اور میں کسی قوم میں باتیں کرنیکو نہیں بیٹھا - مگر ہمنشینوں میں تیرا ذکر کرتا ہوں اور میں نے غم یا خوشی کیحالت میں تجھے یاد نہیں کیا مگر تیری محبت تیرے ہر دم میں نزدیک ہے اور میں نے پیاس کیوقت پانی پینے کا کبھی ارادہ نہیں کیا مگر پیالہ میں تیرا ہی خیال دیکھا ہے اور اگر میں تیری زیارت کرنے پر قادر ہوتا تو چہرہ پر گھسیٹنے کی حالت یا سر کے بل چلنے کی حالت میں ہی منظور کرتا اس کلام کے سننے سے خفا ہوا اور ایک پل نہ بیٹھا اور پتھر کے سہارے بیٹھ گیا اور راہ گیر لے عالم بالا ہوا - **فصل** اور مشائخ کے ایک گروہ نے قصیدوں اور شعروں کا سننا اور قرآن شریف کا الحان سے پڑھنا الیسا کہ اوس کی حرف حد سے باہر ہوں مکروہ مقرر کیا ہے اور مریدوں کو ڈرایا ہے اور خود پرہیز کی ہے اور اوس میں زیادتی کی ہے اور یہ بھی گروہ ہیں اور ہر گروہ کے لیئے اس میں علت ہے ایک گروہ ان میں سے وہ ہیں کہ اوس کے حرام ہونے میں روایتیں پائی ہیں اور اس میں گذشتہ لوگوں کے تابع ہوئے ہیں اور انکی تقلید کی ہے جیسا کہ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کی لونڈی شیرین نام کو سرود کرنے سے منع کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی کو جو سرود کرتا تھا درے مارے - اور علی کرم اللہ وجہ نے معاویہ پر گانی والے لونڈیوں کے باعث انکار کیا حسن رضی اللہ عنہ کو عورت حبشیہ گانی والی کے دیکھنے سے منع کیا اور فرماتے کہ وہ شیطان کا ہمنشین ہے اور مثل اسکی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہماری بڑی دلیل غنا کو مکروہ جاننے کی اجماع امت ہے ہمارے زمانہ میں اور ہم سے پہلے لوگ اس بات پر ہیں کہ مکروہ ہے یہاں تک کہ ایک گروہ نے حرام مطلق کہا ہے اور آن میں سے ابوالحارث بنانی سے روایت کرتے ہیں کہ میں سماع میں اوس حد تک تھا کہ ایکرات ایک شخص میرے حجرہ کے دروازہ پر آیا اور کہا کہ طالبان حضور حق کے جماعت جمع ہے اور

شیخ کے دیدار کے مشتاق ہیں اگر مہربانی کرو اور تکلیف اٹھاؤ میں نے کہا کہ چلو اور باہر آیا اوس کے پیچھے جارہا تھا کچھ دیر نہ ہوئی کہ میں ایک گروہ پر پہونچا کہ حلقہ باندھکر بیٹھے تھے اُن کے درمیان ایک بوڑھا تھا حد سے زیادہ اونہوں نے میری تعظیم کی اور اس پیر نے کہا کہ اگر تو فرمائے تو چند بیت پڑہیں میں نے منظور کیا دو شخص خوش الحان بیت پڑہنے لگے جو بیت کہ شاعروں نے حالت فراق میں کہی تھے اور یہ سب وجد کی حالت میں کھڑے ہوئے اور خوش نعرے مارتے تھے اور لطیف اشارے کرتے تھے اور میں اُن کے حال سے تعجب تھا اور انکا وقت خوش تھا تا کہ صبح نزدیک آئی پھر اوس پیر مرد نے مجھے کہا کہ مجھے تو نہیں پوچھتا کہ کون ہے اور یہ گروہ کون ہے میں نے کہا تیرا اقبال مجھے سوال سے بند کرتا ہے اوس نے کہا میں خود عزازیل ہوں جو اب ابلیس ہے اور یہ سب میرے بچے ہیں اور اس بیٹھنے اور غنا کرنے میں مجھے دو فایدے ہیں ایک وہ کہ میں خود فراق کی مصیبت رکھتا ہوں اور خوش نصیبی کے زمانہ کو یاد کرتا ہوں دوسرا یہ کہ پارسا آدمیوں کو گمراہ کرتا ہوں اور غلطی میں ڈالتا ہوں ابوالحارث بنانی نے کہا کہ اسوقت سے سماع کا ارادہ میرے دل سے جاتا رہا - اور میں کہ علی عثمان جلالی رح کا بیٹا ہوں شیخ امام ابوالعباس اشقاقی سے میں نے سنا ہے کہ اوس نے کہا کہ ایکدن میں ایک مجلس میں تھا ایک گروہ سماع کر رہا تھا میں نے ان کے درمیان شیطانوں کو دیکھا کہ ناچ کر رہے تھے اور انکی طرف وہ پہان کرتے تھے اور یہ اس سے گرم ہوتے تھے اور دوسرا گروہ اس خوف سے کہ مرید بلا اور بیہودگی میں مبتلا ہوں اور انکی تقلید نہ کریں اور توبہ چھوڑ کر گناہ کیطرف رجوع نکریں اور خواہش نفسانی ان میں قوی ہو جائے اور ہوس کا ارادہ انکے صلاحیت کو فسخ نہ کرے کیونکہ وہ بلا کا محل اور فساد کا بلبہ ہے سماع میں مشغول نہوئے اور زنان میں بیٹھے اور جنید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اوس نے اپنے مرید کو ابتدائے توبہ کیحالت میں کہا کہ اگر تو اپنا دین سلامت چاہتا ہے اور توبہ کی رعایت کرتا ہے تو سماع سے جو صوفی کرتے ہیں منکر ہو اور اہل سماع سے آپ کو مت سمجھ جب تک تو جوان ہے بوڑھا ہو جائے تو لوگوں اپنے ذات سے پر گناہ کا امت کر اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اہل سماع دو گروہ ہیں ایک لاہی دوسرے الہی - لاہی تو عین فتنا میں ہوتے ہیں اور اس سے نہیں ڈرتے اور الہی مجاہدت

اور ریاضات سے اور مخلوقات سے دل قطع کئے ہوئے اور موجودات سے روگردان اور فتنہ کو اپنی ذات سے دور کیا ہوتا ہے اور اس سے مقیم ہوئے ہوئے جب ہم نہ اس گروہ سے ہمکو اس کی ترکیب بہت اچھی ہے اور اس چیز سے جو ہمارے وقت کے موافق ہے مشغول ہونا اچھا ہے - اور ایک گروہ نے کہا ہے جب سماع مین عوام کا فساد ہے اور ہمارے سننے سے لوگون کا اعتقاد پراگندہ ہوتا ہے اور ہماری وجہہ سے لوگ اسکے سبب حجاب مین ہین اور ہمارے سبب گناہگار ہوتے ہین پس عام پر ہم شفقت کرتے ہین اور خاص کو نصیحت غیر کے دیکھنے سے اسکی ترک کرتے ہین اور یہہ طریق کافی ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ اسلام مین مرد کی خوبی کی بات یہہ ہے کہ بیہودہ بات کو چھوڑے اوس چیز کو نہ چھوڑین جو ضروری ہے اور بیہودہ باتون مین مشغول ہونا تضییع وقت ہے اور دوستون کے ساتھہ دوستون کا وقت عزیز ہوتا ہے اسکو ضایع نکرنا چاہئے اور دوسرے خاص گروہ نے کہا ہے کہ سماع خبر ہے اور اسکی لذت مراد کا حاصل کرنا اور یہہ بچون کا کام ہے کہ ظاہر مین خبر کا کیا مقدار ہوتا ہے پس مشاہدہ کا کام اس کا وارد ہے یہہ احکام سماع ہین کہ ہمنے مختصر طور پر یاد کئے - اب وجد اور وجود اور تواجد مین ایک باب مرتب کرتا ہون - اللہ تعالے کی توفیق سے -

بیسوان باب وجد وجود و تواجد اور انکے مراتب - جان لو کہ وجد اور وجود دونو مصدر ہین ایک کے معنے غم اور دوسرے کے معنے پانا جب دونو کا فاعل ایک ہوتا ہے تو انہین مصدر کے سوا فرق نہین ہوسکتا جیسا کہ کہتے ہین جب پانی کے معنے لئے جاتے ہین وجد یجد وجودا اور جدانا - اور جب پانے کے معنے جاتے ہین تو وجد یجد وجدا کہتے ہین اور جب مالدار ہونیکے معنے لئے جاتے ہین یہہ ہی کہتے ہین وجد یجد جدۃ - اور جب غصہ کے معنے لئے جاتے ہین تو کہتے ہین کہ وجد یجد موجودۃ ان سب کا فرق مصدرون سے وہ بیان ہوتا ہے - فعلون مین فرق نہین وجد اور وجود سے اور اس گروہ کا مطلب وہ حال کا ثابت کرنا

جو حالت سماع مین ان مین پیدا ہوتا ہے کیونکہ ایک قرین غم ہوتا ہے اور دوسرا حصول مراد سے کامیاب ہوتا ہے اور اندوہ کی حقیقت محبوب کا گم ہونا اور مراد سے رُک جانا ہے اور یابی کی حصول مراد ہے اور حزن اور وجد مین یہہ فرق ہے کہ حزن اس غم کا نام جو اپنے نصیب مین ہو اور وجد اوس غم کو کہتے ہین جو غیر کے نصیب محبت کی وجہ سے ہو اور یہہ سب تغیرات طالب کی صفت ہین والحق لا یتغیر اور حق نہین بدلتا اور وجد کی کیفیت عبارت سے بیان نہین ہو سکتی اسلئے کہ وہ ایک درد روبرو ہے اور درد لکھنے سے بیان نہین ہوتا۔ پس وجد طالب اور مطلوب مین ایک سر ہوتا ہے جسکا بیان کشف غیب مین ہوتا ہے اور کیفیت وجود نشان مین اور اشارہ کا دخل نہین کیونکہ یہہ حالت مشاہدہ مین خوشی ہے اور خوشی طلب سے نہین ملتی پس وجود ایک فضیلت ہے کہ محبوب سے محب کو ملتی ہے کہ اسمین اشارہ کا کام نہین۔ اور میرے نزدیک وجد دلکو درد کا پہنچنا ہے خواہ خوشی سے ہو۔ یا غم سے یا تکلیف سے یا آرام سے اور وجود دل سے غم کا اٹھنا ہے۔ اور سچی محبت اوس سے مراد ہوتی ہے اور واجد کی صفت یہہ ہے کہ حالت حجاب مین جوش شوق کے سبب حرکت مین آوے۔ یا حالت کشف مین جو مشاہدہ کیجالت مین ہے سکون پاوے اما زفیر واما نفیر واما حنین واما انین واما طیش واما عیش واما کوب واما طرب ترجمہ ٹھنڈی آہ کا کھینچنا۔ چلانا۔ رونا۔ زاری۔ غصہ۔ خوشی۔ رنج فرحت اور اسمین مشائخ کا اختلاف ہے کہ وجد کامل ہوتا ہے یا وجود۔ بعضے کہتے ہین کہ وجود مریدون کی صفت ہے اور وجد عارفون کی صفت ہے جبکہ عارفون کا درجہ مریدون سے زیادہ بلند ہوتا ہے چاہیئے کہ انکی وصف زیادہ بلند اور کامل ہو۔ اسلئے کہ جو چیز دریافت کی تحت مین آئی وہ سمجھی گئی اور اس مین وہ صفت جو اسکی جنس کی ہے کیونکہ ادراک حد کو چاہتا ہے اور خداوند تعالے حد سے باہر ہے پس جو کچھہ بندہ نے پایا وہ مشرب ہے اور جسنے نہ پایا وہ اسکا طلبگار ہے اور طلب اسمین قطع ہوئی اور طالب عاجز واجد اس حقیقت حق کا ہے اور اگر کہین کہ وجد مریدون کی سوزش ہے اور وجود تحفہ محبان ہے اور محبون کا درجہ مریدون سے

بلند ہونا چاہئے تا تحفت سے کامل آرام ہو اور طلب مین سوزش کم درجہ ہے - اور یہہ معنے ایک حکایت
کے سوا نہین کہلتے اور وہ یہہ ہے کہ ایک روز شبلی رحمۃ اللہ علیہ حالت مین جنید رح کے پاس آئے
اسکو غمناک پایا پوچھا کہ ای شیخ کیا ہوا ہے جنید رح نے کہا من طلب وجد جس نے ڈھونڈا
پایا شبلی رح نے کہا کہ نہین بلکہ من وجد طلب یعنے جس نے پایا اوسنے ڈھونڈا پھر مشایخ نے
اس مین بیان کیا ہے اس لئے کہ وجدیت ایکنے نشان دیا - اور دوسرے نے وجود کی طرف
اشارہ کیا - میرے نزدیک جنید رح کا قول معتبر ہے اس لئے کہ جب
بندے نے پہچانا کہ ہمارا معبود ہماری جنس سے نہین تو اسکو غم زیادہ ہوتا ہے اور
اوس کی بابت اس کتاب مین بیان ہو چکا ہے - اور مشایخ رح کا اتفاق ہے کہ سلطان علم کا سلطان
وجد سے زیادہ قوی چاہئے اس لئے کہ جب سلطان وجد قوی ہوتا ہے تو واجد محل خطر مین ہوتا ہے
اور جب سلطان علم قوی ہوتا ہے تو عالم محل امن ہوتا ہے اور اس سبب سے یہہ مراد ہے کہ ہر حال
مین چاہئے کہ طالب علم اور شرع کا تابعدار ہو کیونکہ جب وجد مین مغلوب ہوتا ہے تو اوس سے
خطاب اٹھ جاتا ہے اور جب خطاب اٹھ گیا تو صواب اور عذاب اٹھ جاتا ہے جب صواب اور عذاب
جاتا رہا عزت اور اہانت جاتی رہی اسوقت اسکا حکم دیوانوں کا حکم ہوتا ہے اولیا اور مقربان سے
نہین ہوتا جب علم کی سلطنت حال کی سلطنت پر غالب ہے تو بندہ امر و نہی کی پناہ مین آتا ہے
اور عزت کے خیمہ مین پردہ نشین اور ہمیشہ مشکور ہوتا ہے - پھر جب سلطان حال سلطان علم پر
غالب ہوتا ہے تو بندہ حدون سے باہر ہو جاتا ہے اور اپنے محل نقص مین خطاب سے محروم
رہتا ہے تب معذور ہوتا ہے یا مغرور اور یعنی ہی جنید رح کا قول ہے کہ انہون کہا ہے کہ رستے دو ہین
علم سے اور عمل سے جو عمل بے علم ہو اگرچہ اچھا ہو جہالت اور نقص ہوتا ہے - اور علم اگرچہ بے عمل
ہو عزت اور شرف ہوتا ہے - اسی سبب سے ابو یزید رح نے کہا ہے کفر اہل الہمۃ اشرف من
اسلام اھل المنیۃ ترجمہ اہل ہمت پر کفر اور کفران صورت پذیر نہین ہوتا - لیکن اگر فرض
کرین تو اہل ہمت کا کفر اہل بے ہمت کا ایمان سے بہتر ہے - اور جنید رح نے شبلی کو کہا

شبلی سکران ولو افاق من سکرہ لجا ءمتنذر ما ینفع بہ شبلی مست ہے اور اگر مستی سے ہوش مین ہوتا تو البتہ الیاڈر انیوالا ہوتا جس سے نفع نہ پایا جاتا مشہور حکائیتون مین ہے کہ جنیدؒ اور محمد بن مسروقؒ اور ابو العباس بن عطاؒ جمع تہے ایک قوال بیت پڑہ رہا تہا یہہ تواجد مین تہے جنیدؒ ساکن تہے انہون نے کہا اے شیخ تجہے اس سماع سے کچہہ نصیب نہین اوسنے خداوند تعالی کا قول پڑہا تحسبہا جامدۃ وہی تمر مر السحاب ترجمہ تو اسکو قائم خیال کرتا ہے اور وہ بادلون کی طرح چلتا ہے۔ لیکن وجد کے حالت مین تواجد تکلف ہے اور یہہ انعام اور شواہد حق کا دل پر جوش کرتا ہے۔ اور وصل کا فکر اور تمنا مردون کی چال ہے اور ایک گروہ رسمی ہے جنہون نے حرکات ظاہری کی تقلید کی ہے اور رقص کی ترتیب دی اور انکے اشارات کو آرائش دی ہے اور یہہ محض حرام ہوتا ہے۔ اور ایک گروہ محقق ہے کہ انکی مراد حرکات اور رسوم سے حالات اور درجہ کا طلب کرنا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من تشبہ بقوم فہو منہم جسنے کسے قوم کی مشابہت کی وہ ان سے ہے اور یہہ بہی فرمایا ہے اذا قرءتم القران فابکوا فان لم تبکوا فتباکو یعنے جب تم قرآن شریف پڑہو تو رونا چاہیے اور اگر خود نہ رونا ہو تو اورون کو رولاؤ اور اس خبر سے تواجد کا مباح ہونا ظاہر ہوتا ہے اور اسی سبب سے اوسپیر نے کہا ہے مین ہزار فرسنگ جہوٹہہ پر چلتا ہون تا اوس سے ایک قدم راستی آتا ہے اور اس باب مین بہت زیادہ بیان ہے لیکن مینے اسی پر اختصار کیا واللہ اعلم بالصواب

اکیسوان باب رقص اور اسکے متعلقات

جاننا چاہیے شریعت اور طریقت مین رقص کا کچہہ اصل نہین اسلئے کہ جب جد سے ہو تو سب عقلمندون کے نزدیک لہو ہوتا ہے اور جب بطریق ہزل ہو تو لغو ہے اور مشائخ کسی نے اسکو اچہا نہین جانا اور نہ مبالغہ کیا ہے اور جو بطور بہرتی کے مشائخ بیچ داخل ہین اور اوس سے اثر نکلتے ہین وہ سب باطل ہے، و جب وجدی حرکتین اور معاملات تواجد اسکے مانند ہین ایک گروہ اہل ہزل نے

اسکی تقلید کی ہے اور اسمین غلو کیا اور اس سے ایک مذہب بنالیاہے۔ اور مین نے عوام سے
ایک گروہ کو دیکھا کہ انہون نے یہہ خیال کیاہے کہ تصوف کا مذہب یہی ہے انہون نے یہہ
اختیار کیاہے۔ اور ایک اسکے اصل کے منکر ہین غرض کہ ناچنا شرعاً اور عقلاً برا ہے سب
لوگون سے اور یہہ محال ہوتاہے کہ افضل لوگ ایسا کام کرین۔ لیکن جب اس سے دلکو خفت
حاصل ہوی اور خفقان غالب ہوا اور وقت نے زور پایا اور حالنے اپنا اضطراب پیدا کیا
اور ترتیب رسوم ظاہر ہوی وہ اضطراب جو ظاہر ہوا رقص ہوتاہے نہ ناچنا ہوتاہے اور نہ طبع
پروری کیونکہ وہ جان کا گداز کرنا ہوتاہے اور وہ شخص طریق صواب سے بہت دور ہے کہ اسکو
رقص کہتاہے اور یہہ ایسی حالت ہے کہ زبان سے اوسکا بیان نہین ہوسکتا من لم یذاق
لایدری النظر فی الاحداث یعنے جسنے ذوق عرفان نہین چکھا وہ جوالون کی طرف نگاہ
کرنا نہین جانتا۔ غرض کہ نوجون کی طرف دیکھنا اور انسے صحبت کرنا خطرناک ہے اور اسکا جائز
کرنیوالا کافر ہوتاہے اور جو اثر اسمین بیان کرتے وہ نادانی اور واہیات ہے۔ اور مین نے جاہلون کا
ایک گروہ دیکھا کہ نوجوالون کو دیکھنے کی تہمت سے اہل طریقت منکر ہوے اور مینے دیکھا ہی کہ اسنے ایک مذہب
بنایاہی اور مشایخ رحمۃ اللہ ہر حال مین اسکو آفت جانتاہے اور یہہ حلولیون سے ایک نشان اولیاء اللہ او صوفیون
کے درمیان رہاہی واللہ اعلم۔ **بیسوان باب کپڑے پھاڑنا** جاننا چاہیے کہ گروہ
صوفیہ مین کپڑے پھاڑنے کی عادت ہے اور بڑی بزرگون کی مجلسون مین یہہ کام کرتے ہین اور مینے عالمون
کا ایک گروہ دیکھاہے کہ وہ رقص کے منکر ہین اور اونہون نے کہا ہی کہ کپڑے پھاڑنا درست نہین اور
فسادہی اور یہہ محال ہی کہ جس فسادسے ضلالت مراد ہو وہ بہتر ہو اور سب لوگ سالم کپڑے کو پھاڑ دیتے ہین
اور قطع کرتے ہین پھر سیتے ہین جیسا نکہ آستین اور سنبر اور جیب ایکدوسرے سے جدا کرتے ہین پھر درست کرتے
ہین کچھ فرق نہین ہے کہ کپڑے کو سو ٹکڑا کرین اور ملا کر سیتے ہین اور دوسرا پانچ ٹکڑی کری پھر سیتی یا دیکھو
جو ٹکڑا کرتے ہین سیتے ہین اس سے ہوکے دلکو راحت ہوتی ہی اور اسکی ضرورت چلی جاتی ہی جو کپڑا گدڑی پر سیتے ہین
تو طریقت مین کپڑا پھاڑنے کا اصل نہین البتہ سماع مین بحالت صحت جو پھاڑنا نہ چاہی کہ وہ اسراف ہی لیکن اگر سننے والے کو

غلبہ ہو جیسا کہ حکم الٰہی اس سے ادا ہو سکے اور بیخبر ہو تو معذور ہوتا ہے جب ایک کا یہہ حال ہو اور ایک گروہ اسکی موافقت سے کپڑے پہاڑیں تو روا ہوتا ہے اور اس طریقت کے سب کپڑا پہاڑنے والے تین طرح پر ہوتے ہین ایک وہ کہ درویش خود پارہ کرے اور وہ سماع کی حالت مین مغلوب ہے۔ دوسرا وہ کہ ایک جماعت اپنے پیر یا پیشوا کے حکم سے کپڑے پہاڑے مین ایک تو گناہ سے استغفار کرنیکی حالت مین دوسرا سکر اور وجد کی حالت مین اور ان سب سے زیادہ وہ کپڑا پہاڑنا مشکل ہوتا ہے جو سماع ہو اور وہ دو طرح پر ہوتا ہے ایک مجروح دوسرا درست اور مجروح کپڑے کی دو شرطین ہوتی ہین یا تو سلئین اور اسکو واپس دین یا کسی اور درویش کو بخشدین یا تبرک کے طور پر پہاڑ کر تقسیم کرین لیکن جب درست ہو تو دیکہنا چاہیے کہ کپڑا پہاڑنے والے درویش کی کیا مراد ہے اگر قوال کو دینا ارادہ ہو تو اوسیکو دینا چاہیے اور اگر جماعت کو دینا اوسے منظور ہو تو انکو دینا چاہیے اگر اوسنے یونہی ڈالدیا ہو تو حکم پیر کا روا ہو گیا حکم دیتا ہے اگر جماعت کو دینا فرماے تو پہاڑ کر تقسیم کرین یا ایک درویش کو دیدین یا قوال کے حوالے کرین پس اگر قوال کو دینا ہو تو درویش کی مراد اور اتفاق اصحاب شرط نہین ہے اور جب اتفاقی ہو تو پہر درویش کا کپڑا قوال کو نہ دے کیونکہ یہہ نالائق کو دینا ہوتا ہے اور وہ کپڑا درویش نے یا حالت اختیار مین دیا ہوگا یا حالت اضطرار مین اور دوسرون کو اسمین کچہہ موافقت نہین پس اگر جماعت کے ارادہ پر کپڑا جدا ہوا ہے یا اونکی مراد کے بغیر تو اوسکی موافقت شرط ہے جب کپڑا پہینکنے مین اتفاق کیا گیا تو پیر کو لائق نہین کہ درویشون کا کپڑا قوال کو دے لیکن یہہ جائز ہے تا کہ انکا محب کچہہ کرے اور کپڑے درویشون کو دے یا اونسے بہا لے اور تقسیم کرین اور اگر کپڑا مغلوبیت حال کے گر پڑا ہو تو اسمین مشائخ رحمہم اللہ کا اختلاف ہے اور اکثر کہتے ہین قوال کو دینا چاہیے کیونکہ اسمین حدیث پیغمبر کے موافقت ہے کہ آپ نے فرمایا من قتل قتیلا فلہ سلبہ یعنی جس عاشق کو قتل کیا پس اوسکا لباس اسکی لیے ہے اور اگر قوال کو نہ دین تو طریقت کی شرط سے باہر ہو جاتے ہین اور ایک گروہ نے کہا ہے اور وہ مجہے بہی اختیار ہے کہ جیسا مذہب فقہین بادشاہ کی اجازت کے سوا مقتول کا کپڑا قاتل کو نہین دیتے یہان بہی یہہ کپڑا بدون حکم پیر کے قوال کو نہ دینا چاہیے لیکن اگر پیر کوئی دینا چاہے تو اسمین کچہہ مضایقہ نہین واللہ اعلم بالصواب

تیسوان باب سماع کے آداب

جانو کہ شرط ادب سماع وہ ہے کہ جب تک ضرورت نہو سماع نکرے اور اسکو عادت نہ بنائے اور دیر کے بعد کرے تا کہ اسکی عظمت دل سے نجائے یہہ بہی چاہیے کہ جب تو کوئی جبیر سماع کرے تو پیر وہان حاضر ہو اور سماع مین عام لوگ نہوین اور قوال صاحب عزت ہو اور دل شغلون سے خالی اور طبع کہیل سے متنفر ہو اور تکلیف درمیان نہو اور جبتک قوت سماع پیدا نہو یہہ شرط نہین

کرنے اوسمین مبالغہ کرے اور جب قوی ہو تو اوسکو آپ سے ہٹانا شرط نہین اور قوت سماع کا تابعدار ہوجائے یعنی جو اسکا مقتضا ہو وہی کرے اگر ہلائے تو ہلے اگر ٹہرائے تو ٹہر جائے اور قوت طبع اور سوز وجد مین فرق کرے اور چاہیے کہ سننے والے کو استعداد طاقت پیدا ہو کہ وارد حق کو قبول کرسکے اور اسکی داد دے سکے اور جب اسکا غلبہ دل پر ظاہر ہو تو تکلف سے اپنے آپ سے دفع نکرے اور جب اسکی قوت ٹوٹ جائے تو تکلف سے جذب نکرے اور چاہیے کہ حرکت کیحالت مین کسی سے مدد کی امید نرکہے اور اگر کوئی مدد کرے تو منع نکرے اور اسکا اس نیت مین امتحان نکرے کیونکہ اسمین آزمانیوالیکو بہت پریشانی آکر برکتی ہوتی ہے اور کسیکی سماع مین خلل ندے تاکہ اوسکا وقت پراگندہ ہوجائے اور اسکی روزگار مین تصرف نکرے اور چاہیے کہ اگر قوال خوش کہا ہو تو اسکو یہہ نکہے کہ تونے خوش کہا ہے اور اگر ناخوش کہے تو اسکو برا نکہے یا وہ شعر ناموزون کہے جو طبع کو پریشان کرے تو یہہ نہ کہے کہ اچھا کہو بلکہ دلمین اوس سے غصہ نکرے اور اسکو درمیان نہ دیکھے سب حوالہ حق کرے اور وہ درست سنتا ہو اور اگر کسی گروہ کو سماع مین دیکھے اور اوسکو اوس سے فائدہ نہو تو یہہ شرط نہین کہ اپنی ہوشیاری سے انکی مستی مین نظر نہ دیکہے اور چاہیے کہ اپنے وقت مین باآرام ہو اوس سے اسکو فائدہ ہوگا اور سلطان وقت کی عزت کرے تاکہ اوسکی برکتین اسکو ملین۔ اور مین کہ علی عثمان جلابی رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا ہون مجہکو وہ پسند ہے کہ مبتدیون کو سماع مین نہ چھوڑین تاکہ انکی طبع پریشان نہو کیونکہ اسمین بڑے خطرے ہین اور آفت ہے اسواسطے کہ عورتین چھت سے یا بلند مکان سے انکو انکی حالت سماع مین دیکھتے ہین اور اس سبب سے سننے والون کو سخت حجاب پڑتے ہین اور چاہیے کہ جوان بچون کو بہی انکے درمیان نہ بٹہائین اور ایسا نہو کہ اسکے بعد جاہل صوفیون نے ان باتون کو مذہب بنا رکہا ہے اور سچ کو درمیان سے دور کردیا اور مین اس جنس کی آفتون سے جو مجہہ پر گذری ہین استغفار کرتا ہون اور خداوندتعالے سے مدد چاہتا ہون تاکہ میرے ظاہر باطن کو آفات سے بچا رکہے۔ اور مین اس کتاب کے پڑہنے والون کو وصیت کرتا ہون کہ اس کتاب کے حکمون کی رعائت رکہین وباللہ التوفیق

والحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد والہ اجمعین وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ اللہم اغفر لصاحب ہذا الکتاب ولمن قرأہ ولمن کتبہ

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

سراجی مع حواشی مناسبہ و شرح کاشف الحاصل المتن لکمال پاشا

یہ کتاب بہمہ صفت موصوف ہے آج تک یہ شرح کبھی نہیں چھپی۔ شارح علام نے نہایت جد و جہد سے اس دقیق کتاب کی ایسی شرح فرمائی ہے۔ گویا دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے یہ کتاب علما و طلبا کے لئے یکساں مفید ہے قیمت بلا محصول ۱۲/

گلدستۂ معجزات بزبان پنجابی

یہ کتاب کل معجزات جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظم پنجابی میں ہے مصنف صاحب نے نہایت ہی غور و خوض سے کتب احادیث سے کل معجزات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمع فرما کر نظم کر دیئے ہیں۔ یہ کتاب واعظوں کے لئے بھی ازحد مفید ہے قیمت صرف بلا محصول ڈاک ۸/

سراجی مع حواشی منہاج السراج

علم فرائض میں یہ کتاب لاجواب ہے۔ آج تک اکثر مطابع میں غلط چھپتی رہی بہ تصحیح و تحشی مولانا مولوی غلام حیدر صاحب۔ اعلےٰ درجہ کے کاغذ پر طبع کی گئی ہے محشی علام نے نہایت تجربہ سے اس کتاب کے ادق مضامین کو حل کر دیا ہے اور ہر ایک مسئلہ کی صورت بھی تحریر فرمائی ہے اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب فرائض کی ضرورت رہتی۔ آخر کتاب میں بنظر سہولیت ناظرین ایک نقشہ حصص فرائض کا ایسا جامع لاحق کیا ہے کہ صرف نقشہ کے ملاحظہ سے ہر ایک طالب علم ادق سے ادق مسئلہ کو بھی حل کر سکتا ہے شایقین جلد اس سے فائدہ حاصل کریں

قیمت بلا محصول ڈاک ۶/

نزہتہ النظر شرح نخبۃ الفکر وبہامشہ بہجۃ النظر علیٰ شرح شرح نخبۃ الفکر عربی

اصول حدیث میں یہ کتاب مستند ہے اور کیوں نہ ہو اس کا مصنف احمد بن علی العسقلانی معروف بہ ابن حجر ہے اور بہجۃ النظر کا مصنف ابی الحسن بن محمد صادق السندی المدنی شارح صحیح بخاری کا ہے اس کتاب کی تعریف اس کے باوقعت مصنفین کے نام نامی سے ہی معلوم ہو سکتی ہے۔ علمائے ہندوستان وغیرہ کی تقریظیں جو اس کتاب کی خوبی میں لکھی گئی ہیں وہ ہی اس کے مستند ہونے کے لئے کافی ہیں اس کتاب کے ہوتے ہوئے کسی دوسری کتاب اصول حدیث کی ضرورت نہیں رہتی خوشخط چھاپہ عمدہ کاغذ اعلےٰ درجہ کا ✤ قیمت صرف ۱۲/

تفسیر جلالین معہ کمالین و اعراب القرآن و تفسیر جامع البیان

اس نایاب کتاب کی پوری خوبی تو اب کتاب کے ملاحظہ سے دریافت کر سکتے ہیں۔ لیکن یہاں صرف اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے کہ اس کے حاشیہ پر کمالین وغیرہ کے علاوہ دو قیمتی کتابیں مستقل طور پر درج ہیں۔ ایک تو اُن میں سے تفسیر جامع البیان ہے جس سے جلالین کے مطالعہ کرنے والوں کو کافی طور پر مدد مل سکتی ہے صفحہ بہ صفحہ جلالین کے درج ہے اور دوسری اعراب القرآن جس میں تمام کلام مجید کی نحوی ترکیب اوّل سے آخر تک پوری درج حاشیہ کی گئی ہے۔ اعلےٰ درجہ کی صحت کے اطمینان کے لئے آخر کتاب میں مشہور علمائے دہلی وغیرہ کی مہریں ثبت ہیں۔ بایں ہمہ خوبیہا قیمت نہایت ہی قلیل جو بحیثیت حجم کتاب کے صرف ایک کتاب کی قیمت کے برابر نہیں بلا محصول ڈاک صرف ... .. للعہ/

انواع بارک اللہ صاحب

نظم پنجابی حاوی کل مسائل فقہیہ جو شخص حرف شناس ہے۔ وہ اس کتاب کے مطالعہ سے کل مسائل فقہیہ سے واقفیت حاصل کر سکتا ہے گویا خود ہی مفتی بن سکتا ہے ✤ قیمت بلا محصول ڈاک ۸/

رضی شرح شافیہ

یہ درسی کتاب علم صرف میں اعلےٰ درجہ کی ہے پہلے کئی بار چھپی۔ مگر باعث عدم توجہی اہالیان مطبع غلط کیا۔ بلکہ بالکل مسخ ہو گئی تھی اور طلبا سخت عاجز و پریشان تھے۔ بنظر افادۂ شائقین چند قدیم قلمی نسخے بہم پہنچا کر تصحیح کی گئی اور بڑی کوشش سے عمدہ کاغذ پر طبع کرائی گئی ہے حسن خط اور خوبیٔ صحت مطالعہ سے ظاہر ہو جاویگی زیادہ لکھنے کی حاجت نہیں قیمت بلا محصول ڈاک ۸/